انوارخطابت

برائے محرم الحرام

تالــیف

مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوارخطابت' برائے محرم الحرام
تالیف	:	مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	محرم الحرام 1432ھ،م ڈسمبر 2010ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	20روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباددکن
تزئین وکتابت	:	مولانا محمد عبدالقدیر قادری ومولانا حافظ ارشد
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباددکن فون نمبر: 040-24469996
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید واحد علی قادری ومولانا حافظ سید احمد غوری، مولانا حافظ احمد رفیع، مولانا حافظ سلمان سہروردی
ملنے کے پتے	:	☆ جامعہ نظامیہ حیدرآباددکن
		☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد
		☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
		☆ منہاج القرآن مغل پورہ حیدرآباد
		☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
		☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
		☆ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
		☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
		☆ دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

فہرست

☆......سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل ومناقب......☆

(2)☆......فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم......☆

(3)☆......محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم......☆

(4)☆......فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ......☆

☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبه سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ الطیبین الطاهرین واصحابه الاکرمین الافضلین ومن احبهم وتبعهم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ -

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے اونچا مرتبہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے، یہ وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رخ انور کے دیدار کی سعادت حاصل کی اوراسی حالت میں وصال فرمایا، اورآپ کی صحبت بافیض سے مشرف ہوئے - حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے اونچا مرتبہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے،اور جس طرح ان کی ترتیب ہے ان کے درجات وکمالات بھی اسی کے مطابق ہیں-

یوں تو اللہ تعالی نے عمومی طور پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے :وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى - ترجمہ: اوراللہ تعالی

نے تمام (صحابۂ کرام) سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے-(سورۃ الحدید10)

خلیفۂ دوم، ناطق حق وصواب ابوحفص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جنت کی اس عمومی بشارت کے باوصف خصوصی بشارت سے بھی سرفراز فرمائے گئے-اللہ تعالی نے آپ کے ذریعہ پیام اسلام کو عام کیا، آپ کی زبان مبارک پر حق کو جاری فرمایا اور آپ کو حق وباطل کے درمیان وجہ امتیاز بنادیا -

ولادت مبارک

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت باسعادت سے متعلق امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے رقم فرمایا کہ آپ کی ولادت شریف عام الفیل کے تیرہ سال بعد ہوئی

وَقَالَ النَّوَوِیُ وُلِدَ عُمَرُ بَعْدَ الْفِیْلِ بِثَلاثَ عَشَرَةَ سَنَةً -(تاریخ الخلفاء: ج1،ص43)

نام مبارک وکنیت شریفہ

آپ کا نام مبارک "عمر" اور کنیت شریفہ "ابوحفص" اور لقب مبارک "فاروق" ہے-

آپ کا نسب مبارک اس طرح ہے: سیدنا عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی-

قبولیت اسلام

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام لانے کے بعد 6 نبوی میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا، اس وقت آپ کی عمر مبارک ستائیس (27) سال تھی-

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن قرط بن رزاح بن عدی ابن کعب بن لؤی أمیر المؤمنین أبو حفص القرشی العدوی الفاروق اسلم فی السنة السادسة من النبوة وله سبع وعشرون سنة قاله الذهبی -(تاریخ الخلفاء: ج1،ص-43:الاکمال فی اسماء الرجال)

جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ :اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلاَمَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! تو ابوجہل یا عمر بن خطاب، دونوں میں جو تیرے محبوب ہیں ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما-

(جامع ترمذی شریف، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر4045)

البتہ سنن ابن ماجہ شریف کی روایت میں آپ ہی کے حق میں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا مذکور ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم: اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلاَمَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً .

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعاء فرمائی: اے اللہ تو بطور خاص عمر بن خطاب کو اسلام کی توفیق عطا کر کے اسلام کو غلبہ عطا فرما-

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ-حدیث نمبر110)

آپ کے مشرف باسلام ہونے پر اہل آسمان نے خوشیاں منائیں

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ مشرف باسلام ہوئے، حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یقیناً حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے پر اہل آسمان نے خوشیاں منائیں۔

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ۔ حدیث نمبر(108-)

مشرف باسلام ہونے کا واقعہ

آپ کے مشرف باسلام ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ ایک دن ننگی تلوار لئے غصہ میں جارہے تھے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، آپ کے اسلام کی حضرت عمر کو خبر نہیں تھی، پوچھا: اے عمر! ننگی تلوار لئے کہاں جارہے ہو؟ آپ نے کہا: آج بانی اسلام کا فیصلہ کردینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ مسلمان ہوگئے ہیں۔

آپ رخ بدل کر بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں آیات قرآنی کی تلاوت کررہے تھے فوراً تلاوت موقوف کرکے بہن نے دروازہ کھولا، حضرت عمر نے غصہ

میں کہا: کیا تم نے بھی اسلام قبول کرلیا؟ پھر بہنوئی کی طرف جاکر انہیں زمین پر پٹخ دیا اور سینہ پر سوار ہوکر مارنے لگے، جب بہن روکنے کے لئے قریب آئیں تو انہیں ایسا طمانچہ مارا کہ چہرہ زخمی ہوکر خون سے لت پت ہوگیا، بہن نے بآواز بلند کہا: عمر! چاہے کچھ بھی کرلو اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہن کے چہرہ کو دیکھ کر اور ایمانی جذبات سے لبریز یہ گفتگو سن کر رقت طاری ہوئی اور کچھ دیر خاموش رہے، پھر کہا: جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ دکھاؤ تو بہن نے انہیں مصحف شریف عنایت فرمایا، پھر جب آیات قرآنی کے مبارک اوراق لئے تو نظر سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کریمہ پر پڑی، آیات کریمہ پڑھ کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے، بے اختیار پکار اٹھے: یہی معبود برحق ہے اسکے سوا حقیقت میں کوئی بندگی کے لائق نہیں۔

اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرماتھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہن کے گھر سے ننگی تلوار لئے جب وہاں پہنچے تو دروازہ بند تھا، مسلمانوں کو اس امر کی اطلاع مل چکی تھی، دروازہ کھولنے میں تاخیر کررہے تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو! اگر نیک نیتی سے آئے ہیں تو استقبال کیا جائے گا ورنہ اسی تلوار سے ان کا سر اڑادیا جائے گا۔

سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا :اے عمر! کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے، کیا ابھی باز نہیں آؤ گے؟ اسلام میں داخل ہوجاؤ !حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند توحید و رسالت کی گواہی دی اور مشرف باسلام ہوگئے، تمام مسلمانوں نے خوشی کے مارے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس موقع پر حضرت جبریل علیہ السلام خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف باسلام ہونے پر تمام آسمان والوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی اور خوشیاں منائی۔

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گزارش پر علی الاعلان حرم کعبہ میں مسلمانوں نے نماز ادا کی ۔(المواہب اللدنیہ مع حاشیۃ الزرقانی ۔ج 2۔ص 4 ،زرقانی۔ج 2۔ص 5،سبل الھدی والرشاد، ج 2۔ص372)

قبولیت اسلام کے بعد بھی آپ کا تیور جلال ہمیشہ باقی رہا، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کمال وارفتگی اور دین اسلام سے اٹوٹ وابستگی آپ کے دل میں ایسی گھر کرگئی تھی کہ ہر وقت آپ دین متین اور رسول امین کی شان اقدس کے دفاع کے لئے کمر بستہ رہتے، غزوۂ بدر کے موقع پر آپ نے جانثاری کا ایسا نمونہ پیش کیا، جو تادم شمس وقمر تازہ رہے گا، چنانچہ آپ کا ماموں عاص بن ہشام میدان بدر میں مقابلہ کے لئے آیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خود آگے بڑھ کر اس سے مقابلہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ وہ اسی دم جہنم رسید ہوگیا۔(السیر ۃ النبویۃ لابن کثیر، ج2،ص446)

فاروق اعظم کی شان عدالت

خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات والا صفات میں اللہ تعالی نے بےشمار کمالات ودیعت فرمائے، آپ کی حیات طیبہ حقانیت وصداقت کی آئینہ دار اور عدل وانصاف کا معیار ہے، آپ کی صدق بیانی، حق پسندی اور عدل وانصاف کے اغیار بھی معترف ہیں، اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے آپ کے دور خلافت کو ایک بہترین نمونہ سمجھتے ہیں، آپ کا دور خلافت سورۂ مائدہ کی اس آیت کریمہ کا سراسر مصداق ہے، ارشاد الہی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ -

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، اور ہرگز کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کیا کرو، یہی زیادہ تقوی کے نزدیک ہے، اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالی تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔

(سورۃ المائدۃ8)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حق وانصاف کے قیام، حدود شریعت اور قوانین اسلام کے نفاذ کے لئے اپنوں اور غیروں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، غیر مسلموں کو بھی جان ومال کا تحفظ فراہم کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ،شرح بخاری لابن بطال میں ہے :

عن عبد الله بن عمر قال حدثني من سمع سالما قال كان عمر إذا نهى الناس عن شيء جمع أهل بيته فقال إني نهيت الناس كذا وكذا و ان الناس لينظرون إليكم نظر الطير إلى اللحم وأيم الله لا أجد أحدا منكم فعله إلا أضعفت له العقوبة ضعفين

جب آپ کوئی فیصلہ فرماتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کر کے فرماتے : میں نے فلاں شئ سے لوگوں کو منع کیا ہے،اور لوگ تم پر اس طرح نظر رکھینگے جس طرح پرندہ گوشت پر رکھتا ہے،اگر اس ممنوع عمل کے تم مرتکب ہوگئے تو وہ بھی مرتکب ہوجائینگے ،اگر تم اس سے دور رہو گے تو وہ بھی دور رہینگے ،قسم بخدا! اگر تم میں سے کوئی وہ کام کر بیٹھے جس سے میں نے لوگوں کو منع کیا ہے تو میں اسے دوہری سزا دونگا-

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الأمراء، ما ذکر من حدیث الأمراء والدخول علیہم، حدیث نمبر-30643 : شرح بخاری لابن بطال -الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک مکان کے پاس سے ہوا جہاں ایک مانگنے والا مانگ رہا تھا، بہت بوڑھا، نابینا شخص ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بازو پکڑا اور فرمایا' جیسا کہ کتاب الخراج ص150 ' میں مذکور ہے:

فماالجأك الى ماارى قال اسال الجزية والحاجة والسن فاخذ عمر بيده وذهب به الى منزله فرضخ له بشيء من المنزل ثم ارسل الى خازن بيت المال فقال انظر هذا وضرباء ه فوالله ما انصفنا ان اكلنا شبيبته ثم نخذله عندالهرم.

ترجمہ:تمہیں کس چیز نے اس حالت پر مجبور کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کہنے لگا جزیہ میرے ذمہ ہے،ضرورتمند ہوں اور بوڑھا ہوچکا ہوں،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا، اپنے گھر لے گئے اور گھر سے کچھ سرفراز فرمایا پھر بیت المال کے خازن کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کا اور اس جیسے بوڑھے غیر مسلموں کا خیال رکھو،اگر ہم نے اس کی جوانی میں اس سے جزیہ وصول کیا پھر بڑھاپے میں اسے بے مدد چھوڑ دیں تو اللہ کی قسم! ہم نے انصاف نہیں کیا۔ پھر آپ نے اس شخص کے اور اس جیسے بوڑھے غیر مسلم افراد کے ذمہ سے جزیہ ساقط کردیا۔

فضائل وکمالات

جامع ترمذی شریف،اورابن ماجہ شریف،میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ .

ترجمہ: سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا : میرے بعد جو دو (خلفاء) ہیں، ان کی اقتداء کرو یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔

(ترمذی شریف، ابواب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر 4023 : سنن ابن ماجہ شریف، مقدمہ، باب فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر 102)

اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ رب قدیر نے ان کی زبان ودل سے حقیقت کے چشموں کو جاری کردیا تھا،اور راہ حق سے ان کے انحراف کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ :إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری فرمادیا ہے-

(جامع ترمذی، حدیث نمبر 4046:)

یہی وجہ تھی کہ ابلیس لعین بھی آپ کی شخصیت کا سامنا نہیں کرسکتا تھا،اور جہاں کہیں آپ تشریف فرما ہوتے وہاں سے راہ فرار اختیار کرجاتا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ..... قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ، وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلاَّ سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

ترجمہ: سیدنا محمد بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں،انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب! مبارک ہو،اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے! شیطان تم سے کسی راستہ میں نہیں ملتا مگر وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے-

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، حدیث نمبر 6085)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خصوصی نسبت اور آپ کے عدل وصداقت کی برکت کی وجہ آپ کے دور خلافت میں مسلمان جہاں کہیں پہنچتے فتح ونصرت سے ہمکنار ہوتے۔

وروى أن عمر بعث جنداً إلى مدائن كسرى وأمر عليهم سعد بن أبى وقاص وجعل قائد الجيش خالد بن الوليد، فلما بلغوا شط الدجلة ولم يجدوا سفينة تقدم سعد وخالد فقالا :يا بحر إنک تجرى بأمر الله فبحرمة محمد صلى الله عليه وسلم وبعدل عمر خليفة رسول الله إلا خليتنا والعبور، فعبر الجيش بخيله وجماله إلى المدائن ولم تبتل حوافرها -(الرياض النضرة فى مناقب العشرة)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر مدائن کی طرف روانہ فرمایا،جس کی قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرمارہے تھے،جب لشکر اسلام دریائے دجلہ کنارہ پہنچا اور کوئی کشتی نہ پائی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے آگے بڑھ کر دریائے دجلہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے دریا! بے شک تو اللہ تعالی کے حکم سے جاری ہے، تجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا واسطہ،اور آپ کے خلیفۂ راشد حضرت فاروق اعظم کی عدالت کا واسطہ 'ہمیں راستہ فراہم کردے !تمام لشکر بشمول گھوڑوں اور اونٹوں کے ہمراہ دریا میں اتر گیا،اور سارے لوگ سلامتی کے ساتھ دریا پار کرتے ہوئے مدائن تک پہنچ گئے حال یہ تھا کہ سواریوں کے کُھر تک تر نہ ہوئے۔

شہادت عظمیٰ کی بشارت

صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنه قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ .

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو وہ اپنے مقدر پر ناز کرتے ہوئے فرط مسرت سے جھومنے لگا، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک مار کر اس سے فرمایا اے احد ! تھم جا تجھ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 3686)

اکثر آپ مدینۂ طیبہ میں وفات پانے اور جام شہادت نوش کرنے کی دعا کیا کرتے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ - رضی اللہ عنه - قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ - صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ: اے اللہ ! تو مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما، اور اپنے حبیب کے شہر مقدس میں مجھے وفات عطا فرما۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراہیۃ النبی - صلی اللہ علیہ وسلم -

أن تعرى المدينة، حدیث نمبر 1890)

63 سال کی عمر مبارک میں وصال، قرب مصطفوی کی دلیل

صحیح مسلم شریف میں روایت ہے:

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً وَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ وَقُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ .

ترجمہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اس وقت آپ کی عمر مبارک ترسٹھ (63) برس تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو آپ کی عمر ترسٹھ (63) برس تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کی عمر مبارک بھی ترسٹھ (63) برس تھی۔

(صحیح مسلم شریف، باب کم أقام النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - بمکۃ والمدینۃ. حدیث نمبر 6244 :)

یوم عاشوراء کی فضیلت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے مبارک تذکرہ کے ساتھ ساتھ ماہ محرم الحرام کی مناسبت سے یوم عاشوراء کی فضیلت بیان کی جاتی ہے: محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو یوم عاشوراء کہتے ہیں، اس دن روزہ رکھنا سنت ہے، یہود بھی عاشوراء کو روزہ رکھتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مشابہت سے بچانے کیلئے حکم فرمایا کہ دسویں کے ساتھ نویں یا گیارھویں کا روزہ رکھ لیا جائے، جیسا کہ زبدۃ المحدثین حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح ج 1 ص 572 میں امام طحاوی کے حوالہ سے حدیث شریف ذکر کی ہے"

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صوم یوم عاشوراء صوموہ وصوموا قبلہ یوما اوبعدہ یوما ولاتشبھوا بالیھود. رواہ الطحاوی .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے سے متعلق روایت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:تم لوگ عاشوراء کا روزہ رکھو اوراس سے ایک دن پہلے یااسکے ایک دن بعدروزہ رکھواور یہود کی مشابہت مت اختیارکرو!

اگرکوئی شخص صرف دسویں کا روزہ رکھےتوروزہ اداہوجائے گا تاہم یہ عمل یہود سے مشابہت کی بناپرمکروہ ہے،حاشیہ زجاجۃ ج1 ص572 میں ہے:

یستحب صوم یوم عاشوراء ویستحب ان یصوم قبلہ یوماًاو بعدہ یوما فان افردہ فھو مکروہ للتشبہ بالیھود - ردالمحتارج1 ص91 میں ہے:ای **مفرداً عن التاسع او عن الحادی عشر امداد لانہ تشبہ بالیھود. محیط۔**

عاشوراء کےدن اہل وعیال پرخرچ کرنے کی برکت

عاشوراء کے دن اہل وعیال کے نفقہ میں وسعت کرنے اور ان پرکشادگی وفراخ دلی سے خرچ کرنیکی احادیث شریفہ میں فضیلت آئی ہے ،امام بیہقی کی شعب الایمان،کتاب الصوم،میں حدیث پاک ہے:

"عن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ فی سائر سنتہ.

ترجمہ:سیدنا عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جس نے عاشوراء کےدن اپنے اہل وعیال پرخرچ کرنے میں کشادگی کی اللہ تعالی اسکے لئے سال بھرکشادگی عطافرمائے گا۔

(حدیث نمبر:3626)

مشکوۃ المصابیح،ج1 ص170 میں مذکورہ حدیث شریف کے بعدمرقوم ہے:

قال سفیان انا قدجربناہ فوجدناہ کذالک.

ترجمہ:حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:ہم نے اسکا تجربہ کیاتوایساہی پایا۔

علامہ ابن عابدین شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتارج2،**کتاب الصوم ،مطلب فی حدیث التوسعۃ علی العیال والاکتحال یوم عاشوراء** ص123،میں جابررضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے:

قال جابر جربتہ اربعین عاما فلم یتخلف''

ترجمہ : سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : میں نے چالیس(40)سال اسکا تجربہ کیااس کے خلاف نہیں ہوا، ہمیشہ کشادگی وبرکت کو پایا۔

دیگرایام کے بالمقابل عاشوراء کےدن دسترخوان کووسیع کرنارزق میں کشادگی وبرکت کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ محرم الحرام کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اورعدالت فاروقی کی برکت سےہمیں بھی عدل وانصاف کا پیکر بنائے ۔امین وآخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

فضائل اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت گرامی کے سبب حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو بلند مراتب عطا فرمائے ،اوران کی عظمت شان کا اپنے کلام پاک میں اظہار فرمایا، ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! یقیناً اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور رکھے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔(سورۃ الاحزاب۔33)

اس آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے اہل بیت کرام کو ہر قسم کی فکری ،اعتقادی،عملی ،اخلاقی ،ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک وصاف' طیب وطاہر رکھا،اس کے شان نزول سے متعلق ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: فِي بَيْتِي نَزَلَتْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ قَالَتْ: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى فَاطِمَةَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ: هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي قَالَتْ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ أَمَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟ قَالَ: بَلَى إِنْ شَاءَ اللَّهُ . رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ.

ترجمہ: ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: جس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں رونق افروز تھے' اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو! بیشک اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ ہر گندگی کو تم سے دور رکھے اور تمہیں مکمل پاکیزگی عطا فرمائے۔جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اہل بیت سے نہیں ہوں؟ سرکار نے فرمایا: کیوں نہیں! تم بھی انشاء اللہ اہل بیت سے ہو۔ (زجاجۃ المصابیح ج5 ص316)

ذکر اہل بیت نماز میں

اہل بیت کرام سے محبت رکھنا چونکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے ان کے ذکر کو نماز جیسی عظیم عبادت کا حصہ قرار دیا گیا، روزہ' زکوۃ' حج اور صدقات وخیرات ایسے اعمال ہیں کہ ہر مسلمان ہر دن ان اعمال کو انجام نہیں دیتا' روزہ بیمار افراد نہیں رکھتے'

زکوۃ تنگدست لوگ ادانہیں کرتے، حج صاحب استطاعت کے لئے زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، جبکہ منظور خداوندی یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کا ذکر منقطع نہ ہو، ان سے محبت کا اظہار ہر مسلمان کی جانب سے بار بار ہوتا رہے، لہذا ان کا ذکر نماز میں رکھ دیا گیا، نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے چنانچہ درود شریف سے متعلق سنن دارقطنی میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يُصَلِّ فِيهَا عَلَيَّ وَلاَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِي لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ.

ترجمہ: سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایسی نماز پڑھتا ہے کہ جس میں مجھ پر اور میری آل پر درود نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الصلوۃ، باب ذکر وجوب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد، حدیث نمبر1359)

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلاَ أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقُلْتُ بَلَى ، فَأَهْدِهَا لِي . فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک حسین تحفہ نہ دوں جو میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے، انہوں نے کہا: کیوں نہیں! آپ مجھے وہ تحفہ عنایت فرمائیں، تب آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا،

فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلاَةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ . قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اہل بیت کرام پر کیسے درود بھیجیں؟ اللہ تعالی نے ہمیں سلام پیش کرنے کا طریقہ تو سکھا دیا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح پڑھو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، وَعَلَى آلِ (سَيِّدِنَا) إِبْرَاهِيمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

اے اللہ! درود نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر، جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر، جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر، بے شک تو تعریف کے لائق، بزرگ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب یزفون، حدیث نمبر 3370)

اہل بیت اطہار امت کیلئے امان ہیں

سنن دیلمی میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ اَیاس بن سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیہِ عَنْ النبی صَلّٰی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ قال: النُّجُومُ جُعِلَتْ أَمَاناً لِأَھْلِ السَّمَاءِ وَاِنَّ أَھْلَ بَیْتِی أَمَانٌ لِأُمتِی

ترجمہ: سیدنا ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا ذریعہ ہیں، اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:6137)

اہل بیت کرام کے تذکرہ سے شفا ملتی ہے حتی کہ مجنون بھی افاقہ پاجاتا ہے

سنن ابن ماجہ، معجم طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ السَّلامِ بْنِ أَبِی صَالِحٍ أَبِی الصَّلْتِ الْھَرَوِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنھم، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ الإِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْأَرْکَانِ. قَالَ أَبُو الصَّلْتِ لَوْ قُرِءَ ھَذَا الإِسْنَادُ عَلَی مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ.

ترجمہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہیکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دل سے یقین رکھنے، زبان سے اقرار کرنے اور فرائض کی ادائی کا نام ایمان ہے۔ اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابوصلت ہروی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: اگر اس حدیث شریف کی سند کسی مجنون شخص پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ مرض جنون سے نجات پاجائے۔

(سنن ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی)

اس حدیث شریف کی سند میں جتنے اسماء ہیں وہ سب اہل بیت کے ہیں اور وہ سند یہ ہے:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی الرِّضَا، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنھم، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے والد موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت علی زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یہ ارشاد اوپر گذر چکا)

قرآن واہل بیت سے وابستگی ہدایت کی ضمانت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے تعلق و وابستگی کو باعث نجات اور گمراہی وضلالت سے حفاظت کا ذریعہ قرار دیا' جو ان حضرات سے وابستہ ہوجاتا ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا تو غور کرنا چاہئے! کیا وہ نفوس قدسیہ بے راہ روی و دنیا طلبی کا شکار ہوسکتے ہیں۔ العیاذ باللہ

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کو پیغام امن وسلامتی دیا اور اتمام دین کا اعلان فرمایا وہیں قرآن کریم اور حضرات اہل بیت کرام سے وابستگی کا حکم فرمایا' جن سے تعلق غلامی ابدی سعادتوں کا ذریعہ ہے اور بے دینی وبدمذہبی اور بداعتقادی وگمراہی سے بچنے کیلئے مضبوط وسیلہ ہے۔

سنن بیہقی و جامع ترمذی شریف کی روایت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي.

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں دیکھا کہ آپ اپنی مبارک اونٹنی ''قصواء'' پرجلوہ گر ہیں اور خطاب فرمارہے ہیں، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! بیشک میں تم کو دوعظیم نعمتیں دے کر جارہا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے: وہ کتاب اللہ اور میری عترت ''اہل بیت'' ہیں۔

(ترمذی شریف ج2 ص219۔حدیث نمبر3718)

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق اہل بیت کرام گمراہی سے بچانے والے ہوئے، جن سے وابستہ ہونے والا غلط راہ پرنہیں ہوسکتا تو کیا ان پاکباز ومقدس ہستیوں کے متعلق غلط باتیں منسوب کرنا یا ان پر دنیاداری اور بے راہ روی کا الزام لگانا یا ان کے کئے گئے اقدام کو سیاسی اقدام کہنا درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ اللہ تعالی نے اپنے کلام مبارک میں انکی پاکیزگی کے متعلق فرمایا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! یقیناً اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہرناپاکی دور رکھے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے

(سورۃ الاحزاب۔(33)

اور بطور خاص جن کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا.

ترجمہ: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، تو ان سے رجس وگندگی کو دور رکھ اور انہیں مکمل پاکیزگی عطا فرما

(ترمذی شریف، ج2 ص 219 حدیث نمبر3129:)

اولاد کو اہل بیت کرام کی محبت سکھانے کا حکم

حدیث شریف میں ہے:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ.

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو تین باتوں کی تربیت کرو! (1) اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، (2) آپ کے اہل بیت اطہار کی محبت (3) اور تلاوت قرآن مجید۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب الفتن، حدیث نمبر 7753)

اہل بیت اطہار کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بدلہ

امام طبرانی کی معجم میں روایت ہے:

عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: مَنْ صَنَعَ إِلَى أَحَدٍ مِنْ وَلَدِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَدًا فَلَمْ يُكَافِئْهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا فَعَلَيَّ مُكَافَأَتُهُ غَدًا إِذَا لَقِيَنِي.

ترجمہ: سیدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی اچھا معاملہ کیا اور انہوں نے دنیا میں اس کا بدلہ نہ دیا ہو تو بروز قیامت جب وہ میری خدمت میں حاضر ہوگا تو اس کا بدلہ میرے ذمۂ کرم پر ہے۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر 1502)

اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف وارد ہے، حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ستة لعنتهم لعنهم الله وكل نبي مجاب. . . والمستحل لحرم الله والمستحل من عترتي ماحرم الله.	ترجمہ: چھ افراد ایسے ہیں جس پر میری لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے ......(ان میں) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا اور میری آل پاک سے متعلق ان چیزوں کو حلال سمجھنے والا جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے یعنی ان کی بے حرمتی و بے توقیری کرنے والا۔

(شعب الایمان للبیہقی ، الخامس والعشر ون من شعب الإیمان وہو باب المناسک' حدیث نمبر 3850)

اس سے ظاہر ہے کہ اہل بیت کرام کی بے حرمتی موجب لعنت وہلاکت ہے' یہ ایک حقیقت ہے کہ کلام الٰہی میں اللہ تعالی نے ان کی فضیلت سے متعلق آیات مبارکہ نازل فرمائیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عظمت میں بے شمار ارشادات فرمائے اور آگاہ فرمادیا کہ ان سے وابستگی ایمان وعقیدہ میں کمال کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرات صحابۂ کرام اور حضرات اہل بیت عظام کی کامل محبت عطا فرمائے اور ان کی اتباع وپیروی کے ذریعہ دنیا وآخرت میں ہمیں کامیاب وبامراد بنائے۔آمین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى.

محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہل بیت کرام سے محبت کا حکم فرمایا ہے: **قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی.** ترجمہ :اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے ! میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے (سورہ شوریٰ:۲۳)۔

اہل بیت کرام سے محبت ایمان کا تقاضہ

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي.	ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے محبت کیا کرو! کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کیا کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص219، باب مناقب اہل البیت' حدیث نمبر 3722۔

مشکوۃ المصابیح ج 2 ص 573۔ زجاجۃ المصابیح ج5 ص 315/316)

اللہ تعالیٰ کے لطف وانعام، فضل واحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس مُنْعِمِ حقیقی سے محبت کی جائے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی جائے اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے آپ کے اہل بیت اطہار سے محبت کی جائے۔ گویا کہ حضرات اہل بیت کرام کی محبت' حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حصول کیلئے زینہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زینہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کیلئے۔ جوکوئی انسان قرب الٰہی کا متمنی ہو اور بارگاہ یزدی میں باریابی چاہتا ہو تو اس کے لئے راستہ یہی ہے کہ وہ حضرات اہل بیت کرام علیہم الرضوان سے محبت کرے جس کے نتیجہ میں اسے قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملے گا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے بارگاہ رب العزت کا قرب نصیب ہوگا۔

سنن ابن ماجہ شریف وجامع ترمذی شریف کی روایت ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ لا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِیمَانُ حَتَّی یُحِبَّکُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. وفی روایة ابن ماجه حَتَّی یُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّی.

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی خاطر محبت نہ کرے۔ سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جب تک کہ وہ ان (اہل بیت) سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

(جامع ترمذی شریف، باب مناقب العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، ج2 ص 217، حدیث نمبر 3691۔ سنن ابن ماجہ ص 13، حدیث نمبر 137، فضل العباس رضی اللہ عنہ)

نیز معجم طبرانی اور بیہقی میں روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ الرحمٰن بْنِ أَبِی لَیْلَی عَنْ أَبِیهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: لا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَعِتْرَتِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهِ .وَذَاتِی أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهِ .

ترجمہ: سیدنا عبدالرحمن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میرے اہلِ بیت اسے اس کے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 5952۔ شعب الایمان للبیہقی' الرابع عشر من شعب الإیمان وہو باب فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم' فصل فی براءۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی النبوۃ' حدیث نمبر 1505)

ایمان تمام عبادات واحکام کے لئے شرط کا درجہ رکھتا ہے جس کے بغیر تمام اعمال رائگاں ہیں اور مذکورہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہیکہ ایمان کے لئے محبت اہل بیت شرط ہے' اگر ان کی محبت دل میں نہ ہو تو ایمان ناقص ہے۔

اہل بیت کرام کشتئ نجات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو

سفینۂ نجات اور سلامتی کا ذریعہ قرار دیا جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي مَثَلُ سَفِينَةِ نُوحٍ ، مَنْ رَكِبَ فِيهَا نَجَا ، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے، جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا، اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر 2572)

اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کے درخشاں ستارے قرار دیا، ارشاد فرمایا:

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ، فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ.

ترجمہ: میرے صحابہ ہدایت کے درخشاں ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے۔

(مشکوۃ المصابیح ص554، زجاجۃ المصابیح ج 5 ص334)

محبت اہل بیت وصحابہ شعار اہل سنت

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کے حوالہ سے حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام کی محبت اور ان

سے وابستگی سے متعلق رقمطراز ہیں:

نحن معاشر اهل السنة بحمد الله ركبنا سفينة محبة اهل البيت واهتدينا بنجم هدى اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فنرجوا النجاة من اهوال القيامة ودركات الجحيم والهداية الى مايوجب درجات الجنان والنعيم المقيم.

ترجمہ: الحمد للہ ہم اہل سنت وجماعت اللہ کے فضل وکرم سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہدایت کے ستاروں سے رہبری پا رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے طبقات سے نجات عطا فرمائے گا، ہمیشہ رہنے والی اور نعمتوں والی جنت کے اونچے مقامات پر پہونچائیگا۔

(حاشیۂ زجاجۃ المصابیح، ج5، ص 315، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مرقاۃ المفاتیح ج5 ص610)

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت محبت اہل بیت پر خطبہ

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عن زيد بن ارقم .... قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعىٰ خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ

ترجمہ: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک روز مقام غدیر خم میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے جلوہ گر ہوئے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا، تعریف بیان کی اور وعظ فرمایا، نصیحتیں فرمائیں اور آخرت کی یاد دلائی پھر ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ أَلاَ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ . فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي.

امابعد: اے لوگو! بیشک میں جامۂ بشری میں جلوہ گر ہوا ہوں، عنقریب میرے رب کا قاصد میری بارگاہ میں حاضر ہوگا اور میں اس کی دعوت کو قبول فرماؤنگا، اور میں تم میں دو عظیم ترین نعمتیں چھوڑے جارہا ہوں: ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے؛ جس میں ہدایت اور نور ہے، پس تم اللہ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑے رہو! اس کے بعد قرآن کریم کے بارے میں تلقین فرمائی اور اس کی طرف ترغیب دلائی پھر ارشادفرمایا: (دوسری نعمت) اہل بیت کرام ہے۔ میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں، میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں میرے اہل بیت کے بارے میں۔

(مسلم شریف، ج2 ص279 حدیث نمبر 2408۔ مشکوۃ المصابیح ص68۔ زجاجۃ المصابیح ج5 ص317/318/319)

أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي: میرے اہل بیت کرام کے بارے میں، میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اہل بیت کرام سے محبت سرکار دوعالم صلی

اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے اور آپ سے محبت اللہ کے لئے ہے، لہذا اہل بیت کرام کی محبت اللہ تک پہنچانے والی ہے تو ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو کہ کبھی تمہاری زبان سے ان کے خلاف کوئی نامناسب لفظ نہ نکلے۔

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

كرر الجملة لافادة مبالغة ولايبعد ان يكون اراد باحدهما آله وبالاخرى ازواجه لماسبق من اهل البيت يطلق عليهما.

ترجمہ: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ" تکرار کے ساتھ فرمایا، اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جو فرمایا اس سے مراد ال پاک رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسرے سے مراد امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں۔ جیسا کہ گذر چکا کہ لفظ اہل بیت ان دونوں پر بھی بولا جاتا ہے

(مرقاۃ المفاتیح ج5 ص594)

صحابہ کی اذیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تاکیدی حکم فرمایا کہ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیں، اس کے ساتھ ساتھ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کے بارے میں بھی تاکیدی امر فرمایا جیسا کہ جامع ترمذی شریف، ج2، ص225، ابواب المناقب میں ارشاد مقدس ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي اللّٰهَ اللّٰهَ فِي أَصْحَابِي لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! اللہ سے ڈرتے رہو! میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بناؤ، پس جس کسی نے ان سے محبت کی تو بالیقین اس نے میری محبت کی خاطر ان سے محبت کی ہے اور جس کسی نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کی بناء پر ان سے بغض رکھا ہے اور جس کسی نے ان کو اذیت پہونچائی یقیناً اس نے مجھ کو اذیت دی ہے اور جس نے مجھ کو اذیت دی یقیناً اس نے اللہ کو اذیت دی ہے اور جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ تعالی اس کی گرفت فرمائے۔

(جامع ترمذی شریف، ج2، ص225، ابواب المناقب)

اہل بیت کرام سے محبت کرنے والے جنت میں داخلہ کے وقت ان کے پیچھے چل رہے ہونگے

مستدرک علی الصحیحین میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمُحِبُّونَا؟ قَالَ: مِنْ وَرَائِكُمْ. صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

ترجمہ: سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے بتایا کہ (آپ کے ساتھ) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں، میں اور فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا، حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہم ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پیچھے ہوں گے۔

امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ (مستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر 4706)

اہل بیت کرام سے محبت کرنے والوں کے لئے شفاعت کی بشارت

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کرام سے جہاں محبت کرنے

کاحکم فرمایاوہیں محبین اہل بیت کرام کیلئے مژدۂ جنت ونوید شفاعت عطافرمایا :

شفاعتی لامتی من احب اهل بیتی وهم شیعتی.

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے ان خوش نصیبوں کیلئے ہے جو میری اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں۔اور وہ میرے متبعین ہیں

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل أہل البیت، الفصل الأول فی فضلہم مجملا، حدیث نمبر34179)

کنزالعمال میں حدیث پاک ہے:

اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة :المکرم لذریتی والقاضی لهم حوائجهم والساعی لهم فی امورهم عند ما اضطروا الیه،والمحب لهم بقلبه ولسانه.

ترجمہ: چار خوش نصیب ایسے ہیں میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کرونگا: (1) میرے اہل بیت کی تعظیم وتکریم کرنے والا (2)ان کے لئے ان کی ضرورت کی چیزیں پیش کرنے والا(3) ضرورت کے وقت ان کے امور کا بندوبست کرنے والا(4)اور دل وزبان سے ان کی محبت رکھنے والا۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل أہل البیت، الفصل الأول فی فضلہم مجملا، حدیث نمبر34180)

معجم طبرانی میں حدیث پاک ہے:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ :أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَیْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ عزوجل وَهُوَ یَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ: اَ یَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا.

ترجمہ: سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اہل بیت کی محبت کولازم کرلو ! کیونکہ جو شخص اللہ تعالی کے دربار میں اس حال میں حاضر ہوکہ وہ ہماری محبت سے سرشار ہوتو وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔اوراس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کسی بندہ کواس کا عمل فائدہ نہیں پہنچائے گامگر ہماری قدرومنزلت کوماننے کے بعد)۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر2320)

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کرام کے نقشۂ قدم پر چلنے کی توفیق عطافرمائے اورانکی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمائے اوران کے بغض وعداوت سے ہمارے سینوں کو پاک وصاف رکھے۔آمین وآخر داعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰله الطیبین الطاھرین واصحابه الاکرمین الافضلین ومن احبھم وتبعھم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ،بسم الله الرحمن الرحیم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ.

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ ہمیں دولت ایمان ونعمت اسلام سے مالا مال وسرفراز فرمایا،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں اسلام کے احکام بتلائے ،قرآنی آیات سنائیں، دین کی تمام تر تفصیلات بتلادیں لیکن آپ نے احکام کی تبلیغ پر کوئی بدلہ وعوض نہ چاہا البتہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت کا حکم فرمایا -جیسا کہ ارشادالہی ہے :

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ.

ترجمہ :اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے !میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا ہوں بجز قرابت داروں کی محبت کے۔

(سورۂ شوریٰ:23)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ، قَالَ :لَمَّا نَزَلَتْ " :قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى "قَالُوا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا

:يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَنْ قَرَابَتُكَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ ؟ قَالَ :عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا .

کہ وہ قرابت دار کون ہیں جن سے محبت کرنا ہم پر ضروری ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: علی فاطمہ اوران کے دونوں شہزادے ہیں(رضی اللہ تعالی عنہم)۔

(معجم کبیر طبرانی،حدیث نمبر 2575)

اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم سے محبت کرنے کا مطالبہ بظاہر تبلیغ اسلام کا بدلہ معلوم ہوتا ہے لیکن بات ایسی نہیں ہے بلکہ ایمان کے حصول کے بعد اس کی حفاظت کا انتظام انتہائی ضروری ہوتا ہے شیطان ہر وقت ایمان کو تاراج کرنے کے مواقع ڈھونڈتا ہے حفاظت ایمان کی خاطر اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم کی محبت ومودت کا حکم دیا گیا ،ان پاکباز ہستیوں سے تعلق ووابستگی باعث نجات اور ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے -

اسی مناسبت سے آج جنتی جوانوں کے سردار،جگر گوشۂ بتول،نواسۂ رسول،سیدالشہداء،امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل وکمالات آپ حضرات کے سامنے بیان کئے جارہے ہیں-

فضائل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

امام عالی مقام سیدالشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات متعدد احادیث شریفہ سے ظاہر ہیں،آپ حضور اکرم سیدالانبیاء سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسہ ولخت جگر اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی، سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ بتول زہراء رضی اللہ عنہا کے پارۂ دل ہیں،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی دائمی نسبت اور کمال قربت کو ظاہر کرتے ہوئے بیان فرمایا :

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ .

ترجمہ: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں-

(جامع ترمذی،ابواب المناقب،باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2ص 218 حدیث نمبر 4144)

ولادت باسعادت کی بشارت

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان صاحبہ نے ایک فکر انگیز خواب دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی فرحت آفریں تعبیر بیان فرمائی اور امام عالی مقام کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں مذکور ہے:

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ، إِنِّيْ رَأَيْتُ حُلُمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ . قَالَ : وَمَا هُوَ ؟ قَالَتْ : إِنَّهُ شَدِيْدٌ . قَالَ : وَمَا هُوَ ؟ قَالَتْ : رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَأَيْتِ خَيْرًا ، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا فَيَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ . فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ

ترجمہ: حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں نے آج رات ایک خوف ناک خواب دیکھا ہے، سرکار نے ارشادفرمایا آپ نے کیا خواب دیکھا؟ عرض کرنےلگیں وہ بہت ہی فکر کا باعث ہے،آپ نے ارشادفرمایاوہ کیا ہے؟ عرض کرنےلگیں: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسد اطہر سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا گیااور میری گود میں رکھ دیا گیا۔حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے،ان شاءاللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کوصاحبزادے تولد ہونگے اوروہ آپکی گود میں آئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا ،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کوحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اوروہ میری گود میں آئے

كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهِ ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّيْ الْتِفَاتَةٌ ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ . قَالَتْ : فَقُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ ، بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ ، مَا لَكَ ؟ قَالَ : أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ أُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا ، فَقُلْتُ : هٰذَا ؟ قَالَ : نَعَمْ ، وَأَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ - رواه البيهقى فى دلائل النبوة.

جیسا کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی ، پھرایک روز میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی او رحضرت حسین رضی اللہ عنہ کوآپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا پھر اسکے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان اقدس اشکبار ہیں، یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پرقربان !اشکباری کا سبب کیا ہے؟حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا :جبرئیل علیہ السلام نے میری خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا :عنقریب میری امت کے کچھ لوگ میرے اس بیٹے کوشہید کرینگے۔ میں نے عرض کیا سرکار کیا وہ اس شہزادے کوشہید کرینگے؟ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں !اور جبرئیل امین علیہ السلام نے اس مقام کی سرخ مٹی میری خدمت میں پیش کی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، حدیث نمبر:2805- مشکوۃ المصابیح ،ج1 ص572 ، زجاجۃ المصابیح ج5 ص:227/228باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی حدیث پاک میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی

ولادت مبارک کی بھی بشارت ہے اس کے ساتھ ساتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غیب دانی کی شان بھی آشکار ہے کہ آپ اللہ کی عطا سے ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے جانتے ہیں، سورۂ لقمان کی اخیر آیت ''وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ''(سورۃ لقمان:34) میں جو ذکر ہے اس سے مراد ذاتی علم ہے وہ صرف اللہ علیم وخبیر کی صفت ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطائے خداوندی سے نہ صرف ولادت مبارک کی بشارت دی بلکہ جنس کا تعین بھی فرما دیا، ارشاد فرمایا غلاماً لڑکا تولد ہوگا و نیز یہ بھی فرمادیا کہ وہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں آئینگے۔

ولادت مبارک

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے پچاس دن بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شکم مادر مہربان میں جلوہ گر ہوئے آپ کی ولادت باسعادت روز سہ شنبہ 5 شعبان المعظم 4 ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی۔

ولد لخمس ليال خلون من شعبان سنة اربع من الهجرة. (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبھانی، باب الحاء من اسمہ حسن)

القاب مبارکہ

امام عالی مقام سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور القاب مبارکہ، ریحانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سید شباب اہل الجنۃ، الرشید، الطیب، الزکی، السید، المبارک ہیں۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان کہی جیسا کہ روایت ہے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ حِينَ وُلِدَا . (معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 2515)

معجم کبیر طبرانی میں روایت ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ ,أَنَّهُ سَمَّى ابْنَهُ الْأَكْبَرَ حَمْزَةَ ، وَسَمَّى حُسَيْنًا جَعْفَرًا بِاسْمِ عَمِّهِ ، فَسَمَّاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا ."

ترجمہ: حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے شہزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک حمزہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ان کے چچا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رکھا۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 2713)

حسن و حسین جنتی نام

حسن اور حسین یہ دونوں نام اہل جنت کے اسماء سے ہیں اور قبل اسلام عرب نے یہ دونوں نام نہ رکھے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقۃ ص115:، میں روایت درج کی ہے:

أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ " :اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ "اِسْمَانِ مِنْ أَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، مَا سَمَّتِ الْعَرَبُ بِهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ . (الصواعق المحرقہ، ص 115، تاریخ الخلفاء، ج1 ص149)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں دو دو دنبے ذبح فرمائے۔

(سنن نسائی، کتاب العقیقۃ، حدیث نمبر 4230 -)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کی زینت

امام طبرانی کی معجم اوسط اور کنز العمال میں روایت ہے:

لَمَّا اسْتَقَرَّ أَهْلُ الْجَنَّةِ قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ أَلَيْسَ وَعَدْتَنِي أَنْ تُزَيِّنَنِي بِرُكْنَيْنِ مِنْ أَرْكَانِكَ؟ قَالَ: أَلَمْ أُزَيِّنْكِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ؟ فَمَاسَتِ الْجَنَّةُ مَيْسًا كَمَا يَمِيسُ الْعَرُوسُ۔

ترجمہ: جب جنتی حضرات جنت میں سکونت پذیر ہونگے تو جنت معروضہ کریگی پروردگار! کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ تو دو ارکان سے مجھے آراستہ فرمائیگا؟ تو رب العزت ارشاد فرمائیگا: کیا میں نے تجھے حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے مزین نہیں کیا؟ یہ سن کر جنت دلہن کی طرح فخر و ناز کرنے لگے گی۔

(معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر 343۔ جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث نمبر 1331- الجامع الکبیر للسیوطی، حدیث نمبر 1342- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث

نمبر 15096- کنز العمال، ج13 ص106، حدیث نمبر 34290)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت، محبوبیت خداوندی کی ضمانت:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا:

فَقَالَ هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا

ترجمہ: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اسکو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام، حدیث نمبر 4138)

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا امام عالی مقام کی محبت سے نصیب ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنالے جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2 ص 218 حدیث نمبر-4144)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور آپ کے لبوں کو بوسہ دے کر دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا -

ترجمہ: الٰہی میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. ج2 ص 218 حدیث نمبر-4138)

امام عالی مقام سے محبت پر سرفرازی

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم :مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِی وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِی.

ترجمہ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔

(سنن ابن ماجہ شریف، باب فضل الحسن والحسین ابنی علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہم . حدیث نمبر148)

امام حسین کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سجدہ کو دراز فرمادیا

سنن نسائی، مسند امام أحمد، مصنف ابن أبي شيبة، مستدرک علی الصحیحین، معجم کبیر طبرانی، مجمع الزوائد، سنن الکبری للبیہقی، سنن کبری للنسائی، المطالب العالیة، مسند أبي یعلی اور کنز العمال وغیرہ میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِیهِ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی إِحْدَی صَلَاتَیْ الْعِشَاءِ وَهُوَ حَامِلٌ حَسَنًا أَوْ حُسَیْنًا فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّی فَسَجَدَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا قَالَ أَبِی فَرَفَعْتُ رَأْسِی وَإِذَا الصَّبِیُّ عَلَی ظَهْرِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَاجِدٌ فَرَجَعْتُ إِلَی سُجُودِی فَلَمَّا قَضَی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ النَّاسُ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ،انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کیلئے ہمارے پاس تشریف لائے،اس حال میں کہ آپ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے اور انہیں بٹھادیا، پھر آپ نے نماز کیلئے تکبیر فرمائی اور نماز ادا فرمانے لگے اثناء نماز آپ نے طویل سجدہ فرمایا، میرے والد کہتے ہیں: میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور شہزادے رضی اللہ عنہ آپ کی پشت انور پر ہیں ، تو میں پھر سجدہ میں چلا گیا، جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے عرض کیا :

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلاتِكَ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْكَ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلَكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَه.

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے نماز میں سجدہ اتنا دراز فرمایا کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی واقعہ پیش تو نہیں آیا، یا آپ پر وحی الٰہی کا تو نزول نہیں ہورہا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی سوائے یہ کہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوگیا تھا، اور جب تک وہ اپنی خواہش سے نہ اترے مجھے عجلت کرنا پسند نہ ہوا۔

(سنن نسائی ،حدیث نمبر 1129 -مسند امام أحمد، حدیث نمبر15456- مصنف ابن أبی شیبۃ ، ج7،ص514۔ مستدرک علی الصحیحین ،حدیث نمبر 6707 / 4759 - معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 6963 -مجمع الزوائد، ج 9،ص 181 - سنن الکبری للبیھقی ،حدیث نمبر 3558- سنن کبری للنسائی، ج 1،ص 243، حدیث نمبر 727 -المطالب العالیۃ ، حدیث نمبر 4069 -مسند أبی یعلی، حدیث نمبر 3334 - کنز العمال، حدیث نمبر34380/37705/37706)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خاطر خطبہ کو موقوف فرمادیا

جیسا کہ جامع ترمذی شریف سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف میں حدیث مبارک ہے:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي: بُرَيْدَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ (إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلاَدُكُمْ فِتْنَةٌ) فَنَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سرخ دھاری دار قمیص مبارک زیب تن کئے لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں اٹھالیا پھر (منبر مقدس پر رونق افروز ہوکر) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: تمہارے مال اورتمہاری اولاد ایک امتحان ہے، میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا سنبھل سنبھل کر چلتے ہوئے آرہے تھے لڑکھڑارہے تھے مجھ سے صبر نہ ہوسکا یہاںتک کہ میں نے اپنے خطبہ کو موقوف کرکے انہیں اٹھالیا ہے۔

(جامع ترمذی شریف ج 2،ابواب المناقب ص 218 حدیث

نمبر: 3707۔سنن ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر: 935۔سنن نسائی کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 1396: زجاجۃ المصابیح ج5 ص333)

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وجود باجود سراپا دین وشریعت

اس حدیث مبارک سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں کی قدر ومنزلت اوران سے اپنے کامل قلبی تعلق کو واشگاف کردیا کہ بچپن میں شہزادوں کے زمین پر گرجانے کا محض احتمال بھی حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ناگوار خاطر مبارک ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے کرم نوازی کی انتہاء فرمادی کہ شہزادوں کی خاطر خطبہ کوموقوف فرمادیامنبر شریف سے نیچےتشریف لاکرانہیں اٹھالیا،اپنے اس عمل مبارک کے ذریعہ روزِ روشن کی طرح آشکار کردیا کہ انکا وجود باجود سراسر دین وشریعت ہے، کیونکہ دنیوی امر کیلئے خطبہ موقوف نہیں کیا جاسکتا،پھرمنبر شریف پر قیام فرماہوکران کے چلنے کی حسین اداؤں کا ذکرمبارک کرتے ہوئے یہ امر بھی واضح فرمادیا کہ ان کی ہر ہراداء دین وشریعت ہے۔

امام عالی مقام کی حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال قربت کی یہ شان کہ گہوارہ میں آپ کے رونے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کوتکلیف ہوتی:

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ زِيَادَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَمَرَّعَلَى بَيْتِ فَاطِمَةَ فَسَمِعَ حُسَيْنًا يَبْكِىْ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِىْ اَنَّ بُكَائَهُ يُؤْذِيْنِىْ.	ترجمہ: سیدنا زید بن ابی زیادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ سے باہرتشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ سے گزرہوا امام حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آوازسنی توارشادفرمایا: بیٹی کیا آپ کو معلوم نہیں ! ان کارونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

(نورالابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار ص139)

بچپن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا رونا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے توغور کرنا چاہیئے کہ جن ظالموں نے معرکۂ کربلا میں امام عالی مقام پرمظالم کی انتہا کردی،آپ کے حلقوم مقدس کو پیاسا ذبح کیا،آپ کے تن نازنین پر گھوڑے دوڑائے، دیگر اہل بیت کرام وجانثاران امام کو بے پناہ تکالیف پہونچا کر انہیں شہید کیا،چھ ماہ کے شیرخوار علی اصغر رضی اللہ عنہ کو بجائے پانی پیش کرنے کے تیرچلاکر بے دردی سے شہید کرڈالا ان بدبختوں کے ظالمانہ وبہیمانہ حرکات اور اندوہناک واقعات سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاطر عاطر کو کس قدر تکلیف ہوئی ہوگی،کیا یہ ایذاءرسانی خالی جائیگی؟ ہرگزنہیں! اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا.	ترجمہ: بیشک جولوگ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوتکلیف دیتے ہیں ان پردنیا وآخرت میں اللہ نے لعنت کی ہےاوران کے لئے ذلت آمیز عذاب تیارکررکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب:57)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی حقانیت وصداقت

کچھ لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ حضرت سیدالشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا تشریف لے جانا اورآپ کی شہادت عظمی نعوذ باللہ سیاسی اورحصول اقتدارکیلئےلڑی جانے والی جنگ ہے!

جبکہ نبیوں کے تاجدار احمد مختار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے افرادکومعرکۂ کربلا کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تائید ونصرت کرنے کے لئے حکم

فرمایا، کیا کوئی صاحب ایمان یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے حب منصب اور دنیا طلبی میں کسی کی مدد کرنے کے لئے فرمایا ہو؟ العیاذ باللہ!

کنز العمال شریف میں حدیث پاک ہے:

إنَّ اِبُنِـیُ هَـذَا یَـعُـنِـی الُحُسَیُنَ یُقُتَلُ بِـأَرُضٍ مِـنُ أَرُضِ الُـعِـرَاقِ یُقَـالُ لَهَـا کَــرُبَلَاء ، فَـمَـنُ شَهِـدَ ذَلِکَ مِـنُهُـمُ فَـلُیَـنُـصُرُهُ -(البغوی وابن السکن والباوردی وابن منده وابن عساکر عن أنس بن الحارث بن منبه-

ترجمہ: یقیناً میرا یہ بیٹا یعنی حسین رضی اللہ عنہ عراق کے ایک علاقہ میں شہید کیا جائے گا، جسے کربلا کہا جائے گا، تو افراد امت میں سے جو اس وقت موجود ہو اسے چاہیئے کہ ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہو جائے۔

(کنز العمال، حدیث نمبر-34314)

امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو کس طرح دنیا کے ناپائدار اقتدار کی طلب ہوسکتی ہے، جبکہ آپ ہی کے گھرانہ سے ساری خلقت کو زہد وورع، تقوی وپرہیزگاری اور قناعت کی دولت ملی ہے۔ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اس دنیائے فانی کی کس طرح حرص وطمع ہوسکتی ہے جبکہ آپ کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

قَـالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مَوُضِعُ سَوُطٍ فِی الُجَنَّةِ خَیُرٌ مِنَ الدُّنُیَا وَمَا فِیهَا .

ترجمہ: ایک کوڑا برابر جنت کی جگہ دینا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے،

(بخاری شریف باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ حدیث نمبر 3250)

جس جنت میں ایک چابک برابر جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، آپ تو اسی جنت میں رہنے والے جوانوں کے سردار ہیں جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت ہے:

الُحَسَنُ وَالُحُسَیُنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَهُلِ الُجَنَّةِ.

ترجمہ: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام. حدیث نمبر 4136)

لہذا آپ کے کربلا تشریف لیجانے کو سیاسی ودنیوی اغراض سے متعلق کرنا جہالت وبدیانتی ہے

خصوصی سرفرازی

معجم کبیر طبرانی، جامع الاحادیث اور کنز العمال میں حدیث مبارک ہے:

عَنُ فَاطِمَةَ بنتِ رَسُولِ اللَّهِ صَـلَّی اللَّهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ :أَنَّهَا أَتَـتُ بِـالُـحَسَـنِ وَالُحُسَیُنِ إِلَـی رَسُـولِ الـلَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَـلَیُـهِ وَسَـلَّـمَ فِـی شَکُوَاهُ الَّـذِی تُوُفِّیَ فِیهِ، فَقَالَتُ :یَا رَسُولَ اللَّهِ !هَذَانِ ابُنَاکَ فَـوَرِّثُهُـمَـا شَیُـئًا، فَقَالَ :أَمَّا الُـحَسَـنُ فَـلَـهُ هَیُبَتِـی وَسُـؤُدُدِی، وَأَمَّا حُسَیُنٌ فَلَهُ جُرُأَتِی وَجُودِی.

ترجمہ: خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے دوران حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائیں اور عرض کیا :یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !یہ آپ کے شہزادے ہیں، انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں !تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حسن 'میرے جاہ وجلال اور سرداری وسیادت ہے اور حسین کیلئے ' میری جرأت وشجاعت اور کرم وسخاوت ہے۔

(معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر 18474-جامع الاحادیث للسیوطی، مسانید النساء، مسند فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنہا حدیث نمبر 43493- : کنز العمال، باب فضل الحسنین رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر 37712)

شہادت عظمیٰ

آپ کی شہادت عظمیٰ، روز عاشوراء، دس (10) محرم الحرام سنہ اکسٹھ (61) ہجری میں ہوئی، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں نقل فرمایا ہے:

قال الزبير بن بكار :قتل الحسين يوم عاشوراء سنة إحدى وستين وكذا قال الجمهور.

اولاد امجاد

آپ کو جملہ نو اولاد امجاد ہوئیں چھ شہزادے اور تین شہزادیاں (1) حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ (2) حضرت علی اوسط (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) (3) حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ (4) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (5) حضرت محمد رضی اللہ عنہ (6) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (1) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا (2) حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا (3) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں-(نورالابصار فی مناقب ال بیت النبی المختار، ص:52، للعلامہ شبلنجی مولود 1250ھ)

اللہ تعالیٰ ہمیں حسینی کردار کے صدقہ اسلام کی حقانیت وصداقت پر استقامت نصیب فرمائے، چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا فرمائے اور تمام دنیا میں امن وسلامتی قائم فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رواه البخارى

سال نو کا پیغام

حیات انسانی میں وقت ایک عظیم دولت اور بیش قیمت نعمت ہے، وہی شخص ترقی کی راہ پر گامزن رہتا ہے جو وقت کی قدر کرتا ہے، وہی قوم عروج کے زینے چڑھتی ہے جو لمحات کی قدر جانتی ہے، جو فرد یا جماعت وقت کو ضائع کرتی ہے وقت کی رفتار اسے ارتقاء کی بلندیوں سے زوال کی پستیوں میں ڈال دیتی ہے۔

دین اسلام ایک فطری دین ہے، اس میں عبادات کا نظام وقت کے ساتھ مربوط ہے، نماز پنجگانہ کی ادائیگی، وقت ہی سے متعلق ہے، اسی لئے کتب حدیث وفقہ میں اوقات نماز کی بابت ایک مستقل بیان رکھا گیا ہے، سحر وافطار کے لئے باریک بینی کے ساتھ وقت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس میں کمی بیشی ہوجائے تو روزہ رائگاں ہوجاتا ہے، زکوۃ کی فرضیت کیلئے سال گزرنا شرط ہے، حج مخصوص ایام میں ادا کیا جاتا ہے، قربانی کیلئے ایام مقرر ہیں، ان تمام عبادات میں وقت اس درجہ اہمیت رکھتا ہے کہ اگر عبادات کی ادائیگی میں ان کے مقررہ اوقات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نوبت اساء ت

وکراہت تک ہی نہیں بلکہ فساد و بطلان تک آ جاتی ہے

عبادات کے نظام میں وقت کا ارتباط وتعلق، احکام اسلام میں اس کی اثر انگیزی امت مسلمہ کے ہر ہر فرد سے وقت کی قدردانی وقدر افزائی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اہل اسلام اپنے اوقات کے قدر آشنا ہوں اور آداب وسنن کے ساتھ نظام عبادات پر کاربند ہوں تو شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے کی برکت اور اوقات کو ملحوظ رکھنے کی عادت سے ان کے اعمال وافکار میں ایسی پاکیزگی پیدا ہوگی کہ جس راہ چلیں گے ترقی ان کے قدم چومے گی، اونچے مراتب واعلی مناصب ان کے منتظر ہوں گے۔

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

علامہ اقبال

عمر رفتہ کا ہر لمحہ قابل قدر

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کیلئے اپنے مبارک ارشادات ومقدس فرمودات میں وقت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے اسے نعمت قرار دیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ اس سے غفلت میں رہتے ہیں: (1) تندرسی اور (2) فرصت۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الرقاق وأن لا عیش إلا عیش

الآخرة . حدیث نمبر 6412۔ زجاجۃ المصابیح، ج4، کتاب الرقاق، ص148)

جن دو نعمتوں کی جانب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو متوجہ فرمایا ہے وہ اوقات زندگی سے عبارت ہیں۔

نیز ایک روایت کے مطابق حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ حالات کو غنیمت جاننے اور ان کی قدردانی کرنے کی تاکید فرمائی ہے:

وَفِيمَا رَوَى عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيُّ ، مُرْسَلا ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ.

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے، اپنی تونگری کو محتاجی سے پہلے، اپنی فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

(الاداب للبیہقی، باب من قصر الأمل وبادر بالعمل قبل بلوغ الأجل، حدیث نمبر 809۔ مشکوۃ المصابیح، ص443)

سال گذشتہ کے آغاز کے وقت کتنے لوگ ہماری معیت میں تھے جو، اب

ہمارے ساتھ موجود نہیں ہیں، موت کے پنجہ نے انہیں آ دبوچا، اللہ تعالی کا صد شکر ہے کہ اس نے ہمیں مہلت عطا فرمائی، ہمیں چاہئیے کہ اس فرصت کو غنیمت جانیں، زندگی کے ان لمحات کے قدر شناس بنیں، عالم شباب کو اطاعت الہی میں صرف کریں اس سے پہلے کہ ضعف وکمزوری لاحق ہوجائے، حالت صحت وتندرستی میں دین کے وہ کام کرلیں جو مرض وبیماری کی کیفیت میں صحیح طور پر انجام نہیں دئے جاسکتے۔

زندگی کا ایک ایک لمحہ اس قدر بیش بہا، گراں قیمت اور قابل قدر ہے کہ اہل جنت کو جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی لمحات حیات کے بے فائدہ گزرجانے پر حسرت ہوگی، کنزالعمال شریف، کتاب السلام وفضائلہ، حق المجالس والجلوس میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم قَالَ مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَداً لا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ .

ترجمہ: کوئی قوم ایسی محفل نہیں سجاتی جس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی اور حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود شریف نہیں پڑھتی مگر یہ کہ وہ محفل قیامت کے دن ثواب کی کمی وجہ سے ان کیلئے حسرت کا سبب ہوتی ہے اگرچہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 10225۔ کنزالعمال شریف، کتاب السلام وفضائلہ، حق المجالس والجلوس، حدیث نمبر 25454)

روز محشر عمر، علم، مال اور جسم سے متعلق سوالات

اعمال کے حساب وکتاب کا معاملہ وقت ہی سے متعلق ہے، عمر کے اوقات کے

بارے میں بروز قیامت سوال کیا جائے گا۔

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

لا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَا فَعَلَ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلاهُ.

ترجمہ: انسان کے قدم اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک کہ چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں گزارا ہے؟ اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا ہے اور کہاں خرچ کیا ہے؟ اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اس کی توانائیوں کو کہاں صرف کیا ہے؟۔

(جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، حدیث نمبر 2602۔ کنزالعمال شریف، کتاب القیامۃ من قسم الاقوال، الباب الاول فی امور تقع قبلہا، الحساب، حدیث نمبر 38983)

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ راہنمایانہ مقدس ارشادات وقت کی قدردانی کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، غفلت وکوتاہی اور تضییع اوقات سے منع کررہے ہیں۔

اوقات اور ان کی نہ رکنے والی رفتار، لمحۂ فکر

وقت اپنی رفتار کے ساتھ گزررہا ہے، ہم نے پچھلے سال کے بارہ مہینے بسر کئے، 52 ہفتے گزارے، کامل ایک سال کا سفر طئے کیا، رخصت ہورہے سال کا اختتام ہم سے سوال کررہا ہے کہ جس سال کو تم رخصت کررہے ہو اس کے لمحات وساعات کی تم نے کیا قدردانی کی؟

لیل ونہار کی رفتار ہم سے یہ استفسار کررہی ہے کہ گزشتہ سال تم کس حدتک

احکام اسلام پرعمل پیرا رہے؟ آخری دن کا آفتاب ڈوبتے ڈوبتے دریافت کررہا ہے کہ تم نے صبح وشام حدود شریعت کی کس حد تک پاسداری وپاسبانی کی؟

اس موقع پر ہم اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

عَنْ عُمَرَ قَالَ فِیْ خُطْبَتِهٖ حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا فإِنَّه أَهْوَنُ لِحِسَابِكُمْ، وَزِنُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ يَوْمَ (تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ).

ترجمہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: تم اپنے آپ کا محاسبہ کرواس سے پہلے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے کیونکہ وہ تمہارے حساب کے لئے آسانی کا باعث ہے اورتم اپنے نفسوں کا جائزہ لواس سے پہلے کہ تمہارا جائزہ لیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار رہو جس دن تمہیں بارگاہ رب العزت میں پیش کیا جائے گا تمہاری کوئی پوشیدہ چیز چھپی نہیں رہے گی۔

(کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق والخطب والحکم من قسم الافعال، خطب عمرومواعظہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر -44203 :)

حدیث پاک پرعمل کرتے ہوئے ہم رخصت ہورہے سال کے شب وروز پر نظر دوڑائیں، ہم نے حقوق اللہ کس حد تک ادا کئے، نمازوں کی ادائیگی کا کیا معاملہ رہا، کیا ہم نے نمازیں برغبت وشوق باجماعت ادا کی ہیں یا آخری وقت تک ٹالتے اورمؤخر کرتے رہے؟ کیا ہم نے فریضۂ زکوۃ کیلئے صحیح طور پر اموال کا حساب کیا یا تنگدستوں

اورناداروں کا حق لے لیا؟ کیا ہم نے رمضان المبارک کے روزوں کا تقوی وپرہیزگاری کے ساتھ اہتمام کیا یا ماہ رمضان کی حرمت کو پامال کیا؟ ، ماہ رمضان کے ذریعہ ہم نے پرہیزگاری کے سلسلہ میں کتنی ترقی کی۔

ہم اپنے رات ودن کو دیکھیں کہ حقوق العباد کی ادائیگی کس طور پر ہوئی، ہم نے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی یا ان کی خدمت میں تساہل برتا؟ اولاد کی تربیت کا حق ادا کیا یا کوئی کسر باقی رہ گئی؟ رشتہ داروں سے حسن سلوک اور پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ قائم رکھا یا بےتعلقی وبدسلوکی نے سلسلہ منقطع کردیا؟ ملنے جلنے والوں کے ساتھ محبت ومودت کے ساتھ پیش آئے یا نفرت وعداوت کی آگ بھڑکائی؟ قرابتداروں ،ہمسایوں اور دیگر احباب کے ساتھ نشست وبرخاست ،مجالست ومخالطت میں ہمارا اخلاقی معیار کتنا بلند رہا؟

سال نو کے آغاز پر زندگی کے ہر گوشہ کا محاسبہ

ہم اس سال کو خیرباد کہتے ہوئے غور کرلیں کہ کیا تجارت وکاروبار میں ہم نے احکام شریعت کو پیش نظر رکھا یا محض تجارتی فائدہ کی بنیاد پر معاملات کرتے رہے؟ کیا ہم نے حلال وحرام کے درمیان فرق کیا یا ہر قسم کے مال کو اپنا لقمہ بنالیا؟ ملازمین ومزدوروں سے کام لیتے ہوئے کیا ہم نے انہیں طاقت کے مطابق ذمہ داری دی یا ان پر طاقت سے زائد بوجھ ڈال کر ظلم کے مرتکب ہوئے؟

ہمارا محاسبہ زندگی کے ہر شعبہ اور ہر گوشہ سے متعلق ہو، نہ صرف محاسبہ بلکہ آئندہ کیلئے منصوبہ بندی کی جائے کہ سال گزشتہ جوکوتاہی اورسہل انگاری ہوئی وہ دہرائی نہیں جائیگی، حصول تعلیم کی بات ہو یا کاروبار وتجارت کا معاملہ، احکام شریعت کے

مطابق مکمل نظم ونسق، انتظام وانصرام کے ساتھ کیا جائیگا۔

شخصی وانفرادی ، ملی واجتماعی، سماجی ومعاشرتی ، معاشی واقتصادی ، سیاسی ومذہبی، ملکی وبین الاقوامی ہر جہت میں اور ہر سطح پر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے ترقی کے کتنے زینے طے کئے ، پستی وزوال سے کتنا دوچار ہوئے ، ترقی کی راہیں کیا رہیں، پستی وزوال کے وجوہ واسباب کیا تھے۔

نعمت عمر پر شکر گزاری‘ طاعت پر استقامت کا عہد کریں

جس شخص نے یہ بارہ مہینے اسلامی احکام پر عمل پیرارہ کر گزارے، شریعت اسلامیہ پر کاربند رہ کر بسر کئے ، حدود شریعت پھلانگنے اور قانون الٰہی کو پائے مال کرنے کی جرأت وجسارت نہیں کی تو وہ خوش نصیب بارگاہ الٰہی میں شکر گزار رہے، خود اپنے لئے اور تمام عالم اسلام کیلئے اطاعت واتباع کا جذبہ لئے ہوئے ، دل کے آشیانہ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلاتے ہوئے استقامت واستقلال کے ساتھ آئندہ برس وتمام عمر گزارنے کی دعا کرے۔

اور جس شخص کی حالت اس سے جداگانہ ہو، جس کا سالِ گذشتہ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف گزرا ہو، اس سے کوتاہیاں سرزد ہوگئی ہوں، اسے چاہئے کہ اپنے اعمال سیئہ پر کف افسوس ملے ، ندامت کے آنسو بہائے اور یہ محکم ارادہ کرلے کہ میں آئندہ زندگی کا ہر لمحہ اس طرح گزاروں گا جس طرح زندگی بخشنے والے کا حکم ہے ، ہر ساعت حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شعاری ووفاداری کے جذبہ سے

سرشار رہونگا، ہر گھڑی دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے شادوآباد رہے گا۔

سال نو کا آغاز یقیناً اللہ کی نعمت ہے، ایک مدت کا اختتام اور دوسری مدت کا آغاز عطاء الٰہی ہے، اس انعام خداوندی اور عطاء الٰہی پر پیش گاہ ذوالجلال میں نذرانۂ شکر پیش کرنا چاہئے لیکن اس موقع پر باہم مبارکبادی دینا، تہنیت پیش کرنا شرعاً منع تو نہیں ہے تاہم سلف صالحین وبزرگان دین نے ہمیشہ ماحول اور رسم ورواج سے بالاتر ہوکر مقاصد کو پیش نظر رکھا، دینی اغراض کو اپنا مطمح نظر بنایا اور اخروی منافع پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کی۔

اسلامی سال کا آغاز واختتام ایثار وقربانی کا آئینہ دار

اسلامی سال کا آغاز تو خلیفۂ دوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت عظمی سے ہوتا ہے اور اختتام حج وقربانی اور خلیفۂ سوم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے مہینہ پر ہوتا ہے، سال کا آغاز واختتام اس جانب اشارہ کررہا ہے کہ اہل اسلام کے شب وروز ، ماہ وسال خالص اللہ تعالی کے لئے ہونے چاہئے ، آٹھوں پہراس کی رضا وخوشنودی مقصود ہو۔

مسلمان اپنے اقدار کی حفاظت کریں

لیکن وائے برحال مسلماناں کہ مقاصد سے دور رسم ورواج میں مبتلا ہوچکے ہیں اور رسم ورواج بھی ایسا کہ ہماری مسلمانی کو داغدار کررہا ہے، کیا دین اسلام میں رقص وسرود کا کوئی جواز نکالا جاسکتا ہے؟ کیا شراب میں، جو ام الخبائث ہے، مدھوش ومجنون کردینے کا اثر باقی نہیں رہا؟

پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان اپنے تقدس کو خود پائے مال کر کے اِن اخلاقی رذائل کو اختیار کر چکے ہیں، ان افعال کے کر گزرنے سے ان کے لئے نہ شریعت مانع رہی اور نہ اخلاق، جب کہ قوم مسلم تو وہ قوم ہے جس نے گذشتہ صدیوں میں تجارت وکاروبار، سیاست وحکومت، اخلاق وکردار، امانت وصداقت، تہذیب وتمدن ہر گوشۂ عمل میں اقوام عالم کی امامت وپیشوائی کی اور آج ہر پستی وزوال اس کے دامن سے وابستہ ہے، اس کسمپرسی کے عالم میں ہم مسلمان اگر عزت ووقار اور ترقی وعروج چاہتے ہیں تو اسلامی تعلیمات پر پھر سے عمل کرنے لگیں، قرآن کریم کو دوبارہ مضبوطی سے تھام لیں، سنت نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کو اپنا دستور عمل بنالیں، صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کا طریقہ اختیار کریں، اہل بیت نبوت سے وابستگی رکھیں، سلف صالحین واہل اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلتے رہیں، کامیابی وکامرانی ہمارے قدم چومے گی، فتح ونصرت ہمارا مقدر ہوگی۔

نہیں اقبال ناامید اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اللہ تعالیٰ ہمیں وقت کی قدر دانی کرنے اور وقت کو اس کی رضا وخوشنودی کے لئے گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: خطبۂ اولیٰ کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ.

اَمَّا بَعْدُ!

عِبَادَ اللّٰهِ! اِتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ.

وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى مُخْبِرًا وَّاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِه. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ.

فَيَا اَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِحْرَابِ، اَلَّذِيْ كَانَ رَأْيُهٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانِ، ذِي النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ

الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

وَعَلٰى وَلَدَيْهِ السَّعِيْدَيْنِ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.

وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ الْبَتُوْلِ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ بِنْتِ سَيِّدِنَا الرَّسُوْلِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

وَعَلَى الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ؛اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ،وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ.

وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ، سَيِّدَيْنَا اَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.

وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ ،اَلَّذِيْنَ بَايَعُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَجْمَعِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ،

اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنِ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلٰى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنَ، فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى، وَرَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰى! طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ، وَاَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.

رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا جَمِيْعًا وَلِمَنْ

لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰى نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

انوار خطابت
برائے محرم الحرام

انوار خطابت
برائے محرم الحرام

انوار خطابت
برائے محرم الحرام

انوار خطابت

برائے صفر المظفر

حصہ دوم

تالیف

مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری
شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدر آباد، الہند

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت' برائے صفر المظفر
تالیف	:	مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	صفر المظفر 1432ھ،م جنوری 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	25روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید واحد علی قادری (رکن عاملہ)، مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی (رکن عاملہ)
ملنے کے پتے	:	☆ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' حیدرآباد
☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
☆ منہاج القرآن مغل پورہ حیدرآباد
☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
☆ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
☆ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
☆ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

☆......☆......☆......☆......☆

فہرست

ماہ صفر' اسلامی نقطۂ نظر

(2) برادران وطن کے ساتھ تعلقات

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

(3)☆...... اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول......☆

(4)☆......وصال مصطفیٰ ﷺ کی اعجازی شان......☆

ماہ صفر، اسلامی نقطۂ نظر

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰله الطیبین الطاهرین واصحابه الاکرمین الافضلین ومن احبهم وتبعهم باحسان الی یوم الدین اجمعین امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ،بسم الله الرحمن الرحیم:**وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ**.صدق الله العظیم

بزرگان محترم ومعزز حاضرین وسامعین! اسلام دین حق وصداقت ہے، جس نے عقیدۂ توحید ورسالت کے انوار سے کائنات کو روشن ومنور کیا اور ہرقسم کی باطل رسومات اورمشرکانہ توہمات کا خاتمہ کیا۔

جاہلیت کی فرسودہ رسومات ومشرکانہ توہمات میں یہ بات بھی تھی کہ لوگ ماہ صفرکومنحوس سمجھتے تھے اوراس سے بدشگونی لیتے تھے،اس دور میں لوگوں کا یقین تھا کہ اس ماہ کی آمد کی وجہ سے وہ مصائب وبلیات میں گھر جاتے ہیں،اورمعیشت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے،وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس ماہ کے سبب وہ بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں،اور یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اس ماہ میں نحوست ہوتی ہے،کوئی بڑا کام یا کوئی نئی مہم کا آغاز اس ماہ میں نہیں کرنا چاہئے ؛اس طرح کے باطل عقیدوں کو وہ اپنے دل میں جگہ دیتے تھے۔

اسلام نے ان تمام باطل تصورات کوختم کردیا،ایمان وعقیدہ کی نعمت لازوال کے ذریعہ یہ درس دیا کہ مصائب وآلام کا تعلق کسی ماہ وسال سے نہیں ہے بلکہ وہ نیکوکاروں کے لئے

اللہ تعالی کی جانب سے امتحان وآزمائش اور گنہگار کے حق میں اس کی بدعملیوں کا نتیجہ ہے‘ ابھی میں نے خطبۂ مسنونہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.	اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بدعملی) کے سبب پہنچتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کردیتا ہے۔

(سورة الشورى۔30)

جاہلیت میں لوگ پرندہ کو اڑا کر فال لیا کرتے تھے، اگر پرندہ سیدھی جانب پرواز کرتا تو فالِ نیک لیا کرتے اور اگر راست اوپر یا نیچے کی جانب اڑتا تو یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو ارادہ رکھتے ہیں‘ وہ ہوگا تو ضرور لیکن اس میں تاخیر ہوگی اور اگر پرندہ بائیں جانب پرواز کرگیا تو وہ اس سے بدشگونی لیتے کہ ہمارا کام نہیں بن پائے گا۔ ’’عقاب‘‘ پرندہ کو دیکھ لیتے تو فکرمند ہوجاتے اور برے انجام سے اس کا شگون لیتے‘ کیونکہ اس کے معنٰی ’’عذاب‘‘ کے ہیں۔ اگر ’’غراب‘‘ یعنی کوّے کو دیکھتے تو اس سے تکالیف سفر اور غربت واجنبیت کا فال لیتے اور ’’ہدہد‘‘ پرندہ کو دیکھتے تو ہدایت ودرست روی سے اسے تعبیر کرتے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے عقائد باطلہ کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ......	ترجمہ: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی‘ بدشگونی جائز نہیں‘ الو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحيح البخاری، كتاب الطب، باب الجذام، حديث

نمبر:5380۔زجاجۃ المصابیح ،باب الفال والطیرۃ،ج3،ص446)

خیروشراورتقدیرالٰہی

حقیقت میں خیر و بھلائی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، چین وسکون بخشنے کا اسی کو اختیار ہے اور ہر طرح کی کامیابی عطا کرنے والا وہی پروردگار ہے، وہی راحت بخشتا ہے، وہی رحمت کی بارش برساتا ہے،اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے بندوں کوآزمایا کرتا ہے،کبھی نعمتوں سے سرفراز کرکے آزماتا ہے،کبھی مشقت وتکالیف کے ذریعہ آزماتا ہے کہ کونسا بندہ اپنے مولا کے فضل وکرم پراسکی بارگاہ میں رجوع ہوتا ہے اورکون دوری اختیار کرلیتا ہے، پروردگارعالم یہ واضح کرتا ہے کہ بندہ اس کی نعمتوں پرشکرگزاری کرنے لگتا ہے یااس کی بارگاہ سے کنارہ کشی اختیار کرجاتا ہے' آزمائش پرصبر کرتا ہے یامایوس ہوکرراہ حق سے دوری اختیار کرجاتا ہے،کتاب وسنت کے روشن راستوں پرگامزن رہتا ہے یانافرمانی کی اندھیریوں میں بھٹک جاتا ہے۔

ارشادباری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا	ترجمہ: اور جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ روگردانی کرتا ہے اور کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے، اور جب اُسے مصیبت پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہوجاتا ہے۔اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیجئے: ہرکوئی اپنی فطرت کے مطابق کام کررہا ہے،تو تمہارا پروردگارہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل۔83،84)

ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور نعمت کی عطا اس کی جانب سے ہے، مصیبت کا آنا بھی اس کی مشیت سے ہے برگ وبار، باغ و بہار اس کی جانب سے ہے اور طوفان وقحط سالی بھی اس کی طرف سے ہے، جان و مال کی حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہے اور جان پر آنے والی مصیبت اور مال کی ہلاکت بھی اسی کے حکم سے ہے، الغرض ہر طرح سے وہ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے، جب خدائے تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان ہے تو پھر آزمائش اور امتحان ضرور ہوا کرتا ہے ،حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الـم ،أَحَسِبَ النَّـاسُ أَنْ يُتْـرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔

ترجمہ:الٓـمّٓ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہنے لگیں 'ہم ایمان لائے 'اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے!۔

(سورۂ عنکبوت۔1،2)

برادران اسلام! ہمارے وہم وگمان اس بات پر اکساتے ہیں کہ صفر کا مہینہ آچکا ہے، پتہ نہیں کہ ہمارے یہ دن کیسے گزریں گے، کس بلا میں ہم مبتلا ہونگے ،کونسی بیماری ہمیں لاحق ہونے والی ہے؟

یاد رہے کہ شب و روز مصائب ومشکلات نہیں لاتے، کسی مہینہ کی آمد کی وجہ سے مصیبت نہیں آتی ،! بلکہ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ہماری بداعمالیاں ہی ان بلاؤں کا سبب ہوتی ہیں اور ماہ صفر سے متعلق ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے باطل توہمات ہمیں فتنوں اور مشکلات میں گھر جانے کا سبب تو نہیں بن گئے۔

ہم اپنی دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے عظمت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیں تو نہ ہم شکوک وشبہات میں مبتلا ہونگے اور نہ ایسی فکر دامن گیر ہوگی۔

قوم ثمود کی بدشگونی

قرآن کریم میں قوم ثمود کی توہم پرستی اور ان کی بدشگونی کا ذکر کیا گیا کہ انہوں نے بھوک و پیاس کے ڈر سے خدا کی نعمت کو ٹھکرا دیا، وہ اونٹنی جو آیت الٰہی بنا کر ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اس اونٹنی کو انہوں نے ذبح کر دیا، سرکشی کرتے رہے، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دئے گئے اور انہوں نے اپنے مقدس نبی حضرت صالح علیہ السلام کا وجود اور آپ کے امتیوں کا ان کے درمیان رہنا بھی پسند نہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے اور آپ کی خدمت میں رہنے والوں سے برا شگون لیتے ہیں کہ یہ مصیبت ہم پر تمہاری ہی وجہ سے آپڑی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے:

قَالُوْا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طَٓئِرُكُمْ عِنْدَاللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ .

ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں، حضرت صالح (علیہ السلام) نے فرمایا: تمہاری نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے، بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے۔

(سورۃ النمل۔47)

حضرات گرامی! اس واقعہ سے ہمیں یہی روشنی مل رہی ہے کہ آفات ومصائب سے دوچار ہونا اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے؛ اسے کسی اور کی طرف منسوب کرنا، یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ اللہ کے منکروں کا طریقہ ہے، جیسا کہ خطبہ مسنونہ کے بعد تلاوت کردہ آیت شریفہ میں ارشاد ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔

ترجمہ: اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بدعملی) کے سبب پہنچتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کر دیتا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ۔30)

شگون بد اور توہم پرستی کی ممانعت

جہاں تک بدشگونی کا تعلق ہے حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے خیال کو غلط قرار دیا اور توہم پرستی کے تصور کی یکسر نفی فرمادی سنن ابوداود سنن ترمذی میں حدیث شریف ہے :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : اَلطِّيَرَةُ مِنَ الشِرْكِ قَالَهُ ثَلاثاً.

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدشگونی لینا شرک جیسا عمل ہے، آپ نے اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی الطیرۃ و الفال، حدیث نمبر: 1712، سنن ابی داود ، کتاب الطب ، باب فی الطیرۃ، حدیث نمبر:3912)

حضرت ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الطيرة شرك اى لاعتقادهم أن الطيرة تجلب لهم نفعا أو تدفع عنهم ضرا فإذا عملوا بموجبها فكأنهم أشركوا بالله فى ذلك ويسمى شركا خفيا. وقال شارح يعنى من اعتقد أن شيئا سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أى شركا جليا

بدشگونی لینا شرک ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوتا ہے یا ان سے ضرر اور پریشانی دور ہوتی ہے اور جب انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل کیا تو گویا انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اور اسے شرک خفی کہا جاتا ہے۔ اور کسی شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ فائدہ دلانے اور مصیبت میں مبتلا کرنے والی اللہ تعالی کے سوا اور کوئی چیز ہے جو ایک مستقل طاقت ہے تو اس نے شرک جلی کا ارتکاب کیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ، کتاب الطب و الرقی ، باب الفال

والطیرة ،ج4ص522)

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

انما سماها شركا لأنهم كانوا يرون ما يتشاءمون به سببا مؤثرا في حصول المكروه وملاحظة الأسباب في الجملة شرك خفي فكيف إذا انضم إليها جهالة وسوء اعتقاد.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے شرک اس لئے فرمایا کہ وہ لوگ یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جس چیز سے انہوں نے بدشگونی لی ہے وہ مصیبت کے نزول میں متاثر کن سبب ہے اور بالعموم ان اسباب کا لحاظ کرنا شرک خفی ہے، بطور خاص جب اس کے ساتھ جہالت اور بداعتقادی بھی ہو تو اس کا شرک خفی ہونا اور بھی واضح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ،ج4،ص522/523)

سنن ابوداود شریف کی ایک روایت میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ۔

پرندہ کے ذریعہ فال لینا، کسی چیز سے بدشگونی لینا اور کنکریوں سے فال نکالنا شیطانی کام ہے۔

(سنن ابی داود ، کتاب الطب ، باب فی الخط وزجر الطیر،حدیث نمبر:3909)

ماہ صفر میں فی نفسہ نحوست نہیں!

محترم حاضرین! بخاری شریف میں حدیث شریف ہے:

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ......

ترجمہ: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، بدشگونی جائز نہیں، الّو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحیح البخاری ،کتاب الطب، باب الجذام ، حدیث نمبر:5380)

حضرت سیدی ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمۃ اس کی شرح کرتے ہوئے زجاجۃ المصابیح کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

قوله ولا صفر قال ابوداؤد فی سننه قال بقية ، سالت محمد بن راشد عنه قال كانوا يتشاء مون بدخول صفر ، فقال النبی صلی الله عليه وسلم لا صفر وقال القاضی هو ان يكون نفيا لما يتوهم ان شهر صفر تكثر فيه الدواهی والفتن

امام ابوداود علیہ الرحمۃ نے اپنی سنن میں بیان کیا کہ محدث بقیہ نے اس حدیث شریف کے بارے میں اپنے استاد محمد بن راشد سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کی آمد کو منحوس سمجھتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ماہ صفر منحوس نہیں ہے!۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث شریف سے اس وہم کی نفی ہوجاتی ہے جو ماہ صفر سے متعلق کیا جاتا ہے کہ اس میں آفات وبلیات بکثرت نازل ہوا کرتی ہیں۔

(حاشية زجاجةالمصابيح، ج 3، كتاب الطب والرقی، باب الفال والطيرة ، ص 447)

عزیزان محترم! مذکورۂ بالا احادیث شریفہ کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے کہ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا غیر اسلامی ہے، اس میں مہینہ شادی بیاہ سے گریز کرنا اور خوشی ومسرت کی تقاریب کے انعقاد کو نامناسب سمجھنا یہ سب بے جا امور ہیں اور جاہلیت کے باطل توہمات کی پیداوار ہیں؛ جن کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، ماہ صفر کی تاریخی حیثیت بھی اگر دیکھی جائے تو ایک روایت کے مطابق حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسی ماہ مبارک میں

کروایا تھا' گوکہ معروف روایت ماہ شوال کی ہے، ماہ صفر میں نکاح کے متعلق روایت ہے:

قال جعفر بن محمد تزوج علی فاطمہ رضی الله عنهما فی شهر صفر فی السنة الثانية وبنی بهافی شهر ذی القعدة علی رأس اثنين وعشرين شهرا من الهجرة۔

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہما سے دو ہجری صفر کے مہینہ میں عقد فرمایا اور آپ کی رخصتی ہجرت کے بعد بائیس مہینے کے اوائل ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوئی۔

(سبل الهدی والرشاد، ج12،ص469)

حاضرین کرام! بعض لوگ ماہ صفر میں کسی اہم کام کے لئے سفر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے' جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب سفر کا آغاز ایک روایت کے مطابق ماہ صفر کے آخر میں فرمایا تھا۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، ج،2ص102)

ماہ صفر کامیابی والامہینہ

محترم حاضرین! یہ سفر مقدس دین اسلام کی غیر معمولی ترقی اور مسلمانوں کی خوشحالی' فتح ونصرت کا باعث ثابت ہوا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وہ سفر تھا جو اپنے اندر فتح مکہ کی عظمتوں کو لئے ہوئے تھا' گویا ماہ صفر میں ہجرت کرنا اتمام شریعت کا ذریعہ اور فروغ اسلام کا وسیلہ قرار پایا، بلاؤں کے نازل ہونے کا نہیں بلکہ مصائب ومشکلات کے دفع ہونے کا سبب بنا۔ اسی وجہ سے ہمارے عرف میں ماہ صفر کو صفر المظفر کہتے ہیں' جسکے معنٰی ظفریابی' فتح ونصرت والے کے ہے۔

مسلمانوں کو ایسی بدشگونی سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہئے ،اوراسی طرح تیرہ تیزی کے نام سے انڈے اور تیل وغیرہ سرہانے رکھنا بھی لغو کام ہے،ان امور سے بھی احتیاط ضروری ہے۔ قطع

نظر اس کے رضائے الہی کی خاطر فقراء ومساکین پر صدقہ وخیرات کرنا دیگر مہینوں کی طرح اس ماہ میں بھی جائز ومُستحسن ہے۔

محترم سامعین ! معاشرہ میں یہ تصور بھی عام ہے کہ ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو سیر وسیاحت کا اہتمام کیا جائے ،اس دن تفریح کیلئے روانہ ہوں اور گھانس سبزہ وغیرہ پر چہل قدمی ہو۔اگر یہ چہل قدمی اس تصور کی ساتھ کی جائے کہ بلا اور وبا سے حفاظت ہوجاتی ہے اور مصائب دفع ہوجاتے ہیں تو اس کا اسلامی کتب سے کوئی ثبوت نہیں ملتا،اگر کوئی اسی پر اصرار کرے تو عرض کیا جائے گا: اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آخری چہارشنبہ کو بلائیں زیادہ نازل ہوتی ہے تو ایسی صورت میں سیر وتفریح نہیں بلکہ عبادت وریاضت کی جانی چاہئے ،نیکی وبھلائی کی فکر کرنی چاہئے اور صدقہ وخیرات کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے غضب الہی دور ہوجاتا ہے اور رضاء الہی کے آثار نمودار ہوتے ہیں،جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ .

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً صدقہ اور نیکی پروردگار کے غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرتی ہے اور بری موت کو دفع کرتی ہے۔

(جامع الترمذی ، باب فضل الصدقۃ،حدیث نمبر: 666۔شعب الایمان للبیہقی ، الصدقۃ تطفی غضب الرب،حدیث نمبر: 3202)

صفر کے مہینہ میں یہ دعاء پڑھیں!

حاضرین کرام !جب بھی کوئی شخص مصیبت سے دوچار ہو تو اسے اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئے ، اپنے اعمال میں جہاں کوتاہی واقع ہوئی ہے اسکی اصلاح کرنی چاہئے

جہاں لغزش ہوئی ہے اسے سدھارنا چاہئے، توبہ کرکے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونا چاہئے کیونکہ اپنے برے اعمال ہی تمام ترنحوستوں کا باعث ہوتے ہیں، ابھی آپ سن چکے ہیں کہ نیک وصالح بندہ کوبھی زندگی میں مختلف قسم کے مصائب وآلام سے گزرنا پڑتا ہےاور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سےاس کے لئے امتحان ہوتا ہے، جولوگ مصائب وآلام کا صبرواستقامت کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں وہ اس امتحان میں کامیاب ہیں جن کے قدم آفات وبلیات کی وجہ سےنہیں لڑکھڑاتے اللہ کی نصرت وحمایت انکے ساتھ ہے۔

زجاجۃ المصابیح میں سنن ابوداؤدشریف کےحوالہ سےحدیث پاک منقول ہے:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلاَ تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لاَ يَأْتِى بِالْحَسَنَاتِ إِلاَّ أَنْتَ وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلاَّ أَنْتَ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّبِاللّٰه ___. اللَّهُمَّ لاَ يَأْتِى بِالْحَسَنَاتِ إِلاَّ أَنْتَ وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلاَّ أَنْتَ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّبِاللّٰه.

سیدنا عروۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بدشگونی کا ذکر کیا گیا توآپ نے ارشادفرمایا :اچھاشگون،فالِ نیک ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتی، پس جب تم میں سےکوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہےتواسے چاہئے کہ وہ یہ دعاء پڑھے___ . ترجمہ: اے اللہ ہرقسم کی بھلائیوں کولانے والاتوہی ہےاورتمام قسم کی برائیوں کودفع کرنے والابھی توہی ہے، نہ برائی سے بچنے کی کوئی طاقت ہےاورنہ نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے،مگراللہ ہی کی مدد سے۔

(زجاجة المصابيح ،ج 3،ص 445، سنن ابی داود،باب فی الطيرة،حديث نمبر:3921)

چہارشنبہ منحوس نہیں بلکہ نور کی پیدائش کا دن

محترم سامعین! یہ حقیقت ہے کہ ایک دن دوسرے دن پر فضیلت و برتری رکھتا ہے، ایک وقت دوسرے وقت کی بہ نسبت زیادہ برکت ورحمت والا ہوتا ہے، لیکن فی نفسہ کسی وقت یا دن میں نحوست کا تصور غیر اسلامی نظریہ ہے، جہاں تک چہارشنبہ کی بات ہے تو صحیح حدیث پاک میں اس کی فضیلت آئی ہے، صحیح مسلم اور مسند امام احمد وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفصیلی روایت مذکور ہے :

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِی فَقَالَ:خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ...وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کرارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا فرمایا ......اور نور کو چہارشنبہ کے دن پیدا فرمایا۔

(صحیح مسلم ، کتاب صفة المنافقين واحكامهم، باب صفة القيامة والجنة والنار ج 2ص 371، حديث نمبر:7231۔مسند امام احمد، مسند أبى هريرة ، حديث نمبر: 8563۔السنن الكبرى للبيهقى، ج 9،ص 3۔السنن الكبرى للنسائى، حديث نمبر: 11010۔المعجم الاوسط للطبرانى، باب الباء ، من اسمه بكر، حديث نمبر:3360)۔

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ چہارشنبہ وہ مبارک ومقدس دن ہے جس میں نور کی پیدائش ہوئی لہذا یہ تصور غیر درست ہے کہ اس میں کوئی بڑا اور اہم کام نہیں کرنا چاہئے-

لہذا اس دن کوئی بھی خوشی والا جائز کام انجام دینا ان شاءاللہ تعالی بابرکت ہی ہوگا۔

امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے:

ذكر برهان الإسلام في كتابه (تعليم المتعلم) عن شيخه المرغيناني صاحب الهداية في فقه الحنفية انه كان يوقف بداية السبق على يوم الاربعاء وكان يروى في ذلك بحفظه ويقول قال رسول الله (ما من شيء بدء به يوم الاربعاء إلا وقد تم).

برہان الاسلام کی 'تعلیم المتعلم' کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہ اپنے استاذ گرامی صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیان کرتے ہیں کہ آپ چہارشنبہ کے دن سبق کے آغاز کا اہتمام کیا کرتے اور اس سلسلہ میں یہ حدیث پاک روایت فرمایا کرتے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا : چہارشنبہ کے دن جس چیز کا بھی آغاز کیا جائے وہ پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

(المقاصد الحسنة ،حرف الميم)

اسی وجہ سے عالم اسلام کی شہرۂ آفاق اسلامی یونیورسٹی ''جامعہ نظامیہ'' حیدرآباد دکن میں درس وتدریس کے آغاز کے لئے چہارشنبہ کے دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

استغفار، تمام پریشانیوں کا حل

محترم سامعین !اگر ہم مسلمان اپنے دل میں خدا کا خوف بٹھائے رکھیں ،اس کے فضل و کرم کے امیدوار بنے رہیں اوراپنے حال زار پرندامت کے آنسو بہائیں تو ضرور ہماری زندگی میں برکت رکھ دی جائیگی اور ہمارے درمیان سے رنج وغم ، دردوالم دور کر دیا جائیگا اورحزن وملال ختم کر دیا جائیگا۔

اس سلسلہ میں امام رازی علیہ الرحمہ کی تفسیر کبیر کے حوالہ سے ایک نصیحت آموز واقعہ بیان

کیا جاتا ہے؛ جو ہمارے لئے نہایت ہی قیمتی اور نفع بخش ہے:

وعن الحسن : ان رجلا شکا الیه الجدب ، فقال ، استغفر الله ، وشکاالیه آخر الفقر ، وآخر قلة النسل،وآخر قلة ریع ارضه ، فامرهم کلهم بالا ستغفار ، فقال له بعض القوم : اتاک رجال یشکون الیک انواعا من الحاجة ، فامرتهم کلهم بالاستغفار، فتلا له الایة .فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا-.

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوکر قحط سالی سے متعلق فریاد کی تو آپ نے اسے استغفار کرنے کا حکم دیا، کسی دوسرے شخص نے اپنا فقر وفاقہ اور تنگدستی کا حال بیان کیا ،اسی طرح کسی اور شخص نے اولاد نہ ہونے پر اپنی پریشانی ظاہر کی اور کسی نے اپنے باغ وبہار میں پھل وپھول اور تازگی سے متعلق آپ کی خدمت میں معروضہ کیا اور سبھوں کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے استغفار کی تلقین کی ،خدائے تعالی سے معافی طلب کرنے اور بخشش کی دعا مانگنے کا حکم دیا،لوگوں کو اس پر تعجب ہوا،عرض کرنے لگے ،آپ کی خدمت میں لوگ الگ الگ معروضے لے کر حاضر ہوئے اور تمام افراد کو آپ نے اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین فرمائی ،تو آپ نے جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ،ترجمہ: تو میں نے کہا: تم اپنے پردردگار سے بخشش طلب کرو! بیشک وہ خوب مغفرت فرمانے والا ہے ، وہ تم پر موسلا دھار بارش کا نزول فرمائیگا اور مال ودولت اور اولاد کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائیگا اور تمہارے لئے باغات بنادیگا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادیگا۔

(نوح ۔10/11/12)

ذکر الہی سے معمور ہر لمحہ سعادت مند

عزیزان محترم! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کی پریشانیوں کا حل استغفار الہی قرار دیا

اور امت کو بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع ہونے کی تعلیم فرمائی۔آج ہمیں اسی فکر کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ ہمارے لیل ونہار ذکر الٰہی میں گزرتے رہیں ،ہم شریعت کی پابندی کریں اور قرآن کریم وحدیث شریف پر عمل پیرا رہیں،اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں،وقت کی قدر کریں،اپنے لمحات کو غفلت میں نہ گزاریں، کیونکہ نحوست ہماری زندگی میں اسی وقت آسکتی ہے جب ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور انکی اطاعت وپیروی سے غافل رہیں۔

سورۂ توبہ کی آیت نمبر:37 کے تحت تفسیر روح البیان میں مذکور ہے:

فکل زمان اشتغل فیہ المؤمن بطاعة الله فھو زمان مبارک وکل زمان اشتغل فیہ بمعصیة الله فھو مشؤم علیہ فالشؤم فی الحقیقة ھو المعصیة۔

ترجمہ: ہر وہ لمحہ جس میں بندۂ مومن اطاعت الٰہی میں مصروف رہا ہے، وہ اس کے حق میں برکت والا اور سعادت مندی کا باعث ہے اور ہر وہ لمحہ جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول رہا ہے؛ وہ اس کے حق میں بے برکت ہے، دراصل نحوست وبے برکتی گناہ کے ارتکاب میں ہے۔

حاضرین کرام !یقیناً جس وقت کو ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارا وہ وقت ہمارے لئے برکت والا ہے،جس لمحہ کو ہم نے سنتوں پر عمل کرنے میں بسر کیا وہ لمحہ ہمارے لئے سعادت والا ہے،جس گھڑی کو ہم نے اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے بتایا وہ گھڑی ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔

اللہ تعالی ہمارے قلوب میں حسن عقیدہ کو جاگزیں فرمائے،عمل صالح کی دولت نصیب فرمائۓ اور تعلیماتِ کتاب وسنت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمین، بجاہ طه ویس صلی الله علیه واله واصحابه اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران وطن کے ساتھ تعلقات

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

الحمد للہ رب العالمین ، والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین،وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الاکرمین الافضلین ومن احبہم وتبعہم باحسان الی یوم الدین اجمعین.

امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک اور عدل کا معاملہ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورۃالممتحنۃ 8)

حاضرین کرام! جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس آیت میں اللہ تعالی نے واضح طور پر بیان فرمادیا کہ اسلام امن وسلامتی والا دین ہے، اسلام کسی قوم ومذہب کا ہرگز دشمن نہیں، اس کی امن پسندی کا حال یہ ہیکہ وہ غیر مسلمین کے ساتھ بھی حسن سلوک اور عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حاضرین کرام! آج مختلف جہتوں سے دین اسلام پر حملے کئے جارہے ہیں، کبھی مسلمان کو دہشت گرد کہا جاتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے۔

اگر ہم قرآن کریم واحادیث شریفہ کا صحیح طور پر مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ حقیقی طور پر اسلام ہی امن وسلامتی والا مذہب ہے۔

حاضرین کرام! تاریخ ہند میں جنوری کا مہینہ اور اس کی چھبیسویں تاریخ نہایت اہمیت کی حامل ہے، آج سے تقریبا ساٹھ سال قبل ہمارے ملک میں جمہوریت کا دستور اس مہینہ میں نافذ کیا گیا، اسی وجہ سے 26! جنوری کو ہندوستان میں یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے، اسی مناسبت سے احقر آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ ہم مسلمانوں کا غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہیئے، تاکہ ہماری نوخیز نسل جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پارہی ہے اس سے باخبر ہوجائے اور جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے غلط فہمیاں پیدا کررہے ہیں ان کا سنجیدہ جواب دے سکے۔

مسلمان سراپا رحمت ہے

مسلمان سراپا رحمت ہوتے ہیں وہ امن کے لئے خطرہ اور فسادی نہیں ہوتے ، بلکہ امن کے علمبردار اور رحم وکرم کے پیکر ہوتے ہیں، ساری انسانیت کے لئے نفع بخش اور راحت رساں

ہوتے ہیں،اسی لئے شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کواجازت دے رکھی ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہ سکتے ہیں۔

عرب سے عجم تک ،مشرق سے مغرب تک مسلمان جہاں بھی گئے امن وسلامتی ،عدل و انصاف،صلہ رحمی واحسان کا پیغام لے کر گئے۔خوف ودہشت کے ماحول کوامن میں تبدیل کردیا،، فتنہ وفساد سے زہرآلودمعاشرہ اورسماج کوانہوں نے امن وسلامتی کا مرکز بنادیا۔ان کے اخلاق کی پاکیزگی،معاملات کی صفائی،رواداری وبھائی چارگی،اتحادومحبت،الفت واخوت،رحمت ومودت کی بدولت ظلم وعداوت کے تاریک بادل چھٹ گئے اورعدل وانصاف کے مہکتے پھول کھل گئے۔

حاضرین کرام!یوم جمہوریہ ہند کی مناسبت میں آج میں یہ کہنا چاہونگا کہ اسلام نے غیر مسلم برادران وطن سے معاشرتی تعلقات،کاروباری معاملات،تجارت،خریدوفروخت وغیرہ امور کی اجازت دی ہےاورتمام معاملات وتعلقات میں سچائی وصداقت پر پابندی کی تاکیدکی اورجھوٹ، مکروفریب اوردھوکہ وخیانت سے اجتناب کاحکم فرمایا ہے۔غروروتکبر کی جگہ تواضع وانکساری کے معاملہ کا قانون دیا ہے۔سخت مزاجی اورشدت کے بالمقابل نرمی اورآسانی کو پسند کیا ہے۔عجلت پسندی اورغصہ پرقابو پانے اورتحمل وبرداشت کارویہ اختیارکرنے کی ہدایت دی ہے۔انتقام میں حد سے آگے نہ بڑھنے اورعفوودرگزرسے کام لینے کاحکم دیا ہے،برائی کابدلہ اچھائی سے دینے کی ترغیب دی ہے۔فتنہ وفساد سے گریزکرنے اورہرحال میں عدل وانصاف پرجمے رہنے کی تعلیم دی ہے،ان احکام میں اسلام نے مسلم وغیرمسلم کاامتیازروانہیں رکھا۔

غیرمسلموں کیساتھ اخلاقی ومعاشرتی تعلقات

مسلمانوں کاربط وتعلق کسی بھی مذہب وملت کےافراد سے ہو،انہیں ہرصورت میں یہ ملحوظ رکھنا ہے کہ ہم تو مسلمان ہیں،ہماری زبان وبیان سے ہرگزکسی کوتکلیف نہ پہنچنے پائے،کیونکہ اسلام

نے غیر مسلموں کے ساتھ معاشرتی اور اخلاقی تعلقات کی تاکید کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا، کہ تم ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف کا برتاؤ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورةالممتحنة 8)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے بھی عدل وانصاف کا معاملہ، اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کرنا چاہئے۔

حاضرین کرام! حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان خواہ وہ اسلامی مملکت میں ہو یا جمہوری مملکت میں وہ ہر مقام پر محبت کے پیام کو عام کرنے والا ہوتا ہے، الفت کے پھول بکھیرنے والا ہوتا ہے، وہ گفتار وکردار ہر لحاظ سے امن وسلامتی کا پیکر ہوتا ہے، اسے انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے ہی وجود بخشا گیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ.

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے لائی گئی ہو۔

(سورۂ آل عمران 110)

مکرم سامعین! ایک مسلمان جس طرح دوسرے مسلمان کے حق میں سلامتی کا پیکر ہوتا ہے اسی طرح وہ غیر مسلم افراد کے حق میں بھی سلامتی کا پیکر ہوتا ہے، تیر وتلوار، نیزہ وہتھیار تو کجا وہ اپنی

زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کہا کرو -!

(سورۃالبقرۃ 83)

اخلاق کیساتھ پیش آنے اور نیک برتاؤ کرنے کیلئے رنگ ونسل مذہب وعقیدہ کی تخصیص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے حق میں عام ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ بھی اچھی گفتگو کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ۔تمام لوگوں سے عمدہ اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو۔

(جامع ترمذی ج 2ص 19باب ماجاء فی معاشرۃ الناس،حدیث نمبر2115:)

اہل اسلام کی امن پسندی

قریش مکہ کی جانب سے حج وعمرہ کے لئے کسی پر بھی پابندی اور روک نہیں تھی، حتیٰ کہ جانی دشمن کے لئے بھی نہیں لیکن جب مسلمان عمرہ کے ارادہ سے نکلے، راستہ میں روک دیئے گئے، عمرہ کی اجازت نہیں دی گئی، مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور انہیں غیر معمولی صدمہ پہنچا، فطری طور پر آتش انتقام شعلہ زن ہوسکتی تھی، مسلمان جوابی کارروائی کرسکتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کے حق میں بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا اور ظلم وزیادتی پر روک لگادی، ارشادفرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔

ترجمہ : کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کربیٹھو۔اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا۔

(سورۃالمائدۃ2)

غورفرمائیں !وہ مذہب دہشت گردی سکھانے والا کیسے ہوسکتا ہے جوظلم وستم کے پہاڑ ڈھانے والے، جانی دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے؟۔

حاضرین کرام! عدل وانصاف کے معاملہ میں اسلام میں دوست ودشمن، مسلم وغیرمسلم کا فرق درست نہیں، اسلام، دشمنوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف کولازمی قرار دیتا ہے تاکہ اس کی بنیاد پرایک خوش گوارمعاشرہ تشکیل پائے۔ارشادحق تعالی ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى.

ترجمہ : کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر ہرگز نہ اکسائے کہ تم عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو، عدل کرو،عدل تقویٰ سے بہت قریب ہے۔

(سورۃالمائدۃ8)

اسلام ''چلوتم اُدھرکوہواہوجدھرکی'' والی بات نہیں کرتا،اسلام ہرحال میں عدل وانصاف کے ایسےقوانین نافذکرتا ہے جوہواکےرُخ کوموڑدیں۔

غیرمسلموں کے لئے مالی امدادجاری کرنا

غیراسلامی ملک کے غیرمسلم افراد پرخرچ کرنا اورمصیبت وآفت میں ان کے ساتھ ہمدردی وتعاون کرنا تو مسلمانوں کا وصف خاص ہے،اس وصف خاص سے متصف فرمانے کیلئے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنےفعل مبارک سے مسلمانوں کو جونمونۂ عمل عنایت فرمایااس کی ایک مثال یہ حدیث پاک ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَمْسَمِائَةِ دِينَارٍ إلَى مَكَّةَ

ترجمہ :ایک سال مکہ مکرمہ کےلوگ قحط میں مبتلا ہوگئےتو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حِیـنَ قَـحَطُوْا وَاَمَرَ بِدَفْعِهَا إِلَی اَبِیْ سُـفْیَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ اُمَیَّةَ لِیُفَرِّقَا عَلَی فُقَرَاءِ اَهْلِ مَکَّةَ۔

ابوسفیان بن حرب اورصفوان بن امیہ کے پاس پانچ سو درہم روانہ کئے تاکہ وہ مکہ مکرمہ کے ضرورت مندوں اورمحتاجوں میں تقسیم کریں۔

(رد المحتار، ج2، کتاب الزکوۃ ،باب مصرف الزکوۃ والعشر، ص92)

حاضرین کرام !اتحادواخوت اورانسانی رواداری کی اس سے عظیم مثال اورکیا ہوسکتی ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان غیر مسلم افراد کی بھی اعانت وفریادرسی فرمائی جنہوں نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے ،مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں یہاں تک کہ حضور کے جانثاروں نے اپنا گھر ،مال ودولت سب کچھ قربان کرکے وطن عزیز مکہ مکرمہ کو چھوڑکر مدینہ منورہ سکونت اختیارکی۔

اسلامی دیانتداری سے زمین وآسماں کا قیام' یہود کا اقرار

دین اسلام کی حقانیت اوراہل اسلام کے عدل وانصاف اورامانت داری کے اغیار بھی قائل ہیں،حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح ہونے کے بعد یہود کواپنی زمین بٹائی پردی، اس طرح کہ وہ زراعت کریں گے اور پیداوار کا آدھا حصہ وہ لیں گے اورآدھا حصہ آپ کوادا کریں گے۔جب بٹائی کا وقت آتا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیداوار کا اندازہ کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرماتے۔

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَیَخْرُصُ النَّخْلَ.

(سنن ابوداود کتاب البیوع،باب فی الخرص ،حدیث نمبر3415)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے فرماتے: جس حصہ کو چاہو لے لو! یہود اس عدل وانصاف کو دیکھ کر یہ کہتے ایسے ہی عدل وانصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں،،۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے: اے گروہ یہود! تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہو کیونکہ تم نے اللہ کے نبیوں کو شہید کیا اور تم نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہاری دشمنی مجھ کو اس بات پر آمادہ نہیں کرسکتی کہ میں تم پر کسی قسم کا ظلم کروں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :أَفَاءَ اللهُ خَيْبَرَ ...فَبَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللهِ وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللهِ وَلَيْسَ يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ أَنْ أَحِيْفَ عَلَيْكُمْ

(شرح معانی الاثار ج 1ص316، کتاب الزکوۃ، باب الخرص، حدیث نمبر:2856)

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ کتنے پاکیزہ طریقہ پر معاملات کرتے آئے ہیں کہ ظلم وزیادتی اور حق تلفی ودھوکہ دہی کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

حاضرین کرام! ابورافع کو قریش نے قاصد بنا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ کہتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت حاصل کی تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا، میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی بھی ان کی طرف نہیں لوٹونگا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ قاصد کو روکے رکھوں گا، تم واپس چلے جاؤ، اب جو چیز تمہارے دل میں ہے اگر یہ برقرار ہے تو تم اب لوٹ جاؤ۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِى رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَتْنِى قُرَيْشٌ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الإِسْلاَمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لاَ أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي لاَ أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلاَ أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلَكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الآنَ فَارْجِعْ

.(سنن ابو داؤد،کتاب الجهاد ،باب فی الامام یستجن به فی العهود، حدیث نمبر:2760)

غیر مسلم قیدیوں سے اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک

مسلمانوں نے قیدی افراد کے ساتھ بھی غیر معمولی ،اعلیٰ درجہ کے حسن سلوک کی ایک سنہری تاریخ مرتب کی ہے، حالانکہ قیدی افراد جنگی مجرم سمجھے جاتے ہیں،ان کے ساتھ نہایت وحشت ناک ، بہیمانہ سلوک کیا جاتا ہے لیکن اسلام نے ان کے ساتھ اخلاقی برتاؤ کا انتہائی اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

جنگ بدر کے قیدی جنھوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں مختلف صحابہ کرام پر تقسیم فرما دیا اوران کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرمایا چنانچہ ابوعزیز بن عمیر جو مشرکین کے علم بردار تھے کہتے ہیں : مجھے ایک انصاری صحابی کے حوالہ کیا گیا،ان کا حال یہ تھا صبح وشام مجھ کو روٹی کھلاتے اور خود کھجور پر اکتفاء کرتے اگر ان کے اہل خانہ سے کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ملتا تو وہ مجھ کو دے دیتے اور خود اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتے اس قدر حسن سلوک پر مجھے حیا آتی تھی۔

قال ابو عزیز. . . فکانوا اذاقدموا غذائهم وعشائهم خصونی بالخبز واکلوا التمر لوصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاهم بنا،ماتقع فی یدرجل منهم کسرة خبز الانفحنی بها۔

(سبل الہدی والرشاد، ج4،ص66، جماع ابواب المغازی، الباب السابع فی بیان غزوۃ بدر الکبری)

مسلمان غیر اسلامی ملک کے لئے مفاد کا ضامن !

کسی بھی غیر اسلامی ملک میں مسلمان کا وجود اس ملک کے مفاد میں ہوتا ہے، وہاں کے باشندگان کو مسلمانوں سے کوئی ضرر ونقصان بالکل نہیں پہنچتا، مسلمان غیر مسلم ملک میں بھی فساد وبگاڑ کی کوئی صورت ہونے نہیں دیتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ مسلمان کا وجود ہی انسانیت کی صلاح وفلاح کے لئے ہے: اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ترجمہ: تم لوگوں کے فائدہ کے لئے لائے گئے ہو) اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں بلکہ آیت کریمہ کے کلمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت کے حوالہ سے مسلمانوں سے غیر مسلم افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو تلوار سے نہیں پھیلایا بلکہ صرف اور صرف اخلاق وکردار سے پھیلایا ہے اور جب کبھی تلوار چلائی گئی وہ صرف اور صرف اسلام کے دفاع، فساد کو مٹانے، امن قائم کرنے اور عہد کو پورا کرنے اور بربریت وجارحیت کا خاتمہ کرنے کیلئے ہی چلائی گئی۔

حاضرین کرام! اسلامی مملکت ہو یا جمہوری ملک‘اس میں کسی غیر مسلم کا خون بہانا،اور انہیں ناحق قتل کرنا تو کجا اسلام نے ان پر معمولی درجہ کے ظلم سے بھی روکا ہے، نبی رحمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کئے ہوئے غیر مسلم کے ساتھ ظلم وزیادتی کا برتاؤ کرنے پر کس قدر شدید وعید بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ سنن ابو داؤد کی اس مبارک حدیث شریف سے ہوتا ہے

،ارشادفرمایا :

اَلاَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سنو ! جس نے کسی اہل معاہدہ پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی کی یا اس کی طاقت سے زیادہ کام لے کر اس پر بوجھ ڈالا یا اس کے رضا ورغبت کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے مقدمہ لڑوں گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الخراج ،باب فی تعشیر اهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، حديث نمبر 3054)

مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے: وَالْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ . ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور مومن وہ ہے جس سے تمام لوگوں کے خون اور مال محفوظ ہوں ۔ (مسند امام احمد، مسند أبی ہریرۃ، حدیث نمبر 9166)

مذکورہ آیات شریفہ واحادیث کریمہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے بھی جان و مال کو تحفظ دیا ہے اور انہیں باوقار زندگی مرحمت کی ہے اور کامل مومن کی علامت وشناخت بھی یہی رکھی کہ اس سے دوسرے لوگ خواہ مسلم ہوں کہ غیر مسلم مامون ومحفوظ رہیں۔

یوم جمہوریہ کے موقع پر ہم یہی پیام دینا چاہتے ہیں:

ہوس نے کردیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو   اخوت کا بیاں ہوجا محبت کی زباں ہوجا
یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی   اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

اللہ تعالیٰ ہمیں امن وسلامتی اور عافیت عطا فرمائے، ملک ووطن کے بشمول ساری دنیا کے لئے پیغام امن کا سفیر بنائے! آمین بجاہ طه ويس واخردعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى وسلم على خير خلقه سيدنا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اٰله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد

فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا.

سامعین کرام! ایک مہذب انسان کی فطرت ہے کہ وہ شخصی طور پر اپنی زندگی کو ترقی دینے کی فکر کرتا ہے، نیکی کرنے کے لئے خود کوشش کرتا ہے، برائی سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو راہ راست پر رکھنے کی جستجو کرتا ہے؛ ایک بندۂ مومن کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُسے اپنے اہل وعیال اور اولاد کو راہ راست پر لانے کی فکر بھی کرنی چاہئے، انہیں خیر وبھلائی کی ترغیب دینے اور برائی سے باز رکھنے کے لئے جد وجہد کرنا چاہئے، اس کے لئے باضابطہ تربیت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور باقاعدہ نگہداشت درکار ہے اسی وجہ سے دین اسلام نے تربیت کے نظام کو

بڑی اہمیت دی ہے'ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا. ترجمہ:اے ایمان والو !تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کوآگ سے بچاؤ!۔

(سورة التحريم ـ6)

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کوحکم دیا گیا کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچائیں اوراپنے اہل وعیال کوبھی،آیت شریفہ میں مذکورلفظ''أَهْلِيكُمْ''میں اہل وعیال، بیوی بچے دونوں داخل ہیں اوران میں بچے مقدّم ہیں۔ چونکہ انسان کا سب سے پہلا مرحلہ بچپن ہے اوراس کی مثال نرم و نازک کونپل ڈالیوں کی طرح ہے،اس کی جس طرح داخت پرداخت کی جائے اورجس طرف رخ دیاجائے درخت ویسا ہی نشونما پاتااور بڑاہوتاجاتاہے،اس لیے بچوں کی تربیت پراسلام نے بہت زیادہ زوردیاہےاوراس کے لیے مستقل اصول وقواعدمقرر کئے ہیں۔

اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت

محترم سامعین! اسلام کے پیش کردہ اصول کے مطابق اگر بچہ کی تربیت کی جائے تو وہ ضرور زندگی کے ہرمرحلہ میں خیروبھلائی اورترقی کی راہ پرگامزن رہتاہےاوراس کے بگڑنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں رہتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے اصول تربیت کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں' بلکہ جس ذات نےنسل انسانی کووجودبخشااسی نے ان کی تربیت کےاصول نازل کئے ہیں' اسی وجہ سے یہ اصول تربیت فطرت کے عین مطابق ہیں،اسلام چونکہ مکمل نظام حیات ہے جو ہرطرح سے انسانیت کی صلاح وفلاح کا ضامن ہے،وہ اپنے اندرایک کامل نظام تربیت رکھتا ہے،اس کا نظام تربیت جہاں اہل اسلام کے لیے دنیوی واخروی فوائدکا حامل ہے وہیں تمام طبقات انسانی کے

لیے دنیوی اعتبار سے نفع بخش وراحت رساں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ افراد انسانیت نے جب بھی اس نظام تربیت کو اختیار کیا دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ رہی۔

اس دنیا کے قانون داں، مفکرین واہل دانش اپنے اپنے تجربہ کی بنیاد پر تربیت کے اصول و قواعد مرتب کرتے ہیں، حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ وہ اصول ناقابل عمل ہوجاتے ہیں، لیکن اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں حالات واشخاص کی تبدیلیوں کے باوجود تمام افراد انسانیت کے لئے ہدایت کا موجب، راحت اور رحمت کا باعث رہتا ہے۔

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

حاضرین کرام! دنیا میں آنے والے تمام بچے ایک ہی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا الْآيَةَ (فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ.)

ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، جس طرح جانور صحیح وسالم بچہ جنم دیتا ہے، کیا تم اس میں کان کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمانے لگے: یہ اللہ تعالی کی تخلیق ہے، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ سیدھا دین ہے۔

(سورة الروم۔30)(صحیح البخاری ، کتاب الجنائز،باب اذا اسلم الصبی

فمات هل يصلى عليه ،حديث نمبر ،1292)

بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو تمام عمدہ صلاحیتیں پاکیزہ ذہن اوراچھی فکراور صاف وشفاف قلب ونظر لے کرآتا ہے،ظاہر وباطن کی ساری خوبیاں اس میں موجود رہتی ہیں،لیکن ماحول ہے کہ اس پراثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے،اگراس کی ان پنہاں صلاحیتوں اورچھپی ہوئی خوبیوں کو اجاگر نہ کیا جائے تو وہ ایک بغیرتراشے ہوئے ہیرے کی طرح اپنی قدر و قیمت کھودیتاہے اور ہیرا ہونے کے باوجود ایک پتھر کی مانند ہوجاتا ہے۔

ے خِشْتِ اَوَّلْ چُوں نِہدْ مِعْمَارْ کَجْ تَاثُرَیَّا مِیْ رَوَدْ دِیْوَارْ کَجْ

ترجمہ: جب تعمیر کرنے والا پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھے تو دیوارثریا کی بلندیوں تک ٹیڑھی ہی جائے گی۔

تربیت ایک اہم ذمہ داری

عزیزان محترم!اسی لیےاسلام نے اولاد کی تربیت کو نہ صرف اہمیت دی ہے' بلکہ اسے اولاد کے لئے ایسا حق قرار دیا ہے کہ اگر والدین اس کا اہتمام نہ کریں تو ان کا مؤاخذہ ہوگا،اوراس میں غفلت کرنے پرگرفت ہوگی اوراگر تربیت نہ کرنے کی وجہ سے خدانخواستہ اولاد بگڑ جائے اورقوم و ملت کوان سے نقصان پہنچے تو اس کا گناہ اوروبال ان سرپرستوں پر بھی ہوگا جنہوں نے تربیت میں غفلت برتی تھی۔

متعدد احادیث شریفہ سے تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے،صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک مروی ہے:

أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں ہر ایک سے اپنے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم ذمہ دار و نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ونگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحیح البخاری ، جلد ۱، کتاب الجمعة، باب فی القری والمدن ص 122، حدیث نمبر 853)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آدمی سے اس کے ماتحت رہنے والے افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اولاد کے بارے میں دریافت کیا جائے گا، اگر والدین نے اپنے بچوں کی بہتر تربیت کی تو اُنہیں اس عمل کا بہتر بدلہ ملے گا اور اگر بچوں کی تربیت میں والدین سے غفلت وکوتاہی سرزد ہوئی تو پھر اس کا برا انجام ہوگا اور کوتاہی کرنے کی صورت میں انہیں سزا ملے گی۔

افرادِ خاندان کے بارے میں آدمی کی باز پرس ہوگی اس سے متعلق صحیح ابن حبان میں حدیث شریف ہے:

ان اللہ سائل کل راع عما استرعاہ أحفظ ام ضیع حتی یسئل الرجل عن اھل بیته''

بے شک اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار ونگہبان سے ان تمام چیزوں کے بارے میں پوچھے گا جس کا اسے ذمہ دار بنایا ہے کہ اس کی حفاظت کی ہے یا اس کو ضائع کردیا ہے، یہاں تک کہ آدمی سے اس کے اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحیح ابن حبان ، کتاب السیر باب الخلافة والامارة ج10، ص 345، حدیث 4570)

حسن ادب کی تعلیم ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر

اولاد کو ادب سکھانے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینے اور اسلامی تہذیب سے واقف

کروانے سے متعلق جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ .

ترجمہ: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنی اولاد کو تربیت دینا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص 16،ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث نمبر:2078)

لوگ نیکی کرنے کی غرض سے مختلف کارہائے خیر میں مال خرچ کرتے ہیں ، صدقات وخیرات میں بہت زیادہ حصہ لیتے ہیں، کارِخیر میں ایک صاع مال خرچ کرنا نیکی وبھلائی ہے، لیکن ایک والد کے لئے اس سے بہتر نیکی اور اس سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ وہ اپنے بچہ کو حسن ادب سکھائے، اُسے اچھے اخلاق کی تعلیم دے اور ایک لحہ کے لئے بچہ کو ادب کی طرف توجہ دلائے۔

حاضرین کرام !اولاد کی تربیت کرنے اور انہیں حسن ادب سکھانے کے ضمن میں یہ بھی حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

ترجمہ: سیدنا ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی والد اپنی اولاد کو حسن ادب سے زیادہ بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

(جامع ترمذی شریف ج 2ص 16،ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی ادب الولد، حدیث نمبر:2079)

اولاد کے حق میں حسن ادب بہترین تحفہ

ہر باپ اپنے بچہ کو بہتر سے بہتر تحفہ دینا چاہتا ہے، اسے عمدہ ترین چیزیں دے کر خوش کرنے کی خواہش رکھتا ہے' اس کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق قیمتی ونایاب اشیا، عمدہ کھلونے' کمپیوٹر' گاڑی وغیرہ اولاد کو دیتا ہے، یہ ایسی چیزیں ہیں جو اولاد کے لئے زندگی کے کسی ایک حصہ میں کارآمد ہوتی ہے' ایک عرصہ کے بعد والد کا دیا ہوا وہ تحفہ بچہ کے لئے فائدہ مند باقی نہیں رہتا' لیکن ایک تحفہ ایسا بھی ہے کہ اس سے بہتر ایک والد کی جانب سے اپنے بچہ کے لئے کوئی اور تحفہ نہیں۔

حاضرین کرام! وہ بہترین تحفہ حسن ادب کی تعلیم ہے' اچھی نگہداشت ہے اور باقاعدہ تربیت ہے، یہ وہ عظیم تحفہ ہے کہ بچہ اس تحفہ کو زندگی بھر توشہ کے بطور استعمال کرے گا۔

حسنِ ادب والدین کی تربیت کی بنیاد پر بچہ کی عادات' اطوار میں جھلکتا رہے گا، اخلاق و کردار سے نمایاں وآشکار رہے گا، والد نے ایک مرتبہ بچہ کو ایک عمدہ عادت کی تعلیم دی اور اُسے ذہن نشین کروادی، اب بچہ جب کبھی اُس عمل کو انجام دیگا؛ جو عمدہ عادت والدین نے بچہ کے ذہن نشین کروائی وہی عادت اس کی روٹنگ میں آجائے گی اور جو بہترین طریقہ ماں باپ نے اپنے بچہ کو سکھایا وہ اس کی زندگی کے لئے لائحۂ عمل بن جائے گا۔

محترم حاضرین! اس سے بہترین تحفہ کیا ہو جو زندگی بھر کام آئے! اس سے اچھا گفٹ (Gift) کچھ نہیں ہوسکتا جو مدت العمر کارآمد رہے، دوسرے تحفے دنیا کی زندگی میں محدود وقت تک مفید ہوتے ہیں، لیکن حسن تربیت وہ بیش قیمت اور نفع بخش تحفہ ہے جو دنیوی زندگی کے مختلف مراحل میں ضرور مفید وکارآمد ہوتا ہے اور اس کے ثمرات آخرت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں والدین کو تربیت دینے کا بہتر بدلہ ملتا ہے اور بچہ کو عمل کرنے پر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ارشادات کے ذریعہ اولاد کو ادب سکھانے کی تاکید فرمائی چنانچہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

أَكْـرِمُـوْا أَوْلاَدَكُـمْ وَأَحْسِـنُوْا أَدَبَهُمْ'' ترجمہ: تم اپنی اولاد کو قابل تعریف بناؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجه ،ص 261، ابـواب الأدب ،باب برالوالدوالاحسان الى البنات حديث نمبر3802)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

عَـلِّـمُـوْا اَوْلَادَكُـمْ وَ اَهْـلِيْـكُمُ الْخَيْرَ وَاَدِّبُوْهُمْ ترجمہ: اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور ان کی تربیت کرو!۔

(جـامـع الاحـاديـث لـلسيـوطـى ، مسـنـد على بن ابى طـالـب ،حديث نمبر:33822)۔

حاضرین کرام! آپ نے چند ایسی باتیں سماعت کی ہیں جس سے اسلام میں تربیت کی اہمیت واضح ہوگئی، اب میں تربیت کی چند صورتیں ذکر کرتا ہوں کہ کن امور پر تربیت کرنی چاہئے۔

ایمان اور عقیدہ کی تربیت

سب سے پہلا مرحلہ عقیدہ کی تربیت کا ہے کیونکہ عقیدہ ایک بیج کی مانند ہے، بیج جس طرح قوی اور پختہ رہے گا؛ درخت بھی اسی طرح مضبوط بنے گا اور اس کے برگ و بار بھی طاقتور رہیں گے۔ اسلام نے عقیدہ کی بنیاد توحید و رسالت اور آخرت پر رکھی ہے، غیر مسلم اقوام کے پاس ان کے اپنے عقائد ہیں اور وہ اپنے طور پر اُسے درجہ دیتے ہیں' لیکن بحیثیت مسلمان عقیدہ کی تربیت

ہمارے لئے نہایت اہم سے اہم تر ہے،اس کے بغیر عمل بالکل بے قیمت و بے وزن ہوتا ہے۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا''

اِفْتَحُوْا عَلٰی صِبْیَانِکُمْ اَوَّلَ کَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ'' — ترجمہ:اپنے بچوں کوسب سے پہلاکلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ سکھاؤ!

(شعب الایمان للبیهقی ،الستون من شعب الإیمان وهو باب فی حقوق الاولاد والاهلین،حدیث نمبر:8379)۔

اسی لئے بچہ دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اس کے کانوں میں اذان دی جاتی ہے،جس کے ذریعہ اسی عقیدۂ توحید ورسالت کومضبوط کیاجاتا ہے۔کیونکہ عقیدۂ توحید کے ساتھ اہم ترین بات عقیدۂ رسالت کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں، خاتم النبیین ہیں ،آپ کی عظیم شخصیت ساری کائنات کے لیے باعث تخلیق اور ساری خوبیوں کی جامع ہے،آپ سے محبت انسان کے لیےاس کی جان سے بھی بڑھ کراہمیت رکھتی ہے،حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت ہونی چاہئے کہ مسلمان اپنے محبوب آقاپروارفتہ اورگرویدہ ہوجائے،اپنی خودی سے گم ہوکر اپناسب کچھ محبوب پرقربان کرنے کے لئے تیارہوجائے۔

محترم حاضرین!عقیدہ کی تربیت میں یہ بات شامل ہے کہ بچوں کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اورآپ کی آل پاک سے محبت کاجام پلایاجائے،اسی طرح حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہرچیز سے محبت سکھائی جائے۔تربیت کے ان بنیادی اصول کوحضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید کے ساتھ بتایا ہے۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ	ترجمہ: تم اپنے بچوں کی تین خصلتوں پر تربیت کرو! اپنے
خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم
أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ"	کے آل پاک کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، حرف الھمزۃ، حدیث نمبر: 961)۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حکم فرماتے ہوئے اپنی محبت کو پہلے نمبر پر بیان فرمایا' اپنے اہل بیت کی محبت کو دوسرے نمبر پر بیان فرمایا اور تلاوت قرآن کریم کی تعلیم کو تیسرے درجہ میں بیان فرمایا، ان تین خصلتوں میں پہلی دو خصلتوں کا تعلق عقیدہ سے ہے اور تیسری ایک خصلت کا تعلق عمل سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی تربیت میں عقیدہ کی تربیت کو مقدم رکھنا چاہئے' سب سے پہلے عقیدہ کی تربیت کرنی چاہئے اور دوسرے درجہ میں اعمال واخلاق کی تربیت کی جانی چاہئے۔

اعمال کی تربیت

حاضرین کرام! اعمال کی تربیت کے ضمن میں تلاوت قرآن کا نہایت اہم درجہ ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت سے تعلیم کا آغاز کیا جائے، اس سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے، علم کی رغبت بڑھتی ہے اور اس کی برکت سے زندگی آسودہ رہتی ہے۔

بچوں کو نماز کی تاکید اور دیگر عبادات کی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا"	ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور اس پر ثابت قدم رہئے۔

(سورۃ طه ۔132)

بچے جب سات سال کے ہوجائیں تو اُنہیں نماز کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں

نماز چھوڑنے پر ان کی تربیت سختی کیساتھ کی جائے جس کی تاکید سنن ابوداود شریف کی حدیث پاک میں ہے:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ۔

ترجمہ: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو! جبکہ ان کی عمر سات سال ہو اور اس میں کوتاہی پر انہیں سزا دو! جبکہ ان کی عمر دس سال ہو اور ان کے بستروں کو علحدہ کردو!۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ ص71، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، حدیث نمبر :495)

محترم سامعین! سات سال کی عمر ہونے پر گو کہ بچے مکلّف نہیں ہوتے، لیکن تربیت کے طور پر انہیں نماز و دیگر عبادات کا حکم دینا چاہئے، تاکہ انہیں عبادت کرنے کی عادت ہو کمسنی سے رب کے حضور کھڑے رہنے، سربسجود ہونے، اپنے مولی کی بندگی کا ثبوت دینے کا سلیقہ حاصل ہو اور اگر وہ دس سال کی عمر میں عبادتوں سے غفلت برتے اور پابندی کیساتھ نمازیں نہ پڑھیں تو ان پر سختی کرنی چاہئے اور تادیب کے طور پر مارنا چاہئے۔

اخلاق کی تربیت

عزیزان محترم! مذکورہ حدیث شریف میں بچوں کے بستر الگ کرنے کا بھی حکم دیا گیا، اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو تمام قسم کی برائیوں سے بچانے کا اہتمام کیا جائے! تاکہ بچہ عفت و پارسائی کی خصلت کے ساتھ پروان چڑھے اور شرافت و پاکیزگی کیساتھ زندگی گزارتے رہے۔

اس بات میں دورائے نہیں کہ تربیت اخلاق کی ضرورت اور اہمیت بلا لحاظ مذہب وملت ہر شخص جانتا ہے، چونکہ اخلاق کے نہ ہونے سے معاشرہ میں فتنہ وفساد، جھگڑا اور لڑائی تک نوبت پہنچتی

ہے، خاندان میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور خود بچوں کی ذات میں بے حیائی پلتی ہے، جس کا سد باب صالح کردار اور صحیح افکار کے بغیر ناممکن ہے۔

حاضرین کرام! اس بات کی بھی انتہائی ضرورت ہے کہ بہترین اخلاق کی تربیت کے ساتھ بچوں کو مذموم اخلاق اور بری عادات سے دور رکھا جائے، انہیں جنسی بے راہ روی، بدنگاہی، فلم بینی سے کلیۃً بچایا جائے، اگر بچے بدنگاہی بالخصوص فلم بینی میں مبتلا ہوجائیں تو اس کا دینی نقصان تو یقیناً ہوگا اور انکا باطن داغدار ہوجائیگا، لیکن اسکے ساتھ یہ بچے دنیا کی نظروں میں بے وقعت ہوجائیں گے اور ظاہری طور پر قسم قسم کی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوجائیں گے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا.	ترجمہ: جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے، یہاں تک کہ وہ علانیہ بے حیائی کرنے لگتی ہے تو ان لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے اسلاف کے زمانہ میں موجود نہیں تھیں۔

(سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ص290 باب العقوبات،حديث نمبر:4155)

والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ اخلاق کی اصلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے نونہالوں کو ایسی چیزیں نہ دیں جس سے وہ بے حیائی سے آشنا ہوجائے، ٹی وی کے عریاں ونیم عریاں مناظر سے ان کی آنکھوں کی حفاظت کریں، اگر مذہبی وتعلیمی پروگرام کی خاطر ٹی وی دیکھیں تو اس سے ہونے والے شر اور نقصان کو دور کرنے کی تدبیر کریں، اس میں دکھائی دینے والے مناظر کا باقاعدہ سد باب کریں، بے حیائی والے چینلس کی منصوبہ بند روک تھام کریں۔ اسی طرح انٹرنٹ

کے تباہ کن استعمال سے بچوں کو محفوظ رکھیں، گھر میں بلا ضرورت انٹرنٹ کنکشن اخلاق کے لئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے، اگر انٹرنٹ کے استعمال کی ضرورت ہو تو پاسورڈ وغیرہ سے اس طرح محفوظ رکھیں کہ بچہ آپ کی مرضی کے بغیر انٹرنٹ استعمال نہ کر سکیں، جب اسلامی اصول کے مطابق کڑی نگہداشت کی جائے تو بچے باشعور ہونے تک ایسے بااخلاق ہونگیں کہ تنہائی میں بھی کسی بے حیائی والے منظر کو دیکھنے سے گریز کریں گے۔ اگر کسی طرح بے حیائی ان کی نگاہوں کے سامنے ہو جائے تو نگاہ جھک جائے گی، دل ناپسند کرے گا اور تمام اعضاء پر نفرت کے مارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

تربیت کے لئے عملی نمونہ

منجملہ اصول تربیت کے یہ ہے کہ تربیت کرنے والا بذات خود اپنی پاکیزہ سیرت کا نمونہ اور اعلی کردار کا عملی مظاہرہ پیش کرے۔

چھوٹے بچوں میں ہو بہو نقل کرنے کی صفت غالب رہتی ہے، بچے جب کسی عمل کو دیکھتے ہیں تو نقل کرنے لگتے ہیں، چنانچہ جب بچوں کو نماز کے لیے وعظ و نصیحت کریں تو یہ طریقہ اتنا دل پذیر نہیں ہوتا؛ جتنا کہ عملی نمونہ بن کر خود نماز کا اہتمام کریں تو اثر انداز ہوتا ہے۔ ہم بچوں کو جو اچھا کام سکھانا چاہتے ہیں خود اُسے کرنے لگ جائیں تو بچے دیکھ کر وہی کام کرتے ہیں۔

تربیت کے دیگر اہم اصول

محترم سامعین! بچوں کے چوبیس گھنٹوں کی زندگی پر نظر رکھنی چاہئے کہ کیونکہ بچے ہر وقت ماں باپ اور بزرگوں کے ساتھ نہیں رہتے، بلکہ دوست واحباب کے ساتھ بھی رہتے ہیں۔ گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، اس وقت بچوں کو کوئی غلط عادت پڑ جائے، وہ کسی برے شخص

کی صحبت اختیار کرلیں تو ان کا کردار متاثر ہوتا ہے، لہذا اُن پر ہر وقت نظر رکھنی چاہیے کہ وہ کیا کررہے ہیں، کہاں جاتے ہیں، کس سے ملتے ہیں اوراس کے دوستوں کے اخلاق کیسے ہیں؟۔

تربیت کرنے والے کے لیے بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے، اگر بچے کی نفسیات پیش نظر نہ رہیں تو ہزار کوشش بھی لا حاصل ہے۔

منجملہ اصول تربیت کے تدریج بھی ایک اہم ضابطہ ہے ،یعنی کسی بچہ کے اخلاق میں کوئی برائی ہواور آپ اسے اسی وقت مکمل طور پرختم کرنا چاہیں تو بچہ برگشتہ ہوسکتا ہے، کسی چیز کو آپ سختی سے ایک دم موڑنا چاہیں گے تو ٹوٹ جائے گی ،ایسے وقت تدریج سے کام لینا چاہئے، جس کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس خرابی سے نفرت دلائیں اور بچہ کی صلاحیت کو مرحلہ بمرحلہ کمال تک پہنچائیں۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف ج1 ص12 میں ہے:

الرَّبَّانِيُّ الَّذِی یُرَبِّی النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ'' ربانی وہ ہے جوعلم کی بڑی بڑی باتوں سے پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں کی تربیت کرتا ہے۔

اصول تربیت میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ بچوں پر ڈانٹ ڈپٹ اورغصہ کم کرنا چاہئے ہے۔ڈانٹ ڈپٹ انتہائی سنگین صورتحال میں ہونی چاہیے۔ورنہ عمومی حالات میں اس سے گریز کرنا اورسنجیدگی کے ساتھ تربیت بہتر ہے۔موقع بہ موقع غصہ کرتے رہنے سے بچے کے اندر جذبۂ بغاوت نمو پاتا ہےاوروہ آوارہ ہوجاتا ہے۔

محترم حاضرین! یہ اصول تربیت ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک سے ملتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں دس سال رہے اوررحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''اُف'' تک نہیں فرمایا۔جیسا کہ ترمذی شریف میں روایت ہے''

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلاَ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی اور حضور نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور میرے کئے پر یہ کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور میں نے کوئی کام نہ کیا تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے اسے کیوں نہیں کیا اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے ہیں۔

(جامع الترمذی شریف ص 21 ابواب البر والصلة ،باب ماجاء فی خلق النبی صلی الله عليه وسلم ،حديث نمبر: 2147)

تربیت کا نقطۂ کمال صالحین کی صحبت و ہمنشینی

حاضرین کرام!

اگر بچپن میں بچوں کی تربیت نہ ہو اور عمر بڑی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ انہیں اسی حالت پر تو نہیں چھوڑا جاسکتا، ایسی صورت میں ان کی تربیت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد صورت بزرگوں کی صحبت ہے۔

قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہمیں یہ اصول ملتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ''

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورہ توبہ۔ آیت 119)

دارین کی سعادت اور بھلائی کے حصول کا ذریعہ صالحین و اولیاء اللہ کی ہمنشینی ہے، جیسا کہ

حدیث پاک وارد ہے جسے محدث دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح ج4 ص104، میں امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے:

عن أبی رزین: أنه قال له رسول الله صلی الله علیه و سلم: ألا أدلک علی ملاک هذا الأمر الذی تصیب به خیر الدنیا و الآخرة علیک بمجالس أهل الذکر......

ترجمہ: سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس معاملہ کی اصل نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرلو گے؟ اہل ذکر کی مجالس ومحافل کو لازم کرلو!۔

(شعب الایمان للبیهقی ، الحادی والستون من شعب الایمان ، قصة ابراهیم فی المعانقة،حدیث نمبر:9024)

یہ اصول اگرچہ چھوٹے بڑے سب کے لیے ہیں، تاہم بڑوں کے لیے تیر بہ ہدف ہے۔ خانقاہی نظام انہی پر قائم ہے بزرگان دین نے ان اصول کے ذریعہ ہزارہا بلکہ لاکھوں افراد کی نہایت کامیاب تربیت کی ہے، کیونکہ صحبت کے بارے میں فرمایا گیا: صحبت اثر کرتی ہے اگرچہ ایک لمحہ کیوں نہ ہو۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

صُحْبَتِ صَالِحْ تُرَا صَالِحْ کُنَدْ ☆ صُحْبَتِ طَالِحْ تُرَا طَالِحْ کُنَدْ

ترجمہ: نیک اور صالح کی صحبت تجھے نیک بناتی ہے اور برے کی صحبت برا بناتی ہے۔

حاضرین کرام! مٹی جو ہر چند مٹی رہتی ہے، لیکن جب گلاب کے پودے کے پاس ہوتی ہے

تو وہ بھی مہکنے لگتی ہے اور یہی فطرت انسان میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہے، اسے جیسی صحبت ملے؛ اسکی زندگی ویسے ہی پروان چڑھتی ہے۔

جَمَالِ ہَمْ نَشِیْںْ دَرْمَنْ اَثَرْ کَرْدْ ☆ وَگَرْ نَہْ مَنْ ہَمَا خَاکَمْ کِہْ ہَسْتَمْ

ترجمہ: ہم نشین کا جمال مجھ میں اثر انداز ہو گیا ورنہ میں تو اپنے وجود میں خاک ہی ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اولاد کی تربیت کے ان اسلامی اصول کو عملی زندگی میں نافذ کرنے اور تادم زیست اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہیں ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے!۔

آمین، بجاه طه ویس صلی الله علیه واله واصحابه اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی شان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على حبيبه سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين امابعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ . وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. صدق الله العظيم

حاضرین کرام! چونکہ ماہ صفر المظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے خصوصی آثار ظاہر ہونے لگے تھے اور بارہ ربیع الاول کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس سے پہلے کی مبارک کیفیات اور وقت ِ وصال کے احوال شریفہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں جس سے ہمیں معلوم ہو کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے احوال بھی آپ بے مثال شان وعظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔

عام طور پر جب کسی انسان کے انتقال کا وقت آتا ہے تو اس کے دل میں خوف وڈر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے،ایک فرشتہ وقت مقررہ پرآ جاتا ہےاور انسان چاہے یا نہ چاہےاس کی روح قبض کرلیتاہے،اس کا دنیااور دنیاوالوں سے تعلق منقطع ہوجاتاہے۔

آج میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ موت کے وقت عام انسان ان مراحل سے گزرتا ہےلیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کواللہ تعالی نے بےمثل وبےمثال شان عطافرمائی،آپ کا ہر معاملہ رفعتوں اور بلندیوں والا ہے،آپ کی ہرآنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے،آپ کے وصال اقدس کا ہر مرحلہ عظیم شان والا ہے۔

حاضرین کرام! ملک الموت علیہ السلام جب روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہ کسی کی اجازت کےمحتاج نہیں،لیکن جب وہ دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں تو اجازت لیکر باادب حاضر ہوتے ہیں،اور سلام عرض کرکے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کوسلام فرمایااور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں۔

حاضرین کرام! اس عنوان پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل پیش کی جارہی ہے۔اس سے متعلق تفصیل دلائل کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

میں نے خطبہ میں جن آیات مبارکہ کی تلاوت کی ہےاُن میں اللہ تعالی یہ ارشادفرمارہاہے:

جب اللہ کی مدداور فتح آئے اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں جماعت در جماعت داخل ہورہے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے پاکی بیان فرمائیں اور (امت کے لئے) مغفرت طلب کریں بیشک وہ خوب توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

(سورۃ النصر۔1تا3)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

الصحابة اتفقوا علی ان هذه السورة دلت علی انه نعی لرسول الله صلی الله علیه وسلم .

ترجمہ: صحابہ کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کی خبر دی گئی ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ النصر۔ 3)

اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ جوق درجوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگیں، قبیلہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوتا چلا جائے، اسلام کے انوار چاردانگ عالم میں پھیل جائیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مقصدِ بعثت حاصل ہو چکا، احکام الٰہی کی تبلیغ تمام وکمال کے ساتھ ہو چکی تو اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمد وثنا، تسبیح وتقدیس کا حکم فرمایا اور امت کے حق میں بخشش ومغفرت کی دعا کرنے کا امر فرمایا، گویا یہ وصال اقدس کے لمحات قریب آجانے اور سفر آخرت فرمانے کی علامتیں ہیں۔

وصال اقدس کی پیشنگوئی

جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلب فرمایا اور ان کے ساتھ آہستہ گفتگو فرمائی، اس سلسلہ میں مختلف روایتیں منقول ہیں صحیح مسلم کی روایت میں مذکور ہے:

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِءُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا

ترجمہ: حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس انداز میں آئیں کہ آپ کے تشریف لانے کا انداز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے انداز سے کچھ بھی علحدہ نہیں تھا، تو جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادی کو ملاحظہ فرمایا تو ان کا استقبال کرتے ہوئے

فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ .فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم

فرمایا: میری شہزادی کے لئے خوش آمدید! پھر انہیں اپنی داہنی جانب یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے ساتھ آہستہ گفتگو فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فکر کرنے کو دیکھا تو آپ نے اُن سے دوسری مرتبہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا سے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان خصوصی طور پر آپ سے سرگوشی فرمائی' پھر آپ رونے لگیں' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے کیا ارشاد فرمایا؟ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کرسکتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما ہوئے تو میں نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْکِ بِمَا لِی عَلَيْکِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِی مَا قَالَ لَکِ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم فَقَالَتْ أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِی فِی الْمَرَّةِ الأُولَی فَأَخْبَرَنِی ...... وَإِنِّی لاَ أُرَی الأَجَلَ إِلاَّ قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِی اللَّهَ وَاصْبِرِی فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَکِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِی الَّذِی رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَی جَزَعِی سَارَّنِی الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَی أَنْ تَكُونِی سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الأُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِی الَّذِی رَأَيْتِ.

آپ کواس حق کا واسطہ جو میرا آپ پر ہے، مجھے بتلایئے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے کیا ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہاں میں اب بتاتی ہوں؛ پہلی مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ اسی حالت میں آپ کا وصال ہونے والا ہے اور فرمایا: میں اپنے وصال کو قریب دیکھتا ہوں تم تقوی پر قائم رہو اور صبر سے کام لو کیونکہ میں تمہارے لئے بہترین آگے جانے والا ہوں۔ تو میں رونے لگی جیسا کہ اے ام المومنین آپ نے مجھے دیکھا پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے چینی اور میرا فکر کرنا ملاحظہ فرمایا تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم ایمان والوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا کہ اس امت کی خواتین کی سردار ہو؛ تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

(صحیح مسلم ج 2 ص290، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبی علیهاالصلوة والسلام، حدیث نمبر: 6467)

صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ثُمَّ سَارَّنِی فَأَخْبَرَنِی أَنِّی أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

ترجمہ: پھر مجھ سے سرگوشی کی اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گی تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی۔

(صحيح بخاری، کتاب المناقب ، باب علامات النبوة فی الاسلام،حديث نمبر:3427)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشادفرمایا‘ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

عَنْ أَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا.

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے لئے خطبہ ارشادفرمایا‘ اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک بندہ کو دنیا اور جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے دونوں کے درمیان اختیار دیا ہے تو اس بندہ نے اُسے اختیار کیا جو اللہ تعالی کے پاس ہے ، راوی فرماتے ہیں : اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم نے اس بات پر ان کے رونے کی وجہ سے تعجب کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کے بارے میں فرمایا جنہیں اختیار دیا گیا ہے ، حقیقت یہ تھی جنہیں اختیار دیا گیا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

(صحيح بخاری ،كتاب المناقب ، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم سدوا الابواب الا باب ابی بکر، حدیث نمبر:3454)

اسی سے متعلق مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف رونق افروز ہوکرفرمایا:

إِنَّ عَبْداً عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الآخِرَةَ .فَلَمْ يَفْطُنْ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلاَّ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ بِأَبِى أَنْتَ وَأُمِّى بَلْ نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَوْلاَدِنَا.قَالَ ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَا رُئِىَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةِ.

ترجمہ: یقیناً ایک بندہ کے سامنے دنیا اس کی زینت ورعنائی کے ساتھ پیش کی گئی تو اس بندہ نے آخرت کو اختیار کیا، اس بات کو لوگوں میں کسی نے نہیں سمجھا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بلکہ ہم سب اپنے اموال، اپنی جانیں اوراولاد آپ پر قربان کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اُترے پھر کبھی آپ منبر شریف پر خطبہ کیلئے تشریف فرما نہیں دیکھے گئے۔(یعنی یہ آخری خطبہ تھا)

(مسند امام احمد ، مسند ابی سعید الخدری ،حدیث نمبر:12185)

وصال مبارک سے پہلے کی کیفیات

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہرآن اپنے پروردگار کی غیر متناہی تجلیات مسلسل نازل ہوتی رہتی ہیں۔تاہم وصال مقدس کے لمحات جوں جوں قریب آتے گئے،قرب حق اورانوار الٰہی کے مشاہدہ میں ڈوبے رہنے کے باعث آپ کے بدن مبارک پر عجیب کیفیات طاری ہوتی رہیں۔ظاہری طور پر کبھی سرانور میں تکلیف کی شدت تو کبھی بخار میں تیزی اور حِدّت اور کبھی غشی کا طاری ہونا، یہ سب کیفیات دراصل وصال حق وقرب رب کے انوار وتجلیات میں محویت واستغراق

کی آئینہ دار ہیں۔

صفرالمظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے، واپسی کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد شروع ہوا، جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ إِنِّى قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ فَانْطَلِقْ مَعِى .فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ فِيهِ النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا نَجَّاكُمُ اللَّهُ مِنْهُ أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا الآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الأُولَى.قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَىَّ فَقَالَ

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رات کے درمیانی حصہ میں بلا بھیجا اور فرمایا: اے ابومویہبہ ! مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں تو تم میرے ساتھ چلو، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا' جب آپ بقیع میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ !تم پر سلامتی ہواے اصحاب قبور! جن حالات میں صبح کرتے ہو تمہارے لئے خوشگوار اور بہتر ہے اس سے جن حالات میں لوگ صبح کرتے ہیں' اگر تم جانتے جس سے اللہ تعالی نے تمہیں نجات عطا فرمائی، فتنے قریب ہیں تاریک رات کے حصوں کی طرح جس کا پہلا حصہ آخری حصہ کے پیچھے آتا ہے، آخری فتنہ پہلے سے برا ہے، حضرت ابومویہبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا:

يَـا أَبَـا مُوَيْهِبَةَ إِنِّـى قَدْ أُوتِيـتُ مَـفَـاتِيـحَ خَـزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَـا ثُـمَّ الْـجَـنَّةَ وَخُيِّـرْتُ بَيْـنَ ذَلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ وَالْجَنَّةِ .قَـالَ قُـلْـتُ بِـأَبِى وَأُمِّى فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيهَا ثُـمَّ الْجَنَّةَ .قَـالَ لاَ وَالـلَّـهِ يَا أَبَا مُـوَيْهِبَةَ لَـقَـدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّى وَالْجَنَّةَ .ثُـمَّ اسْتَغْفَرَ لأَهْلِ الْبَقِيعِ ثُـمَّ انْـصَـرَفَ فَبُـدِءَ رَسُولُ اللَّـهِ صلى الله عليه وسلم فِى وَجَعِهِ الَّـذِى قَبَـضَـهُ الـلَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ حِينَ أَصْبَحَ.

اے ابومویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا کا قیام عطا کیا گیا پھر جنت دی گئی اور دنیا کے درمیان اور میرے رب کے وصال وجنت کے درمیان اختیار دیا گیا، میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا میں قیام اختیار فرمائیں' اس کے بعد جنت کو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابومویہبہ! اللہ کی قسم! یقیناً میں نے تو اپنے رب کے وصال اور جنت کو اختیار کرلیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بقیع کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور واپس ہوئے، جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض مبارک کی وہ کیفیت شروع ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ آپ کی روح اطہر قبض کی۔

(مسند امام احمد، حدیث نمبر:16419)

تجلیات الہیہ کے مشاہدہ کے باعث اور اس میں مستغرق رہنے کی وجہ سے بظاہر درد ظاہر ہوا اور درد زیادہ ہونے کی وجہ بخار چڑھ گیا، بخار بھی اتنی شدت کے ساتھ تھا کہ بدن مبارک پر بخار کی حرارت محسوس ہوتی تھی، اس کیفیت کے باوجود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے اور امامت فرماتے، ازواج مطہرات کی باریوں کا بھی لحاظ فرماتے، باوجود یہ کہ جس طرح بیویوں کی باریاں مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے؛ اسطرح ازواج مطہرات کے درمیان باری مقرر کرنا آپ

پر واجب نہیں تھا، لیکن آپ نے از راہ کرم اپنی جانب سے باریاں مقرر فرمائی تھیں، جب اس حالت میں زیادہ شدت ہوئی تو آپ نے تمام ازواج مطہرات کو طلب فرمایا اورام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام فرمارہنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، اس وقت آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں تھے، تمام ازواج مطہرات نے رضامندی کا اظہار کیا، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے حجرۂ مبارک تشریف لائے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

محترم حاضرین! وصال مبارک سے پہلے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل امامت فرماتے رہے، جب بار بار غشی طاری ہوتی رہی تو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا' اس سے متعلق صحیح مسلم میں حدیث پاک مذکور ہے:

فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى أَبِى بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّىَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّىَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلاً رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ. قَالَتْ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الأَيَّامَ

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ امامت کے لائق وحق دار ہیں، چنانچہ ان دنوں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے رہے،

ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله
عليه وسلم وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ
خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ
أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلاةِ
الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي
بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ
ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم
أَنْ لا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا
أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ
فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ
وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ
قَائِمٌ بِصَلاةِ النَّبِيِّ صلى الله
عليه وسلم وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ
بِصَلاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ
صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ.

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو دو صحابۂ کرام کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمانے کے لئے مسجد تشریف لائے ؛جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے'اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت فرمارہے تھے، جب آپ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا؛ پیچھے ہٹنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا اور اُن دونوں حضرات سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ، اُنہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھادیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے رہ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے لگے اور تمام صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکبیرات سن کر نماز ادا کرتے رہے، اس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر امامت فرمارہے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوة ،ج ۱ ص۱۷۸/۱۷۷، باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض و سفر وغيرهما،حديث نمبر:963)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سکونت اور سفر آخرت کا اختیار

حاضرین کرام! جیسا کہ ابھی معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں عطا دی گئیں، دنیا میں رہنے کا اختیار دیا گیا' جنت بھی آپ کے قدم اطہر چومنے کیلئے بے چین و بے قرار ہے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ملک الموت حاضر خدمت نہیں ہوسکتے۔ دنیا میں مزید رہنا' یا آخرت کو اختیار کرنا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں اور آپ کی مرضی پر موقوف تھا۔

اس سلسلہ میں ایک اور روایت صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ .

ترجمہ: فرماتی ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتے؛ جب تک کہ انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر ، باب قولہ فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين، حديث نمبر:4310، ج 2، ص 660۔ مسند احمد، حدیث نمبر: 26175، ج7، ص293، صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ ،باب مرض النبي صلى الله عليه و سلم ، ج14، ص 556)

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے:

ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعْلَى قُلْتُ إِذًا لاَ يَخْتَارُنَا .

ترجمہ: وصال مبارک کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ادا فرما رہے تھے"

اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى" یعنی اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ قیام اختیار

نہیں فرمائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات ، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم الرفیق الاعلی ،حدیث نمبر:5988، ج 2،ص 393)

بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت فرمارہے تھے، اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی اور جلوہ نمائی ہوئی کہ آپ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کرام کی جانب نظر رحمت فرمائی ،جب کہ صحابۂ کرام نماز میں صف بستہ تھے، پھر آپ نے تبسم فرمایا' صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف سے مل جائیں اور یہ گمان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مسلمانوں کو اس قدر مسرت وشادمانی حاصل ہوئی کہ سب لوگوں نے ارادہ کرلیا کہ نماز توڑدیں اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں محو ہوجائیں۔

فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے انہیں اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے اور پر دہ چھوڑ دیا۔

(صحیح البخاری ، ج 2ص640، کتاب المغازی ، باب مرض النبی صلی الله علیه وسلم ووفاته حدیث نمبر: 4183)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ** اس وقت چہرۂ انور کی شان یہ تھی کہ آب وتاب، چمک دمک اور نورانیت وہدایت میں قرآن کا صفحہ لگ رہا تھا۔

(صحیح البخاری ۔ ج 1۔ص93، کتاب الاذان ، باب اهل العلم والفضل احق بالامامة ، حدیث نمبر: 648)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم فرمانا خوشی ومسرت کے لئے تھا، چہرۂ انور صفحۂ قرآن نظر آرہا تھا، چہرۂ انور میں نورانیت کے ساتھ ساتھ اس بات کی فرحت ومسرت کا اظہار تھا کہ احکام الہیہ کو پہنچانے کا عظیم مقصد حاصل ہو چکا ہے، امت، اسلام کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہے، عبادات و معاملات، اطاعت خداوندی اور خوشنودی الہی کے لئے بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے۔

وصال مبارک کے وقت جبرئیل علیہ السلام کی حاضری

محترم سامعین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے تین دن قبل حضرت جبرئیل علیہ السلام تاجدار ختم نبوت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا! اللہ تعالی نے مجھے آپ کا اعزاز واکرام اور تعظیم واحترام بجالانے کے لئے بطور خاص بھیجا ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپکی پاکیزہ طبیعت اور احوال شریفہ دریافت کئے، پھر ملک الموت نے اجازت طلب کی تو جبرئیل

علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت ہیں، آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں اور آپ سے پیشتر کسی نبی سے انہوں نے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آپ کے بعد کسی انسان سے وہ اجازت طلب کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو! پس ملک الموت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے سامنے باادب کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

إن الله أرسلني إليك وأمرني أن أطيعك، إن أمرتني بقبض نفسك قبضتها، وإن كرهت تركتها، فقال جبريل يا أحمد إن الله قد اشتاق إلى لقائك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ملك الموت امض لما أمرت به، فقال جبريل :يا أحمد عليك السلام هذا آخر وطئي الأرض، إنما كنت أنت حاجتي من الدنيا.

بے شک اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ جو بھی ارشاد فرمائیں؛ میں اس کی تعمیل کروں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے پیکر حمد وثنا صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو! روئے زمین پر (وحی کے ساتھ) میری یہ آخری حاضری ہے، اس کے سوا نہیں کہ اس دنیا میں میرا مقصود ومدعا آپ ہی ہیں۔

(المواهب اللدنية، ج 4 ص841۔ کنز العمال ، حرف الشين ، كتاب شمائل الاخلاق ، ج 7،ص100/101،حديث نمبر:18785)

ملک الموت کا کام یہ ہے کہ جس شخص کی عمر ختم ہوجائے اس کی روح قبض کرلیں، مدتِ عمر

ختم ہونے کے بعد اُنہیں دنیا کی کوئی طاقت اپنا کام انجام دینے سے نہیں روک سکتی، لیکن یہ بارگاہ سرورکون ومکاں کی بارگاہ ہے، یہ دربار بادشاہِ انس وجان کا دربار ہے، اس دربار عالی شان میں ملک الموت مؤدبانہ انداز سے اجازت طلب کرتے ہیں، اس بارگاہِ عالیجاہ میں خادمانہ شان سے حاضر ہوتے ہیں، وہ ملک الموت جن کے سپرد، ارواح قبض کرنے کا معاملہ ہے، جو مقررہ وقت پر روح قبض کرنے میں تأمل نہیں کرتے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض یہ کرتے ہیں کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ اطاعت کروں، منشأ یزدانی یہی ہے کہ آپکے حکم کی تعمیل کروں، آقا! آپ جو حکم فرمائیں بجالانے کے لئے حاضر ہوں۔

ملک الموت دراقدس پر اجازت کے خواہاں

عزیزان محترم! اسی طرح معارج النبوت، ج3 ص501 میں ایک روایت ہے: حضرت عزرائیل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ جو موتی اور یاقوت سے آراستہ لباس پہنے ہوئے تھے، زمین کی طرف آئے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اندر داخل ہوئے اور سلام عرض کیا، پھر عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں، روح الامین حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خوشخبری لایا ہوں، فرمایا: کیا ہے؟ عرض کیا: آج دوزخ کے دروازے بند کردئے گئے، جنت آراستہ کردی گئی ہے، حورعین نے اپنے آپ کو آراستہ کرلیا ہے اور صف بستہ فرشتے آپ کے انتظار میں چشم براہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو سب مسرت بخش خبریں ہیں، مگر ایسی بات سناؤ! جس سے مزید خوشی ہو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: تمام انبیا اور ان کی امتوں پر جنت اس وقت تک حرام ہے جب تک

آپ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خوشی اور زیادہ کرو! عرض کیا:حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے فضائل عطا فرمائے ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے، حوض کوثر، مقام محمود، شفاعت عظمیٰ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں سے اتنے لوگوں کو بخش دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اب میرا دل خوش ہوا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت علیہ السلام سے بخوشی ارشاد فرمایا: جس چیز کا تمہیں حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کرو!۔(معارج النبوت ج3،ص501)

بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ چاشت کے وقت سر انور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک گود میں تھا،مسواک کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے،لیکن مسواک سخت تھا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک کو چبا کر نرم کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا؛ آپ کے سامنے ایک برتن تھا،آپ پانی میں دونوں مبارک ہاتھ داخل فرماتے اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فرماتے ہوئے چہرۂ انور پر پھیرتے، پھر آپ نے دست اقدس اُٹھایا اور فرمایا" أَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى" (بارالہا! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں) روح مبارک قبض ہوئی اور دست اقدس مائل ہو گیا۔

(صحیح البخاری، ج 2 ،ص640، کتاب المغازی ، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفاته، حدیث نمبر:4184)

وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوۃ

صحابۂ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوۃ سے متعلق عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر صلوٰۃ کون پڑھیں گے؟حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غسل مبارک اور تکفین سے فارغ ہونے کے بعد مجھے روضۂ اقدس کے کنارے میرے تخت پر رہنے

دو، پھر کچھ دیر میرے حجرۂ مبارک سے باہر ہوجاؤ! کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ پڑھنے والے جبرئیل ہونگے ، پھر میکائیل ' پھر اسرافیل ' پھر ملک الموت اوران کے ساتھ فرشتوں کی بہت سی جماعتیں ہونگی، پھر تم لوگ جماعت در جماعت حاضر ہوتے جاؤ اور مجھ پر صلوٰۃ پڑھو! سب سے پہلے میرے اہل بیت حاضر ہونگے ، پھر ان کی مستورات، بعدازاں تم لوگ حاضر ہونگے ،کرم نوازی فرمانے والے آقا ومولی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اُن صحابہ کو جواس وقت حاضر نہ ہوں اور آج کے دن سے قیامت تک میرے بعد آنے والے میرے غلاموں کو میری جانب سے سلام پہنچادو! ہم نے عرض کیا: آپ کے روضۂ اقدس میں کون داخل ہونگے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار کے فرشتوں کے ساتھ میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔

(حاشية الزرقانی علی المواهب۔ ج12' ص115/116)

قربان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام فرمانے پر' کہاں وہ عظمت والے نبی اور کہاں ہم سیاہ کار امتی، کہاں وہ ختم نبوت کے تاجدار کہاں ہم جیسے روسیاہ گنہگار، کیا ہم اس لائق ہیں کہ سرکار ہمیں سلام فرمائیں، ہمارے لئے سلامتی کی دعا کریں، ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جس کی وجہ سے ہم زبان نبوت کے ذریعہ سلامتی کے مستحق ہوجائیں' یہ محض حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور آپ کا کرم بالائے کرم ہے کہ آپ نے آنے والے تمام اہل ایمان کو سلام فرمایا، یہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال لطف وعنایت ہے کہ قیامت تک کے ہم مسلمانوں کو سلامتی عطا فرمائی، سرکار کی جانب سے سلامتی کی اس دعا کی برکت ہی ہے کہ ہم ہزاروں لغزشوں کے باوجود باعزت زندگی بسر کررہے ہیں، بے شمار گناہوں کے باوجود باسلامت ہیں، ہمیں چاہئے کہ رحمت ومحبت کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مشفق ومہربان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کثرت سے درود شریف پڑھتے رہیں، سلام عرض کرتے رہیں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غسل شریف اور تکفین کے بعد حجرۂ مبارک خالی کردیا گیا، فرشتوں نے حجرۂ مبارک میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کیا، فرشتوں کی حاضری کے بعد صحابۂ

کرام جماعت در جماعت حجرۂ مبارک میں حاضر ہوتے اورصلوٰۃ وسلام عرض کرتے ، پہلے مرد حضرات حاضری دیتے، پھر مقدس خواتین، پھر بچے ،اس طرح کسی صحابی نے کسی کی اِقتدا نہیں کی، ہر شخص امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کی سعادتیں و برکتیں حاصل کرتا۔جیسا کہ سبل الھدی والرشاد ۔ج 12۔ص 331 میں ہے:**وقال أبو عمر رحمه الله تعالى وصلاة الناس عليه أفذاذا لم يؤمهم أحد.**

(سبل الھدی والرشاد ۔ج 12۔ص 331)

حجرۂ مبارک میں داخل ہوکر آپ کی خدمت بابرکت میں صحابۂ کرام نے ان کلمات کے ساتھ صلاۃ وسلام عرض کیا''**اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ**''.............

اللهم إنا نشهد أنه قد بلغ ما أنزل إليه ونصح لأمته، وجاهد في سبيل الله تعالى، حتى أعز الله تعالى دينه وتمت كلماته فآمن به وحده لا شريك له فاجعلنا يا إلهنا ممن يتبع القول الذي أنزل معه واجمع بيننا وبينه حتى يعرفنا ونعرفه فإنه كان بالمؤمنين رؤوفا رحيما	اے اللہ! بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام احکام کو پہنچادیا جوآپ پر نازل کئے گئے اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی ، راہ خدا میں بڑے بڑے مجاہدات فرمائے ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا اوراس کے کلمات پورے ہوئے، ہم اللہ'' وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ '' کی ذات پر ایمان لے آئے۔ پروردگارا! ہمیں اس کلام مقدس کی پیروی کرنے والا بنا جو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہمارا حشر فرما، تاکہ آپ کی نگاہ کرم سے ہم بہرہ ور ہوں اور بروزمحشر آپکی قدر ومنزلت کو پہنچان لیں، بلاشبہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں پر حددرجہ شفقت ورحمت فرمانے والے ہیں،

لا نبتغی بالإیمان بدلا ولا نشتری به ثمنا أبدا، فیقول الناس آمین آمین.

ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس کے ذریعہ کوئی قیمت ودام چاہتے ہیں،صحابۂ کرام اس دعا پرآمین آمین کہتے جاتے۔

(سبل الهدی و الرشاد ۔ج12 ۔ص330)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد فرشتوں نے اور صحابۂ کرام نے جو صلوٰۃ پڑھی اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں (1) ایک یہ کہ اس سے نماز جنازہ مراد ہے۔(2) دوسرے یہ کہ اس صلوٰۃ سے درود شریف مراد ہے،اور یہ دوسرے معنٰی مراد لینے میں کوئی تکلف نہیں، روایتوں کے الفاظ وکلمات اس کی تائید کرتے ہیں ، درود شریف کے لئے عربی زبان میں جو لفظ ''صلوٰۃ''،''علیٰ'' کے ساتھ استعمال ہوتا ہے نماز جنازہ کے لئے بھی ٹھیک اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِىٌّ إِلاَّ دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ .قَالَ فَرَفَعُوا فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- الَّذِى تُوُفِّىَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوا لَهُ-

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بیان فرمایا کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام جس جگہ وصال فرماتے ہیں ؛ وہیں اُن کی آرام گاہ ہوتی ہے،لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارک میں تدفین شریف عمل میں آئی ؛ جہاں وصال مبارک ہوا۔

(سنن ابن ماجه .باب ذكر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم 1696.)

روضۂ اقدس میں امت کی بخشش کے لئے دعاء

روضۂ اقدس لحد کے طور پر بنایا گیا، حضرت علی مرتضٰی، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے اندر اترنے کی سعادت حاصل کی، حضرت قثم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے آخر تک روضہ اقدس میں رخ انور کی زیارت کی، جب میں نے نظر ڈالی تو دیکھا: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک جنبش کررہے ہیں! میں نے جب اپنا کان دہن مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: رَبِّ اُمَّتِی اُمَّتِی، پروردگار! میری امت کوبخش دے، میری امت کوبخش دے۔

(مدارج النبوت فارسی ۔ ج2۔ص442)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم سامعین! حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ أَنْ تَأْکُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِیَاءِ. فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ.	یقیناً اللہ تعالٰی نے زمین پرحرام کردیا ہے کہ وہ انبیاءکرام علیہم السلام کے مقدس جسموں کوکھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجه،ابواب ماجاء فی الجنائز،باب ذکروفاته ودفنه صلی الله علیه وسلم، ص 118حدیث نمبر:1706)

حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم فإذا أنا مت کانت وفاتی خیرًا لکم تعرض علی أعمالکم	حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میرا دنیا میں قیام فرمارہنا تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے ہم کلامی کا شرف پاتے ہواور تمہیں احادیث شریفہ بیان کی جاتی ہیں،

فإذا رأيت خيرًا حمدت الله وإن رأيت شرًّا استغفرت لكم (ابن سعد عن بكر بن عبد الله مرسلاً

جب میں وصال کرجاؤں تو میرا یہ وصال فرمانا تمہارے حق میں بہتر ہے، تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، اگر میں ان میں کوئی نیکی دیکھتا ہوں تو اللہ تعالی کا شکرادا کرتا ہوں اور برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(جامع الأحاديث ،حديث نمبر: 11666الجامع الكبير،حديث نمبر: 12123)

اللہ تعالیٰ ہمیں فیضان نبوت سے مستفیض فرمائے ،اورحشر میں آپ کی شفاعت عظمیٰ سے مستفید فرمائے اورہمیں عقائد صحیحہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمین، بجاه طه ويس صلى الله عليه واله واصحابه اجمعين وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين.

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرْ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرْ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرْ.__اَمَّا بَعْد!

فَیَاعِبَادَ اللّٰہ! اِتَّقُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاکُمْ عَنْهُ وَزَجَرْ، حَافِظُوْا عَلَی الطَّاعَةْ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةْ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ، وَثَنّٰی بِمَلَائِکَتِہِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِہٖ، وَثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّةِ جِنِّہٖ وَاِنْسِہٖ، فَقَالَ تَعَالٰی فِیْ شَأنِ نَبِیِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ. فَیَا اَیُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ. فَیَااَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ، لَا سِیَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِیْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَی الْاِیْمَانِ

وَ التَّصْدِيْقْ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقْ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ. وَعَلَی الزَّاهِدِ الْاَوَّابْ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابْ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابْ، اَلْمُوَافِقُ رَأْيُهُ لِلْوَحْیِ وَالْكِتَابْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابْ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنْ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانْ، ذِیْ النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانْ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانْ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبْ،مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبْ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.وَعَلٰی ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنْ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنْ،اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنْ ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنْ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنْ، رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا. وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةْ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا.وَعَلَی جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنْ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنْ.وَعَلٰی عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسْ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسْ، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِیْ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا.وَعَلَی السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةْ ،وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةْ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰی وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارْ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الْقَرَارْ،رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنْ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنْ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنْ، اَللّٰهُمَّ

انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنِ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامْ. اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا،وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلَى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنَ، فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِىَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِيَّةَ مَنْ اَيْدِىْ الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنَ. رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ،وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَا اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتْ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ.

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰى نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

☆......☆......☆

انوارخطابت

برائے جمادی الاولی

حصۂ پنجم

✿......تالــیف......✿

مفتی حافظ سید ضیاءالدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

✿......ناشر......✿

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوارخطابت' برائے جمادی الاولی
تالیف	:	مفتی حافظ سید ضیاءالدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	جمادی الاولی 1432ھ،م اپریل 2011ء
تعداداشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر:040-24469996
کتابت	:	مولانا محمد عبدالقدیر قادری صاحب
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ محمد حنیف قادری صاحب، مولانا حافظ محمد افسرالدین قادری صاحب
ملنے کے پتے	:	✿ جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

✿ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد

✿ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

✿ عرشی کتاب گھر، میرعالم منڈی، حیدرآباد

✿ ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد

✿ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف

✿ تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف

✿ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور

✿ دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

✿......✿......✿......✿......✿

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اتباع سنت' موجب فلاح ونجات﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام! قرآن کریم اورحدیث شریف قانون اسلام کی بنیاد اور اساس ہیں،قرآن کریم دستورالٰہی اورایک جامع قانون ہے،جس کی تفصیل وتشریح ہمیں احادیث مبارکہ کے ذریعہ ملتی ہے،ارشادحق تعالی ہے:

وَاَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ.

اورائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم!ہم نے آپ پر قرآن کو نازل کیا،تاکہ آپ لوگوں کے لئے اسے خوب واضح کردیں جوان کی طرف نازل کیا گیا۔

(سورۃ النحل:44)

قرآن کریم میں نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم ہے،روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے اورحج کا بھی حکم دیا گیا ہے،لیکن نمازوں کی تعدادواوقات اوررکعتوں

کا تعین نہیں کیا گیا،زکوۃ کے نصاب کی مقدار نہیں بتلائی گئی، روزے کے مباحات ومفسدات نیز مناسک حج وعمرہ واضح طور پر بیان نہیں کئے گئے، بلکہ یہ ساری تفصیلات اللہ تعالی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حوالہ فرمادی۔آپ کی اداؤں کو سنت اورارشادات وفرمودات کوشریعت بنادیا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

یقیناً تمہارے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

(سورۃ الاحزاب:21)

اورسورۂ حشر میں ارشادفرمایا:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ .

اور جو کچھ تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عطا فرمائیں اسے لےلو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو،اوراللہ تعالی سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے۔

(سورۃ الحشر-7)

رب العالمین نے جب اپنے کلام میں سرورکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اختیاراورآپ کے ارشادات کی اہمیت کوواشگاف فرمایا تواس بات کی طرف بھی توجہ دلادی کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان عالیشان کے آگے کسی کو چوں وچرا کی اجازت نہیں ،آپ جوحکم فرمائیں وہی قطعی حکم ہے اورآپ جو فیصلہ فرمادیں وہی اٹل فیصلہ ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ

اورکسی مومن مرداورکسی مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ

إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ .

جب اللہ تعالی اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ میں کچھ اختیار رہے۔

(سورۃ الاحزاب:36)

حضرات! اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ساری مخلوق کی طرف نبوت ورسالت کی شان کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کو لازم وضروری قرار دیا، آپ کے اقوال کو حجت اور اعمال کو سنت بنادیا اور آپ کی حیات طیبہ کو ساری کائنات کے لئے اُسوہ اور نمونہ بنایا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اطاعت خدا

جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(سورۃ النساء-80)

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ترقی کی راہ پر گامزن رہے، اسے خیر وبھلائی حاصل ہو اور اس کی زندگی خوشگوار رہے، اس کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کے لئے یہ فکر بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ صحیح عقیدہ اپنائے اور نیک عمل پر قائم رہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہے اور سنتوں پر عمل کرتا رہے۔ اس بنیاد پر وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

اتباع مصطفیٰ محبت الٰہی کی دلیل

یہود ونصاری نے یہ دعوی کیا تھا کہ وہ اللہ تعالی کے محبوب ہیں، ان کے اس دعوے پر قرآن کریم نے اس بات کی وضاحت کردی کہ ان کا یہ دعوی کرنا اسی وقت معتبر سمجھا جائے گا جبکہ اس کی دلیل میں وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیجئے: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوتو میری اتباع کرو! اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بے حد بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران:31)

اس آیت مبارکہ میں الفت ومحبت اور اتباع واطاعت کا ذکر کیا گیا ہے اور یہی وہ دو چیزیں ہیں جو بندۂ مومن کے لئے دنیا وآخرت کی ترقی اور ہر دو جہاں کی خیر وبھلائی کے حصول کے لئے کافی ہیں۔

ایک بندۂ مومن کی عین آرزو ہوتی ہے کہ وہ اپنے مولیٰ سے محبت کرے اور اس کی خوشنودی حاصل کرے، لیکن یہ محبت اس وقت تک یکطرفہ اور نامکمل ہے، جب تک کہ وہ محبت کے تقاضوں پر عمل نہ کرے اور اپنے آقا سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی نہ کرے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں محبت الٰہی کا تقاضہ یہی بتایا گیا کہ حبیب پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی اتباع کی جائے ، ہردم آپ کی پیروی ہوتی رہے اور آپ کی مبارک اداؤں کو اختیار کیا جائے ، بندۂ مومن کا ہر قدم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اٹھے،اس کی برکت یہ ہوگی کہ رب تبارک وتعالی اُسے اپنا محبوب بنائے گا،ابھی ذکر کی گئی آیت کریمہ سے یہ بات واضح وآشکار ہوئی کہ حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کو اپنانے والا اللہ تعالی کا محبوب ہوجاتا ہے،اللہ تعالی اس پر رحم وکرم کا ایسا معاملہ فرماتا ہے کہ اس کے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے،حبیب کریم ،رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے مذکورہ آیت کریمہ کے فوراً بعد ایک اور مستقل آیت میں ارشادفرمایا:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ	اے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ فرمادیجئے !
وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا	اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ	اطاعت کرو! اگر وہ پھر گئے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو
الْكٰفِرِیْنَ.	پسند نہیں کرتا۔

(سورۂ ال عمران۔32)

برادران اسلام!اس آیت مبارکہ میں پروردگار عالم نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم فرمایا' بندۂ مومن کو جہاں اطاعت الٰہی کا حکم دیا گیا' وہیں اتباع نبوی کی تاکید کی گئی' کیونکہ اللہ کے حکم کی تعمیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے ہی ہوگی ، اطاعت الٰہی' اتباع نبوی کی صورت میں ہی ممکن ہے' اور اگر بندہ حقیقت میں محبت الٰہی اپنے دل میں رکھتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کے تقاضہ کو بھی پورا کرنا ہوگا۔اگر کسی نے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی اطاعت وپیروی سے روگردانی کی اور منہ پھیرلیا تو گویا اس نے اللہ تعالی سے حقیقی طور پر محبت نہیں کی ،وہ محبت کا دعوی تو کررہا ہے ،مگر اس نے کوئی دلیل پیش نہیں کی ، وہ محبت کا اظہار تو کررہا ہے لیکن اس کا تقاضہ پورا نہیں کیا اور اس کی وجہ سے اس کا شمار کفرانِ نعمت کرنے والوں میں ہوگیا۔(اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ)

اتباع سنت اور صحابۂ کرام کا عملی نمونہ

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ان ارشادات الٰہی کے پیش نظر اپنے جذبۂ اطاعت کا کس طرح اظہار کیا ، ان کے نزدیک فرمان رسالت کی کیا اعلی حیثیت تھی ،سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کا ان کے دلوں میں کیا تقدس تھا! صحیح مسلم شریف میں مذکور ایک واقعہ سے اس بات کا کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے،ایک صحابی جنہیں مرد کے لئے سونا پہننے سے متعلق حکم شریعت کا پتہ نہ تھا، بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے ،اس وقت وہ اپنے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اور اس انگوٹھی کو ان کے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا ، جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے ، مجمع برخاست ہوا تو ان کے کسی ساتھی نے ان سے کہا :

خُذْ خَاتَمَکَ انْتَفِعْ بِہٖ. قَالَ	اپنی انگوٹھی لےلو اور کسی اور طرح اس سے فائدہ اٹھالو، انہوں
لَا وَاللّٰہِ لَا آخُذُہٗ اَبَدًا	نے کہا: نہیں قسم بخدا! میں اُسے کبھی نہیں لوں گا،
وَقَدْ طَرَحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ	جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُسے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .	پھینک دیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة،باب فی طرح خاتم الذھب، حدیث نمبر5593)

حضرات! جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تھا تو مطلب اس کا ایسا تو نہیں تھا کہ نفسِ انگوٹھی بُری ہے، بلکہ وجہ یہ تھی کہ شریعت مطہرہ میں مرد کے لئے اس کا پہننا حرام ہے،اس کے لئے سونا خریدنا منع نہیں اور نہ سونے کو اپنے پاس رکھنا منع ہے،لیکن مرد کے لئے اُس کا پہننا جائز نہیں ۔ دیگر صحابۂ کرام نے بھی یہی سمجھا تھا،تبھی تو انہوں نے صلاح دی کہ انگوٹھی لے لیں،اُسے اپنے گھر کی خواتین اور مستورات کو پہنایا جاسکتا ہے یا اُسے فروخت کرکے اس کی قیمت سے اپنے لئے کوئی چیز خریدی جاسکتی ہے ! یہ تو ممکن ہے،شریعت مطہرہ نے اس کی تو اجازت دی ہے،صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ان سے کہا کہ انگوٹھی اٹھالو اور اُسے پہنے بغیر کسی جائز طریقہ سے نفع حاصل کرلو!

حضرات! غور فرمائیں! وہ صحابی کا ایمان کیا کہتا ہے، ان کا جذبۂ محبت کیا اظہار کرتا ہے،ان کے نزدیک اپنے آقا ومولی کی اطاعت اور آپ کے حکم پر جاں نثاری کا جذبہ کیسا ہے؟ کہنے لگے : خدا کی قسم! میں کبھی اسے نہیں لونگا،اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسے پھینک دیں اور میں لےلوں، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

اس باعظمت صحابی نے یہ نہیں دیکھا کہ اس انگوٹھی کی مالی اہمیت کیا ہے اور بازار میں اس کی قیمت کتنی ہے؟ بلکہ ان کی بصیرت نے اور ان کے جذبۂ عقیدت نے یہ جواب دیا کہ سرورکائنات علیہ الصلوۃ والسلام جس چیز کو پھینک دیں اس کی وقعت اور قیمت ہی کیا ہوسکتی ہے!

اس جذبۂ عقیدت کی وجہ یہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالی کی اطاعت ہے' آپ کی فرمانبرداری ہی اللہ تعالی کی فرمانبرداری ہے اور یہی اطاعت وپیروی ہمارے لئے محبت الہی کے حصول کا کامیاب ذریعہ ہے،جس کے ذریعہ ہم اپنے مقصود کو پاسکتے ہیں۔

۞ اتباع نبوی ہر حال میں ناگزیر ۞

برادران اسلام! مختار کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کی بارگاہ الہی میں کیسی قدرومنزلت ہے اور دربار خداوندی میں آپ کے فرمان کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ ہم اس آیت مبارکہ سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں،ارشاد حق تعالی ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا اسْتَـجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ...... اے ایمان والو! اللہ اوررسول کی دعوت پر حاضر ہوجاؤ! جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

(سورة الانفال-24)

میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کوئی حکم فرمائیں' تمہیں یاد فرمائیں تو تم آپ کی دعوت پر لبیک کہو، خدمت اقدس میں حاضر ہوجاؤ' یہی چیز تمہارے لئے فلاح کی موجب اور کامرانی کی ضامن ہے، کیونکہ وہ تمہیں بلاتے ہیں اور کوئی حکم فرماتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ مشقت میں ڈالیں، بلکہ وہ تمہیں خیر وبھلائی سرفراز کرتے ہیں، حیات بخشتے ہیں اور تمہاری زندگی کو رونق وشادابی اور قلوب کو فرحت وشادمانی عطا کرتے ہیں ،مذکورہ آیت شریفہ کی تفسیر میں صحیح بخاری شریف میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ -"

سیدنا ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نماز ادا کررہا تھا، میرے پاس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے، اور آپ نے مجھے اپنی بارگاہ میں یاد فرمایا تو میں حاضر نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھ لی، اس کے بعد آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوگیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو سعید! تمہیں حاضر ہونے سے کس چیز نے روکا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے؟" ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔

(صحيح البخاری ، كتاب التفسير، باب " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ "، حديث نمبر: 4647)

برادران اسلام! حضرت ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کررہے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں نماز کی حالت میں طلب کرکے بتایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے عظمت والے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پکار پر لبیک کہنے کا حکم دیا گیا حالانکہ رب العالمین کی ندا ہر کوئی سن نہیں سکتا، پتہ چلا کہ

اس حکم کا مقصود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپ کے فرمان کی اہمیت بتلانا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں کئی ایک آیات شریفہ ہمیں ایسی ملتی ہیں جس میں اللہ رب العزت نے اپنی اطاعت کے ساتھ حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا اور متعدد مقامات پر اس کے مختلف فوائد اور برکتوں کا ذکر فرمایا، اختصار کے ساتھ بعض آیات شریفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں:

۞ اطاعت، رائگاں نہیں جائیگی ۞

بندۂ مومن جب ایمان وعقیدہ کی روشنی میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے، کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو رب العالمین اسے اس کے عمل کی پوری پوری جزا عطا فرماتا ہے اور اس کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں فرماتا۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ تُطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے اعمال میں کمی نہیں فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ الحجرات: 14)

۞ اطاعت رسول، ہدایت کی نشانی ۞

سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وتابعداری کرنا ہدایت کی ضمانت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا.

اور اگر تم اس رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کروگے تو ہدایت پا جاؤگے۔

(سورۃالنور:54)

اطاعت، ایمان والوں کی علامت

اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کو اہل ایمان کا شعار بنایا ہے اور آپ کی تابعداری کو ایمان والوں کا وصف خاص قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں، یہ وہ افراد ہیں جن پر اللہ تعالی ضرور رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالی غالب' حکمت والا ہے۔

(سورۃالتوبۃ:71)

اطاعت، بندہ کی صلاح وفلاح کی ضامن

اللہ رب العزّت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننا، ان کے بلانے پر لبیک کہنا اور ان کے فیصلوں کو تسلیم کرنا ایمان والوں کا شیوہ ہوتا ہے، جس پر حق

تعالیٰ انہیں کامیابی سے ہمکنار فرماتا ہے۔ سورۃ النور میں ارشاد ہے:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

بیشک ایمان والوں کی بات یہی ہے کہ جب انہیں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں تو وہ کہتے ہیں: ہم نے سن لیا اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(سورۃالنور:51)

اطاعت پر نجات وکامیابی کی ضمانت

پروردگار عالم اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تابعداری کرنا کامیابی کا وسیلہ اور کامرانی کا ذریعہ ہے، حق تعالی فرماتا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ.

اور جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرے اور اللہ تعالی سے ڈرتا رہے اور پرہیزگاری اختیار کرے، تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(سورۃالنور52)

نیز سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.

اور جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

(سورۃالاحزاب:71)

اتباع، سرفرازیٔ رحمت کی باعث

خدائے رحمٰن ورحیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری راحت ورحمت کواپنے دامن میں بھرنے کا بہتر سبب ہے،ارشادالٰہی ہے:

وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.

اور اللہ تعالی اوررسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرو! تاکہ تم پررحم کیاجائے۔

(سورۂ آل عمران:132)

آدمی ہروقت رحمت الٰہی کا امیدوار ہوتا ہے،صبح وشام رحمت کے نزول کے لئے دعائیں کرتا ہے،اللہ نے بتلایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت رحمت خداوندی کا سبب ہے' آپ کی فرمانبرداری عنایت الٰہی کا باعث ہے۔

اطاعت رسول پرانعام یافتگان کی رفاقت

خالق کائنات اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کرنے والے نیک بخت کو اللہ تعالی انبیاء کرام ،صدیقین ،شہداء اور صالحین کی صحبت ومعیت سے ہمکنار فرماتا ہے اوران کی بابرکت رفاقت سرفراز فرماتا ہے،ارشادخداوندی ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا.

اور جو اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالی نے انعام فرمایا ہے(یعنی)انبیاء،صدیقین،شہداء اور صالحین، اور یہ کیا ہی بہتر رفیق ہیں۔

(سورۃ النساء:69)

اطاعت، جنت میں داخلہ کا سبب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت واتباع کرنے والے شخص کو اللہ تعالی اپنی رضاوخوشنودی سے سرفراز فرماتا ہے اوراسے فردوس بریں میں داخلہ عطافرماتا ہے،ارشادالٰہی ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا.

اور جو اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے،اللہ تعالی اسے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور جو روگردانی کرے اسے دردناک عذاب دیگا۔

(سورۃ الفتح:17)

برادران اسلام! ان آیات ربانیہ سے ہمیں معلوم ہورہا ہے کہ خالق کائنات جب اپنے بندوں کو منزل مقصود پرگامزن پاتا ہے،انہیں اپنی اوراپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری پرثابت قدم دیکھتا ہے تو اپنے فضل وکرم سے انہیں بے شمار نعمتوں سے مالا مال فرماتا ہے، اپنی چادر رحمت کوان پرسایہ فگن فرماتا ہے، ان پررحمت وسکینت نازل فرماتا ہے، خیروخوبی اورصلاح وفلاح سے ان کے دامن کوبھر دیتا ہے، جب ان کے عمل میں اخلاص اورصداقت کوشامل پاتا ہے تو اس کا مکمل اجر عطافرماتا ہے اوران کے لئے ہدایت کی روشن راہیں ہموار کردیتا ہے، دنیا اورآخرت میں انہیں نجات وکامیابی سے مشرف فرماتا ہے،مولی کا کرم بالائے کرم یہ کہ ان کا ٹھکانہ جنت جیسا اعلی مقام بنادیتا ہے، انہیں' حضرات انبیاء کرام علیہم السلام' حضرات صدیقین' شہداء اورصالحین علیہم الرحمۃ والرضوان کی صحبت بابرکت نصیب ہوتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر اطاعت کا جذبہ پیدا کریں، ہر قدم پر اتباع کی کوشش کریں، ہمارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا سنتوں کی روشنی میں ہو، ہمارا چال چلن، ہمارا رہن سہن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو، ہماری نشست وبرخاست میں کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو، ملاقات ومصافحہ، ہم کلامی وہم طعامی سنتوں کے مطابق ہو، ہماری ہر حرکت وسکون، ہمارا ہر قول وعمل سنتوں کے موافق ہو اور ہم اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں گزارنے کے لئے تیار ہوجائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تصدق میں اطاعت وپیروی کی تمام تر برکتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکام پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور آپ کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

آمِیْن بِجَاهِ سَیِّدِنَا طٰه وَیٰس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿سود کے معاشی واخروی نقصانات﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ، وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام! یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام اپنے اندر ایسی آفاقیت رکھتا ہے اور اپنے دامن میں ایسی عالمگیریت کو سمویا ہوا ہے جس کی بنیاد پر اس کا قانون ہر دور اور ہر علاقہ کے لحاظ سے قابل عمل ہے، انسان کی زندگی میں کئی نظام پائے جاتا ہیں، سماجی نظام، سیاسی نظام، تعلیمی نظام اور اقتصادی وتجارتی نظام وغیرہ، ان تمام نظامہائے حیات میں مذہب اسلام نے عدل وانصاف پر مبنی قوانین واصول بیان کئے ہیں، ان سارے نظاموں میں اقتصادی نظام بڑی اہمیت کا حامل ہے، موجودہ دور میں جدید وسائل کی وجہ سے تجارتی معاملات عالمی سطح پر وسیع ہو چکے ہیں، ایک تاجر دنیا بھر میں اپنے متعلقہ معاملات کا بیک وقت جائزہ لے سکتا ہے اور وقت واحد میں ساری دنیا کی اقتصادی کیفیت اور کمرشیل صورت سے باخبر ہوجاتا ہے، قدیم زمانہ میں خرید وفروخت کے لئے

علاقہ واری بازاراورمنڈیاں ہوا کرتی تھیں چونکہ ان کے ذرائع مختصر ہوا کرتے ،اس وجہ سے ان کی تجارت بھی محدود پیمانہ پر ہوا کرتی ،لیکن آج ساری دنیا میں انٹرنیٹ کا جال بچھا ہوا ہے،جس کے ذریعہ آن لائن بزنس کی سہولت ہے،ساری دنیا ایک منڈی اور بازار کی حیثیت اختیار کرگئی ہے، دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہنے والا شخص دور دراز علاقوں سے خرید وفروخت کرسکتا ہے،اس بنیاد پر کرنسی کا تبادلہ بین الاقوامی طور پر جاری ہے، یقیناً یہ بات تجارتی ترقی کے لئے حوصلہ افزا اور خوش آئند ہے۔

۞ سود معاشی بحران کا باعث ۞

اگر کرنسی کا تبادلہ بند ہوجائے اور اموال منجمد ہوجائیں تو ترقی رک جاتی ہے، تجارتیں ٹھپ پڑ جاتی ہیں،کاروبار کساد بازاری سے دوچار ہوجاتا ہے، جو سماج کی پستی کی علامت ہے اوراس سے معاشرہ میں انحطاط پیدا ہوجاتا ہے،اس رکاوٹ کی اہم وجہ مال ودولت کا چند افراد میں محدود ہوجانا ہے اوراس تنزُّل کا سبب کرنسی کی گردش کا رک جانا ہے،کہیں ایسا نہ ہوکہ دولت مند طبقہ مال سمیٹتا رہے اور تنگدست وغریب طبقہ کے افراد اپنے فقر ومحتاجی کے سبب گھٹ گھٹ کر دم توڑ دیں۔

اس حکمت وپالیسی کے مطابق اسلام نے خرید وفروخت کے لئے مناسب اصول مقرر کئے ،سود کو حرام قطعی اور گناہ عظیم قرار دیا،صاحب نصاب مالدار مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی گئی ، دیگر صدقہ وخیرات کی ترغیب بھی دی گئی ،بعض اعمال میں کوتاہی کے تدارک اور غلطی کی پابجائی کے لئے بطور کفارہ مال خرچ کرنا واجب قرار دیا گیا اور مال غنیمت میں خمس (پانچواں حصہ) مقرر کیا گیا تا کہ ان اسلامی احکام کے ذریعہ دولت غریب افراد کی طرف آئے اور چند افراد میں محدود ہوکر نہ رہ جائے۔

۞ سودخوروں کے خلاف قرآن کا اعلان جنگ ۞

برادران اسلام! مال ودولت کے رک جانے اور ایک ہی طبقہ میں منجمد رہنے کا اہم سبب سود ہے، سود کو قرآن کریم نے اتنا سنگین گناہ قرار دیا ہے کہ کسی اور گناہ کو اتنا سنگین گناہ قرار نہیں دیا، شراب نوشی، خنزیر کھانا، زنا کاری، بدکاری وغیرہ جیسے بڑے بڑے گناہوں کے سلسلہ میں قرآن کریم میں ایسی سخت وعید نہیں آئی جو سود کے لئے آئی ہے چنانچہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا کہ:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

اے ایمان والو !اللہ سے ڈرو اور سود کا جو حصہ بھی رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو!اگر تم ایمان والے ہو،اگر تم سود کو نہیں چھوڑوگے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو!۔

(سورۃ البقرۃ-279/278)

یعنی ان آیات شریفہ میں سود خوری کرنے والوں کے خلاف اللہ تعالی کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔

بھلا ہم میں کون ایسی طاقت رکھتا ہے جو رب ذوالجلال سے جنگ کرسکے،اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرسکے، اتنی سخت وعید بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ سود کی لعنت سے یکسر باز آجائیں ،اسے گھناؤنا جرم اور گناہ عظیم سمجھیں اور ہمیشہ حلال روزی کمانے کی فکر کریں ،جس کی برکتیں دنیا اور آخرت میں ان کی شامل حال رہیں گی،اس لئے کہ اس طریقہ کو کتاب وسنت میں روا رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا . اور اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت) کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا ہے۔

(سورۃ البقرۃ-275)

۞ سود خور؛ حشر میں سرگرداں ۞

حضرات! سود خوری ایسا سنگین گناہ ہے کہ قرآن کریم میں بارہا اس سے منع کیا گیا اور تنبیہ کی گئی کہ اگر اس سے اجتناب نہ کیا جائے تو دنیا میں رسوائی اور خسارہ ہوگا اور اس کے ساتھ آخرت بھی خراب ہوجائے گی، جب سود خور قبر سے اٹھے گا تو اس پر مجنونوں کی طرح دیوانگی طاری رہے گی، جیسے شیطان نے اس پر کوئی اثر کر دیا ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ. جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (قیامت کے روز) اُس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھوکر مجنون بنادیا ہو۔

(سورۃ البقرۃ:275)

ان وعیدوں کو سننے کے بعد یہ خیال ضرور پیدا ہوگا کہ رسوائی سے کس طرح بچا جائے اور ان الجھنوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے، زندگی میں خیر و برکت اور صلاح وفلاح کیسے آئیگی؟ ان تمام سوالوں کا جواب یہی ہوگا کہ حلال روزی کی فکر کی جائے، اپنے آپ کو سود کی لعنت سے بچائے رکھیں، یقیناً کامیابی ہمارا دامن تھام لے گی اور ہر دو جہاں میں ہماری زندگی خوشگوار ہوجائے گی۔

سورۂ آل عمران میں فرمان حق تعالیٰ ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ . اے ایمان والو! سود، در سود کر کے نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(سُورۃ آل عمران:130)

۞ سود خور؛ رحمت الٰہی سے محروم ۞

برادران اسلام! ان آیات ربانیہ سے ہمیں یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ سود حرام قطعی ہے اور اس کا کاروبار گناہ عظیم ہے، اس سے متعلق ہمیں متعدد احادیث شریفہ میں مزید تفصیلات ملتی ہیں، سود خوری ترک کرنے پر ثواب کی بشارتیں بھی وارد ہوئی ہیں، سود خور افراد کے علاوہ ان کے ہمنوا، سودی معاملہ میں شریک ہونے والے تمام افراد بھی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور فضل الٰہی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

صحیح مسلم شریف اور سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سودی دستاویز لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، حدیث نمبر:2955-سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:2268)

سودخوری بدکاری سے قبیح جرم

برادران اسلام! انسان سود کی لعنت کو سمجھ نہ سکا، اس کی برائی کا صحیح اندازہ نہ کرسکا، اس نے نہ سود کی سماجی خرابیوں پر نظر ڈالی اور نہ آخرت کے عذاب کو یاد کیا، کیا چیز ہے جو اس کی غفلت کا سبب بنی؟۔

حضرات! معاشرتی زندگی میں اس کا کیا نقصان ہے اور سودخوری کیسی سنگین برائی ہے، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جاسکتا ہے۔

مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :دِرْهَمُ رِبًا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً.

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھانا چھتیس (36) مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے-

(مسند الامام احمد ، مسند الانصار رضی اللہ عنہم، حدیث نمبر:20951)

نیز مشکوۃ المصابیح میں حدیث شریف ہے :

وَعَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سود کے ستر 70 درجے ہیں،

أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهٗ.

ان میں سب سے ادنیٰ درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، باب الربوا، ص246، حدیث نمبر:2826)

اللہ اکبر!! سودخور دنیا میں ایسے خطرناک جرم کا مرتکب قرار پا رہا ہے اور اس کا دامن ایسے رسوا کن گناہ سے میلا ہو رہا ہے جسے ایک حیادار اور باکردار شخص کبھی گوارا نہیں کرسکتا اور ایسی رسوائی کو کبھی قبول نہیں کرتا، جس طرح کوئی مسلمان اپنی ماں کے ساتھ یہ شرمناک حرکت کرنے کا تصور نہیں کرسکتا اسی طرح اخوت اور بھائی چارگی کا تقاضہ ہے کہ آدمی کسی سودی معاملہ کا خیال بھی نہ کرے۔

سودخور نارِ دوزخ کا مستحق

سودی لین دین کرنے والا نہ صرف دنیا میں خسارہ اٹھا رہا ہے بلکہ اس کی آخرت بھی تاریک ہو رہی ہے، اس کا ٹھکانہ نار دوزخ قرار پاتا ہے، سودی لین دین اور حرام کھانے کی وجہ اس کا جسم دوزخ میں جلنے کا مستحق ہوجاتا ہے چنانچہ شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ .... وَقَالَ : مَنْ نَبَتَ لَحْمُهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس کا گوشت حرام غذا سے پرورش پایا ہو وہ جہنم ہی کے زیادہ لائق ہے۔

(شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر:5277)

حضرات! سود کا لین دین بظاہر فائدہ مند نظر آتا ہے،لیکن اس کے ذریعہ سود خور کئی ایسی اندرونی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے جس کا علاج اس ترقی یافتہ دور میں بھی کسی ڈاکٹر وطبیب کے پاس ممکن نہیں،مثلاً اس کے اندر سے ایثار وقربانی کی فکر معدوم ہوجاتی ہے،سخاوت وفیاضی کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے اور اس کی اسلامی حمیت چلی جاتی ہے،اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے بھائی کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی اور اس کی مصیبت کا احساس نہیں رہتا، یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کی غربت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا خون چوسنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے،ضرورت کے وقت اسے رقم تو ضرور دیتا ہے،لیکن رقم کی واپسی کے وقت اس سے زیادہ رقم حاصل کرلیتا ہے، دین اسلام نے ان مشکلات کا مداوی کرتے ہوئے سودی کاروبار کو ممنوع قرار دیا

۞ قرضدار سے تحفہ قبول نہ کرنے کا حکم ۞

اسلام نے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے باہمی امداد وتعاون کی ترغیب دی ہے، اگر کوئی ضرورتمند ہوتو اسے بلاسودی قرض دینے کی تعلیم دی تاکہ ضرورت مند اپنی ضرورت کی تکمیل کے بعد قرض لی ہوئی رقم بآسانی واپس کرسکے،شریعت مطہرہ نے اس سلسلہ میں نہایت احتیاطی اصول جاری فرمائے ہیں، اسلام نے سود ہی نہیں' شبہ سود سے بھی اجتناب وپرہیز کرنے کی تعلیم دی ،قرض دینے والے کو قرضدار سے تحفے تحائف لینا یا قرضدار سے کسی طرح کا نفع اٹھانا بھی شبہ سود قرار دیا اور اس سے بچے رہنے کی تعلیم دی' کیونکہ اگر اس پر قرض خواہ کا احسان نہ ہوتا تو وہ اسے تحفے نہ دیتا، البتہ اس بات کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ دونوں کے درمیان اگر دیرینہ تعلقات تھے اور وہ قرض کے لین دین سے قبل بھی تحفے تحائف کا تبادلہ کیا کرتے تھے تو اس میں مضائقہ نہیں۔جیسا کہ

سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِى إِسْحَاقَ الْهُنَائِىِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الرَّجُلُ مِنَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِى لَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى لَهُ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلاَ يَرْكَبْهَا وَلاَ يَقْبَلْهُ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ.

حضرت یحیٰی بن ابواسحاق ھنائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: ہم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو قرض دیتا ہے تو کیا وہ (قرض کی واپسی کے وقت) اسے ہدیہ بھی دے؟ آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا :جو کسی کو قرض دے پھر وہ اس کو تحفہ پیش کرے یا اپنی سواری پرسوار کروانا چاہے تو یہ قرض دہندہ اس پرسوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ قبول نہ کرے، ہاں! اگر قرض دینے سے پہلے ان دونوں میں اس طرح تحفے تحائف کا تبادلہ ہوا کرتا تھا تو پھر اس کی اجازت ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، حدیث نمبر:2526)

۞ قرضدار کو مہلت دینے کا ثواب ۞

اگر کوئی قرض دار تنگدست ومفلس ہو تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نرمی کرنے اور اسے مہلت دینے کی تعلیم دی ہے اور قرض دے کر مہلت دینے والے کو بہترین اجروثواب کی بشارت عطا فرمائی ہے، مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ.قَالَ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ ......قَالَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَة

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جوشخص کسی مفلس قرض دارکومہلت دے گااس کو ہرروزاتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا جتنی رقم اس مقروض کے ذمہ واجب ہے، انہوں نے کہا پھر میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا: اگرکوئی شخص کسی مفلس کومہلت دے گا تواس کو ہر روز دوگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ہرروز قرض کے برابر رقم صدقہ کرنے کا ثواب، میعادِقرض پوری ہونے سے پہلے مہلت دینے کی جزاہے اورجب قرض کی ادائیگی کا وقت ختم ہوجائے اوروہ شخص اداکرنے پرقادرنہ ہوتوایسے وقت اگرکوئی مہلت دے گا تواسے ہردن اس کی دُوگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

(مسندالامام احمد،حدیث بریدۃ الاسلمی،حدیث نمبر:23748)

❁ سودخور،خودغرض اورحریص ہوتا ہے ❁

حضرات! سودخوراپنی ذات سے کسی کونفع پہنچاناتودرکنارکسی دوسرے شخص

کواس کی کوشش اوراس کے سرمایہ سے اپنے برابرہوتانہیں دیکھ سکتا، وہ کسی مصیبت زدہ اور پریشان حال شخص پررحم کرکےاس کی امدادکرنے کے بجائے اس کی مصیبت وتنگدستی سے ناجائزفائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے،اس کی رگوں سے خون نچوڑنے کی فکرمیں رہتاہےاوراسے سودخوری کےنتیجہ میں مال کی حرص ولالچ اس قدرزیادہ ہوجاتی ہے کہ اسی میں مست ہوکرخیروشر،نیکی وبدی کوبھی نہیں پہچانتااوراپنے برے انجام سے بالکل غافل رہتاہے،ظاہری طورپرتو وہ اپنے دئے ہوئے مال سے زیادہ رقم حاصل کرتا ہے لیکن درحقیقت اس کامال گھٹتاجاتاہےاوراس کی دولت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

اللہ رب العزّت کاارشادہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا . اللہ تعالی سودکوگھٹاتاہے۔

(سورۃ البقرۃ۔276)

کسی کے ذہن میں یہ خیال آتاہوگاکہ آج سودخورعزت وراحت،آرام وآرائش میں خوشگوارزندگی گزاررہے ہیں، وہ وسیع وعریض بلندعمارتوں کے مالک ہیں، ان کے پاس عیش وعشرت کےمکمل اسباب موجودہیں،ان کے لئے کھانے پینے کی عمدہ ولذیذغذائیں مہیاہیں،رہنے بسنے کے لئے تمام اسبابِ راحت فراہم ہیں،لیکن تھوڑاساغورکرنے پرہرفردسمجھ سکتاہے کہ اسبابِ راحت اورراحت میں بہت بڑافرق ہے ،سامانِ راحت توفیکٹریوں اورکارخانوں میں تیارکیاجاتاہے اوربازاروں میں فروخت کیاجاتاہے،لیکن راحت اورچین وسکون نہ کسی فیکٹری میں تیارہوتاہے، نہ کسی مارکٹ اورشوروم میں بِکتا ہے،اورنہ کوئی مالداربے دریغ قیمت صرف کرکے اسے خرید سکتاہے، یہ تووہ بیش قیمت اورعظیم نعمت ہے جوحضورِپاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا کی جاتی ہے، دنیا وآخرت میں راحت، زندگی کا چین اور دل ودماغ کا سکون ہمیں اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے، جب کہ ہم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع واطاعت میں ہمہ تن مصروف ہوجائیں۔

برادرانِ اسلام! ایک نیند کی راحت پر ہی غور کیجئے! دنیا کے بڑے بڑے سرمایہ دار ایسی بیسیوں کمپنیوں اور کارخانوں کے مالک ہیں، جہاں سامانِ راحت وسکون تیار ہوتا ہے اور وہیں سے بازاروں میں پھیلتا ہے، لیکن انہیں دولت کے ذریعہ راحت ولذت نہیں مل سکتی۔ سودخوروں کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ان کے پاس سب کچھ ملے گا مگر راحت نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی، اس کے بالمقابل ایک شخص سطح غربت کے نیچے چھوٹے سے گھر میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے، بقدرِ ضرورت کماتا ہے، قُوْتِ لَا یَمُوْت اس کی آمدنی ہے، شریعت پر کاربند رہتا ہے اور حلال غذا کھاتا ہے، چین وسکون سے جیتا ہے، اور راحت ورحمت کی نیند سوتا ہے، اسے قلبی اطمینان اور دلی سکون میسر رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سود کی لعنت سے محفوظ رکھے، اسلامی احکام کے مطابق جائز طریقہ پر تجارت اور حلال طریقہ پر کاروبار کرنے والا بنائے، اکل حلال اور صدق مقال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿عظمت والدین قرآن وحدیث کی روشنی میں﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ، وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّہُمْ وَتَبِعَہُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُہُمَا اَوْ کِلَاہُمَا فَلَا تَقُلْ لَّہُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْہَرْہُمَا وَقُلْ لَّہُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا. وَاخْفِضْ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کو وجود بخشا تو والدین کو اس کے وجود کا ظاہری ذریعہ بنایا، والدین کو رحمت وشفقت کا مظہر بنا کر اس نے اولاد کی صحیح تربیت ان کے ذمہ فرمادی۔ اولاد کو بھی اپنے والدین کی خدمت بجالانے اور ان کے حقوق ادا کرنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ حقوق والدین کی بابت حکم کی اہمیت وتاکید کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں اپنی عبادت وبندگی کے حکم کے فوراً بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ ارشاد

باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا . وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا .

اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو! اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم انہیں اف تک نہ کہو اور انہیں مت جھڑکو! اور ان سے ادب واکرام کی بات کہو!۔ اور ان دونوں کے لئے الفت ورحم دلی سے عاجزی وانکساری کا بازو بچھا دو اور عرض کرو! اے میرے پروردگار! ان دونوں پر مہربانی فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں (محبت ورحمت سے) میری پرورش کی۔

(سورۃ بنی اسرائیل:24/23)

برادران اسلام! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سات (7) ہدایات دی ہیں، جن میں پانچ کے کرنے کا حکم فرمایا ہے اور دو (2) سے بچے رہنے کی تاکید کی ہے۔

ان امور کو انجام دیا جائے!

1) اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت وبندگی کی جائے!

2) والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے!

3) والدین کے ساتھ ادب واکرام کی گفتگو کی جائے!

4) والدین کے لئے الفت ورحم دلی سے عاجزی وانکساری کا بازو بچھا دیا جائے!

5) اور والدین کے حق میں دعا کی جائے کہ "پروردگار! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں محبت ورحمت سے میری پرورش کی"۔

ان امور سے پرہیز کیا جائے!

1) والدین کو "اف" تک نہ کہا جائے!

2) اور والدین سے جھڑک کر بات نہ کی جائے!

والدین کی فرمانبرداری اولاد کی اولین ذمہ داری

حضرات! حقوق کی دو قسمیں ہیں: (1) حقوق اللہ اور (2) حقوق العباد۔

حقوق العباد میں "والدین کا حق" تمام حقوق پر مقدم ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ کے علاوہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کا حکم دیا گیا، اس بنیاد پر ماں باپ کی خدمت گزاری اطاعت وفرمانبرداری اولاد کی اولین ذمہ داری ہے۔

ایک لطیف اشارہ

برادران اسلام! یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ والدین کے اکرام وتعظیم کا حکم اس لئے دیا جارہا ہے کہ وہ اولاد کے ظاہری وجود کا ذریعہ ہیں، لہذا ان کا اکرام وتعظیم اولاد پر لازم ہے، اس طرح ادب بجالانے کا حکم ہے کہ جب ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو نگاہیں نیچی رہیں، نرم انداز میں گفتگو کی جائے، نہ انہیں جھڑکیں نہ ان سے سخت کلامی کریں اور زبان سے تکلیف پہنچانا تو کجا "اف" کہنے سے تک منع کیا گیا، غور کرنا چاہئیے کہ جو ہمارے ظاہری وجود کا ذریعہ قرار پائیں ان کے اکرام وتعظیم، ادب وتکریم کا

اس طرح حکم دیا جارہا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ آپ کا وجود باجود نہ صرف ہمارے وجود کا ذریعہ بلکہ تمام موجودات کے وجود کا ذریعہ ہے، آپ کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے اور کس درجہ آپ کا ادب بجالانا چاہیئے؟

والدین کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی

اللہ تعالی نے اپنی رضامندی وخوشنودی کو والدین کی رضامندی میں رکھ دیا ہے اور اپنی ناراضگی کو والد کی ناراضگی میں رکھدیا ہے، جیسا کہ کنزالعمال میں حدیث شریف ہے:

رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَاء الْوَالِدَيْنِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ ". ت، ك . عن ابن عمرو.".

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین کی رضامندی میں اللہ تعالی کی رضامندی ہے، اور والد کی ناراضگی میں اللہ تعالی کی ناراضگی ہے۔

(کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب العقوق، حدیث نمبر:45552)

والدین کا مقام ومرتبہ اولاد کے حق میں کتنا بلند وبالا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں سے راضی ہوجائیں تو گویا انہیں رضائے الہی حاصل ہوگئی، ماں باپ اپنی اولاد سے خوش ہوں تو یہ ان کے لئے خوشنودئ الہی کی نشانی ہے۔

حضرات! والدین اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہیں، ان کی قدردانی، اطاعت و فرمانبرداری لازم وضروری ہے، ان کی دل آزاری سے بچتے رہنا چاہئے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: اولاد کے خلاف ان کے والد کی دعا رد نہیں کی جاتی

جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین ایسی دعائیں ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں! مظلوم کی دعاء، مسافر کی دعاء اور والد کی دعاء اپنی اولاد کے خلاف۔

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی دعوۃ الوالدین، حدیث نمبر:1828)

اولاد کو چاہئے کہ والد کا اکرام کریں، انہیں تکلیف پہنچانے سے پرہیز کریں اگر بچہ ان کو ایذاء دے، تکلیف پہنچائے اور وہ ناراض ہوکر بددعا کریں تو یہ دعاء بلاشبہ مقبول ہی ہوتی ہے۔

والدین اگر اولاد پر زیادتی کریں تب بھی اولاد کی یہی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کریں، ان کا ادب واکرام کریں اوران کا حکم بجالائیں۔

امام بیہقی کی شعب الایمان اور زجاجۃ المصابیح میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مُطِيْعًا فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رضاء الہی کے لئے اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے

بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا ، وَمَنْ أَمْسَى عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا . قَالَ الرَّجُلُ : وَإِنْ ظَلَمَاهُ ؟ قَالَ : وَإِنْ ظَلَمَاهُ ، وَإِنْ ظَلَمَاهُ ، وَإِنْ ظَلَمَاهُ.

جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،اور اگر والدین میں سے کوئی ایک ہوں تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے،اور جو شخص حقوق والدین کے سلسلہ میں اللہ تعالی کی نافرمانی میں شام کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں،اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہوں تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے،ایک صحابی نے عرض کیا: اگر چہ والدین اس پر ظلم کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں،اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں اگر چہ وہ اس پر ظلم کریں۔

(شعب الایمان للبیہقی،حدیث نمبر: 7679۔زجاجۃ المصابیح،باب البر والصلۃ ،ج4،ص88)

والدین کی خدمت اولاد پر واجب

والدین کی اطاعت اولاد کے حق میں اس وقت تک واجب رہیگی جب تک کہ وہ احکام شریعت کے مطابق حکم دیں،اگر والدین شریعت کی خلاف ورزی کرنے کا حکم دیں یا کسی غلط کام کی تاکید کریں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائیگی،کیونکہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے،آپ نے فرمایا:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كُنْ مَعَ الْوَالِدَيْنِ كَالْعَبْدِ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ الضَّعِيْفِ لِلسَّيِّدِ الْفَظِّ الْغَلِيْظِ اَىْ فِي التَّوَضُّعِ وَالتَّمَلُّقِ.

تم والدین کی خدمت میں ایسے حاضر رہو جیسے کوئی کمزور وحقیر،گنہگار غلام اپنے تند مزاج اور سخت کلام آقا کے سامنے اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے عاجزی اور خوشامد کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الاسراء:23)

والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت

برادران اسلام!والدین میں فضیلت وادب کے لحاظ سے والد مقدم ہیں اور خدمت کے اعتبار سے والدہ کو اولین حیثیت حاصل ہے،صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي ؟ قَالَ: " اُمُّكَ ."قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: "اُمُّكَ."قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ: "اُمُّكَ ."قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ:"ثُمَّ اَبُوكَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری والدہ زیادہ حقدار ہے!۔انہوں نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری والدہ زیادہ حقدار ہے!،انہوں نے عرض کیا: پھر کون؟،آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری والدہ ہی تمہارے حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے،انہوں نے جب چوتھی مرتبہ عرض کیا کہ پھر حسن سلوک کے زیادہ مستحق کون ہیں؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ. حدیث نمبر:5971)

برادران اسلام! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ماں کو خدمت گزاری اور حسن سلوک میں تین درجہ زیادہ فضیلت دی ہے، اس کی حکمت یہ ہے کہ ماں چونکہ تین ایسے مراحل طے کرتی ہے جس میں اس کے ساتھ والد شریک نہیں ہوتا؛ (1) حمل کا مرحلہ، (2) ولادت کا مرحلہ (3) اور رضاعت کا مرحلہ۔

ماں حمل کے مرحلہ میں نو مہینے بچہ کو شکم میں رکھتی ہے، اس کا بوجھ اُٹھاتی ہے، اس کے لئے مشقت برداشت کرتی ہے، ولادت کے مرحلہ میں دردِ زہ سہتی ہے، تکلیف کے گھونٹ پیتی ہے، درد و تکلیف کے کٹھن لمحات گزارتی ہے، خود درد و الم برداشت کرتے ہوئے بچہ کی ولادت کا ذریعہ بنتی ہے، تکلیف کی آہیں بھرتے ہوئے پیدائش کا سامان ہوجاتی ہے، بسااوقات اپنی جان خطرہ میں ڈال کر بچہ کو جنم دیتی ہے، پھر رضاعت کے مرحلہ میں پیدائش سے دو سال تک اُسے خون جگر "اپنا دودھ" پلاتی ہے۔ اسی وجہ سے ماں کی خدمت گزاری و حسن سلوک کے حق کو والد سے تین درجہ زائد بتلایا گیا۔

صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث شریف کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

حَدِیْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْرَجَہُ تَمَّامٌ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ فَقَالَ إِنِّی نَذَرْتُ إِنْ فَتَحَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْکَ مَکَّۃَ

محدث تمّام نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی آپ کیلئے مکۂ مکرمہ فتح فرمادے

اَنْ آتِیَ الْبَیْتَ فَاُقَبِّلَ اَسْفَلَ الْاُسْکُفَّۃِ فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَیْ اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ.

تو میں وہاں پہنچ کر کعبۃ اللہ شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دونگا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دو! یقیناً تم نے اپنی نذر پوری کرلی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، ج15، ص141)

محبت کی نگاہ سے والدین کو دیکھنے پر حج مقبول کا ثواب

برادران اسلام! بندہ کو والدین کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہی نہیں نوازا جاتا، بلکہ اگر کوئی فرزند صالح اپنے والدین کو محض محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے تو اس کو ہر نظر کے بدلہ مقبول حج کا ثواب دیا جاتا ہے، جیسا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے والدین کے مقام و مرتبہ کو آشکار کرتے ہوئے اور ان کے ساتھ حسن سلوک اور جذبۂ اطاعت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلَی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً". قَالُوْا: وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوکوئی فرمانبردار لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالی ہر نظر کے بدلہ اسے حج مقبول کا ثواب عطا کرتا ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: اگر وہ دن میں سو مرتبہ دیکھے تو کیا سو مقبول حج کا ثواب ملے گا؟

قَالَ "نَعَمْ ! اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ.

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ہاں! اللہ بہت بڑاہےاور بےانتہا کرم فرمانے والا ہے۔

(شعب الایمان، حدیث نمبر: 7611۔ کنزالعمال، حدیث نمبر: 45535۔ زجاجۃ المصابیح، باب البر والصلۃ، ج4، ص88)

حضرات! سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی شان رحمت سے ارشاد فرمایا کہ والدین کی طرف محبت کی نظر سے محض دیکھنے پرایک مقبول حج کا ثواب دیاجاتا ہے۔اس سلسلہ میں دیگر عبادتوں کا ثواب بھی مقرر کیا جاسکتا تھا، دورکعت نماز کسی بھی مقام پر بآسانی پڑھی جاسکتی ہے، روزہ رکھنے کے لئے بھی صرف ایک دن درکار ہوتا ہے، تلاوت قرآن میں کچھ مال خرچ کرنے کی ضرورت نہیں اورصدقہ وخیرات میں وقت صرف نہیں ہوتا،لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حج مقبول کے ثواب کاتعین فرمایا، کیونکہ حج بدنی عبادت بھی ہے اور مالی عبادت بھی، حج ایک ایسا فریضہ ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ادانہیں کیا جاسکتا،اس کی ادائی کے لئے خاص وقت اور مقام متعین ہے۔اس کے باوجود حج کرنے والا کامل یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا حج بارگاہ الہی میں مقبول ہوا ہے،لیکن والدین کی اطاعت وفرمانبرداری پرصرف حج کا ثواب نہیں بلکہ مقبول حج کا ثواب دیاجاتا ہے۔

اس عظیم بشارت کوسن کرصحابۂ کرام نے حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا اور وضاحت چاہی کہ بچہ اپنے والدین کو روزانہ کئی مرتبہ دیکھے تو ثواب کا کیا معاملہ رہے گا؟ مختارکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار سے یہ ارشاد فرمایا کہ بچہ جب جب الفت ومحبت کی نظر ماں باپ پر ڈالے اسے حج مقبول کا ثواب عطا

کردیاجائیگا۔

کرم بالائے کرم یہ کہ صرف ایک مقبول حج کے ثواب پر اکتفانہیں کیا گیا، بلکہ ایک دن میں اگر وہ سومرتبہ بھی محبت کی نظر سے والدین کو دیکھے تو ضرور اسی تعداد میں مقبول حج کا اجروثواب عطا کیاجائیگا۔

برادران اسلام! والدین ہمارے لئے خدا کی نعمت ہیں،ان کی زندگی کوغنیمت سمجھیں اوران کی قدرجانیں،حضرات اہل بیت کرام وصحابۂ عظام اورصالحین امت نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ایسے عظیم نمونے پیش کئے کہ تاریخ میں جن کی نظیر نہیں ملتی۔

امام عالی مقام سیدنا حسن مجتبی رضی اللہ تعالی عنہ ادب وتکریم کے پیش نظر اپنی والدۂ ماجدہ، خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ کھانا تناول نہیں فرماتے تھے،جیسا کہ نزہۃ المجالس میں ہے:

وَكَانَ الْحَسَنُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَاكُلُ مَعَ فَاطِمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَـاَلَتْـهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَـالَ اَخَافُ اَنْ آكُلَ شَيْـئًـا سَبَـقَ اِلَيْـهِ نَـظَـرُكِ فَاَكُوْنَ عَاقًّا لَكِ فَـقَـالَتْ كُلْ وَاَنْتَ فِىْ حِلٍّ .

سیدناامام حسن رضی اللہ تعالی عنہ اپنی والدۂ ماجدہ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ کھانانہیں تناول فرماتے تھے، جب حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے اس سے متعلق دریافت کیا تو آپ عرض کرنے لگے: مجھے خوف ہے کہ جس چیز کو آپ تناول فرمانا چاہتی ہوں اگر میں اس میں سے کچھ کھالوں تو کہیں میں آپ کی نافرمانی کرنے والا نہ بن جاؤں۔تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہانے فرمایا: آپ ہمارے ساتھ کھایاکریں! آپ کے لئے مکمل اجازت ہے۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس، باب برالوالدین، ج1، ص184)

حضرات! اسی طرح کنز العمال شریف میں خدمت والدین کی برکت اوراس کے صلہ میں ملنے والی نعمت سے متعلق حدیث شریف ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: " بَیْنَمَا أَنَا فِیْ الْجَنَّةِ إِذْ سَمِعْتُ قَارِئًا، فَقُلْتُ: مَنْ ھَذَا؟ قَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: " کَذَلِکَ الْبِرُّ، کَذَلِکَ الْبِرُّ، وَکَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّہٖ "ق فی البعث."

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جب جنت میں داخل ہوا تو اس دوران میں نے کسی پڑھنے والے کی آواز سنی، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ فرشتوں نے عرض کیا: یہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، تب آپ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے، اسی طرح نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کی خدمت کرنے والے ہیں۔

(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، حدیث نمبر: 45937)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی والدۂ محترمہ نے رات کے وقت آپ کو پانی لانے کے لئے فرمایا، جب آپ پانی لیکر حاضر ہوئے تو والدہ محترمہ کی آنکھ لگ چکی تھی، آپ اپنی والدہ کی راحت اورادب کا خیال کرتے ہوئے رات بھر پانی کا

پیالہ ہاتھ میں لئے ٹھہرے رہے۔ جیسا کہ نزہۃ المجالس میں روایت ہے:

قَالَ اَبُو یَزِیْدَ الْبُسْطَامِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ طَلَبَتْ اُمِّیْ مَاءً فَجِئْتُھَا فَوَجَدْتُھَا نَائِمَةً فَقُمْتُ اَنْظُرُ یَقْظَتَھَا فَلَمَّا اسْتَیْقَظَتْ قَالَتْ : اَیْنَ الْمَاءُ فَاَعْطَیْتُھَا الْکُوْزَ وَقَدْ کَانَ سَالَ الْمَاءُ عَلَی اِصْبَعِیْ فَجَمَدَ عَلَیْھَا الْمَاءُ مِنْ شِدَّةِ الْبَرْدِ فَلَمَّا اَخَذَتِ الْکُوْزَ اِنْسَلَخَ جِلْدُ اِصْبَعِیْ فَسَالَ الدَّمُ فَقَالَتْ مَا ھَذَا ؟ فَاَخْبَرْتُھَا قَالَتِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَاضِیَةٌ عَنْہُ فَارْضَ عَنْہُ.

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری والدہ نے ایک مرتبہ (رات کے وقت) مجھے پانی لانے کے لئے فرمایا، جب میں (پانی لے کر) ان کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ سوگئی ہیں، تو میں ان کے بیدار ہونے کے انتظار میں ٹھہرا رہا، جب وہ بیدار ہوئیں تو کہا کہ پانی کہاں ہے؟ تو میں نے ان کی خدمت میں پیالہ پیش کیا، جبکہ پانی بہہ کر میری انگلی پر آچکا اور سخت سردی کی وجہ سے پیالہ جم گیا، جب والدہ نے پیالہ لیا تو میری انگلی کی جلد نکل گئی اور خون بہنے لگا، انہوں نے کہا: بیٹا! یہ کیا ہے؟ تو میں نے انہیں سارا واقعہ بیان کیا، انہوں نے میرے حق میں دعا فرمائی: "اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں اور تو بھی اس سے راضی ہوجا!"

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس، باب برالوالدین، ج:1، ص:183)

والدۂ محترمہ کی دعا کا یہ اثر رہا کہ آپ فرماتے ہیں: میں سمجھتا تھا کہ مجاہدات وریاضات مقدم ہیں، لیکن جو بات میں اس میں حاصل نہ کرسکا وہ ماں کی رضا مندی وخدمت میں پایا۔ (مواعظ حسنہ، جلداول، ص128)

والدہ کی دعا کا اثر اور خدمت کی برکت صرف اس دنیا تک محدود نہ تھی بلکہ عالم

آخرت میں بھی سرفرازیاں ہوتی رہیں۔جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے:

فَلَمَّا مَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَآهُ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فِی الْمَنَامِ وَهُوَ يَطِيْرُ فِی الْجِنَانِ وَيُسَبِّحُ الرَّحْمٰنَ فَقَالَ لَهٗ بِمَ وَصَلْتَ اِلٰی هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ ؟ قَالَ بِبِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَالصَّبْرِ عَلَی الشَّدَائِدِ.

اور جب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ کے بعض مریدین نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ جنت کے باغوں میں سیر فرمارہے ہیں اور اللہ تعالی کی تسبیح بیان فرمارہے ہیں، انہوں نے عرض کیا: آپ اس اعلی درجہ پر کیسے فائز ہوئے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور مصیبتوں پر صبر کرنے کی وجہ سے (مجھے یہ مقام حاصل ہوا ہے۔)

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس، باب برالوالدین، ج:1، ص:183)

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار اقدس میں مختلف اوقات میں دو سوالات کئے گئے، ایک سوال یہ کیا گیا کہ اللہ تعالی کے دربار میں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ تو آپ نے جواب میں یہ بھی فرمایا کہ "والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے!"

اور دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ " گناہ کبیرہ کیا ہیں" تو اس کے جواب میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "والدین کی نافرمانی کرنا" جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ

أَیُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَیٌّ ؟ قَالَ : ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَیٌّ ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ.

کونسا عمل اللہ تعالی کے پاس زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا، انہوں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، انہوں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: راہ حق میں مجاہدہ کرنا۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتہا. حدیث نمبر:527)

نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ: الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں کبیرہ گناہوں سے متعلق سوال کیا گیا: آپ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کا قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا" کبیرہ گناہ ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قيل فی شهادة الزور . حديث نمبر:2653)

حضرات! دیگر گناہوں کے ارتکاب پر اللہ تعالی بندہ کو مہلت دیتا ہے اور آخرت میں ان گناہوں کی سزا ملتی ہے، لیکن ماں باپ کی نافرمانی ایسا سخت گناہ ہے کہ

آخرت میں تو اس پر مؤاخذہ ہوگا، مگر دنیا میں بھی اسے مختلف مصائب، تکالیف وآلام میں مبتلا کرکے سزادی جاتی ہے۔

مستدرک علی الصحیحین اور شعب الایمان میں حدیث شریف ہے:

عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: کُلُّ الذُّنُوْبِ یُؤَخِّرُ اللّٰہُ مَا شَاءَ مِنْھَا إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ إِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَإِنَّ اللہَ تَعَالَی یُعَجِّلُہُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "تمام گناہوں میں جن گناہوں پر اللہ تعالی چاہے سزا کو قیامت تک مؤخر فرماتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے، کیونکہ اللہ تعالی ماں باپ کے نافرمان کو موت سے قبل دنیا ہی میں سزا دیتا ہے"

(المستدرک علی الصحیحین ، کتاب البر والصلة،حدیث نمبر: 7372 ۔ شعب الإیمان للبیهقی، الخامس والخمسون من شعب الإیمان ، وهو باب فی بر الوالدین ، حدیث نمبر:7646)

برادران اسلام! اسلام ایسا کامل ومکمل دین ہے کہ جس میں تمام اہل حق کے حقوق بیان کئے گئے ہیں، دین اسلام نے صرف انسانوں کے حقوق ہی بیان نہیں کئے بلکہ جانوروں کے حقوق بھی بیان کئے ہیں، اہل حق کے حقوق کی ادائی کے سلسلہ میں اسلام نے مسلم وغیر مسلم کا فرق روا نہیں رکھا ہے، چنانچہ اگر کسی کے ماں باپ غیر مسلم ہوں تب بھی اسلام ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

(اگر والدین غیر مسلم ہوں) تب بھی تم دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(سورۂ لقمان۔15)

صحیح بخاری ومسلم میں روایت ہے:

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِی اَبِی اَخْبَرَتْنِی اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِی بَكْرٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اَتَتْنِی اُمِّی رَاغِبَةً فِی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا)لا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِی الدِّينِ) لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِی الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ .

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد مبارک میں میری والدہ حسن سلوک کی متمنی بن کر میرے پاس آئیں تو میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ حضرت سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اسی بارے میں اللہ تعالی نے آیت مبارکہ نازل فرمائی: ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک اور عدل کا معاملہ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اللہ تعالی عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورۃ الممتحنۃ 8)۔ (صحیح البخاری ،کتاب الادب ، باب صلة المرأة امها ولها زوج

. حدیث نمبر:5979۔صحیح مسلم،کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين والزوج والاولاد والوالدين ولو كانوا مشركين. حدیث نمبر:2372)

جامع الاحادیث اور کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

" لَا تَمْشِ اَمَامَ اَبِيْكَ، وَلَا تَسْتَسِبَّ لَهُ، وَلَا تَجْلِسْ قَبْلَهُ، وَلَا تَدْعُهُ بِاسْمِهِ " . ابن السنى فى عمل يوم وليلة . عن ابى هريرة؛ طس . عن عائشة ."

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم اپنے والد کے آگے نہ چلو،اپنے والد کے لئے گالی کا سبب نہ بنو،ان سے پہلے نہ بیٹھواور انہیں ان کے نام سے نہ پکارو!

(جامع الأحادیث،حدیث نمبر:16942 ۔کنز العمال،حدیث نمبر:45514)

اگروالدین باحیات ہوں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی شکل یہ ہیکہ ان کی خدمت کی جائے اوران کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اور جب والدین میں سے کوئی انتقال کرجائے تو ان کے ساتھ حسن سلوک کی صورت یہ ہے کہ ان کے لئے دعاء مغفرت کی جائے،ان کے ذمہ جوقرض تھا اسے ادا کیا جائے،ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اوراُن کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے چنانچہ سنن ابوداود شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَبِى اُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہےاُنہوں نےفرمایا: اس دوران کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

إِذَاجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِى سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِىَ مِنْ بِرِّ اَبَوَىَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِى لاَ تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا .

کہ قبیلہ بنوسلمہ کے ایک صاحب حاضر ہوکرعرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے والدین سے حسن سلوک کا کوئی عمل باقی ہے جس کے ذریعہ ان کے وصال کے بعد اُن سے حسن سلوک کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ہاں!ان کے انتقال کے بعد حسن سلوک کی صورت یہ ہے:ان کی نماز جنازہ پڑھنا،اُن کے لئے استغفارکرنا،اُن کے بعداُن کےعہدکونافذکرنا اوراُن رشتہ داروں کے ساتھ تعلق رکھنا جن سے ان کی وجہ سے ہی تعلق رکھا جاتا ہواوراُن کے دوستوں کا احترام کرنا۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی برالوالدین،ص700 حدیث نمبر: 5144)

حضرات!والدین کے سلسلہ میں اولاد پر کئی قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں عظمت والدین سے متعلق بیان کرنے کے بعدبطوراختصار چارحقوق جووالدین کی حیات سے متعلق ہیں اورچارحقوق جوان کے انتقال کے بعد متعلق ہوتے ہیں ذکرکرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے:

اللہ تعالی سے دعاہے کہ ہمیں اپنے والدین کےحقوق اداکرنے اوران کا ادب بجالانے کی توفیق عطافرمائے۔آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰه وَيٰس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

۞۞۞۞۞

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ
کی اصلاحی وتجدیدی خدمات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنُ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنُ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانِ اِلَی یَوْمِ الدِّیْنُ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ.الَّذِینَ یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَیَخْشَوْنَهُ وَلَا یَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِیبًا -مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیمًا-صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام !اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا سردار بنا کراس دنیائے رنگ وبو میں جلوہ گرفرمایا،آپ ہی کی مبارک ہستی کو ختم نبوت کا تاج پہنایا،اب کوئی نبی ورسول آنے والے نہیں،آپ ہی کی رسالت ونبوت قائم رہے گی، اللہ تعالیٰ دین اسلام کی تبلیغ وتجدید کے لئے ،احکام دین کو پھیلانے اور سنتوں کو زندہ کرنے کے لئے حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت میں ایسے علماء ربانیین وداعیان اسلام پیدا فرماتا رہا جنہوں نے اسلامی تعلیمات عام کیں ،اس نے ایسے نفوس قدسیہ کوتوفیق خیر بخشی جوتبلیغ اسلام اوراشاعتِ دین کی راہ میں نہ بادشاہ سے ڈرتے ہیں نہ لشکر وسپاہ سے،کوئی مادی طاقت ان کے عزم مصمم کو بدل نہیں سکتی ،انہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رہتا۔

ایسے ہی پاکباز بندوں سے متعلق رب العالمین اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے: الَّذِینَ یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَیَخْشَوْنَهُ وَلَا یَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ

وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِیبًا -مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیمًا-

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جواللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اوراس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ حساب لینے والا کافی ہے۔حضرت محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں،اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کوخوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔40/39)

ان دوآیات شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان کا اظہارفرمایا کہ آپ اس کے عظمت والے رسول ہیں،اورخاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔اور اپنے محبوب بندوں کا بھی ذکرفرمایا،ان کے جذبۂ ایمانی اور دینی حمیت کوآشکارفرمایا اور ان کی تبلیغی فکرکواجاگرفرمایا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پیغام کو بندوں تک بخوبی پہنچایا کرتے ہیں اوروہ اللہ رب العزت کے علاوہ کسی سے خوف نہیں کھاتے ، پیغام الٰہی عام کرنے سے متعلق کوئی چیزان کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی۔

انہی مبارک ہستیوں میں حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام ابوالبرکات حافظ محمد انواراللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک عظیم شخصیت ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کودینی ودنیوی فوقیت وبصیرت سے نوازا،علمی وعرفانی سیادت وقیادت عطافرمائی اورسماجی ومعاشرتی مصلحت وفراست سے بہرہ ورفرمایا۔

برادران اسلام ! یہ ایک حقیقت ہے کہ رب العالمین ہرصدی میں دین اسلام کی تجدیداوراس میں آنے والی خرافات اور برائیوں کے خاتمہ کے لئے باعظمت شخصیات کو دنیا میں پیدا فرماتا ہے، جومشیت خداوندی کو بروئے کارلاتے ہیں ،دین متین کی حفاظت کرتے ہیں اور اصلاح امت کا فریضہ انجام دیتے ہیں،جیسا کہ سنن ابوداود میں

حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں، جہاں تک میں جانتا ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کی ابتداء میں (ایک ہستی کو) اس امت کے لئے بھیجتا ہے جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتے ہیں۔

(سنن ابی داود، حدیث نمبر:4293)

حضرت شیخ الاسلام کی ساری زندگی اس حدیث شریف کی مکمل مصداق ہے، آپ نے اپنی ساری زندگی مذہب اسلام میں آنے والی بدعات ومنکرات مٹانے کی خاطر گزاری اور اپنے شب وروز قوم وملت کی رشد وہدایت کے لئے وقف فرمادئے، خاص طور پر اہل دکن آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے مرہون منّت ہیں، حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ نے علمی ودینی، عملی واصلاحی، قومی وملی اور سماجی وسیاسی ہر میدان میں اور ہر سطح پر کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں اور آج اہل دکن کی زندگی کے ہر شعبہ میں جو خیر وبھلائی نظر آتی ہے وہ سیدی شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کا فیضان ہے۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی ولادت 4/ربیع الثانی 1264ھ ہندوستان کے ایک علاقہ قندھار شریف ضلع ناندیڑ ریاست مہاراشٹرا میں ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی جانب سے انچالیس (39) واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اور والدۂ ماجدہ کے واسطہ سے

امام الطریقہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 578ھ) تک پہنچتا ہے۔

افغانستان کے علاقہ سے تشریف لانے والے آپ کے جد کریم حضرت شہاب الدین فرخ شاہ کابلی علیہ الرحمہ ہیں، یہ وہ ہستی ہیں جن کی آل میں حضرت فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ (متوفی 1034ھ) جیسی جلیل القدر ہستیاں پیدا ہوئیں، حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کے اکثر اجداد کرام کا تعلق عہدۂ قضاءت سے تھا' جنہوں نے اپنے اپنے دور میں بے شمار علمی واصلاحی کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ (ملخص از معارف انوار، ص2)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ نے عمر کے ابتدائی پانچ سال گزارنے کے بعد حضرت سید شاہ بدیع الدین رفاعی قندھاری علیہ الرحمہ کے ہاں ناظرہ قرآن کریم شروع کیا، گیارہ سال کی عمر شریف میں حضرت حافظ امجد علی صاحب علیہ الرحمہ کی نگرانی میں (جو ایک نابینا بزرگ تھے) حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی، ابتدائی تعلیم اور خصوصی تربیت اپنے والد ماجد حضرت قاضی ابومحمد شجاع الدین قندھاری علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور تفسیر، حدیث اور فقہ حضرت فیاض الدین اورنگ آبادی علیہ الرحمہ، حضرت عبدالحلیم فرنگی محلی علیہ الرحمہ، حضرت عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ عبداللہ یمنی علیہ الرحمہ جیسے متبحر علماء کرام سے خصوصی استفادہ کیا اور تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔

ازدواجی زندگی سے منسلک ہونے کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال آپ نے سرکاری ملازمت کی، لیکن خدائے تعالیٰ کا مقصود اور منشا کچھ اور ہی تھا، آپ کو ملازم بن کر کسی کے ماتحت رہنا نہیں تھا، بلکہ اہل اسلام کی علمی وادبی اور اخلاقی واصلاحی سرپرستی کرنا تھا، حالات کچھ ایسے ہوئے کہ آپ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، سرکاری ملازمت سے دستبردار ہونے کے بعد لوگ آپ کو دوبارہ ملازمت سے وابستہ ہونے کے لئے مشورے

دینے لگے، حضرت شیخ الاسلام نے ان مشوروں کو قبول نہیں فرمایا اور علوم دینیہ کی تعلیم وتدریس میں منہمک ہوگئے، چنانچہ آپ نے اپنی ساری توانائیاں اسی طرف مرکوز فرمادیں، علم دین کے پیاسے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور علم ومعرفت کے سمندر سے سیراب ہوکر اپنی علمی وروحانی تشنگی بجھالیا کرتے۔

شاہان وقت کی تعلیم وتربیت

بہت جلد آپ کی بہتر تدریس اور عمدہ تربیت کا شہرہ ہوگیا اور سلطنت آصفیہ کے چھٹے فرمانروا نواب میر محبوب علی خان کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ کو منتخب کیا گیا، جب حضرت شیخ الاسلام نے شاہی فرمان ملاحظہ فرمایا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ قومی خدمت بادشاہوں کی خدمت سے کہیں زیادہ بہتر ہے، پس میں اس کو قبول نہیں کرسکتا، لیکن حضرت مولانا مسیح الزماں علیہ الرحمہ نے جو اس وقت محبوب علی پاشا کی تعلیم وتربیت پر مامور تھے حضرت شیخ الاسلام سے اس ذمہ داری کو انجام دینے کی خواہش کی اور اس معزز عہدہ کو قبول کرنے کی مسلسل گزارش کی، بالآخر آپ نے یہ عہدہ قبول فرمالیا۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ اصلاح امت کے ساتھ شاہان وقت کی تعلیم وتربیت بھی فرمائیں، چونکہ حضرت شیخ الاسلام کی فکر ہمیشہ یہی رہتی تھی کہ امت کی صلاح وفلاح کا بیڑا اٹھایا جائے، حضرت شیخ الاسلام نے عہدہ کو اس لئے بھی قبول فرمالیا کہ شاہان وقت کی اصلاح ہوجائے تو عوام کی اصلاح بآسانی ممکن ہے، اگر شاہوں کی صحیح طور پر تربیت ہوجائے تو جس طرح چاہے قوم کے دھارے کو دنیوی ترقی اور دینی تہذیب کے ماحول سے ملایا جاسکتا ہے۔

چنانچہ یہ سلسلہ بلا انقطاع جاری رہا، محبوب علی پاشا کے بعد ان کے شہزادہ نواب میر عثمان علی خان نے اور ان کے دونوں شہزادوں نواب میر حمایت علی خان اعظم

جاہ بہادر اور نواب میر شجاعت علی خان معظم جاہ بہادر نے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

مدینۂ منورہ میں قیام

1305ھ میں حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ نے سرزمین حجاز کا تیسرا سفر فرمایا، آپ سعادت حج سے مشرف ہونے کے بعد مدینۂ منورہ میں قیام فرماہوئے اور تین (3) سال مسلسل بارگاہ رسالت میں حاضر رہے، اسی مبارک قیام کے دوران آپ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''انوار احمدی'' تصنیف فرمائی، جس میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت پر روح پرور مضامین تحریر فرمائے، اس کتاب کی ترتیب سے متعلق خود حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

جس زمانہ میں آقائے دارین نے بنظرِ کمالِ بندہ پروری اس ناچیز کی حضوری، افضل البلاد مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً میں منظور فرمائی تھی، چندروز ایسے گزرے کہ کوئی کام درس وتدریس سے متعلق نہ رہا، چونکہ نفسِ ناطقہ بیکار نہیں رہتا، یہ بات دل میں آئی کہ چند مضامین، میلاد شریف وفضائل ومعجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کتب احادیث وسیر سے منتخب کرکے منظوم کئے جائیں۔

ہرچند فن شاعری میں نہ کسی سے تلمذ ہے نہ مہارت، نہ اہل ہند کے محاورات سے واقفیت، مگر صرف اس لحاظ سے کہ یہ خدمت غالباً مناسبِ مقام ہے۔ اور تعجب نہیں اہل اسلام کو اس سے کچھ فائدہ بھی حاصل ہو، چند اشعار لکھے اور ہنوز مقصود تک پہنچا نہ تھا کہ ان اشعار کی شرح کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ جب تک ماخذ، اِن مضامین کا بیان نہ کیا جائے، قابل اعتماد نہ سمجھے جائیں گے، چنانچہ اسی مدتِ حضوری میں چند اشعار کی شرح لکھی گئی تھی............(مقدمۂ انوار احمدی)

حکم رسالت کے سبب دکن واپسی

حضرت شیخ الاسلام حیدرآباد دکن سے ہجرت فرما کرتا دم زیست مدینۂ منورہ میں قیام کے ارادہ سے حاضر ہو چکے تھے، لیکن ہوایوں کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ کو سرزمین دکن واپسی کا حکم ہوا، آپ کو یہ فکر ہوئی کہ میں ہجرِ یار سے بیقرار ہوکر مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور یہیں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں، اگر دکن واپس جاؤں گا تو محبوب کے در سے جدائی ہو جائے گی، فوراً مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، اپنے پیر طریقت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رجوع ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ حکم رسالت میں دارین کی سعادت ہے، حکم کی تعمیل لازمی ہے اور اس میں تردد کی گنجائش نہیں! (ملخص از معارف انوار، ص6)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی آرزو تھی کہ مدینۂ طیبہ میں سکونت اختیار کرلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا تھا کہ آپ دکن میں دین کی خدمت کریں، حضرت شیخ الاسلام نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مرضی پر اپنی مرضی کو قربان کردیا اور حیدرآباد دکن واپس ہوگئے، بزبان حال گویا یہ اعلان ہو رہا تھا کہ محض حضرت شیخ الاسلام کو مدینۂ منورہ میں قیام کرنا نہیں بلکہ مخلوق کثیر کو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ کرنا ہے اور ان کے دلوں میں عشق ومحبت کی شمع روشن کرنا ہے۔

دائرۃ المعارف کا قیام

حضرات! 1308ھ میں حیدرآباد دکن واپسی کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے اسلامی علوم وفنون کی عربی کتابوں کی طباعت واشاعت کے لئے عالمی تحقیقی ادارہ ''دائرۃ المعارف'' کا قیام عمل میں لایا، اس ادارہ کے انتظامات کی بخوبی انجام دہی کے لئے آپ نے ایک مجلس تشکیل دی جسے دائرۃ المعارف کی تمام تر ذمہ داریاں سپرد فرمادی تھیں، اس ادارہ سے بہت سی کتابوں پر تحقیق ہوئی اور ان کی اشاعت عمل میں آئی، مخطوطات کے

ذخیرہ سے جن لعل وگوہر کو نکال کر اس ادارہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اسے دنیائے علم وفن، فراموش نہیں کرسکتی، آج یہی ادارہ اسلامی کتب کی تحقیق وتصحیح کے حوالہ سے عالم تحقیق وریسرچ میں مشہور ہے اور حیدرآباد کی ایک عظیم علمی شناخت بن چکا ہے۔

مدینۂ طیبہ میں قیام کے دوران حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے شخصی طور پر گرانقدر سرمایہ خرچ کرکے حدیث شریف کی متعدد کتابوں کے قلمی نسخوں کو نقل کروایا، جس میں کنزالعمال شریف سرفہرست ہے، یہ فن حدیث شریف کی وہ عظیم کتاب ہے، جو (70) ستر سے زائد کتب حدیث کا مجموعہ کہلاتی ہے، جس میں چھیالیس ہزار چھ سو سولہ (46616) احادیث وآثار پر مشتمل ہے، نیز یہ کتاب حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کا ہی فیضان ہے کہ دائرۃ المعارف سے کنزالعمال کی اشاعت ہوئی، تب دنیا نے دیکھا کہ کنزالعمال حدیث شریف کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ساری دنیا میں استفادہ کا ذریعہ ہے۔ (ملخص از مطلع الانوار، ص67)

حجاز مقدس سے واپسی کے بعد حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ دوبارہ تصنیف وتالیف اور درس وتدریس میں مصروف ہوگئے، تاکہ اسلامی افکار کی اشاعت ہو، صحیح عقائد کی ترویج ہو، ملت کی اعتقادی وعملی اصلاح ہو، عوام صلاح وفلاح حاصل کریں اور دینی ودنیوی ہر میدان میں ترقی کی راہیں طے کرتے رہیں۔

باطل فرقوں کی فریب کاریوں پر دلسوزی کا اظہار

اُس دور میں لوگ مذہب ومسلک سے دور گمراہیوں کا شکار ہو چکے تھے، اسلام کے بعض نام لیوا' دین کے نام پر بے دینی پھیلا رہے تھے، کتاب وسنت پر عمل کا دعوی کرنے والے گمراہ فرقے اپنے باطل نظریات کا جال بچھا چکے تھے اور ہمارے بھولے بھالے بھائی ان کے دام فریب میں آرہے تھے۔

حضرات! اس سلسلہ میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ باطل فرقوں

کے افراد کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ان فرقوں میں شامل ہونے والے افراد کسی دوسرے مذہب کے نہیں، خود مسلمان ہیں، کسی اور فرقہ کے نہیں، اہل سنت وجماعت ہیں، باطل کی ان دسیسہ کاریوں پر دلسوزی کا اظہار کرتے ہوئے اور عوام اہل سنت کی بے توجہی ولا پرواہی پر افسوس کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قابل توجہ یہ بات ہے کہ جسکا اثر پڑتا ہے ہمارے سنی حضرات ہی پر پڑتا ہے، قادیانی، نیچری وغیرہ نے الحاد کی عام دعوت دی اور تبلیغ کر رہے ہیں، مگر نہ کوئی اہل یوروپ نے انکی بات مانی، نہ ہندؤں نے اور نہ کسی اسلامی فرقہ نے، خدا ہماری جماعت کو سلامت رکھے!، یہی حضرات سخی ہیں کہ ہر ایک کی مراد پوری کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کے شریکِ حال ہوکر ان کا ایک گروہ بنادیتے ہیں، عقل سے معذور ہوں تو ہوں، بے تعصب اور منصف اس درجہ کے کہ جس نے کچھ کہہ دیا، اسکو کمالِ غور سے دیکھیں گے اور بے علمی اور کم عقلی سے جواب نہ سوجھے تو اسی کا نام انصاف رکھیں گے کہ وہ مان لیا جائے، ادھر جاہلوں کو شکار کرنے کے ہتھکنڈے ہاتھ لگ گئے ہیں، وہ ایسے دام بچھاتے ہیں کہ خواہ مخواہ ان میں پھنس جائیں، اگر علم ہوتو ان کی مکاریاں اور جعلسازیوں کا جواب دے سکیں، پھر عقل پر ناز ہے کہ ہم ہر چیز کو خوب سمجھ سکتے ہیں! اگر کچھ خرچ کر کے ایمان خریدا ہوتا تو اس کے کھو جانے کا کچھ غم ہوتا! وہ تو باپ دادا کی کمائی تھی، مال میراث کی طرح بے دریغ لٹا دینی کوئی مشکل بات نہیں، اگر ایک روپیہ کوئی دھوکہ دیکر لے جائے تو عمر بھر یاد رکھیں گے، مگر کوئی پھسلا کر ایمان لے جائے تو اس کی کچھ پرواہ نہیں، اب کہئے کہ ان کو ایمان سے کیا تعلق؟ پھر ایسوں کا اہل اسلام میں رہنے سے فائدہ ہی کیا!! بلکہ ایسے لوگوں کو تو علیحدہ ہو جانا ہی قرینِ مصلحت ہے، خس کم جہاں پاک۔

البتہ قابل افسوس یہ ہوگا کہ کوئی ایماندار آدمی بے ایمان ہو جائے۔ تعجب نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ آخری زمانہ میں جو فتنے ہوں انکو مکروہ نہ سمجھو، بہر حال یہ دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ اہل ایمان کو استقامت عطا فرمائے کہ اخیر زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔

(مقاصد الاسلام، حصۂ چہارم، ص 69/68)

۞ عقائد باطلہ کا رد بلیغ ۞

گمراہ فرقوں کی جانب سے مسلسل حملوں کے سبب اور عقائد صحیحہ سے متعلق عام مسلمانوں کی سرد مہری و بے مروتی کے باعث حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے اپنے قلم کو جنبش دی اور جس زاویہ سے دین متین کے خلاف کوئی معاملہ درپیش ہوتا فوراً اس کا رد بلیغ فرماتے، اس دور میں خالق کائنات کی ذات قدسی صفات سے متعلق بے جا تاویلات کئے جارہے تھے، جن سے اس کی خالقیت کا انکار ہو رہا تھا، حضرت شیخ الاسلام نے اپنی کتاب مقاصد الاسلام حصۂ سوم میں اس عنوان پر لکھی جانے والی کتاب ''الکلام'' کی بروقت تردید فرمادی۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خاتمیت میں باطل تاویلات کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت پر رکیک شبہات پیدا کئے جارہے تھے، حضرت شیخ الاسلام نے اس سے متعلق تمام شکوک کو دفع کرتے ہوئے مرزا قادیانی اور اس کے ہم نوا افراد کا نہایت عمدگی اور مکمل سنجیدگی سے رد فرمایا، اور اس عنوان پر لکھی جانے والی کتب ''ازالۃ الاوہام'' اور ''تائید الحق'' کے رد میں ''افادۃ الافہام'' (دو حصے) اور ''انوار الحق'' نامی کتب تصنیف فرما کر آپ نے فرض منصبی ادا کر دیا۔

گمراہ فرقوں کی جانب سے حمایتِ توحید اور دفعِ شرک و بدعت کے غرور میں شان رسالت میں بے ادبی کی فکر دی جارہی تھی، آپ نے فی الفور اس کی طرف توجہ فرمائی

اوراپنی تحریرات کے ذریعہ اُس فتنہ کا سدباب کیا، بالخصوص مدینۂ منورہ میں لکھی گئی کتاب ''انوار احمدی'' اور مقاصدالاسلام کے گیارھویں حصہ سے کتاب وسنت کی روشنی میں شان رسالت اور مقام نبوت کوآشکار فرمایا۔

جب ائمۂ اربعہ کی تقلید کو گمراہی سے تعبیر کیا جارہا تھا،آپ نے فقہ اور تقلید کی اہمیت وافادیت پر''حقیقۃ الفقہ'' نامی ایک تحقیقی کتاب دوجلدوں میں تصنیف فرمائی۔

انبیاءکرام کے معجزات کا انکاراوراس میں غلط تاویلات پر مشتمل ایک رسالہ ''التحریر'' شائع ہوا،حضرت شیخ الاسلام نے عقلی ونقلی اور منطقی وفلسفی ہر زاویہ سے مقاصدالاسلام کے حصۂ دوم اورنہم میں معجزات کی حقانیت کوثابت کیا۔

فرقۂ روافض کی سرکوبی کے لئے اس کے باطل عقائدونظریات سے متعلق مقاصدالاسلام حصۂ پنجم وششم میں تفصیلی بحث فرمائی اورقرآن وحدیث کی روشنی میں اس کارد بلیغ فرمایا۔

اہل قرآن کے نام سے ایک فرقہ زور پکڑرہا تھا،آپ نے اس کی شرعی گرفت فرمائی اورحدیث شریف کی حُجِّیَّتُ اوراس کی ضرورت کوکتاب وسنت کے مضبوط دلائل سے مقاصدالاسلام کے حصۂ چہارم میں ثابت فرمایا۔

۞ اصلاح امت کے وسائل اوراس کا استحکام ۞

الغرض حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے قوم وملت کی اصلاح کیلئے خط وکتابت کے علاوہ ہرممکن ذریعہ کواستعمال فرمایا،ایک طرف تحقیقی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہاتو دوسری طرف علمی ودینی نایاب کتب کی فراہمی کے لئے آصفیہ سنٹرل لائبریری کا قیام آپ ہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے، جوعوام کی علمی وادبی ضرورتوں کے لئے استفادہ کا باعث ثابت ہوا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص68)

ملت کی شرعی رہنمائی کے لئے جامعہ نظامیہ کے احاطہ میں حضرت شیخ الاسلام

نے اپنی شخصی نگرانی میں دارالافتاء کی بنیاد ڈالی، دارالافتاء کے قیام سے لیکر اب تک لاکھوں فتاوی جاری ہوچکے ہیں ،جامعہ نظامیہ کے دار الافتاء سے جاری کردہ فتاوی کوحکومت ہند،سرکاری ادارے، بالخصوص ملک کی تمام عدالتیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں اورانہیں قبول کرتی ہیں۔(ملخص از مطلع الانوار،ص76)

اسی طرح آپ نے علمی کتب کی نشرواشاعت کے لئے''اشاعت العلوم'' کے نام سے ایک مجلس قائم فرمائی ، جہاں سے عقائد واعمال کی اصلاح سے متعلق سینکڑوں کتابیں زیورطباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پرآچکی ہیں اورآج بھی دینی ومذہبی کتب کی اشاعت وطباعت کا سنہرا سلسلہ جاری ہے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص60)

۞ جامعہ نظامیہ کا قیام اوراس کے مقاصد ۞

جامعہ نظامیہ جوآج ملک کی ایک عظیم وقدیم اسلامی یونیورسٹی ہے،اس کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی شعور بیدار کیا جائے ، انہیں دینی تعلیم سے روشناس کروایا جائے ، مذہب اسلام کی تبلیغ اوراشاعت کی جائے ،نونہالان امت اور نوجوانان ملت کواس کام کے لئے ابھارا جائے ، انہیں تصنیف وتالیف کے لائق بنایا جائے، ان میں تقریر وتحریر کی صلاحیت پیدا کی جائے اوران سے مسلک حق اہل سنت وجماعت کی حفاظت کی خدمت لی جائے ،اس کے عقائد صحیحہ کی ترویج کا کام لیا جائے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص70،انوارالانوار،ص135/134)

الحمدللہ جامعہ نظامیہ اپنے بانی کے افکار سے روشنی حاصل کرتے ہوئے ،انہی مقاصد کی تکمیل میں ترقی کی راہوں پرگامزن ہےاور یہ حقیقت ہے کہ یہاں کے فارغین اورعلماء ہندو بیرون ہنداقطاع عالم میں اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں،حضرت شیخ الاسلام نے ایک طرف علماءحق کی جماعت تیارکرنے کا بیڑا اٹھایا،تو دوسری طرف اپنے مریدین ومتوسلین کے لئے فیض رسانی کا سلسلہ جاری فرمایا، تاریخ شاہد ہے کہ آپ

روزانہ رات دیر گئے ،تصوف کی عظیم کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا درس دیا کرتے جس کا سلسلہ تقریباً تہجد تک جاری رہتا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص33)

اس درس میں حضرت شیخ الاسلام کے مخصوص تلامذہ بعض خلفاء ومریدین شرکت کیا کرتے ،حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے انتخاب فتوحات مکیہ کے بطور قیمتی نکات بھی قلمبند فرمائے ،جس کا قلمی نسخہ جامعہ نظامیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

منصب ''شیخ الاسلام'' کے لئے انتخاب

برادران اسلام!چونکہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ نے شاہان آصفیہ کی علمی اور دینی سرپرستی کی تھی اور شاہان وقت نے آپ کی خدمت میں زانوئے ادب تہ کیا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ دین متین کی اشاعت میں پیش پیش رہے اور اس کی تبلیغ میں اپنی خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور علمی نمونہ بھی پیش کیا چنانچہ جب نواب میر عثمان علی خان ساتویں فرمانرواں کی حیثیت سے مسند نشیں ہوئے تو حضرت شیخ الاسلام کو 19/جمادی الاولی ،1330ھ میں امور مذہبی کا ''ناظم''اور سلطنت دکن کا ''صدر الصدور'' منتخب فرمایا لیکن آپ نے یہ کہہ کر معذرت خواہی کی کہ سرکاری ملازمت کے لئے انتہائی عمر پچپن(55)سال مقرر ہے اور اس وقت آپ کی عمر شریف 66 سال سے تجاوز کر گئی تھی، گویا آئینِ سلطنت کے مطابق سرکاری ملازمت کی اہلیت کی مدت گزر چکی تھی ،لیکن شاہ وقت نے اعلان کیا کہ ''اس وقت ملک کی خدمات کے لئے آپ سے زیادہ کوئی موزوں نہیں ہے''۔(ملخص از مطلع الانوار،ص24،انوار الانوار،ص82/80)

آخر کار حضرت شیخ الاسلام نے بحیثیت ناظم امور مذہبی عہدہ کا جائزہ لیا اور آپ کی دینی ومذہبی اصلاحات حکومتی سطح پر نافذ العمل ہوتی رہیں اور قومی وملی خدمات کا تسلسل بلا لحاظ مذہب وملت جاری رہا، دوسال کے مختصر وقفہ میں آپ کی بہترین خدمات کی وجہ سے ''وزیر مذہبی'' کا عہدۂ جلیلہ آپ کے سپرد کیا گیا اور آپ ''شیخ الاسلام'' کے

مبارک منصب پر فائز ہوئے جو تا وقتِ وصال آپ سے منسلک رہا،اس اثناء میں ملت کا کوئی شعبہ ایسا نہ رہا،جس کی تجدید واصلاح کا کارنامہ حضرت شیخ الاسلام نے انجام نہ دیا ہو۔

مساجد کی تعمیر اور آبادکاری

ناموس توحید و رسالت کے تحفظ کے پیش نظر آپ نے ملک وبیرون ملک مساجد تعمیر کروائیں ،بالخصوص ان میں آسٹریلیا اور بصرہ کی مساجد قابل ذکر ہیں،شہر ومضافات میں جو مساجد خستہ اور مخدوش ہو چکی تھیں ان کی مرمت اور آہک پاشی کا اہتمام فرمایا، جو مساجد غیر آباد اور ویران تھیں انہیں آباد کروایا،اور منظّم طور پر خطیب ،امام اور مؤذن کا تقرر فرمایا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص50،انوار الانوار،ص100)

مساجد تعمیر کرنے اور انہیں آباد کرنے والوں کے لئے کتاب وسنت میں بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں،سورۂ توبہ میں ارشاد حق تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ	بیشک اللہ کی مسجدوں کو صرف وہی آباد کرسکتا ہے
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور نماز کو
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ	قائم کیا اور زکوۃ ادا کیا ہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ
وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ	ڈرتا ہو۔

(سورۃ التوبۃ۔18)

مسجدوں کو بنانے اور آباد کرنے والوں کے عقیدہ وعمل کو بیان کیا گیا کہ وہ کامل الایمان بھی ہوتے ہیں،عقائد صحیحہ میں پختہ ہوتے ہیں اور عبادات ومعاملات کے سلسلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں،ان کے دل خوف خدا سے معمور ہوتے ہیں،وہ اپنے پروردگار کے سوا کسی سے خوف نہیں کھاتے ،حضرت شیخ الاسلام کی زندگی سراسر اس آیت مبارکہ کی آئینہ دار ہے،غور کریں! جن کے آگے شاہان وقت کے سرخم ہوں بھلا وہ کسی سے کیا

خوف کھا سکتا ہے؟۔

۞ مدارس کی تاسیس اور تنظیم ۞

تاریخ شاہد ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت دارارقم میں مدرسہ کا قیام عمل میں لایا، جبکہ مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا، مدینہ منورہ کی گلیاں جب نور اسلام سے روشن ہوئیں تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر وہاں روانہ فرمایا اور وہ اہل مدینہ کو کتاب وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔

اسی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلام نے ملک وبیرون ملک دینی مدارس کے قیام اور ان کی ترقی کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور ان کے استحکام کے لئے خطیر رقم جاری فرمائی۔(ملخص از مطلع الانوار،ص48) تاکہ ان مدارس میں مسلمانوں کی نسلیں تعلیم حاصل کرتی رہیں، اسلامی تہذیب سے آشنا ہوکر ملت کی صحیح رہنمائی کرنے کی اہل بن جائیں اور شریعت کی بنیادی تعلیم حاصل کرکے اسلام کے سچے پاسبان اور کاروان امن وسلامتی کے سالار بن جائیں۔

۞ ملت کی شرعی رہنمائی ۞

دینی خدمات مؤذنی، امامت، خطابت اور قضاءت وغیرہ کی بخوبی انجام دہی کے لئے ایک نصاب کی ضرورت تھی، حضرت شیخ الاسلام نے ایک مثالی نصاب ترتیب دینے کا حکم فرمایا، جس کی ترتیب کا کام آپ کے ایک شاگردِ رشید حضرت مولانا قاضی غلام محی الدین صاحب علیہ الرحمہ نے انجام دیا جو ''نصابِ اہل خدمات شرعیہ'' کے نام سے مشہور ہے اور یہ نصاب آج بھی امت مرحومہ کی شرعی رہنمائی کے لئے بہر طور مفید ومعتبر مانا جاتا ہے۔ الحمدللہ عمومی فائدہ کی غرض سے جامعہ نظامیہ نے اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کرواکر شائع کیا ہے۔

اولیاء کرام کے آستانوں اور بزرگان دین کی خانقاہوں کے تحفظ کے لئے حضرت شیخ الاسلام نے خصوصی توجہ فرمائی، سجادگان اور متولیان کی تربیت کے لئے دستور کی تشکیل اور ان کے لئے مخصوص نصاب کی تدوین کی طرف توجہ فرمائی اور یہ نصاب ''ہدایات الشیوخ'' کے نام سے موسوم ہوا، جسے آپ ہی کے شاگرد حضرت سید شاہ ابوالقاسم شطاری علیہ الرحمہ صدر المدرسین جامعہ نظامیہ نے ترتیب فرمایا۔(ملخص از انوار الانوار،ص96)

سالکوں کے رہنما اور عارفوں کے بادشاہ
کاملوں کے مقتدی و پیشوا انوار ہیں
(مؤلف)

حضرت شیخ الاسلام ہی نے دینی تعلیم کو اس دور کے سرکاری مدارس میں لازمی قرار دیا، مذہبی لٹریچر کو مسلمانوں کے نادار طبقہ میں مفت تقسیم کروایا، شہر واضلاع اور دیہاتوں میں مذہبی حمیت اور دین پر استقامت کو باقی رکھنے کے لئے خطباء کا انتظام فرمایا، شریعت مطہرہ کی روشنی میں تجہیز وتکفین کے لئے غسالوں کی تربیت کا اہتمام فرمایا، ان کا امتحان مقرر فرمایا اس سے متعلق ''نصاب غسالان'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کروائی اور اس کو تقسیم کروایا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص58، انوار الانوار،ص107)

جانور اور ذبیحہ کو حلال کرنے اور شریعت کے مطابق ذبح کرنے کے لئے مستند، تعلیم یافتہ ملاؤں کا تقرر فرمایا، جس کا سلسلہ الحمدللہ دیار دکن میں آج بھی جاری ہے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص55، انوار الانوار،ص98)

۞ اصلاح امت کے لئے دیگر اقدامات ۞

بندگان خدا کو راہ حق پر لانے کے لئے اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے کلام الٰہی اور احادیث نبوی میں کئی مقامات پر حکم دیا گیا کہ ایمان والوں کو ساری

انسانیت کی اصلاح اور سدھار کی فکر کرنی چاہئے، سورۂ نحل میں ارشاد ہورہا ہے:

اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ — اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ — سے بلایئے اوران سے اس طریقہ پر بحث کیجئے
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔ — جو سب سے بہتر ہو۔

(سورۃ النحل۔125)

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے عامۃ المسلمین کی عادات واطوار اور اخلاق وکردار کی اصلاح کے لئے ''انجمن اصلاح مسلمانان'' کا قیام عمل میں لایا۔(ملخص از مطلع الانوار،ص52،انوارالانوار،ص88)

امت مرحومہ کو شریعت مطہرہ پر پابند کرتے ہوئے نشہ آور اشیاء، شراب وغیرہ کے استعمال کو قابل سزا جرم قرار دیا، شراب کی دکانوں کو بیرون شہر منتقل کرنے کے احکام جاری فرمائے اور مخصوص ومبارک مواقع پر انہیں کھلا رکھنے پر پابندی عائد کردی، (ملخص از مطلع الانوار،ص52،انوارالانوار،ص88)

رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں بھی تقاریب اور دعوتیں ہوا کرتیں۔
حضرت شیخ الاسلام نے ان پر روک لگادی، ہوٹلیں کھلی ہوتی تھیں، آپ نے ہوٹلوں پر دن میں پردے لگانے کا حکم صادر فرمایا۔(ملخص از انوارالانوار،ص100۔ معارف انوار،ص14)

حکومت آصفیہ کے دور میں ناپ تول کے پیمانے یکساں نہیں تھے، عموماً خرید وفروخت کے وقت ناپ تول میں کمی بیشی ہوا کرتی تھی، حالانکہ یہ شریعت میں گناہ عظیم ہے، حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی زیادتی کرنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئی، حضرت شیخ الاسلام نے ملک میں رائج تمام پیمانوں کی تصحیح اور درستگی کا انتظام کروایا اور ناپ تول سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا ازالہ فرمایا۔(ملخص از مطلع

الانوار،ص58۔انوارالانوار،ص106)

دینی کتب اور منتشر اوراق کی پڑیاں باندھی جاتی تھیں، حضرت شیخ الاسلام نے خاص طور پر ملت کو اس بے ادبی اور بے حرمتی کے وبال سے بچانے کیلئے ''انجمن تحفظ اوراق متبرکہ'' نامی مجلس تشکیل دی، جسے آپ نے دینی کتب، اسلامی صفحات اور بالخصوص کلام الٰہی کے اوراق کے تحفظ کی ذمہ داری سونپی تھی (ملخص از انوارالانوار،ص107)

حضرت شیخ الاسلام کے مدینۂ منورہ میں قیام کے دوران کسی نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ فلاں صاحب فاقہ کی وجہ سے مٹی گھول کر پیا کرتے ہیں اور کسی کے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے، یہ سنتے ہی حضرت شیخ الاسلام بے قرار ہوگئے، آپ پر اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ آپ نے اسی وقت مدینہ شریف کے مسکین حضرات کی امداد اوران کی خدمت کے لئے انجمن قائم فرمائی، جس کی آپ نے اپنے قیام تک بخوبی نگرانی انجام دی۔(ملخص از مطلع الانوار،ص41)

غم کے بادل چھٹ گئے سب آپ کی تسکین سے
دردمند و غمزدہ کا مدعا انوار ہیں
(مؤلف)

قمری تاریخ کا دارومدار چاند پر منحصر ہوتا ہے، عموماً ماہانہ چاند کے دکھائی دینے یا نہ دکھائی دینے سے متعلق الجھن رہا کرتی تھی، خاص طور پر رمضان اور عیدالفطر کے چاند دیکھنے کے مسئلہ پر لوگ تشویش میں رہتے تھے، حضرت شیخ الاسلام نے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ایک کمیٹی ''رؤیت ہلال'' کے نام سے تشکیل فرمائی جس میں آپ نے علماء ومشائخ اور ماہرین فلکیات کو شامل فرمایا اور بنفس نفیس خود بھی اس کی نگرانی فرمایا کرتے، رؤیت ہلال کمیٹی کی خدمات کا یہ سلسلہ الحمدللہ آج بھی حیدرآباد دکن وغیرہ میں برقرار ہے۔(ملخص از مطلع الانوار،ص56۔انوارالانوار،ص112 تا115)

دفتر قضاۃ کو بھی آپ نے مناسب طور پر ترتیب دیا، قاضی صاحبان کے لئے اصول وضوابط جاری فرمائے، نکاح کے سیاہ ناموں کی شکل؛ جوان دنوں دکن میں ہم دیکھ رہے ہیں وہ حضرت شیخ الاسلام ہی کا کارنامہ ہے، یہ آپ ہی کا فیضان ہے کہ آپ نے نکاح، طلاق، اور خلع وغیرہ سے متعلق پیش آنے والی مشکلات کو قبل از وقت دور فرمادیا جس کا اندازہ ہم اپنے ماحول میں بخوبی کر سکتے ہیں۔(ملخص از مطلع الانوار، ص 52)

حضرات! واضح رہے کہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ سلطنت کے ایک معزز مذہبی وزیر تھے، لہذا آپ دکن کے مختلف مقامات کے سرکاری دورے بھی فرمایا کرتے، مذہبی امور کا بخوبی معاینہ کرتے، دینی خدمات کا جائزہ لیتے اوراس میں ضروری اصلاحات فرماتے، 1325ھ میں آپ نے اورنگ آباد اوراس کے قرب وجوار کے چار علاقوں کا دورہ فرمایا تھا اوراس دورہ میں آپ نے چورانوے (94) مقامات کا معاینہ کیا، جس میں اٹھائیس (28) مساجد، سات (7) مدارس، انتیس (29) بارگاہیں اور اس کے علاوہ دیگر دفاتر، عیدگاہ، قبرستان' موقوفہ مکانات اور سرائے وغیرہ شامل ہیں۔

چونکہ آپ سلطنت کے مذہبی وزیر تھے، اس مناسبت سے آپ کے زیر اختیار غیر مسلم اقوام سے متعلق اموراور جائیدادیں بھی تھیں' آپ نے جانبداری اور خیانت کے بغیر اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔(ملخص از: انوارالانوار، ص 119/118)

ان مقامات کا آپ نے نہ صرف معاینہ فرمایا، بلکہ ان سے متعلق حکام کو ضروری ہدایات دیں، اسی طرح 1322ھ میں ''روضۂ بزرگ حضرت بندہ نواز'' کی خدمات آپ کو تفویض کی گئیں تو آپ نے حضرات سجادگان کی تعلیم کا خصوصی اہتمام فرمایا، بارگاہ کی تعمیر وترمیم اور دیگر کئی رفاہی امور انجام دئے، گلبرگہ شریف میں ''مدرسہ دینیہ'' کی بنیاد ڈالی، شفاخانہ کا قیام عمل میں لایا اور اس کا مکمل انتظام فرمایا۔(ملخص از: انوارالانوار، ص 102/101)

الغرض حضرت شیخ الاسلام نے اپنی ساری زندگی دین متین کی تجدید، امت مرحومہ کی اصلاح اور قوم وملت کی فلاح وبہبود میں صرف فرمائی، دینی خدمات کے تمام گوشوں میں آپ نے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، مسلمانوں کے تمام طبقات اور مختلف طبقات کے تمام افراد آپ کی خدمات سے مسلسل استفادہ کررہے ہیں، آپ کی خدمات وہ عظیم خدمات ہیں، جنہیں دنیا فراموش نہیں کرسکتی، آپ کے کارنامے وہ گراں قدر کارنامے ہیں جسے مسلمان ہمیشہ اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے، آپ کی بیش قیمت تحریرات اور تحقیقی تصانیف سے اہل سنت وجماعت کے خواص وعوام رہبری ورہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

تا ابد قائم رہیں گے آپ کے چھوڑے نقوش
مصطفیٰ کے فیض کا اِک سلسلہ انوار ہیں

(مؤلف)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کی تعلیمات پر کاربند رہنے کی توفیق عطافرمائے، آپ کے فیضان سے مستفیض فرمائے اورآپ کے انوار سے مستنیر فرمائے!

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالَی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

❁❁❁❁❁

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطران پربھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

......خطبۂ ثانیہ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرْ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرْ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرْ. ـــاَمَّا بَعْد!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهِ! اِتَّقُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرْ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدُسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَأْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنْ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ

الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنْ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْاِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقْ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقْ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابْ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابْ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابْ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهٗ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابْ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنْ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانْ، ذِي النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانْ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانْ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبْ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبْ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبْ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبْ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنْ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنْ، اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنْ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنْ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِيْ

مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا. وَعَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃْ، سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا.وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَھَّرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنْ، وَالْبَنَاتِ الطَّیِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اَجْمَعِیْنْ.وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُعَظَّمَیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَالنَّاسْ، اَلْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسْ، سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا.وَعَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃْ ،وَالَّذِیْنَ بَایَعُوْہُ تَحْتَ الشَّجَرَۃْ، وَسَائِرِ الصَّحَابَۃِ وَالْقَرَابٰی وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارْ ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارْ،رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنْ.

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاَعْلِ کَلِمَۃَ الْحَقِّ وَالدِّیْنْ، اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُبْتَدِعَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنْ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّیْنْ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ یا مُبِیْدَ الظَّالِمِیْنْ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِھِمْ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ. اَللّٰھُمَّ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا،

وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا،وَلَاغَایَۃَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا یَخَافُکَ فِیْنَا وَلَا یَرْحَمُنَا، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنْ.وَاکْتُبِ اللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُقِیْمِیْنَ وَالْمُسَافِرِیْنْ، فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ وَجَوِّکَ مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنْ.اَللّٰھُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِیَّۃَ مِنْ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ الْمُعْتَدِیْنْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءْ، وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ،وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَااِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتْ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ.

اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ، یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ.

اُذْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ، وَادْعُوْہُ عَلٰی نِعَمِہٖ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرْ.

منقبت بحضور شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ

اک اشارہ پہ سب کچھ فدا کردیا   اپنے آقا کا منشا وفا کردیا
علم کے سارے بابوں کو وا کردیا   اک حسیں جامعہ کی بِنا کردیا
جامعہ مرکزِ علم وعرفان ہے
عشق کا اک مہکتا گلستان ہے
قربِ مولا کی راہوں کو سر کردیا   عشق میں زندگی کو بسر کردیا
جہل کی ظلمتوں کو سحر کردیا   اس دکن کو مدینہ نگر کردیا
خوشہ چیں آپ کے میر عثمان ہے
آپ کا پوری ملت پہ احسان ہے
آپ پر اپنے رب کا کرم بے کراں   آپ کرتے رہے راز حق کے بیاں
آپ سے ہیں رواں علم کی ندیاں   جن کی نہریں ہیں جاری نہاں اور عیاں
ہر طرف علم کی اک نئی شان ہے
بانیٔ جامعہ کا یہ فیضان ہے
در سے انوار کے ہم نے پائی جلا   تا قیامت رہے فیض کا سلسلہ
دے خدایا اُنہیں اس کا بہتر صلہ   مسلک اہل سنت پہ سب کو چلا
عشقِ سرکار ہی روح ایمان ہے
اہل سنت کی بس یہی پہچان ہے
عالموں عارفوں کے ہیں وہ مقتدا   فیض پاتے ہیں سب جن سے شاہ وگدا

ان کی مرقد پہ ہو رب کی رحمت سدا   ہو عطا اس ضیاؔء کو بھی نورِ ہدیٰ
قافلہ علم کا جاری ہر آن ہے
جامعہ کا، خدا خود نگہبان ہے

منقبت بحضور شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ

علم وحکمت عشق وعرفاں کی ضیاء انوار ہیں   سنیت کا اس دکن میں ارتقاء انوار ہیں
جامعہ حکم نبی سے آپ نے قائم کیا   بارگاہ مصطفیٰ سے رابطہ انوار ہیں
بدعقیدہ بے عمل پائے ہدایت آپ سے   دین حق رشد و ہدایت کا پتہ انوار ہیں
جب بھی باطل سر اٹھایا آپ نے پسپا کیا   پُرفتن ادوار میں حق کی نوا انوار ہیں
اہل سنت کے عقائد کا تحفظ کردیا   مملکت میں علم کی، فرماں روا انوار ہیں
تا ابد قائم رہیں گے آپ کے چھوڑے نقوش   مصطفیٰ کے فیض کا اک سلسلہ انوار ہیں
سالکوں کے رہنما اور عارفوں کے بادشاہ   کاملوں کے مقتدی و پیشوا انوار ہیں
آصفیہ اور معارف آپ کی ہیں یادگار   کتنے اک دینی آثر کی بناء انوار ہیں
اہل علم اور صوفیہ بھی آپ کے شاگرد ہوئے   بادشاہانِ زماں کے مقتدیٰ انوار ہیں
غم کے بادل چھٹ گئے سب آپ کی تسکین سے   دردمند و غمزدہ کا مدعا انوار ہیں
آپ کے در سے ملی ہے اس ضیاؔء کو روشنی
روشنی در روشنی کا اک دیا انوار ہیں

نتیجۂ فکر: مولانا **مفتی حافظ سید ضیاء الدین** نقشبندی
شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد، الھند

……تعارف ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر……

زبدۃ المحد ثین عارف باللہ حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے موسوم ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر 18 ذی الحجہ 1428ھ م 29 ڈسمبر 2007ء بروز ہفتہ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے قائم فرمایا، الحمدللہ ریسرچ سنٹر حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت محدث دکن علیہ الرحمۃ اور مفکر اسلام مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی زیر سرپرستی سرگرم عمل ہے، مشیر اعلی شیخ الحفاظ ڈاکٹر حافظ شیخ احمد محی الدین شرفی دامت برکاتہم العالیہ اور جنرل سکریٹری محترم محمد معین الدین نقشبندی صاحب ہیں۔ ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اسلامی کتب کی طباعت اور سلگتے موضوعات پر خطابات کے سی ڈیز کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے، عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر ریسرچ سنٹر نے اسلامی ویب سائٹ **www.ziaislamic.com** بزبان اردو وانگریزی لانچ کی ہے جو درج ذیل اہم امور پر مشتمل ہے : ★ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت واخلاق کے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل فتاوی ★ تذکرہ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام ★ ائمہ دین وصالحین امت کی حیات عقائد و تعلیمات ★ فکری واعتقادی اور اصلاحی عنوانات پر تحقیقی کتب ★ فقہی موضوعات پر فکرانگیز علمی مقالات ★ دورحاضر کے سلگتے مسائل پر علمی مضامین ★ عصری وسائنسی مسائل کا شرعی حل ★ پرمغز مواد سے مزین اصلاحی وتربیتی ویڈیو، آڈیو خطابات وغیرہ ★ ایک مستقل حصہ دبستان حضرت محدث دکن کے نام سے مختص ہے جس میں حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیفات وتالیفات، ملفوظات عالیہ اور آپ کے آڈیو مواعظ جلیلہ شامل ہیں ونیز آپ کے جانشین اول عارف باللہ حضرت ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کا آڈیو وعظ مبارک، شہزادہ ابوالبرکات حضرت ابوالخیرات سید انواراللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کے اور موجودہ جانشین حضرت محدث دکن

حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے آڈیو بیانات شریفہ ونیز حضرت صدرالشیوخ علیہ الرحمۃ وحضرت شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کے بیانات بھی موجود ہیں۔ محدث دکن سمینار میں پیش کئے گئے مقالات بھی دستیاب ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کی شخصیت حیات و خدمات عقائد وتعلیمات سے متعلق مضامین اور علماء جامعہ نظامیہ کی تصنیفات ونگارشات کے لئے ایک مستقل پیج بنام " گلستان حضرت شیخ الاسلام " بنایا گیا۔ ★ ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک خصوصی صفحہ بنام رمضان اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے جو فضائل رمضان سے متعلق احادیث شریفہ روزہ کے مسائل تراویح کے مسائل اعتکاف کے مسائل شب قدر، فضائل، احکام اور دعائیں نماز عید کے مسائل واحکام اور صدقۂ فطر کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ★ حج کے موقع پر حج وعمرہ اور زیارت طیبہ کے مسائل واحکام فضائل وآداب، فتاویٰ ومضامین پر مشتمل ایک خصوصی صفحہ بنام حج اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے۔ ★ خواتین کے لئے مسائل واحکام سے واقفیت اور ان کی دینی رہنمائی کے حوالہ سے ایک سیکشن "انجمن خواتین" نام سے مختص کیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام درج ذیل شعبہ جات سرگرم عمل ہے : ☆ شعبۂ تحقیق وریسرچ ☆ شعبۂ تعلیم وتدریس ☆ شعبۂ فقہ وافتاء ☆ دارالترجمہ ☆ دارالخطابہ ☆ شعبۂ دعوت وارشاد ☆ شعبۂ نشرواشاعت ☆ کمپوزنگ سنٹر

بفضلہٖ تعالی اس ویب سائٹ سے برصغیر کے علاوہ سعودی عربیہ، UAE، قطر، عمان، ایران، امریکہ، آسٹریلیا، اسپین، برازل، تھائی لینڈ، نیوزی لینڈ، آئرلینڈ، نیدرلینڈ، کینڈا، کویت، اٹلی، بنگلہ دیش، UK، ارپا، جاپان، سویڈن، ملیشیا، ماریشس، رشیا، ڈومینیکن، ری پبلک، ساؤتھ آفریقہ، موروکو، مولدووا، جرمنی، برمودا، سیشل، چیک ری پبلک، چین، فرانس، لبنان، فن لینڈ، ارجنٹینا، سیریا، کولمبیا، سلووک، ڈنمارک، ناروے، گریس، اسرائیل، ترکی، موزمبیک، بلجیم، سن مارینو، ہنگیری اور دنیا کے مختلف ممالک سے روزانہ ہزاروں افراد استفادہ کررہے ہیں **اس ویب سائٹ پر بحمدہ تعالی جنوری 2010ء سے فبروری 2011ء تک ساٹھ لاکھ چھ ہزار تین سو چودہ (60,06,314) افراد اور الحمدللہ صرف مارچ 2011ء میں پانچ لاکھ اکاون ہزار دو سو اٹھارہ (5,51,218) افراد نے ویزٹ کیا ہے۔**

انوارخطابت

برائے جمادی الاخری

حصہ ششم

تالیف

مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوارخطابت' برائے جمادی الاخری
تالیف	:	مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	جمادی الاخری 1432ھ م مئی 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35 روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر:040-24469996
کتابت	:	محمد عبدالقدیر قادری
پروف ریڈنگ	:	مولانا سید واحد علی صاحب، مولانا شیخ احمد محی الدین رفیع صاحب
ملنے کے پتے	:	جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

فہرست

عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فضائل ومناقب

خلافت صدیقی کا عہد زریں

حفظان صحت کے شرعی اصول

عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنُ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنُ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنُ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم :مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیمًا.(سورۃ الاحزاب.40)

برادران اسلام! دینِ اسلام کا یہ مسلّمہ عقیدہ ہے کہ رب العالمین نے اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا، حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے بعداب کوئی رسول اور کسی بھی قسم کا نبی دنیا میں آنے والا نہیں، ہمیشہ کے لئے آپ ہی کی نبوت ورسالت قائم رہے گی۔

واضح رہے کہ ان دنوں فتنۂ قادیانیت زور پکڑ رہا ہے،اوراسلام کے نام پر عام مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو برباد کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے، یہ قادیانی فرقہ کی جانب سے ایک گہری سازش ہے، یہ لوگ اپنے کو''احمدی'' کہتے ہیں اور مسلمانوں جیسا لباس پہنتے ہیں اورنام بھی مسلمانوں جیسا رکھتے ہیں،لیکن ختم نبوت کے بارے میں قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں عطا کردہ عقیدہ نہیں رکھتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوآخری نبی نہیں مانتے، بلکہ کہتے ہیں کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ظِلّی وبُرُوْزِی نبی ہوسکتا ہے جس کو''امتی نبی'' کہتے ہیں۔(معاذ اللہ)

اسی بنیاد پر مرزاغلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا تھا' یہ لوگ اس کو نبی مانتے ہیں، جب کہ ہرمسلمان کے نزدیک ختم نبوت ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی فرق آنے سے آدمی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، یہ فرقہ مختلف ممالک اوردیہاتوں میں آج بھی فتنہ پرورسازشوں میں مصروف ہے۔

غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوےاور کفریات

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مختلف باطل دعوے کئے :دعوی مجددیت، محدّثیت ،مثلیت عیسی علیہ السلام ،عیسویت ،بالآخر اس نے نبوت کا دعوی کردیا۔(نعوذ باللہ من ذٰلک)

چنانچہ وہ اپنی کتاب ازالۃ الاوہام، حصہ دوم ص 221 میں لکھتا ہے:''اسی لئے خدائے تعالی نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی''۔(نعوذ باللہ من ذلک)

اس نے الہام خداوندی کا نام لے کر(العیاذ باللہ)اپنے باطل دعوی کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے آپ کو انبیاء کرام کا مثیل قرار دیا اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسر ہونے کا بھی دعوی کیا ہے، جیسا کہ وہ لکھتا ہے:''اور پھر آخر مثیل ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء وامام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا''۔(ازالۃ الاوہام، حصہ اول ص 105)(نعوذ باللہ من ذلک)

کذّاب ودجّال غلام احمد قادیانی کے باطل دعووں کا جواب دینے کیلئے سیدی شیخ الاسلام' عارف باللہ' امام محمد انواراللہ فاروقی' بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان

نے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب ''افادۃ الافہام'' تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے اس کا حرفاً حرفاً رد کیا و نیز ''انوار الحق'' نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کے ذریعہ اس کے باطل نظریات کا دندان شکن جواب دیا اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

''اِفَادَۃُ الافہام'' کی ابتداء میں حضرت شیخ الاسلام نے ''مَفَاتِیۡحُ الاَعْلَام'' کے نام سے ایک فہرست مرتب فرمائی، جس میں اس کی اُن عبارتوں کو جمع کیا جن سے گمراہی وضلالت اور کفر وارتداد واضح ہوتا ہے۔

اس قسم کی بہت سی عبارتیں قادیانیوں کی کتابوں میں موجود ہیں، جن سے اسکا دَجل ومکر اور نبوت کا دعوی کرنا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی ، بروزی یا جزوی طور پر آنے والا نہیں، آپ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت ختم کردیا گیا ہے، آپ کے بعد نہ نبوت تامہ ہے اور نہ ناقصہ۔

برادران اسلام ! جب غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے جیسا کہ ابھی اس کی عبارتوں سے معلوم ہوا، ان صراحتوں کے باوجود بھی قادیانیوں کا کہنا ہے کہ ''اس نے نبوت کا دعوی نہیں کیا'' اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اہل اسلام نے خلاف واقعہ بات، دروغ گوئی اور حقیقت کے خلاف بات کہی ہے، لیکن مسلمہ حقیقت تو یہی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے بھی آپ کے بعد کسی اور کو کسی اعتبار سے نبی تسلیم کرنا نص قطعی کے خلاف اور کفر وارتداد ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت نص قطعی سے ثابت

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔	محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ،لیکن آپ اللہ کے رسول اورسب انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔40)

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ فخر موجودات' وجہ تخلیق کائنات حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والے نہیں ، سلسلۂ نبوت ورسالت آپ کی ذات اقدس پر ختم کردیا گیا، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، قصر نبوت میں ایسی کوئی جگہ ہی باقی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی اس کو پُر کرسکے، رسالت ونبوت آپ ہی پر تمام ہوگئی۔

متواتر المعنی احادیث شریفہ سے ثبوت

کتب صحاح وسنن ،معاجم ومسانید میں اس مضمون کی متعدد احادیث شریفہ موجود ہیں جو تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّه صلی الله علیه وسلم قَالَ إِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الأَنْبِیَاء ِ مِنْ قَبْلِی كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ ، إِلاَّ مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ ، وَيَقُولُونَ هَلاَّ وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاءکرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل تعمیر کیا اوراسے مکمل خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اوراس پرخوشی کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔

(صحیح البخاری، ج1 کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ص501، حدیث نمبر:5353)

سلسلۂ نبوت منقطع ہوچکا،ظلی یابروزی نبی کی آمدناممکن

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے متعلق ختم نبوت کا یہ عقیدہ کہ ''آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعدکوئی نبی ورسول آنے والانہیں ہے''اسلام کے بنیادی عقائدمیں سے ہے، جوقرآن مجیداوراحادیث شریفہ کےعبارت النص اوراجماع امت سے ثابت ہے،جس کاانکارکرنایااس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفرہے۔

برادران اسلام!اللہ تعالی نے سرکاردوعالم حضرت سیدنامحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم کوخاتم الانبیاءوالمرسلین کے منصب عظیم پرفائزفرمایا۔

جامع ترمذی شریف ج2 ص53 (حدیث نمبر:2441) میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِى وَلاَ نَبِىَّ .

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک رسالت ونبوت بالیقیں منقطع ہوچکی ہے، میرے بعدنہ کوئی رسول ہوسکتا ہے اورنہ کوئی نبی۔

(جامع الترمذی، ج2 ص53، حدیث نمبر:2441)

اس واضح ارشاد کے باوجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعدکسی بھی طور پرظلی ، بروزی، مثلی ، جزوی نبی کا ماننا صریح کفرہے، اگرکوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھےتو وہ دائرۂ اسلام سے خارج اورمرتد ہوجاتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریفمیں حدیث پاک ہے: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں:

وَأَنَا آخِرُ الأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الأُمَمِ میں آخری نبی ہوں اورتم آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن باب فتنة الدجال، حديث نمبر:4215)

انبیاءکرام ورسل عظام کی بعثت مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہوتی رہی، جب کوئی رسول وصال کرتے تو دوسرے رسول کی بعثت ہوجاتی لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کواللہ تعالی نے ساری مخلوق اورتمام کائنات کے لئے رسول بنا کربھیجا، صحیح مسلم شریف میں ارشادمبارک ہے:

وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ   میں ساری مخلوق کی طرف رسالت کی شان کے ساتھ
كَافَّةً وَخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّونَ .   بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم، ج1 کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ ص 199، حدیث نمبر:1195)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے ہے، جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام ہی نافذ رہے گی، کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کسی دوسری شریعت کی حاجت ہے۔

اللہ تعالی نے شریعت محمدیہ کو مکمل کر دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ   آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو
وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى   مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا   تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔

(سورۃ المائدۃ۔3)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

جب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نبوت مکمل ہوچکی ہے، آپ کی شریعت ہمیشہ کیلئے ہے تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال وناممکن ہے، آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی البتہ خلافت ہوگی جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه   حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
وسلم قَالَ كَانَتْ بَنُو   ہے آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیادت
إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ ،   وقیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی
كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ،   وصال کرتے ان کے جانشین دوسرے نبی آتے
وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِى ،   اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء
وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ.   ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

(صحیح البخاری، ج 1 کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل ،ص 491، حدیث نمبر:3455)

کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب الحروف، میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: لِىَ النُّبُوَّةُ وَلَكُمُ الْخِلَافَةُ . ترجمہ: میرے لئے نبوت ہے اور تمہارے لئے خلافت ہے۔(نیز کنز العمال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب الحروف)

نیز کنز العمال میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اَنَا خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِىْ   میں نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد
خَاتِمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ۔   انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الباب الثامن، فضل الحرمین والمسجد الاقصی، حدیث نمبر:34999)

عقیدۂ ختم نبوت میں تاویل،نصوص قطعیہ کے انکار کے مترادف

برادران اسلام! عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے،اس میں کسی قسم کی تاویل کرنا کہ جس سے کسی جھوٹے دعویدار نبوت کے لئے کوئی امکان پیدا ہو نیز حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد ظلی ، بروزی ، جزوی کسی طریقہ کی نبوت ماننا اور کسی بھی قسم کی نبوت کا دعوی کرنا، دراصل عقیدۂ ختم نبوت سے اعراض ،نصوص قطعیہ متواترہ کا انکار اور کفر و ارتداد ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے بعد نبوت کی نفی بھی فرمادی تا کہ اس کے ذریعہ کسی دجال، کذاب،نبوت کا دعوی کرنے والے کو کسی اعتبار سے کوئی شق نکالنے کا موقع ہی باقی نہ رہے۔

صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف ہے' حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا نائب مقرر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي.

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میرے لئے ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون (علیہ السلام) موسی (علیہ السلام) کے لئے تھے،مگر یہ کہ میرے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

(صحیح البخاری،ج2،کتاب المغازی ،باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ، ص633،حدیث نمبر:4416)

حضرات ! نگاہ نبوت امت میں اُٹھنے والے فتنوں کو دیکھ رہی تھی اس لئے مُخْبِر صادِق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے شبہ کا ازالہ فرمایا،اور ہر طرح کے وہم کو دفع کیا۔

موسی علیہ السلام بھی آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع واطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی ورسول ،صاحب شریعت گذرے وہ اگر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہی ہوتے ، نبی یا رسول کی حیثیت سے نہیں ہوتے اور آپ ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوتے ،آپ کی اتباع واطاعت کے سوا ان کے لئے کوئی اور صورت نہ ہوتی ،جیسا کہ سنن دارمی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ :أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ .فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -يَتَغَيَّرُ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ ، أَمَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-؟ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تورات کا نسخہ لاکر عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !یہ تورات کا نسخہ ہے، تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے ،عمر رضی اللہ عنہ پڑھنے لگے ،ادھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا: رونے والیاں تم پر روئیں!

رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -فَقَالَ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُولِهِ ، رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِيناً وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا .فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم : - وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِى لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَدْرَكَ نُبُوَّتِى لاَتَّبَعَنِى .

کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کونہیں دیکھتے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی عرض کرنے لگے: میں اللہ کے غضب سے اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں! ہم اللہ تعالی کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کے ہمارے نبی ہونے پر راضی ہیں، پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر موسی (علیہ السلام) تمہارے لئے ظاہر ہوجاتے پھر تم انکی پیروی کرنے لگتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو ضرور تم سیدھے راستہ سے گمراہ ہوجاتے، اگر وہ ہوتے اور میرا زمانہ (نبوت) پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے۔

(سنن الدارمی، کتاب المقدمۃ، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی، حدیث نمبر:443)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی تشریح میں رقمطراز ہیں: ''اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے سے صحابیؓ با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اسقدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید وعمرو کی اس تقریر سے جوخود

خاتمیت میں شک ڈالتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی؟ کیا یہ ایذارسانی خالی جائیگی؟ ہرگز نہیں! حق تعالی فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الاحزاب۔57) نسئل اللّٰہ تعالیٰ توفیق الادب وھو ولی التوفیق. (انوار احمدی، ص55)۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا بحیثیت امتی نزول

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بتلائی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے اپنے زمانہ میں نبی ورسول تھے لیکن جب قیامت کے قریب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں آئیں گے تو آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک امتی اور خلیفہ ہوں گے جیسا کہ تفسیر در منثور میں سورۃ النساء کی تفسیر کے تحت بحوالۂ طبرانی حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ":أَلا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَلا رَسُولٌ اَلا اِنَّهُ خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي مَنْ بَعْدِي۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک عیسی بن مریم (علیہما السلام) میرے درمیان اوران کے درمیان نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول، مگر وہ میرے بعد میری امت میں میرے نائب وخلیفہ ہوں گے۔

(معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر:169)

ہر قسم کے شبہ کا ازالہ

نصوص قطعیہ سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، جس پر آیت قرآنیہ کی عبارۃ النص اور متواتر احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں۔

اتنی وضاحت کے ساتھ نبوت کی نفی کرنے کے بعد اور ہر پوشیدہ شبہ اور خفی شائبہ کو دفع کرنے کے بعد کوئی نبوت کے اقسام بنا کر اپنے آپ کو ظلی یا بروزی یا جزوی نبی کہے تو اسکے کذاب اور دجال ہونے میں کوئی شک نہیں، جو مسلمان اس کی بات مانے اور اس کی اتباع کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تیس کے قریب دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں اٹھنے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا اور نبوت کا دعوی کرنے والے کذابوں اور دجالوں کے بارے میں خبر دی۔

چنانچہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ	میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ان میں
كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ	سے ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ
وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔	میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(جامع الترمذی، ج2، ابواب الفتن، باب لاتقوم الساعة حتى يخرج كذابون

ص45، حدیث نمبر:2380)

نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى	قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ	کہ تقریباً تیس دجال، کذاب ظاہر نہ ہوں،
قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ	ان میں ہر ایک دعوی کرے گا کہ وہ اللہ
يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ.	کا رسول ہے۔

(صحیح البخاری، ج1 کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام ص509، حدیث نمبر:3609)

ختم نبوت سے متعلق قادیانی تأویل، فقہاء، مفسرین ومحدثین کا تحقیقی جواب

سرکار دوعالم باعث تخلیق آدم حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے خاتم اور آخر ہیں، آپ کے بعد کسی طور پر کوئی نبی نہیں، نہ کامل نبی ہے اور نہ ناقص نبی ہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی نبی ہے اور نہ کوئی مستقل نبی آنے والا ہے، ہر قسم کی نبوت کی نفی فرمادی گئی۔

اہل اسلام کے نزدیک یہ ایسا متفق علیہ، اساسی اور بنیادی مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نکالنے، احتمال پیدا کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس عقیدہ پر تمام مفسرین ومحدثین، فقہاء ومجتہدین، ائمۂ اعلام وعلماء اسلام کا اجماع واتفاق رہا ہے، بنظر اختصار یہاں چند اَعْلَامِ امت کی عبارتیں بیان کی جاتی ہیں۔

مدارک التنزیل وحقائق التاویل میں آیت ختم نبوت کی تفسیر میں مذکور ہے:

لاینبأ احد بعده وعیسی ممن نبیء قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمد صلی الله علیه وسلم کانه بعض امته.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسی علیہ السلام آپ کے پہلے والے انبیاء کرام میں سے ہیں اور جب زمین پر اترینگے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر عمل کرتے ہوئے اتریں گے گویا وہ آپ کے ایک امتی ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری ج12، کتاب التفسیر ص566 میں تحریر فرماتے ہیں:

هذه اکبر نعم الله عزوجل علی هذه الامة حیث اکمل لهم دینهم فلا یحتاجون الی دین غیره ولاالی نبی غیر نبیهم ولهذا جعله الله خاتم الانبیاء وبعثه الی الانس والجن.

یہ اس امت پر اللہ بزرگ وبرتر کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ہے کہ اس نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کردیا تو انہیں کسی دوسرے دین کی حاجت نہیں اور نہ انہیں اپنے نبی کے سوا کسی نبی کی ضرورت ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والا بنایا اور آپ کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف ص392،393 میں تحریر فرماتے ہیں:

وکذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة او انه یصعد الی السماء

اسی طرح جو شخص دعوی کرے کہ اس کی جانب وحی کی جاتی ہے اگر چہ وہ نبوت کا دعویدار نہ ہو......تو یہ کافر ہے

ویدخل الجنة ویاکل من اثمارها ویعانق الحور العین کلهم کفار مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لانه اخبر انه خاتم النبیین لا نبی بعده واخبر عن الله تعالی انه خاتم النبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعا اجماعا سمعا.

اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی جانب سے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں اور ساری امت اس کلام کے ظاہری معنی مراد لینے پر متفق ہوچکی ہے اور اس بات پر بھی متفق ہوچکی ہے کہ اس کا مفہوم اور مرادی معنی لینے میں کسی تاویل یا تخصیص کی ضرورت نہیں، اس لئے قطعی طور پر کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں ان فرقوں کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فتاوی عالمگیری ج2 ص263 میں ہے:

اذالم یعرف الرجل ان محمدا صلی الله علیه وسلم آخرالانبیاء علیهم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمة.

اگرکوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اہل اسلام کیلئے حضرت شیخ الاسلام کی خیر خواہی

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث شریفہ کے ذریعہ غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوی کا جواب دینے کے بعد رقمطراز ہیں: ''چنانچہ بخاری

وغیرہ کی احادیث صحیحہ صاف کہہ رہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔

کیا اب بھی مسلمانوں کو اس باب میں شبہ ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر اور دوزخی ہے' یہ بات صحیح اور مطابق واقع کے ہوسکتی ہے؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا بھی دل پر کچھ اثر نہ ہوتو سوائے اِنّا لِلّٰہِ پڑھنے کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنا تو ضرور کہیں گے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں ورنہ ہر زمانے میں بہکانے والے اقسام کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں''۔(افادۃ الافہام حصہ اول ص۲۹۲،۲۹۳)

شیخ الاسلام کی مسلمانوں کو نصیحت

مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے آگاہ و متنبہ کرتے ہوئے حضرت بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اس سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں: ہم اپنے ہم مشربوں سے خیرخواہانہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تقریروں سے اپنے ایمان کو صدمہ نہ پہنچنے دیں اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کی بات نہ سنیں۔(افادۃ الافہام حصۂ دوم ص132)

قادیانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیا جس کی زبردست تردید کرنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کو نصیحت فرمارہے ہیں: مسلمانو! مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کو موسی علیہ السلام کا مثیل' قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے؟ کیا تمہارے اور تمہارے اسلاف کے کان ایسے ناملائم الفاظ سننے کے آشنا تھے، کب تک

مرزا صاحب کی ایسی باتیں سنا کروگے؟ توبہ کرو! اگر نجات چاہتے ہو تو ان کی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو!۔(افادۃ الافہام حصۂ دوم ص47)

نبوت کے جھوٹے دعویدار سے معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر

برادران اسلام! فقہاء کرام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرنے والے سے اس کی نبوت پر معجزہ طلب کرے اور یہ طلب اس کے اظہار عجز ورسوائی کے لئے نہ ہو تو یہ طلب کرنے والا بھی کافر قرار پاتا ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج2 ص263 میں ہے:

وکذالک لو قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر ولوانه حین قال هذه المقالة طلب غیر منه المعجزة قیل یکفر الطالب والمتاخرون من المشائخ قالواان کان غرض الطالب تعجیزه وافتضاحه لایکفر.

اسی طرح اگر کوئی کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں جس سے مراد یہ لے کہ میں پیغام پہنچانے والا ہوں، تب بھی وہ کافر ہوجائیگا۔ اور اگر اس کے اس دعوی پر کسی نے معجزہ طلب کیا تو وہ بھی کافر ہوجائے گا، اور متاخرین فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر اسکو عاجز کرنے اور رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

نصوص بالا کی روشنی میں عرب وعجم، شرق وغرب' شمال وجنوب کے جملہ علماء اسلام نے بالاتفاق مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کو خارج عن الاسلام اور مرتد قرار دیا ہے۔

قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کی ممانعت

حضرات! کتاب وسنت اوراجماع امت کی روشنی میں یہ فرقہ دائرۂ اسلام سے خارج، مرتد وبے دین ہے، دراصل فتنۂ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک سازش ہے، اس فرقہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اسکے جلسوں میں شریک ہونا عامۃ المسلمین کیلئے ناجائزوحرام ہے،ان کے مذہب کوحق سمجھتے ہوئے ان سے تعلقات رکھنا اوران کے جلسوں میں شریک ہونا بجائے خودکفروارتداد ہے۔

اللہ تعالی کاارشاد ہے:

وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ.

اوراگرشیطان تمہیں بھلادےتویادآنے کے بعدظالم قوم کےساتھ نہ بیٹھو۔

(سورۃ الانعام۔68)

اورارشادخداوندی ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.

اورظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آتش جہنم آچھوئے گی۔

(سورۃ ھود۔113)

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے بے دین وبدمذہب فرقہائے باطلہ کی صحبت وتعلقات سے اجتناب کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :آخری زمانہ میں دجال کذاب ، فریب دینے والے جھوٹے لوگ آئیں گے

يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ.

تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جن کونہ تم نے سنا ہے اورنہ تمہارے آباء واجداد نے، تم ان سے دور رہو!اورانہیں اپنے سے دور رکھو! کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کرڈالیں اورکہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کرڈالیں۔

(صحیح مسلم،ج1 ص10،حدیث نمبر:16)

اورسنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے:

إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ.

اوراگروہ بیمارہوجائیں توتم انکی عیادت نہ کرو،اوراگروہ مرجائیں توان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو،اوراگران سے ملاقات ہوجائے توانہیں سلام مت کرو!

(سنن ابن ماجہ،مقدمہ،باب فی القدر،ص10 حدیث نمبر:97)

اللہ تعالی اپنے حبیب کریم خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل تمام اہل اسلام کو باطل فرقوں اوربطور خاص فتنۂ قادیانیت کی جلسازیوں سے محفوظ ومامون رکھے اورعقیدۂ ختم نبوت پراستقامت نصیب فرمائے اورجوسادہ لوح ان کے دام فریب کاشکارہوکرمرتد ہوچکے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دولت لازوال عطا فرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالَى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل ومناقب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .وَالَّذِىْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ (سورۃ الزمر۔33)

برادران اسلام! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام ورسل عظام کو شان نبوت ورسالت کے ساتھ دنیا میں جلوہ گر فرمایا اور انہیں ساری کائنات میں سب سے افضل واعلی بنایا،ان نفوس قدسیہ کے بعد فضیلت واولویت کے بارے میں حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں، کیونکہ انہیں رب العالمین نے خاتم الانبیاء امام المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت بافیض سے مشرف فرمایا، انہیں بحالت ایمان سرور کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار کا سنہرا موقع عنایت فرمایا۔

سیدی شیخ الاسلام حضرت بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند فردوس دیلمی کے حوالہ سے روایت نقل فرمائی ہے:اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِىْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَلَمْ يَجِدْ قَلْبًا اَنْقٰى مِنْ اَصْحَابِىْ وَلِذٰلِكَ اخْتَارَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَصْحَابًا فَمَا اسْتَحْسَنُوْا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ وَمَا اسْتَقْبَحُوْا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ قَبِيْحٌ.

ترجمہ: بیشک اللہ تعالی نے تمام بندوں پر نظر انتخاب ڈالی اور میرے صحابہ سے

بڑھ کر پاکیزہ دل کسی کے نہ پایا تو ان کو منتخب کیا اور میرا صحابی بنادیا۔اب وہ جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالی کے پاس بھی اچھا ہے اور وہ جسے بُرا سمجھیں وہ اللہ کے پاس بھی بُرا ہے۔(مسند فردوس دیلمی)

حضرات! اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابۂ کرام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، آپ کے فضائل وکمالات بے شمار ہیں، قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ آپ کی شان میں نازل ہوئیں، ابھی خطبہ میں جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی گئی وہ آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی،اس کا ترجمہ یہ ہے:اور جو نبی سچی بات لیکر آئے اور جس نے ان کی تصدیق کی،وہی لوگ پرہیز گار ہیں۔(سورۃ الزمر:33)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أن المراد شخص واحد فالذي جاء بالصدق محمد ، والذي صدق به هو أبو بكر ، وهذا القول مروى عن علي بن أبي طالب عليه السلام وجماعة من المفسرين رضى الله عنهم.

اس سے مراد ایک ہی ہستی ہیں،تو جو سچی بات لے کر آئے وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے آپ کی تصدیق کی وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔اور یہ روایت حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہے۔

(التفسیر الکبیر،الدر المنثور،روح البیان،سورۃ الزمر۔33)

اسی طرح مختلف مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کی فضیلت کا اظہار فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اتھاہ وارفتگی اور

اٹوٹ وابستگی کی بنیاد پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے درمیان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر اعتبار سے افضل ومقدم اور اولی وبہتر جانتے اور مانتے تھے۔

ولادت باسعادت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے تقریبا دوسال چار ماہ بعد ہوئی۔(الاکمال فی اسماء الرجال)

جب آپ کی ولادت ہوئی اسی وقت سے آپ کا مقام ومرتبہ آشکار ہونے لگا بارگاہ الہی سے آپ کی بلندی درجات کے جلوے ہویدا ہونے لگے، رب العالمین نے آپ کی ولادت کے ساتھ محبتوں کے سلسلہ کو آپ سے جوڑ دیا اور آپ کے چاہنے والوں کو جنت کی ضمانت عطا فرمائی، حدیث شریف میں وارد ہے، حافظ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّاوُلِدَ اَبُوبَکْرٍ نِ الصِّدِیْقُ اَقْبَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی جَنَّۃِ عَدْنٍ فَقَالَ وَعِزَّتِی وَ جَلَالِی لَاُدْخِلُکِ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ ھٰذَا الْمَوْلُوْدَ.

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشگی والی جنت سے مخاطب ہو کر فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اے جنت! میں تجھ میں انہی خوش نصیبوں کو داخل کرونگا جو اس نومولود سے محبت کرنے والے ہونگے۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج13،ص69)

نام مبارک اور القاب شریفہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی حضرت عبداللہ بن عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہما ہے، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام مبارک حضرت ام الخیر سلمی رضی اللہ عنہا ہے۔

آپ کے القاب مبارکہ میں صدیق بہت مشہور ہے، کیونکہ یہ مبارک لقب آپ کو کسی مخلوق نے نہیں دیا، بلکہ خالق کائنات نے عطا فرمایا، جیسا کہ سنن دیلمی میں حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا أَبَابَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّاکَ الصَّدِّیْقَ .

ترجمہ: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا ہے۔

(کنز العمال، حرف الفاء، فضل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:32615)

ابھی آپ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کا تذکرہ سنا، اب آیئے امام الاولیاء کی زبان فیض ترجمان سے سماعت فرمایئے! حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا:

لَا نَزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اسْمَ اَبِی بَکْرٍ مِنَ السَّمَاءِ " الصِّدِّیْقَ ".

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ''صدیق'' آسمان سے نازل فرمایا ہے۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج،13،ص52)

حضرات! آپ کو صدیق کے مبارک لقب سے اس لئے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ آپ نے بلا کسی تامل سب سے پہلے معجزۂ معراج کی برملا تصدیق کی، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین اور تاریخ الخلفاء میں روایت ہے :

عن عائشة رضى الله عنها قالت جاء المشركون إلى أبى بكر فقالوا هل لك إلى صاحبك يزعم أنه أسرى به الليلة إلى بيت المقدس قال أو قال ذلك؟ قالوا نعم فقال لقد صدق إنى لأصدقه بأبعد من ذلك بخبر السماء غدوة وروحة فلذلك سمى الصديق .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ شب معراج کے اگلے دن مشرکین مکہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا ، اپنے صاحب کی اب بھی تصدیق کروگے؟ ،انہوں نے دعوی کیا ہے "راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرآئے ہیں" ابوبکر صدیق نے کہا": بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے ، میں تو صبح وشام اس سے بھی اہم امور کی تصدیق کرتا ہوں"۔ اس واقعہ سے آپ کا لقب صدیق مشہور ہوگیا

(تاریخ الخلفاء ص،11)

اسی طرح آپ کا ایک لقب ''عتیق'' بھی مشہور ہے،جس کے معنی ''آزاد'' کے ہیں،حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمہ نے جامع ترمذی کے حوالہ سے زجاجۃ المصابیح میں آپ کا لقب عتیق ہونے کی وجہ تسمیہ سے متعلق ایک روایت نقل فرمائی:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّار فَيَوْمَئِذٍ سُمِّىَ عَتِيْقًا.

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم من جانب اللہ ناردوزخ سے آزاد ہو، اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

(زجاجۃ المصابیح،کتاب المناقب،ج5،ص248۔ جامع الترمذی،ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:3612)

قوم کا ملجا وماوی

حضرات! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل ہیں،اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ نے نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی ، سرداران قریش آپ کی عظمتوں کا اعتراف کیا کرتے تھے اور اپنے اہم معاملات میں آپ سے قیمتی آراء لیا کرتے تھے،حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ قُرَيْشٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَهْلِ مُشَاوَرَتِهِمْ وَمُحَبَّبًا فِيْهِمْ وَاَعْلَمَ لِمَعَالِمِهِمْ .

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سرداران قریش سے تھا، آپ انہیں مشورے دینے والوں میں تھے، ان میں آپ کی شخصیت نہایت محبوب تھی اور آپ ان کے معاملات کو بہتر طور پر جاننے والے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوّلیت

اعلان نبوت سے قبل بھی آپ سرورکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چاہنے والوں اور رفیقوں میں شامل رہے اور جب بعثت کا اعلان ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی ذات والا صفات پر سب سے پہلے آپ ہی نے ایمان لایا، جبکہ صاحبزادوں اور نونہالوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں اور خواتین میں حضرت ام المومنین سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیاتم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نہیں سنے!

اذاتذكرت شجوا من اخی ثقة
فاذكر اخاك ابابكر بما فعلا
خير البرية اتقاها واعدلها
بعدالنبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهده
واول الناس ممن صدق الرسلا
والثانی اثنين فی الغار المنيف وقد
طاف العدو به إذ صعدوا الجبلا
وكان حب رسول الله قد علموا

خير البرية لم يعدل به رجلا

جب تم صداقت شعار ہستی کے دکھ درد کو یاد کرنے لگو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں کو یاد کرلینا۔

جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ انصاف پسند ہیں، ونیز ذمہ داری میں سب سے زیادہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یار غار، ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہنے والے اور مخلوق میں قابل تعریف ہیں' اور سب سے پہلے رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔
(الاستیعاب، ج1 ص294، حاشیۃ الزرقانی علی المواہب، ج1، ص445)

اس بلند پہاڑ پر واقع غار میں دو معزز شخصیات میں سے دوسرے آپ ہی تھے؛ جب کہ پہاڑی پر چڑھنے کے بعد دشمن غار کے اردگرد منڈلانے لگے۔

جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، سب کو معلوم ہے کہ آپ تمام مخلوق میں (انبیاء کے بعد) سب سے بہتر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو آپ کے برابر نہیں قرار دیا ہے۔ (الاستیعاب، ج، ص295)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اسے بیان کرنے اور آپ کے سماعت فرمانے سے اس کی ثقاہت واہمیت محتاج بیان نہیں۔

صدیق اکبر کی منقبت سننا سنت مصطفیٰ

حافظ ابن عساکر بیان کرتے ہیں، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: **ھل قلت فی ابی بکر شیئا؟** ترجمہ: کیا ابوبکر کے

بارے میں بھی کچھ کہا ہے؟ عرض کی ہاں! پھر آپ نے مذکورہ بالا اشعار سنائے۔

فسر النبی بذلک فقال احسنت یاحسان. اشعار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار مسرت کیا اور فرمایا اے حسان! تم نے خوب کہا۔(الاستیعاب، ج،ص295)

کنز العمال میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :**قل وانا اسمع.**

ترجمہ: صدیق کی منقبت کہو میں سننا چاہتا ہوں، حضرت حسان بن ثابت منقبت سنا چکے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم خوش ہوگئے، اور مسکراہٹ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :اے حسان! تم نے سچ کہا ہے واقعی صدیق ایسے ہی ہیں جیسے تم نے بیان کیا۔

فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ وقال " :صدقت یا حسان ! "ھو کما قلت (کنز العمال، حدیث نمبر35673)

اس روایت سے ثابت ہوا کہ "نعت" کی طرح منقبت صدیق اکبر کی سماعت بھی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور منقبت سنانا سنت صحابہ ہے نیز حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی مدح سرائی پر اظہار مسرت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

اسلام کے لئے حضرت صدیق کا انتخاب' آسمانی انتخاب

برادران اسلام! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا بڑا

عجیب واقعہ ہے، ابھی حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا، اس وقت آپ نے ایک خواب دیکھا تو کسی راہب نے اس کی تعبیر یہ کہی کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت وجلوہ گری کا عہد مسعود قریب آچکا ہے اور تمہارے مقدر میں یہ سعادت لکھ دی گئی کہ تم ان پر ایمان لانے والے ہو، جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں ہے:

انه رأى رويا قبل ، وذلک انه رأى القمر نزل الى مكة ثم راه قد تفرق على جميع منازل مكة وبيوتها فدخل فى كل بيت شعبة ، ثم كان جميعه فى حجره ، فقصها على بعض اهل الكتابين فعبرها له بان النبى صلى الله عليه وسلم المنتظر قداظل زمانه ، اتبعه وتكون اسعد الناس به ، فلما دعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يتوقف.

اعلان نبوت سے قبل آپ نے ایک عجیب خواب دیکھا، وہ یہ کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ چودھویں کا چاند جو مکہ مکرمہ کی طرف اترنے لگا، اس کا نور مکہ شریف کے ہر مقام اور تمام گھروں میں پھیل گیا، پھر یہ چاند سمٹ کر چمکتا ہوا آپ کی گود میں آگیا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب اہل کتاب کے ایک عالم کو سنایا تو اس نے تعبیر دی کہ وہ نبی محتشم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی آمد کا انتظار ہے، ان کے ظہور کا زمانہ قریب آچکا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ان سے وابستگی کی سعادت حاصل کرنے والے ہو، چنانچہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ نے کچھ توقف نہ کیا (اور مشرف بہ اسلام ہوگئے)۔

(سبل الہدی والرشاد، ج2ص303)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استقامت

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے تو کفار مکہ مظالم ڈھانے لگے، آپ کو مصائب ومشکلات میں ڈالا جانے لگا، تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں

رکاوٹیں کھڑی کی جانے لگیں، اور آپ کو عبادتوں سے روکا گیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دولت خانہ میں عبادت وریاضت کیا کرتے اور تلاوت کلام مجید فرمایا کرتے، کفار یہ بھی برداشت نہ کرسکے، آپ کو اتنا ستایا اور تکلیفیں دیں، ستم کی انتہاء ہوگئی، اسی وجہ سے آپ نے مکہ مکرمہ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا اور حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے تشریف لے جانے لگے، حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب راستہ میں ابن دغنہ جو ایک مشہور قبیلہ قارہ کا سردار تھا، آپ سے ملا اور دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے تفصیل بیان کی تو وہ کہنے لگا:

فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ .

ترجمہ: بے شک آپ تو ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی مصیبتوں کے موقع پر مدد کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے آپ کو واپس چلنے کے لئے کہا کہ آپ جیسے لوگوں کو تو مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے، چلئے میں آپ کو امان دیتا ہوں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر اس نے اعلان کردیا کہ آج سے میں ابوبکر کی حفاظت کا ذمہ دار ہوں، لیکن بعد میں حق کی راہ میں ایسی رکاوٹیں آنے لگیں کہ ابن دغنہ آپ کی حفاظت کا وعدہ توڑ دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبی وعقدہ، حدیث نمبر:2297)

برادران اسلام! ابن دغنہ نے جن صفات سے آپ کو یاد کیا ان تمام صفات کا تعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاکیزہ عادات واطوار سے تھا، حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نزول وحی کے آغاز کے بعد جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

تفصیل بتائی تو آپ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو انہی صفات کا تذکرہ کرکے تسلی دی تھی، بارگاہ رسالت میں حضوری اور صحبت بافیض سے مشرف ہونے کی وجہ یہ تمام خصائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں رچ بس گئیں۔

میدان عمل کے پیشرو شہ سوار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمیشہ یہی معاملہ رہا کہ کبھی آپ نے کوئی نیکی کرنے میں غفلت نہ کی، بلکہ ہمیشہ اس میں سبقت فرمایا کرتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ابوبکر کی کنیت سے مشہور ہوگئے ہے، دراصل ''بکر'' کے معنی ابتداء وآغاز کے ہیں اور ابوبکر کے معنی پہل کرنے والے اوّلیت رکھنے والے کے ہوتے ہیں، اسم بامسمی آپ نیکی کے کام میں پہل فرماتے، خیر میں اوّلیت حاصل کرتے، بھلائی کے کرنے میں سبقت لے جاتے اور ہر کار خیر کو بخوبی انجام دیا کرتے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم - مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ جَنَازَةً .قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں! حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج جنازہ کو کندھا دیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں!

قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ مِسْكِینًا .قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ مَرِیضًا . قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا .فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم - مَا اجْتَمَعْنَ فِی امْرِءٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم میں وہ کون شخص ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں! حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم میں آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں! تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ (خصلتیں) جس کسی میں جمع ہوجائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر:6333)

آپ کی مساعی جمیلہ اور کاوشوں کے ذریعہ کئی افراد مشرف بہ اسلام ہوئے، راہ خدا میں آپ اپنا مال بے دریغ خرچ فرمایا کرتے، ایک موقع پر چالیس ہزار اشرفیاں راہ خدا میں اس طرح خرچ فرمائیں کہ دن میں دس ہزار، رات میں دس ہزار، پوشیدہ طور پر دس ہزار، اور لوگوں کو ترغیب دلانے کی خاطر علانیہ طور پر دس ہزار، آپ کا یہ عمل بارگاہ الٰہی میں اس قدر مقبول ہوا کہ اللہ تعالی نے آپ کی مدح وتوصیف میں آیت کریمہ نازل فرمائی، ارشاد باری تعالی ہے:

الَّذِینَ یُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے مال کو رات اور دن میں، پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، ان پر نہ کوئی خوف ہیاور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(سورۃ البقرۃ 274)

امیہ بن خلف نے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ پر مظالم کی انتہاء کردی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے آدھا سیر سونے کے بدلہ آپ کو خرید کر آزاد کیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے والد نے "جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے" کہا کہ اسقدر کثیر صرفہ سے کمزور افراد کو آزاد کروانے کے بجائے کسی طاقتور شخص کو آزاد کرواؤ، تاکہ مصیبت کے وقت وہ ہمارا معاون و مددگار رہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ عمل کسی دنیوی بدلہ کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے حصول کے لئے کیا ہے، آپ کی خلوص نیت اور عمل کی پاکیزگی کا تذکرہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس طرح فرمایا:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى .

اور یقیناً اسے (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے، جو اپنا مال خرچ کرتا ہے تاکہ پاک ہو، اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک وہ راضی ہوگا۔

(سورۃ اللیل 17/21)

بروزحشر شان صدیقی

جنت میں ہر نیکی کا ایک دروازہ ہوگا قیامت کے دن اس نیکی کرنے والے کو متعلقہ دروازہ سے بلایا جائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان یہ ہوگی

کہ آپ کو ہر دروازہ سے بلایا جائیگا جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم لِكُلِّ أَهْلِ عَمَلٍ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُدْعَوْنَ بِذَلِكَ الْعَمَلِ وَلِأَهْلِ الصِّيَامِ بَابٌ يُدْعَوْنَ مِنْهُ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ .فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَحَدٌ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَاقَالَ نَعَمْ وَأَنَا أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیک عمل کرنے والے کے لئے جنت کا ایک دروازہ ہے، وہ اسی عمل کے دروازہ سے بلائے جائیں گے ۔اور روزہ داروں کے لئے ایک دروازہ ہے، اسکا نام ''ریان'' ہے وہ (روزہ دار) اسی دروازہ سے بلائے جائیں گے۔تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا کوئی ان تمام دروازوں سے بلایا جائیگا، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ہاں! اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اے ابوبکر تم انہی لوگوں میں سے ہو۔

(مسند الامام احمد، مسند ابی ہریرۃ، حدیث نمبر:10054)

یہی وجہ تھی کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اَبَابَكْرٍ

ترجمہ: جس شخص کو یہ بات خوش کرتی ہو کہ دوزخ سے آزاد کسی شخص کو دیکھے تو وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، حدیث نمبر 4378۔تاریخ دمشق،

ج13ص78)

صدیق اکبر کے لئے تمام اہل ایمان کا ثواب

آپ کے ایمان کی اولیت کا اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جسے خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے روایت کی ، آپ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کوفرمایا :

یاابابکر ان اللہ اعطانی ثواب من آمن لی منذخلق آدم الی ان بعثنی ، وان اللہ اعطاک یا ابابکر ثواب من آمن بی منذ بعثنی الی ان تقوم الساعۃ	اے ابوبکر! آدم علیہ السلام سے لے کر میری بعثت تک جوکوئی بھی مجھ پرایمان لایاہرایک کا ثواب اللہ تعالی مجھے پہنچائے گا اوراے ابوبکر! میری بعثت سے تاقیامت تمام ایمان داروں کا ثواب تمہیں ملے گا۔

(تاریخ بغداد،ج4،ص252)

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:

عن ھزیل بن شرحبیل قال :قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لو وزن إیمان أبی بکر بإیمان أھل الأرض لرجح بھم	حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا:اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان کو اہل زمین کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ضرور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ان تمام پر غالب آجائیں گے۔

(شعب الایمان،باب القول فی زیادۃ الإیمان ونقصانہ ، وتفاضل أہل الإیمان فی إیمانہم،حدیث نمبر35:)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا ایثار وقربانی

برادران اسلام! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی جامع الکمالات شخصیت جس طرح میدان عمل میں پیش پیش ومقدم رہی اسی طرح دیگراحوال وکیفیات میں آپ کی کوئی نظیر ومثال نہیں آپ نے اللہ تعالی اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنے جذبۂ عقیدت کا جس طرح اظہار کیا؛ اسے بجالانا اوراس پرعمل کرنا تو درکنار اسے اپنے وہم وگمان میں بھی نہیں لایا جاسکتا،حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی معاملہ میں سبقت نہیں کرسکتا ،چنانچہ صحاح ستہ میں حدیث پاک ہے ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے حکم فرمایا، اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت میرے پاس کافی مال تھا، میں سوچنے لگا کہ آج میں حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے سبقت کرجاؤنگا،اس ارادہ سے میں نے اپنا آدھامال بارگاہ رسالت میں پیش کیا اورحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے پاس جو کچھ تھا وہ سب بارگاہ نبوی میں پیش کردیا ، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اے عمر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑآئے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: آدھا مال چھوڑآیا ہوں ، پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ارشادفرمایا: آپ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑآئے ہو؟ تو حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا:

أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ — میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم
قُلْتُ وَاللَّهِ لاَ أَسْبِقُهُ — کو چھوڑ آیا ہوں، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا — :میں کہنے لگا، خدا کی قسم! میں ان سے کسی چیز میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، حدیث نمبر:4038، سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، باب فی الرخصۃ فی ذلک......حدیث نمبر:1680 المستدرک علی الصحیحین، کتاب الزکوۃ، حدیث نمبر:1457)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اپنے جذبۂ عقیدت کا اظہار کیا، بلکہ امت کو یہ پیغام دیا اوراس بات کا اعلان کردیا کہ گھر میں مال ودولت ختم ہوجائے تو کوئی بات نہیں ،ہم دربار رسول کے دربان ہیں ،ہماری دیکھ بھال ونگرانی، حبیب خدا کی نظرعنایت اورکرم نوازی پر ہے، دنیوی مال ودولت ہو یا اشیاء خوردونوش سب کچھ اسی داتا کی مملکت سے ملتا ہے ۔

پروانے کو چراغ ہے،بلبل کو پھول بس — صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

چنانچہ آپ نے حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا کہ سارا مال آپ کی خدمت میں حاضر ہے اورگھر میں اللہ تعالیٰ اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر آیا ہوں ، جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی یہ عقیدت دیکھی تو کہدیا کہ میں کسی معاملہ میں آپ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

فرش زمیں پر صحابۂ کرام آپ کی سخاوت وقربانیوں کا تذکرہ کرتے رہے اور عرش بریں پر رب العالمین نے خود ملائکہ کے درمیان آپ کے جذبۂ ایثار پر اپنی خوشنودی کا اعلان فرمایا، چنانچہ تفسیر قرطبی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت مذکور ہے:

وعن ابن عمر قال كنت عند النبی صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعليه عباء ة قد خللها فی صدره بخلال فنزل جبريل فقال :يا نبی الله !ما لی أرى أبا بكر عليه عباء ة قد خللها فی صدره بخلال ؟ فقال " :قد أنفق علی ماله قبل الفتح "قال :فإن الله يقول لک اقرأ على أبی بكر السلام وقل له أراض أنت فی فقرک هذا أم ساخط ؟ فقال رسول صلى الله عليه وسلم " :يا أبا بكر إن الله عز وجل يقرأ عليک السلام ويقول أراض أنت فی فقرک هذا أم ساخط "؟ فقال أبو بكر : أأسخط "على ربی ؟ إنی عن ربی لراض !إنی عن ربی لراض !إنی عن ربی لراض !قال " :فإن الله يقول لک قد رضيت عنک كما أنت عنی راض "فبكى أبو بكر فقال جبريل عليه السلام :والذی بعثک يا محمد بالحق ، لقد تخللت حملة العرش بالعبى منذ تخلل صاحبک هذا بالعباء ة - حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال ومتاع راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد ایک پیوندزدہ عباء پہن کر حاضر بارگاہ ہوئے جس میں گنڈیوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے،اسی لمحہ طائرسدرہ جبریل امین پیغامِ خداوندی لے کر حاضر ہوئے اورعرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالی صدیق اکبر کو سلام فرماتا ہے ،آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ اس فقر کی حالت میں اپنے رب سے راضی ہیں کہ نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب حضرت صدیق سے فرمایا تو آپ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے میں اپنے رب سے ناراض کیسے ہوسکتا ہوں؟ بے شک میں

اپنے رب سے راضی ہوں، اس کو تین بار دہراتے رہے۔ حضرت جبریل نے عرض کیا : حضور ! بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ میں اُن سے راضی ہو چکا ہوں جس طرح وہ مجھ سے راضی ہے۔ اور اللہ کے حکم سے تمام حاملین عرش بھی وہی لباس پہنے ہوئے ہیں جو آپ کے صدیق نے پہنا۔

(تفسیر قرطبی، سورۃ الحدید، آیت نمبر 10)

حضرات! اللہ تعالیٰ اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عقیدت کے معاملہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عالم تھا کہ دوسرے صحابہ اس فضیلت کو نہ پا سکے، حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ کی مضبوط وابستگی اور کامل عقیدت کا اندازہ اس حدیث پاک سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو صحیح بخاری شریف میں مروی ہے: واقعہ یوں ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صلح کے ایک معاملہ میں قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لے گئے، اس دوران نماز کا وقت آ گیا، مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور امامت کرنے کے لئے گزارش کی، چنانچہ اقامت کہی گئی اور آپ امامت کرنے لگے، اسی اثنا میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ کی نماز کا یہ حال تھا کہ کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے، صحابۂ کرام آپ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کا احساس دلانے لگے، بالآخر آپ متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو چکے ہیں، فوراً مصلے سے پیچھے ہٹے اور صف میں شامل ہو گئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو امامت کا حکم بھی فرمایا! لیکن آپ پیچھے ہٹ گئے، پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امامت فرمائی، نماز مکمل ہونے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ .فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم.	ترجمہ: اے ابوبکر ! میرے حکم دینے کے باوجود تمہیں اپنی جگہ قائم رہنے سے کس چیز نے روکا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آگے نماز ادا کر سکے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیؤم الناس، حدیث نمبر:684)

حضرات ! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز میں نہ صرف غیر خدا کا خیال لایا بلکہ عین حالت نماز میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا، ادب بجالایا، پیچھے ہٹ گئے، اور پوچھنے پر عرض کیا کہ بات کچھ اور نہیں تھی، میرے ادب نے گوارا نہ کیا کہ امام الانبیاء کے آگے نماز پڑھ سکوں، نہ ہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے اس عمل پر نکیر فرمائی اور نہ آپ کے اس جذبۂ عقیدت کو ناپسند کیا گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عملی طور پر امت کو یہ پیغام دیا کہ عبادتوں میں کمال عقیدت اور عنصر ادب کو شامل رکھنا ہی قبولیت عمل کی دلیل ہے۔

خیر البشر بعد از انبیاء

برادران اسلام! عقائد، عبادات اور معاملات، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے جس گوشہ پر نظر ڈالی جائے، اور جس پہلو کو دیکھا جائے آپ فضل وکمال کی بلندیوں پر فائز ہیں اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ سب صحابۂ کرام آپ کے فضائل وکمالات کے معترف تھے اور آپ کی عظمت کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ اس پر مولائے کائنات حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد شاہد ہے:

عَنْ أَبِی جُحَیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَـلِیًّا یَقُولُ أَلاَ أُخْبِرُکُمْ بِـخَیْرِ هَـذِهِ الأُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا أَبُو بَکْرٍ .

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفرماتے ہوئے سنا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعداس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مسندالامام احمد،مسندعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ،حدیث نمبر:845۔مصنف بن ابی شیبۃ ،ج7،ص475)

چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال باکمال کی کیفیات شروع ہوئیں تو حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کومسجد نبوی میں امامت کاحکم فرمایا،اس وقت آپ نے سترہ (17) نمازوں کی امامت فرمائی۔

خلافت صدیقی پرتمام صحابہ کرام کا اتفاق

وصال نبوی کے بعد جب خلافت کا مسئلہ درپیش ہوا تو مہاجرین وانصار تمام صحابہ کرام نے متفقہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخلیفۃ المسلمین منتخب کیا اورآپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

اس تفصیل کوعلامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یوں نقل کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فایکم تطیب نفسه ان یزیله عن مقام اقامه فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا کلهم : کلنا لا تطیب انفسنا نستغفرالله .

ترجمہ: تم میں وہ کون ہے، جو یہ چاہتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کواس مقام سے ہٹادے، جس پرانہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فائز فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے کہا: اللہ معاف کرے! ہم میں کوئی اس بات کوگوارانہیں کرسکتا۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: مہاجرین کے ساتھ

انصاری صحابہ کرام نے بھی آپ کی خلافت پراتفاق کیا اورسبھوں نے بیعت کی،جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورحضرت زبیر رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں۔

اورقابل اعتبار روایات میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیعت لینے کے بعد تین دن تک مسلسل لوگوں سے ملاقات کرنے لگے اوران سے کہتے کہ لوگو! کیا تم نے بیعت کرلی ہے؟ اگراس میں کوئی رکاوٹ ہوتو وہ بیعت سے دستبردار ہوجائے!،تو صحابہ کرام میں سب سے پہلے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کہنے لگے،جیسا کہ روایت ہے:

فیقوم علی رضی الله عنه فی اوائل الناس یقول : لا نقیلک ولا نستقیلک ابداً قدمک رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن یؤخرک.

تولوگوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کہنے لگے: نہ ہم بیعت توڑیں گے اورنہ کبھی اس کا مطالبہ کریں گے،کون آپ کونظرانداز کرسکتا ہے جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کومقدم کیا ہے۔

جنگ جمل کے بعد حضرت عبداللہ بن الکواء نے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ خلافت سے متعلق کیا آپ کوحضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ فرمایا تھا،تو آپ نے ارشادفرمایا:

نظر نا فی امرنا فاذا الصلوٰۃ عضدالاسلام فرضینا لدنیانا بمارضی الله ورسوله لدیننا فولینا الامر ابابکر . ہم نے خلافت کے معاملہ میں غوروفکر کیا، یہ بات آشکارہوئی کہ نماز اسلام کا اہم ستون ہے، (جس کی امامت کے وہ حقدار ٹھہرے) گویا اللہ تعالی اوراس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے معاملہ میں ان سے اپنی رضامندی کا اظہارفرمایا،لہذا ہم نے دنیوی معاملات کے لئے انہیں قبول کرلیا اورخلافت کا معاملہ ان کے سپرد کردیا۔(الاسالیب البدیعۃ مع شواہدالحق،ص356)

وصالِ مبارک

حضرات! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دو سال سات ماہ مسند خلافت پر جلوہ فرمارہے۔(تاریخ الخلفاء،ابوبکرالصدیق)

آپ کا وصال مبارک شہر مدینہ منورہ میں مغرب وعشاء کے درمیان 22 جمادی الاخری 13 ھ میں ہوا،اُس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال تھی۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے جنازہ کو دربار رسالت پر لانا اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنا،حکم ملے تو آپ کے روضہ مبارک میں دفن کرنا،ورنہ بقیع شریف میں دفن کردینا چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو کفنا کر دربار نبوی میں لے جایا گیا،جیسا کہ تفسیر رازی میں ہے :

أما أبو بكر رضى الله عنه فمن كراماته أنه لما حملت جنازته إلى باب قبر النبى صلى الله عليه وسلم ونودى السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر بالباب فإذا الباب قد انفتح وإذا بهاتف يهتف من القبر ادخلوا الحبيب إلى الحبيب .

اب رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی ہستی تو یہ آپ کی کرامت ہے کہ جب آپ کا جنازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا،یارسول اللہ! یہ ابوبکر حاضر ہیں،یکا یک خود بخود دروازہ کھلا اور سبھوں نے اندر سے یہ آواز سنی کہ : حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ!(تفسیر کبیر،تفسیر نیشاپوری،تفسیر رازی ،سورۃ الکہف،آیت نمبر:9)

یہ سن کر حاضرین نے آپ کو حجرۂ مبارک کے اندر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا۔جیسے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار رہے،اسی طرح آپ کو یار مزار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اللہ تعالی ہمیں عقائد حقہ کو مضبوطی سے تھامنے اور اعمال صالحہ کو اپنانے کی توفیق

عطا فرمائے اور صداقت صدیقی کی برکت سے ہمیں بھی صداقت وامانت کا خوگر بنائے!

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

خلافت صدیقی کا عہد زریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ . ترجمہ:اے ایمان والو ! تم میں سے جو کوئی ایمان سے پھر جائے گا تو اللہ تعالی ایسے افراد کو پیدا کرے گا جنہیں اللہ تعالی دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے، وہ مسلمانوں کے حق میں نرم دل ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلہ میں سخت ہوں گے، وہ اللہ تعالی کی راہ میں مجاہدہ کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ تعالی کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ تعالی بڑی وسعت رکھنے والا جاننے والا ہے۔(سورۃ المائدۃ۔54)

برادران اسلام! اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کی سرزنش کی گئی ہے جو دین سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے، اور اس طرح ان کی تنبیہ کی گئی کہ اگر تم اسلام سے منہ پھیر لو اور اس کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دو تو یاد رکھو! دین کو تمہاری ضرورت نہیں، تم یہ نہ

سمجھنا کہ تمہارے مسلمان رہنے سے اسلام باقی رہے گا، ورنہ مٹ جائے گا، نہیں، ایسا ہرگز نہیں! بلکہ اللہ تعالی تمہاری تنبیہ کے لئے اپنے مخصوص بندوں کو ظاہر فرمائے گا، ان کی صفات کیا ہونگیں، وہ کیسی اعلی شان کے مالک ہوں گے اور بلند مراتب پر فائز ہونگے، اس کو اس طرح بیان کیا گیا :(1)ان کا مقام یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں،(2)دوسری صفت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں ،(3)مومنین پر مہربان ہونگے ،(4)دشمنان خدا پر غالب رہیں گے،(5)راہ خدا میں نفس، شیطان اور دشمنان اسلام سے مقابلہ کرتے ہیں، اور(6)حق پر اس طرح قائم رہیں گے کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کرتے۔

مذکورہ آیت کریمہ کے تحت اگر چہ کہ تمام کامل الایمان ہستیاں شامل ہیں مگر اس آیت کا سبب نزول خاص ہے، چنانچہ جس برگزیدہ شخصیت کے اوصاف اور کمالات اس آیت پاک میں بیان کئے گئے ہیں وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔(ازالۃ الخفاء، ج1 ص86)

کیونکہ اس آیت کریمہ میں دین سے پھرنے والوں کی سرکوبی کرنے والی جس جماعت کی بشارت دی گئی اس کے امیر وسالار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، آپ کے دور خلافت میں آپ ہی کی ترغیب وتحریک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مرتدوں اور مانعین زکوۃ سے مقابلہ کے لئے تیاری کی اور انہیں خلیفۂ اول کی طاعت کی برکت سے فلاح وکامیابی حاصل ہوئی۔

مانعین زکوۃ کی سرکوبی

افضل البشر بعد از انبیاء، امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑھ کر علم وتقویٰ، اور خوف الٰہی کی منزل پر فائز ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا (صحیح البخاری، باب الخوخۃ والممر ، حدیث نمبر:466)

استقلال اور اِستقامت فی الدین میں آپ کی مثال پہاڑ جیسی ہے، اہل زمانہ ومعاصرین جس معاملہ کی تہ تک نہ پہنچتے آپ اپنی فراست باطنی سے اس کے انجام کا مشاہدہ فرمالیتے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد چند قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے فوراً اس فتنہ کے انسداد کیلئے کمر ہمت باندھ لی، بعض صحابہ کرام نے عرض کیا زکوۃ دینے سے انکار کرنے والوں کو فی الحال چھوڑ دیا جائے اور ان سے مقابلہ کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے جبکہ وہ کلمہ گو ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِى عِقَالاً كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِى بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ .

خدا کی قسم !اگر کوئی نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرتا ہے تو میں ضرور اس سے مقابلہ کرونگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کا شرح صدر فرمایا، پھر میں پہچان گیا کہ یہی حق ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:7285)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شجاعت ودلیری

حضور اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہد بارونق میں جب کوئی مصیبت آتی اور اہلیان مدینہ منورہ پریشان ومتفکر ہوتے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس مصیبت کا خاتمہ فرماتے، اسی متابعت اور پیروی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قوم کے نگران ومددگار کی حیثیت سے لوگوں کے غم کا مداوا کرتے، تن تنہا مقابلہ کے لئے تیار ہوجاتے اور قوم پر آنے والی مصیبت کا ازالہ فرماتے، اور مشکلات کے بھنور سے انہیں نجات دلانے کے لئے بروقت کمر بستہ ہوجاتے لیکن صحابہ کرام آپ کی اس طرح زحمت کو گوارا نہیں کرتے تا کہ کوئی ناخوش گوار حادثہ رونما ہوجائے اور آپ کی اس بلند ہمتی وپیش رفتی، شجاعت ودلیری کو دیکھ کر صحابۂ کرام یہ عرض کرتے کہ

اے امیر المؤمنین ! آپ کی ذات سے ہم کو محروم نہ کیجئے آپ کا وجود با جود، رونق آرائے بزم دنیا نہ ہو تو اسلام کا نظام باقی نہیں رہیگا، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لما برز ابوبکر واستوی علی راحلته اخذ علی بن ابی طالب بزمامها وقال الی این یا خلیفة رسول الله اقول لک ما قال لک رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد شم سیفک ولاتفجعنا بنفسک وارجع الی المدینة فوالله لئن فجعنا بک لا یکون للاسلام نظام ابدا.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لاکر اپنی سواری پر سوار ہوئے، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سواری کی نکیل تھام کر کہا: اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ غزوۂ احد کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جو فرمایا میں بھی وہی عرض کرتا ہوں، اپنی تلوار میان میں رکھ لیجئے، آپ کی ذات سے محروم کرکے ہمیں مصیبت میں مت ڈالئے، اور مدینہ شریف واپس آیئے، خدا کی قسم! اگر ہم پر آپ کے فراق کی مصیبت آئے تو کبھی اسلام کا کوئی نظام نہیں رہے گا۔

(دارقطنی، تاریخ الخلفاء ص75 فصل فیما وقع من خلافتہ)

حیات صدیقی، شاہان عالم کے لئے مشعل ہدایت

سابقہ زمانہ میں شاہان وقت کے پاس بے حساب خزانے ہوا کرتے، کسی ضرورت کے سبب اور مملکتی لڑائیوں کی وجہ خزانے خالی ہوجاتے تو عوام و رعایا کے مال و دولت سے ان خزانوں کو پر کیا جاتا اور ان کی زمینوں پر قبضہ کرکے شاہی نقصان کی

پابجائی کی جاتی، غربت کے مارے انسانوں کو نہ جان و مال کا تحفظ ملتا اور نہ انہیں عزت و آبرو کی ضمانت دی جاتی، گذشتہ ادوار میں بادشاہ حقوق چھین لیا کرتے تھے اور آپ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود آپ کی انکساری و تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ کے گذارے کا خرچ اور روزینہ آپ کے ماتحت حضرات کی جانب سے مقرر ہوا اور آپ نے بلا کسی تامل اسے قبول فرمالیا، اور جس دن آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اس کے دوسرے دن صبح کپڑوں کا گٹھہ لے کر تجارت کی غرض سے بازار کی طرف نکلے تاکہ حسب سابق اسے فروخت کرکے ضروریات زندگی کا انتظام کرسکیں، جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں حضرت عطا بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال لما بویع ابوبکر اصبح وعلی ساعده ابراد وهو ذاهب الی السوق فقال عمر این ترید قال الی السوق قال تصنع ماذا وقد ولیت امر المسلمین قال فمن این اطعم عیالی فقال انطلق یفرض لک

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی گئی تو صبح آپ اپنے بازو پر کپڑوں کا گٹھہ اٹھائے بازار کی طرف تشریف لئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بازار کی طرف، حضرت عمر نے کہا آپ امیر المومنین ہیں بازار میں کیا کرینگے، آپ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو میں اپنے اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤنگا؟ حضرت عمر نے کہا تشریف لے چلیں،

ابو عبیدة فانطلقا الی ابی عبیدة قال افرض لک قوت رجل من المهاجرین لیس بافضلهم ولا اوکسهم وکسوة الشتاء والصیف اذا اخلقت شیئا رددته واخذت غیره ففرضا له کل یوم نصف شاة.	حضرت ابوعبیدہ آپ کے لئے وظیفہ مقرر کرینگے ، پھر دونوں حضرات ، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے ،توانہوں نے کہامیں آپ کے لئے ایک مہاجر صحابی کے ایک دن کی غذا کی مقدار وظیفہ مقرر کرتا ہوں نہ اس سے زیادہ اور نہ کم اور موسم سرماوگرما کا لباس بھی ، جب وہ لباس زیادہ مستعمل ہوتو آپ اس کو واپس کردیں اوراس کی جگہ دوسرا حاصل فرمائیں،تو ان دونوں حضرات نے آپ کے لئے روزانہ آدھی بکری کا اہتمام کردیا۔

(تاریخ الخلفاء،ص78 فصل فیما وقع من خلافتہ)

خلافت صدیقی کا سنہرا دور

حضرات! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی مختصر مدت ''دوسال سات مہینے'' میں جو عظیم کارنامے انجام دئے ہیں،اس کی مثال نہیں ملتی ،ایک طرف فتنے سراٹھارہے تھے اورقوانین اسلام پرحرف لگائے جارہے تھےتو دوسری جانب اہل اسلام کے سامنے نئے حوادث اورایسے جدید مسائل پیش آرہے تھے،جن کو حل کرنے کے لئے کتاب وسنت میں کوئی حکم صریح نہیں ملتا تھا،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مسائل کوایسی احادیث کریمہ کی روشنی میں حل فرمایا جن کا ذخیرہ صرف آپ کے پاس تھا۔اس طرح آپ نے خلافت اسلام کے وہ آئینی نقوش چھوڑے ہیں،جن کی

بنیاد پر قیام قیامت تک کے لئے خلافت اسلامی وحکومت دینی کا عالی شان قلعہ تعمیر کیا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد تدفین سے متعلق صحابہ کرام کی آراء مختلف ہوئیں ،سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ قولِ فیصل بن کرتشریف لائے اور یہ فیصلہ فرمادیا کہ انبیاء کرام کاوصال جس جگہ ہوتا ہے ان کا روضۂ اقدس اورآرام گاہ وہی جگہ ہوتی ہے،جیسا کہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قالوا این یدفن النبی صلی الله علیه وسلم فما وجدنا عنداحد من ذلک علما فقال ابوبکر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول مامن نبی یقبض الا دفن تحت مضجعه الذی مات فیه .	صحابۂ کرام نے پوچھا روضۂ منور کہاں بنایا جائے ،ہم میں سے کسی کے پاس اس بات کا کوئی علم نہیں تھا ، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایامیں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا جس نبی کا بھی وصال ہوا ن کا روضہ وہیں بنایا گیاجہاں ان کا وصال ہوا۔

(تاریخ الخلفاء،ص73 فصل فیما وقع من خلافتہ ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ، جماع ابواب مرض رسول اللہ،حدیث نمبر:3234)

برادران اسلام! مذکورہ احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورخلافت میں خارجی فتنوں کا سدباب کیااورساتھ ہی ساتھ داخلی اختلاف رائے کواپنے علم کی نہر سے سیراب کر کے ٹھنڈا کردیا ، کیونکہ آپ علوم نبوی کا

سرچشمہ ہیں، اسی لئے فن تاریخ کے علماء اعلام نے فرمایا:

وهذه سنة تفرد بها	مذکورہ واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
الصديق من بين	تعالیٰ عنہ وہ احادیث جانتے ہیں جس میں کوئی صحابی
المهاجرين والانصار	چاہے مہاجر ہوں یا انصار شریک نہیں اور اس طرح کے ہر
ورجعوا اليه فيها.	معاملہ میں صحابۂ کرام نے آپ ہی کو اپنا مرجع بنالیا۔

(تاریخ الخلفاء، ص73 فصل فیما وقع من خلافتہ)

خلافت صدیقی، تقویتِ اسلام کا ذریعہ

حضرات! ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بنیاد جتنی مضبوط ہوتی ہے عمارت کا قیام وپختگی بھی ویسی ہی ہوتی ہے، حق تعالیٰ نے اس دین کو ہمیشہ باقی رکھنے کا وعدہ فرمایا اور اس کی بنیادوں کو بے حد مستحکم فرمایا اور خلافت صدیقی کی بنیاد کو اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کے مطابق قائم فرمایا کیونکہ نبوت کے بعد سب سے اعلی مرتبہ خلافت براصول نبوت ہے، اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے لہذا بعد نبوت سب سے اعلی مرتبہ کے لئے بعد از انبیاء سب سے اعلی ذات کا انتخاب کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت، اولین خلافت اور دین اسلام کی اساس وبنیاد پر قائم رہی، آپ نے خلافت کے جو اصول بنائے اور دستور تیار فرمایا، اسی پر دین اسلام کی اشاعت کا دارومدار ہے، آپ کی خلافت، اولین نہ ہوتی تو حق تعالیٰ کی عبادت سے روئے زمین خالی ہوجاتی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں:

والذی لا الہ الا ھو لولا	اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں!
ان ابابكر استخلف	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر خلیفہ نہ بنائے
ماعبدالله ثم قال الثانية	جاتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس شان سے نہ کی
ثم قال الثالثة.	جاتی، آپ نے ان کلمات کو تین مرتبہ کہا۔

(جامع الاحادیث، مسند ابی بکر، حدیث نمبر: 27940۔ کنز العمال، فی خلافۃ الخلفاء، حدیث نمبر: 14066۔ تاریخ الخلفاء، ص74 فصل فیما وقع من خلافتہ)

عہد صدیقی اور فتنوں کی سرکوبی

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہوتے ہی کئی فتنے بھڑک اٹھے، ان میں تین فتنے بڑی قوت کے ساتھ ابھرآئے (1) فتنہ ارتداد (2) فتنۂ مانعین زکوٰۃ (3) فتنۂ مدعیان نبوت۔

اگر ان فتنوں کی آگ بروقت نہ بجھائی جاتی تو تمام عالم اسلام اس کی لپیٹ میں آجاتا، خاص طور پر نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ اور ان کا زور ختم کرنا اس وقت نہایت ضروری تھا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانان عالم پر عظیم احسان فرمایا کہ ان جھوٹے دعویداروں کے خاتمہ اور ان کی سرکوبی کے لئے فوجی افسر مقرر فرمائے اور انہیں مختلف علاقوں کی طرف روانہ فرمایا اور اعلانیہ مرحمت فرمایا کہ معرکہ سے پہلے باغیوں اور مرتدوں کو یہ سنادیا جائے کہ وہ راہ راست پر آجائیں تو ٹھیک ہے! ورنہ ان سے مقابلہ کیا جائے، آپ نے جو اعلانیہ پڑھ کر سنانے کا حکم فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ

سماعت فرمائیں!

وقد بلغني رجوع من رجع منكم عن دينه بعد ان اقر بالاسلام وعمل به اغترارا بالله وجهلة بامره واجابة للشيطان ....واني بعثت اليكم فلانا في جيش من المهاجرين والانصار والتابعين باحسان وامرته ان لايقاتل احدا ويقتله حتى يدعوه الى داعية الله فمن استجاب له واقر وكف وعمل صالحاً قبل منه اعانه عليه ومن ابى امرت ان يقاتله على ذلك.

تم میں جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے فریب کرتے ہوئے، جہالت کو اپناتے ہوئے، شیطان کی پیروی میں دین حق سے پھر گئے، مجھے اس امر کی خبر پہنچ چکی ہے، میں نے مہاجرین وانصار اور تابعین ذی احسان کے لشکر کے ساتھ فلاں کو بھیجا ہے اور انہیں یہ حکم دیا ہے کہ جب تک اسلام کی دعوت نہ دے، نہ کسی سے لڑے اور نہ کسی کو قتل کرے، جو میرے قاصد کی دعوت پر لبیک کہے اور اقرار کرے، بے دینی سے باز آجائے اور نیک عمل کرے تو وہ اس کے قول وعمل کو قبول کرے، اس کی مدد کرے اور جو انکار کرے اس سے بے دین ہونے کی وجہ سے مقابلہ کرے۔

(تاریخ الطبری، ج2ص481)

اُس دور میں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں میں مسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی، سجاح بنت حارث وغیرہ ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصوبہ بند طور پر ان کی سازشوں کو ناکام بنادیا اور مسلمانوں کو ان کے دجل وفریب کے دلدل سے نجات دلائی، اس میں پھنسنے سے بچالیا اور ان کے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا ساماں کردیا۔

غرباء کی نصرت وحمایت

برادران اسلام! عموما کسی حاکم، امیر یا بادشاہ کی توجہ ملک کی ترقی، دشمن سے حفاظت کی تدابیر، معاشی بحران کے تدارک وغیرہ پر رہتی ہے، لیکن رعایا میں سے ہر شخص کی معیشت کا حال جاننا، اس کا تعاون کرنا اور اس کام کے لئے گلی، کوچوں میں حالت بدل کر گشت کرنا، حاکموں وامراء کی تاریخ میں کہیں نہیں سنا گیا، مگر نائب مصطفیٰ، صاحب صدق وصفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعمال میں غرباء پروری، فاقہ کشوں کی چارہ سازی، مریضوں کی عیادت وغیرہ کا خاص عنصر پایا جاتا ہے، آپ بدحال وغمزدہ انسانوں کی پوشیدہ طور پر نصرت فرماتے، خود ان لوگوں کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ ہماری مدد کرنے والی یہ ذات گرامی امیر المومنین ہیں جیسا کہ حضرت ابوصالح غفاری رحمہ اللہ سے روایت ہے،

ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کا ن یتعاهدعجوزا کبیرة عمیاء فی حواشی المدینة من اللیل فیستسقی لها ویقوم بامرها وکان اذاجاء ها وجدغیره قدسبقه الیها فاصلح مااردات فجاء ها غیرمرة فلا یسبق الیها فرصده عمر فاذاهوبابی بکر الصدیق رضی الله عنهما الذی یاتیها وهوخلیفة فقال عمر انت هو لعمری

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر رات کے وقت اک ضعیف العمر نابینا خاتون کے پاس تشریف لے جاتے جو مدینہ منورہ کے مضافات میں رہتی تھیں، اور ان کے لئے کھانے کا اہتمام کرتے اوران کے دیگر کام انجام دیتے، مگر جب بھی اس ارادہ سے آتے تو محسوس کرتے کہ کسی نے ان کاموں کو پہلے انجام دیا ہے، پھر وہ ضعیف خاتون کے مزید کچھ کام کردیتے، حضرت عمر نے کئی بار کوشش کی کہ پہلے آئیں مگر نہ آسکے، چنانچہ ایک بار راستہ میں دیکھتے ہوئے بیٹھے کہ کون آتا ہے اچانک امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرنظر پڑی جو وہاں آتے تھے باوجود یہ کہ آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میری جان قربان! وہ آپ ہی ہیں(جو ان خدمات کوانجام دیا کرتے تھے)۔

(تاریخ الخلفاء،فصل فی نبذمن حلمہ وتواضعہ)

بیت المال میں آئے خزانوں کی رعایا میں فوراً تقسیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلاء کلمۃ الحق اوراسلام کی سربلندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا ابتداء اسلام سے ہی آپ کے انفاق فی سبیل اللہ اور جود وسخا کی

کوئی مثال نہیں ملتی، آپ کے عہد خلافت میں دریائے سخاوت خوب ٹھاٹیں مارنے لگا، جب مال غنیمت وغیرہ آتا تو آپ اس کو بیت المال کی زینت بنا کر نہیں رکھتے تھے اور نہ آپ کو ذخیرہ اندوزی پسند تھی، چنانچہ اس مال سے پہلے تو امور مملکت کی ضروریات پوری فرماتے پھر غرباء، فقراء، محتاجوں اور تنگدستوں میں ضروری اشیاء تقسیم فرماتے، اور سب میں مال کو مساوات وبرابری کے ساتھ تقسیم فرماتے اوراس میں غلام، آزاد، مرد وعورت کا امتیاز ہرگز باقی نہ رکھتے۔(ملخص از الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج3،ص213)

خدمت خلق کا جذبہ اور شان تواضع

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف رہنے کے باوجود، بندوں کے حقوق پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے بلکہ جن کے حقوق آپ پر لازم نہ تھے بطور بندہ پروری ان کو بھی ادا فرماتے، آپ کی یہ شان ایسی استقامت پذیر تھی کہ جو معمول عہد خلافت سے پہلے تھا، خلافت کو زینت بخشنے کے بعد بھی اس میں رمق برابر فرق نہ آیا۔

آپ کے معمولات شریفہ میں یہ بھی تھا کہ قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہ کر دیا کرتے تھے اوراس معمول میں خلافت کے بعد کوئی فرق نہ آیا۔

وکان یحلب للحی اغنامهم فلما بویع له بالخلافة قالت جارية من الحی الان لا تحلب لنا منائح دارنا فسمعها ابوبكر فقال بلی لعمری لا حلبنها لكم وانی لارجوان لا يغير نی مادخلت فيه عن خلق كنت عليه

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہ کر دیتے تھے جب آپ مسند نشین خلافت ہوئے تو ایک لڑکی نے کہا اب آپ ہمارے لئے دودھ نہ دوھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا میں تمہارے لئے یہ کام ضرور کرونگا میں بس یہ چاہتا ہوں کہ جس مقام پر فائز ہوا ہوں اس کی وجہ سے میری ان عادات میں تبدیلی نہ آئے جو پہلے مجھ میں تھیں۔

.(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر بیعۃ ابی بکر، ج3 ص186)

حضرات! بیت المال سے آپ کے لئے جو وظیفہ خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تھا آپ اس کو بڑی احتیاط سے خرچ کرتے، کبھی بے جا صرف نہ فرماتے، آپ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال سے جملہ آٹھ ہزار درھم خرچ کئے تھے یہاں تک کہ وصال اقدس کے وقت آپ نے وصیت فرمائی کہ جتنی رقم خرچ ہوئی اس کے بدلے میرے ترکہ سے آٹھ ہزار درھم بیت المال میں داخل کردئے جائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعد والوں کے لئے عمل کا کوئی میدان خالی نہ چھوڑا، آپ کی احتیاط کی انتہا یہ تھی کہ زمانہ ایسی احتیاط اور ایسا عمل پیش کرنے سے عاجز ہے۔

(ملخص از السنن الکبری للبیھقی، کتاب قسم الفئ، باب ما یکون للوالی الاعظم، حدیث نمبر:12788)

اہل بیت کرام سے تعلق

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل بیت کرام کی تعظیم وتکریم کے سلسلہ میں تمام صحابۂ کرام کے لئے نمونہ ہیں، پرچم اسلام کے علمبردار ہوتے ہوئے آپ نے خانوادۂ نبوت کا جو احترام اپنے دل میں رکھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے:

عن ابن شهاب قال كان ابوبكر وعمر فی ولايتهما لا يلقی العباس منهما واحد وهو راكب الا نزل عن دابته وقادها ومشی مع العباس حتی يبلغه منزله فيفارقه۔

حضرت ابن شہاب سے روایت ہے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اپنے دور خلافت میں جب بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملتے اگر سوار رہتے تو اتر جاتے اور سواری کو تھام کر حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ چلا کرتے یہاں تک کہ انہیں ان کے دولت خانہ تک پہنچاتے پھر ان سے رخصت ہوجاتے۔

(جامع الاحادیث، مسند عمر بن الخطاب، حدیث نمبر: 30679۔ کنز العمال، عباس بن المطلب، حدیث نمبر:37332)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایسا ہی تعلق دیگر اہل بیت کرام سے تھا، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے آپ کے خانوادۂ عالیہ سے مکمل وابستگی رکھتے تھے، جب آپ خلافت پر مامور ہوئے تو اہل بیت کرام سے آپ کا وہی تعلق باقی رہا بلکہ آپ نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف وصحیح مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا اور اہل بیت کرام سے اپنے تعلق کا یوں اظہار فرمایا:

وَالَّذِی نَفۡسِی بِیَدِہٖ ، لَقَرَابَۃُ رَسُولِ اللَّہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَبُّ إِلَیَّ أَنۡ أَصِلَ مِنۡ قَرَابَتِی

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے !یقیناً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتداری مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کروں۔

(صحیح البخاری ، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حدیث نمبر: 3712۔صحیح مسلم،کتاب الجہاد والسیر ،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانورث،ماترکنا فھوصدقۃ ،حدیث نمبر:4679)

حضرات! میں نے بطور اختصار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد زریں کے واقعات ،آپ کے کارنامے اورفروغ دین میں آپ کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی،آپ کے اس مبارک تذکرہ کواس دعا پرختم کرتا ہوں اے اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صدیقیت کا واسطہ‘ہمیں اسلام پر استقامت عطافرما، ہمارے دلوں کو عشق رسول عظمت صحابہ ومحبت اہل بیت سے معمور فرما اور ہم میں سے ہرایک کواپنی اپنی ذمہ داریاں بخوبی پوری کرنے کی توفیق عطافرما۔

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے

دل مرتضیٰ‘سوز صدیق دے

آمِیۡن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

حفظان صحت کے شرعی اصول

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ، وَاَصۡحَابِہِ الۡاَکۡرَمِیۡنَ اَجۡمَعِیۡنَ،وَعَلٰی مَنۡ اَحَبَّھُمۡ وَتَبِعَھُمۡ بِاِحۡسَانٍ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ.

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ :یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا کُلُوامِنۡ طَیِّبٰتِ مَارَزَقۡنٰکُمۡ وَاشۡکُرُوا لِلّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ.(سورۃالبقرۃ: 172)

برادران اسلام!اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتا ہے کہ اے ایمان والو!پاک وصاف اوراچھی چیزیں کھاؤ! جو ہم نے تمہیں عطافرمائی ہیں اوراللہ کاشکرادا کرواگرتم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

اس خطاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاک اوراچھی چیزیں کھاناچاہئے‘اہل ایمان کواس بات کی تاکید کی گئی۔ جولوگ ایمان والے نہیں اُن کے پاس طیب وخبیث اورحلال وحرام میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا، جوچیز بھی ان کے زیردست ہوتی ہے وہ لیتے اور استعمال کرتے ہیں، جو چاہتے ہیں کھالیتے ہیں ،جس مشروب کی خواہش ہوتی ہے پی لیتے ہیں،اُنہیں اس کے ناپاک ونجس ہونے کی فکر ہوتی ہےاورنہ نقصان دہ ومضر ہونے کا احساس رہتا ہے‘ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کوواضح فرمایااورکھول کر بیان فرمایا، پھر مشتبہات سے اجتناب کرنے کاحکم دیا،ارشادنبوی ہے:

عَنْ عَـامِـرٍ قَـالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى اللـه عليـه وسـلم يَقُولُ الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ .

ترجمہ: حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں وہ مشتبہ چیزیں ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ، حدیث:52)

قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں جن چیزوں کو کھانے اور پینے سے منع کیا گیا ان کے چند مراتب ہیں: حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی وغیرہ۔

اور جن چیزوں سے نہیں روکا گیا وہ بھی چند درجات رکھتے ہیں: حلال، سنت، مستحب اور مباح۔

رب العزت بندوں پر نہایت مہربانی اور بڑا اکرم فرمانے والا ہے، کسی چیز سے منع فرمایا تو اس لئے کہ اس کو کھانے سے انسان کے ظاہر و باطن کو نقصان وضرر ہوتا ہے اور کھانے پینے کی اجازت دی تو ان اشیاء سے نفع اور فائدہ ملتا ہے، الغرض یہ کہ حکمت والے پروردگار کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

حضرات! رب کائنات بندوں کو وہی حکم فرماتا ہے جس کی تعمیل پر بندے استطاعت رکھتے ہیں اور جس کو ماننے میں ان کے دینی ودنیوی فوائد رہتے ہیں، اللہ تعالی کا منشا یہ ہے کہ بندوں کو جسمانی صحت وبدنی قوت بخشی جائے، اسی لئے حلال وپاک اشیاء کھانے اور پینے کا حکم دیا، اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حلت وحرمت

کی وجہ اس طرح بیان فرمایا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُـحَـرِّمُ عَـلَيْهِـمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: یہ نبی ان کے فائدہ کے لئے پاک چیزیں حلال کرتے ہیں اور انہیں نقصان سے بچانے کے لئے ناپاک اشیاء کو حرام فرماتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف:157)

ظاہر ہے کہ اچھی اور پاک چیزیں صحت وقوت کی ضامن ہوا کرتی ہیں اور بری وناپاک اشیاء جسمانی فساد اور بیماری ومرض کا سبب بنتی ہیں۔

صحت جسمانی، اعضاء وجوارح کی قوت وتوانائی، طبیعت میں نشاط وچستی اور امراض سے سلامتی یقیناً خالق کائنات کی اک عظیم نعمت ہے، اس نعمت کے بدلہ بندوں پر اپنے خالق کا شکر ادا کرنا لازم ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پاک چیزوں کو کھانے کی ہدایت دینے کے بعد شکر گزاری کا حکم فرمایا، پاک اور طیب اشیاء کے ذریعہ خالق نے تمہیں جسمانی توانائی اور صحت وسلامتی عطا فرمائی، اس نعمت پر تم اس کا شکر کرو! شکر ادا کرنے کی توفیق بھی نعمت الٰہی ہے، جب شکر ادا ہوگا تو حق تعالیٰ اس پر بھی نعمتوں کی بارش نازل فرمائیگا، جیسا کہ ارشاد ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ اگر تم شکر کروگے تو تمہیں مزید نعمتیں دونگا۔

(سورۃ ابراہیم:7)

صحت جسمانی' نعمت الٰہی

صحت وتندرستی حق تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے، اس کی حفاظت وصیانت بے انتہا ضروری ہے کیونکہ صحت ہو تو انسان ہر نیک عمل اور اللہ کی عبادت کرسکتا ہے، نماز ہو کہ روزہ، تلاوت قرآن ہو کہ اذکار واوراد، مریضوں کی عیادت، جنازہ میں شرکت، غرباء

وفقراء کی نصرت، پڑوسیوں کی معاونت،غرض حقوق اللہ وحقوق العباد کو بہتر طور پر اور خوبی کے ساتھ ادا کرنا صحت پر موقوف ہے،صحت کی اہمیت وافادیت اس حدیث شریف سے واضح ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِیھِمَا كَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،انہوں نے کہا،حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:دونعمتیں ایسی ہیں کہ جن سے بہرور رہنے والے کئی لوگ دھوکہ میں ہیں وہ ہے:صحت اور فرصت۔

(صحیح البخاری، باب ماجاء فی الرقاق،حدیث نمبر:6412،سنن الترمذی، باب ماجاء فی ان الصحۃ،حدیث نمبر:2473)

مگر افسوس کہ جب تک صحت سلامت رہے انسان کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا' پھر جب آہستہ آہستہ صحت روبہ زوال ہونے لگتی ہے اور امراض کا افسوں اثر کرنے لگتا ہے تو اس وقت سمجھ میں آتا ہے کہ میں نے کیسی نعمت کو کھودیا، اس کی موجودگی میں نہ رب کو راضی کرسکا نہ اس کے بندوں کے حقوق ادا کرسکا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

قد یکون الانسان صحیحا ولا یکون متفرغا لشغلہ بالمعاش وقد یکون مستغنیا ولا یکون صحیحا فاذا اجتمعافغلب علیہ الکسل عن الطاعة فھو المغبون

عموما انسان صحت مند رہتا ہے مگر فکر معاش کی وجہ سے فرصت کے لمحات نہیں ملتے ، اور اکثر مالدار ہوتا ہے مگر صحت مند نہیں رہتا، جب کسی کو یہ دونوں نعمتیں حاصل ہوں تو اس پر طاعات الٰہی سے غفلت وسستی غالب رہتی ہے اس طرح وہ دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔

(فتح الباری، باب لاعیش الاعیش الاخرۃ،حدیث نمبر:5933)

تندرستی ایک قسم کی دولت ہے

غریب ومسکین اورنادار انسان کی تمنا رہتی ہے کہ وہ مالدار وفراخ دست ہوجائے،اس کو بھی مالداروں کی طرح فراخی وکشادگی حاصل ہو،مال وزر کا پایا جانا جس طرح غناو بے نیازی کا درجہ رکھتا ہے،اسی طرح بدن کی بھی بے نیازی ومالداری ہوتی ہے،جسم کی بے نیازی ومالداری اس کی صحت وتندرستی اور امراض سے سلامتی ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلصِّحَّةُ غِنَاءُ الْجَسَدِ

صحت وتندرستی جسم کی مالداری ہے

(کنز العمال، فصل فی الحکم، حدیث:44386۔ جامع الاحادیث، مسند ابی الدرداء،حدیث نمبر:41589)

اگر جسم کی تندرستی کے ساتھ مال کی فراخی بھی حاصل ہوجائے تو آدمی دونعمتوں کو حاصل کرنے والا ہوجاتا ہے' جو دراصل کئی ایک نعمتوں کے برابر ہے اور یہ اللہ کے فضل وانعام سے ملتا ہے۔

تنگدستی اگر نہ ہو سالک
تندرستی ہزار نعمت ہے

اسلام میں صحت وتندرستی کی وقعت واہمیت ہوتی ہے،حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن عمر بن میمون الاودی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل :إغتنم خمسا قبل خمس :حیاتک قبل موتک ، وفراغک قبل شغلک ، وغناک قبل فقرک ، وشبابک قبل ھرمک ، وصحتک قبل سقمک.

حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ اپنی زندگی کو موت سے پہلے ،فرصت کو مصروفیت سے پہلے ،تونگری کو محتاجی سے پہلے ،جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور تندرستی کو بیماری سے پہلے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، حدیث شریف نمبر 34319)

اسلام میں صحت وتندرستی کی اہمیت اس سے بھی آشکار ہوتی ہیکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت مند وطاقتور مؤمن کو کمزورو ناتواں سے بہتر فرمایا، جیسا کہ ارشاد مبارک ہے: المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف.

ترجمہ: طاقتور مؤمن کمزورو ناتواں مؤمن سے بہتر ہے اور اللہ کے پاس زیادہ پسندیدہ ہے۔ (صحیح مسلم شریف، کتاب القدر، حدیث نمبر 6945)

بروز حشر'صحت کے بارے میں سوال

صحت وعافیت اور تندرستی کی اہمیت وافادیت سے کون انکار کرسکتا ہے یقیناً یہ خدا کی ایسی نعمت ہے کہ اس کی قدر جان کر حفاظت وصیانت کا بیڑا اٹھانا' اس کو غنیمت سمجھ کر طاعت وفرمانبرداری میں لگے رہنا اور برائیوں سے اجتناب کرنا لازم ہے، روز محشر صحت وعافیت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ بندہ اس سے کیا فائدہ حاصل کیا' کس طرح اس کی قدر دانی کیا، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یُقَالَ لَهُ أَلَم أُصِحَّ لَکَ جِسْمَکَ وَأُرْوِکَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز محشر بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائیگا وہ یہ ہے کہ اس سے کہا جائیگا: کیا ہم نے تیرے لئے تیرے جسم کو صحتمند نہیں رکھا اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا۔

(المستدرک علی الصحیحین ، حدیث نمبر: 7310،شعب الایمان ، اول مایحاسب بہ العبد،حدیث:4430)

حفظان صحت کے اصول

صحت وعافیت کی حفاظت کرنا بھی انسان پر لازم وضروری ہے، شریعت مطہرہ نے حفظان صحت کے چند اصول وضوابط، قواعد وقوانین بیان کئے ہیں، موجودہ دور میں حفظان صحت کے لئے بڑی جدوجہد کی جارہی ہے، اس کے لئے لوگوں نے چند اصول اختیار کئے ہیں، عالمی پیمانہ پر اس کاز کو آگے بڑھانے کے لئے تحریکیں کی جارہی ہیں لیکن اسکے باوجود نتیجہ بشکل صفر ہاتھ آرہا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون الٰہی واصولِ دین کو فراموش کیا جارہا ہے، امراض کو دور کرنے اور بیماریوں کو روکنے کے لئے جتنی شدومد کے ساتھ کوشش کی جاتی ہے اس سے کئی درجے زیادہ تخریبِ صحت کے لئے منشیات کی کمپنیوں کو رواج دیا جاتا ہے، بے حیائی والے سینماؤں کو استعمال کیا جاتا ہے کہ مخربِ اخلاق رسوم کو پروان چڑھایا جاتا ہے، جب تک اسلام کے دئے ہوئے اصول کو عام نہ کیا جائے کامل طور پر کسی کو صحت نہیں مل سکتی، یہاں حفظان صحت کے چند اصول آیات قرآنیہ واحادیث شریفہ کی روشنی میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

حصول صحت کا پہلا زینہ طلب عافیت

صحت ہو یا مرض، نفع ہو یا نقصان ہر چیز میں مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر شی عطا کرنے اور اس کو دفع کرنے پر وہی پروردگار قادر ہے، اسی لئے صحت حاصل کرنے کے لئے اسی کے دربار میں التجاء وگذارش کرنا چاہئے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے صحت وعافیت، تندرستی وسلامتی مانگنے کی تاکید فرمائی' چنانچہ سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے: سَلُوا اللَّهَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ .

ترجمہ: اللہ تعالی سے عافیت مانگو' کیونکہ ایمان ویقین کے بعد کسی شخص کو عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الدعاء، باب الدعاء فالعفو والعافیۃ، حدیث نمبر: 3981)

حضرات! ہمارے سلف کا طریقہ یہی رہا ہے وہ حضرات مقدس راتوں اور متبرک ایام میں عافیت وصحت کی دعائیں کرتے تھے، چنانچہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لو عرفت ای لیلة لیلة القدر	مجھے جب معلوم ہو جائے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو میں
ماسألت الله فيها الا العافية	اس رات اللہ تعالی سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگوں گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب الدعاء بالعافیۃ، ج 7 ص 26)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماسأ ل الله عبدشيئااحب	بندے نے عافیت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے
اليه من ان يساله العافية.	پاس پسندیدہ کوئی اور چیز نہیں مانگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب الدعاء بالعافیۃ، ج 7 ص 26)

صحت کی بقا شکر گزاری کا نتیجہ

دعا سے جب صحت مل جائے تو اس کو باقی رکھنا اور اس کی حفاظت کی فکر کرنا' ضروری ہے، صحت وعافیت کو باقی رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا کلیدی مقام رکھتا ہے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

عليكم بمداومة الشكر	نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہنے کو لازم کرلو کیونکہ
على النعم فقل نعمة زالت	ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی قوم سے نعمت چلی
عن قوم فعادت اليهم	جائے پھر انہیں واپس دی جائے۔

(قوت القلوب، وصف الشاکرین، ج 1 ص 293)

صحت مندی میں گناہوں سے اجتناب

مال ودولت کی کثرت وفراوانی انسان کو متکبر وخود پسند بناتی ہے اور وہ سرکش ونافرمان بن جاتا ہے، ناعاقبت اندیشی میں لوگوں پر ظلم کرتا ہے، اسی طرح صحت وعافیت میں بھی اس سے نافرمانی وگناہ ہونے لگتا ہے، اِس کے قلب پر معصیت ونافرمانی کا میل جم جاتا ہے۔

اسی وجہ سے صحت کے زمانہ میں گناہوں سے پرہیز کرنا بھی بڑی دولت ہے بلکہ صحت نعمت ہے، گو صحت مندی میں نافرمانی سے اور معصیت سے دوری کی توفیق نعمت درنعمت ہے۔

جلیل القدر صوفی بزرگ حضرت ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 386ھ) فرماتے ہیں:

واعلم ان الانسان قد يطغى بالعوافي كما يطغى بالمال ، لانه قد يستغنى بالعافية كما يستغنى بالمال و كل فيه فتنة...... والعصمة فى حال العافية نعمة ثانية كالعصمة فى الغنا نعمة النعمة.	جان لو کہ انسان مال کی وجہ جس طرح نافرمان ہوتا ہے عافیت کی بناپر بھی سرکش ہوتا ہے کیونکہ جس طرح مال سے متکبر ہوتا ہے، صحت وعافیت سے بھی ہوتا ہے، ان سب صورتوں میں آدمی کے لئے فتنہ وآزمائش ہے ، صحت بجائے خودنعمت ہے ، اس حالت میں برائیوں سے محفوظ رہنا دوسری نعمت ہے جس طرح کہ مالداری میں گناہوں سے بچنا نعمت کی نعمت ہے۔

(قوت القلوب، ذکر التداوی، ج،1 ص 407)

صحت جسم کے لئے تقلیل طعام چاہئے

صحت جسم اور سلامتی قلب ہر دو کا مدار کم کھانے پر ہے ، بزرگان دین نے دوجہاں میں سلامتی کے لئے تین اصول بتائے ہیں: (1) کم خفتن ،یعنی کم سونا (2) کم گفتن ،یعنی کم بولنا (3) کم خوردن ،یعنی کم کھانا۔

کم خوردوکم خسپ وکم گوہم بجہلاء کم نشیں
دائمادرذکر باش وخویش راہیں بدتریں

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن زائدہ کولکھا:

ان اردت ان يصح جسمک ويقل نومک فاقلل من الاكل	اگر آپ صحت جسمانی اور کم سونا چاہتے ہیں تو کھانا کم کرو۔

(حلیۃ الاولیاء، سفیان الثوری، ج3 ص146)

حرام اشیاء کا استعمال صحت کے لئے نہایت مضر

جسمانی صحت زمانۂ درازتک انہی لوگوں کی قائم رہتی ہے جو کھانے ، پینے کی اشیاء میں احتیاط کرتے ہیں، حق تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام فرمایا ان کی طرف نہ ان لوگوں کی آنکھ اٹھتی ہے ، نہ ہاتھ بڑھتا ہے، نہ دل للچاتا ہے ،فی زمانہ شراب نوشی، سودخوری، منشیات اورصحت میں بگاڑ پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال بڑھتا جارہا ہے جیسے سگریٹ نوشی ،گٹکا ،وغیرہ ، جب تک کہ جسم کونقصان پہنچانے والی خرابیوں کا سدباب نہ کیا جائے اور اِن ضرررساں اشیاء کے استعمال سے پرہیز نہ کیا جائے صحت وعافیت باقی نہیں رہ سکتی۔

شراب نوشی سے اجتناب کیا جائے!

انسان جوں جوں مادی ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے شراب کوعمدہ سے عمدہ بنارہا ہے،شراب کے نام بدل بدل کراس کو جائزٹھہرانے کی ناپاک کوشش کررہا ہے،شراب تھوڑی ہو یا بہت ،اس کا نشہ کم ہو یا زیادہ ، جلدی اثر کرے یا تاخیر سے ٔ ہرصورت میں شراب حرام ہے،نام بدلنے سے کوئی حرام شئی حلال نہیں ہوسکتی۔

حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ	وہ شیء جس کی زیادہ مقدار جب نشہ پیدا کرے تو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء مااسکر کثیرہ فقلیلہ حرام، حدیث نمبر:1985)

تہذیب کی بقاء کے لئے شراب نوشی اوردیگر منشیات سے مکمل احتیاط وگریز کرنا ضروری ہے۔

سگریٹ نوشی سے پرہیز کیا جائے!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیات مستعار بخشی ہے، آدمی نہ اپنے جسم کا مالک ہے اور

نہ اس کو دی گئی قوتوں کا، یہ اللہ تعالی کی جانب سے آدمی کے پاس رکھی گئی امانتیں ہیں جو خاص خاص اغراض کے لئے پیدا کی گئی ہیں، ان قوتوں کو غلط مقام پر صرف کرنا مقصود فطرت اور غرض تخلیق کے خلاف ہے، نقصان دہ وضرررساں اشیاء کا استعمال کر کے ان قوتوں کو ماند کرنا درحقیقت اللہ تعالی کی عطا کردہ امانت الھیہ میں خیانت کرنے کے مترادف ہے، ایسی ہی ضرررساں چیزوں میں ایک سگریٹ نوشی ہے، اطباء وڈاکٹرس کی تحقیقات کے مطابق سگریٹ نوشی سے مختلف قسم کے ننانوے (99) امراض پیدا ہوتے ہیں' ان میں سے چند یہ ہیں: منہ کے امراض، زبان کے امراض، جبڑے کے امراض، ہاضمہ کے امراض، دمہ کے امراض، دوران خون کے امراض، پیشاب کے امراض۔

شریعت مطہرہ اور سگریٹ نوشی

تقریبا ڈیڑھ صدی پیشتر جب سگریٹ کی ایجاد ہوئی تو جمہور علماء کرام ومفتیان عظام نے اس کی کراہت کے فتوے دئے۔

جمہور علماء کرام نے سگریٹ نوشی کی کراہت کی علت یہ بتائی کہ سگریٹ نوشی سے بدن انسانی ضعیف وکمزور ہوجاتا ہے' اور صحت کے لئے نہایت مضر ہے اسکی ضرر رسانی میں کوئی دورائے نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور، نقصان دہ اشیاء کے استعمال سے منع فرمایا:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ آور، اعضاء کو کمزور کرنے والی چیز سے منع فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، باب النھی عن المسکر، حدیث نمبر:3688۔ مسند احمد، حدیث ام سلمۃ، حدیث نمبر:27392)

نقصاندہ چیزوں کے استعمال سے گریز

نقصان دہ اشیاء کا استعمال ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور خود کو ہلاکت سے بچانے کا حکم قرآن پاک میں ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ.

تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

(سورۃ البقرۃ۔195)

یہ آیت کریمہ ہر ایسی چیز کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے جو ضرررساں ہو جیسے سگریٹ نوشی وغیرہ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مَاضَرَّ اَكْلُهُ كَالزِّجَاجِ وَالْحَجَرِ وَالسَّمِّ يَحْرُمُ اكلُهُ مَالَاضَرَرَ فِى اَكْلِهِ يَحِلُّ اَكْلُه اِلَّا الْمُسْتَقْذِرَاتِ.

ہر وہ شی جس کو کھانا نقصان پہنچائے' وہ حرام ہے جیسے کانچ، پتھر، زہر، اور جس کو کھانے میں کوئی ضرر نہ ہو، حلال ہے البتہ گندگی والی چیزیں کھانا حرام ہے۔

غیر طیب اشیاء کھانے سے پرہیز

دین اسلام نے مسلمانوں کو اچھی اور پاک چیزیں کھانے کا حکم دیا، بری، خبیث، ناپاک اشیاء سے دور رہنے کی تاکید فرمائی، خبیث یعنی وہ چیز ہے جس کی بو اور مزہ طبیعت پر ناگوار ہو، اور انسان اس سے کتراتا ہو، سگریٹ کا دھواں' اس کا مزہ، اور بو سگریٹ استعمال کرنے والوں کے سوا سب پر ناگوار گذرتی ہیں، طیب اور خبیث، اچھی

اور بری اشیاء برابر نہیں ہوسکتیں اوران پر ایک ہی طرح کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، جیسا کہ ارشادربانی ہے:

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ.

آپ فرمادیجئے ، خبیث اور طیب برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ تمہیں خبیث چیز کا زیادہ ہونا تعجب میں ڈالدے۔

(سورۃ المائدہ:100)

اسی بناء پرحلال اورطیب کھانے کاحکم دیا گیافرمان الٰہی ہے:

يَـاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا.

اے ایمان والو! زمین میں جو کچھ ہے اس میں سے حلال طیب کھاؤ۔

(سورۃ البقرۃ:168)

آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کسی کمپنی کی مصنوعہ شئی پر یہ لکھا ہو کہ یہ شئی کھانے یا پینے سے صحت کے لئے ضرر ہے تو کیا کوئی اس کوخرید کر کھانا یا پینا پسند کریگا؟ یہاں عقلمند انسان کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں ، پھر کیا وجہ ہے کہ سگریٹ پیاک پر یہ (Cigarette smoking is injurious to health) لکھا ہوا ہونے کے باوجودلوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں؟

دین اسلام میں رسم ورواج کے بجائے مقاصدواغراض کو پیش نظر رکھا گیا ہے، صحت وتندرستی کی اہمیت کے پیش نظر عالمی ادارۂ صحت کی جانب سے 1950 عیسوی سے "عالمی یوم صحت " منایا جانے لگا ہے جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریبا چودہ صدیوں پہلے ایسی تعلیمات عطا فرمائیں جوانسانی صحت کی ضامن ہیں، اسلام میں نظام طہارت،وضو،غسل واستنجاء کے مسائل،کھانے پینے کے آداب وسنن،نماز وروزہ کا

نظام اوراس جیسے بہت سارے احکام ہیں جن پر بہ پابندی عمل کرنے سے جسم صاف ستھرا رہتا ہے،ان احکام کو مستقل لائحہ عمل میں رکھا جائے توماحول کی صفائی وستھرائی،جسم،لباس اور جگہ کی طہارت وپاکیزگی کے سبب بیماری لاحق ہونے کے اندیشے بہت کم ہوتے ہیں، گویا یہ فائدہ مند وصحت بخش تعلیمات انسانی جسم کیلئے صحت نامہ (Health certificate)ہیں۔

شریعت اسلامیہ میں بہت سے اعمال جوخالص اسلامی احکام اورتعبدی امور ہونے کے باوجودانسانی معاشرہ وسوسائٹی کیلئے باعث راحت بھی ہیں اور بجائے خود بیماریوں سے بچنے کی احتیاطی تدابیراورامراض کے اسباب کوختم کرنے کی صورتیں ہیں۔

اگرعالم انسانیت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بتلائی ہوئی اِن درخشاں وتابناک،فائدہ مندوصحت افزاتعلیمات پرعمل پیرا ہوجائے تو انسانی ماحول سے بیماریاں پیداہونے کے اندیشے کم ہوجاتے ہیں۔

آخر میں دعاء ہے کہ حق تعالیٰ ہم سب کوجسمانی وروحانی صحت وعافیت بخشے اور ہرطرح کے امراض سے شفاء کامل وعاجل عطافرمائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں،سہولت کی خاطران پربھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرْ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرْ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْغُرَرْ۔ ــــ اَمَّا بَعْد!

فَیَاعِبَادَ اللّٰہُ! اِتَّقُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَھُوْا عَمَّا نَھَاکُمْ عَنْہُ وَزَجَرْ، حَافِظُوْا عَلَی الطَّاعَۃِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَۃِ۔ وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَکُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِیْہِ بِنَفْسِہٖ، وَثَنّٰی بِمَلَائِکَتِہِ الْمُسَبِّحَۃِ لِقُدْسِہٖ، وَثَلَّثَ بِکُمْ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِیَّۃِ جِنِّہٖ وَاِنْسِہٖ، فَقَالَ تَعَالٰی فِیْ شَأنِ نَبِیِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ: إِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّۃِ الْعَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ۔ فَیَا اَیُّھَا الرَّاجُوْنَ مِنْہُ شَفَاعَۃً صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَصَاحِبِ الْھِجْرَتَیْنْ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ۔ فَیَااَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا؛ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ، لَا سِیَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِیْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَی الْاِیْمَانِ وَ التَّصْدِیْقْ، اَلْمُؤَیَّدِ مِنَ اللّٰہِ بِالتَّوْفِیْقْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلَی الزَّاھِدِ الْاَوَّابْ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابْ، مُزَیِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابْ، اَلْمُوَافِقِ رَأْیُہٗ لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنْ، کَامِلِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانْ، ذِی النُّوْرَیْنِ وَالْبُرْھَانْ، مَنِ اسْتَحْیَتْ مِنْہُ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمٰنْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبْ، مَظْھَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبْ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبْ، اَلْخَلِیْفَۃِ الرَّاشِدُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبْ، کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ وَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلٰی ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنْ، اَلسِّبْطَیْنِ الشَّھِیْدَیْنْ، اَلطَّیِّبَیْنِ الطَّاھِرَیْنْ، اَلْاِمَامَیْنِ الْھُمَامَیْنْ؛

سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنْ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ وَعَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃْ، سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا۔ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَھَّرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنْ، وَالْبَنَاتِ الطَّیِّبَاتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اَجْمَعِیْنْ۔ وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُعَظَّمَیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَالنَّاسْ، اَلْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسْ، سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ وَعَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃْ، وَالَّذِیْنَ بَایَعُوْہُ تَحْتَ الشَّجَرَۃْ، وَسَائِرِ الصَّحَابَۃِ وَالْقَرَابٰی وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارْ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارْ، رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنْ۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاَعْلِ کَلِمَۃَ الْحَقِّ وَالدِّیْنْ، اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنْ، وَاخْذُلِ الْکَفَرَۃَ وَالْمُبْتَدِعَۃَ وَالْمُشْرِکِیْنْ، اَللّٰھُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّیْنْ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ یَا مُبِیْدَ الظَّالِمِیْنْ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِھِمْ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ۔ اَللّٰھُمَّ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَاغَایَۃَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا یَخَافُکَ فِیْنَا وَلَا یَرْحَمُنَا، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنْ۔ وَاکْتُبِ اللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَۃَ وَالْعَافِیَۃَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاۃِ وَالْمُقِیْمِیْنَ وَالْمُسَافِرِیْنْ، فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ وَجَوِّکَ مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنْ۔ اَللّٰھُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِیَّۃَ مِنْ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ الْمُعْتَدِیْنْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءْ، وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتْ، وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتْ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتْ، رَبَّنَااِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتْ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ۔

إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِیتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ، یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُونَ۔

اُذْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ، وَادْعُوْہُ عَلٰی نِعَمِہٖ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ۔

انوار خطابت
برائے جمادی الاخری

انوار خطابت
برائے جمادی الاخری

انوار خطابت

برائے رجب المرجب

حصہ ہفتم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب : انوار خطابت' حصہ' ہفتم، برائے رجب المرجب

تالیف : مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : 1432ھ،م جون 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 35 روپے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996

کتابت : حافظ شیخ احمد محی الدین رفیع

پروف ریڈنگ : مولانا غلام خواجہ سیف اللہ سلمان صاحب، مولانا محمد افسر الدین قادری صاحب

ملنے کے پتے :

- جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ابوالبرکات پرفیومرس، روبرو نقشبندی چمن، حیدرآباد
- مکتبۃ الحسنات، مصری گنج، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

فہرست

پیش لفظ

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے شعبۂ نشر واشاعت کی جانب سے عقائد وکلام ،تذکرہ وسیر،فقہیات واخلاقیات،جدید تحقیقات اور خطبات پر مشتمل کتابیں طبع کروائی جاتی ہیں،گزشتہ ماہ جمادی الثانی 1432ھ انوار خطابت برائے جمادی الاخری حصہ ششم ،انوار الادعیۃ من الاحادیث النبویۃ اور انوار الاحادیث کی طباعت عمل میں آئی،جاریہ ماہ کتاب ''حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ' حیات وتعلیمات'' شائع ہوئی۔ریسرچ سنٹر کی جانب سے حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی تصانیف بنام''انوار خطابت'' کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا زیر نظر کتاب ''انوار خطابت برائے رجب المرجب حصہ ہفتم''اسی سلسلہ کی ساتویں کڑی ہے۔حضرت مفتی صاحب نے اس حصہ میں ماہ رجب کی مناسبت سے چار تقاریر تحریر فرمائی ہیں،جس کے عنوانات یہ ہیں:(1) حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ حیات وتعلیمات،(2)نماز تحفۂ معراج،(3)سفر معراج اور برزخی احوال اور(4)معجزۂ معراج اسرار وحقائق۔

مفتی صاحب نے پہلی تقریر میں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی حیات مبارکہ،احوال شریفہ،تبلیغی مساعی اور کرامات تحریر کئے ہیں،دوسری تقریر میں نماز کی اہمیت وتاکید'دین اسلام میں اس کا مرتبہ،نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے اور نماز ترک کرنے والوں کے لئے وعیدیں اور بطور نمونہ نماز سے متعلق چند صحابۂ کرام کے احوال واقوال بیان کئے ہیں،تیسری تقریر میں سفر معراج میں پیش آنے والے برزخی احوال لکھے ہیں،جن میں مجاہدہ کرنے والوں کے لئے،قرض دینے والوں کے لئے اور غصہ ضبط کرنے اور عفو درگزر کرنے والوں کے لئے اجر وثواب کی خوشخبری ہے اور نماز ترک کرنے والوں کے لئے،زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کے لئے ،بے عمل واعظین وخطباء ،سودخوروں اور غیبت کرنے والوں کے لئے دردناک عذاب کی وعید ہے۔چوتھی تقریر میں حضرت شیخ الفقہ صاحب نے معجزۂ معراج میں پنہاں اسرار وحقائق بیان کئے ،اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اعجازی شان،سفر معراج کی حکمتیں،براق کے انتخاب کی حکمتیں،مسجد اقصی تشریف لے جانے کی حکمتیں اور دیگر حکمتیں تحریر کی ہیں۔خطباء کی سہولت کے لئے آخر میں خطبۂ ثانیہ با اعراب شامل کیا گیا۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس اشاعتی سلسلہ کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

شعبۂ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر،حیدرآباد الہند

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ' حیات وتعلیمات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّہُمْ وَتَبِعَہُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ : ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ .صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمُ .

دین اسلام حسن اخلاق اور پاکیزہ کردار کی تعلیم دیتا ہے،دوسروں کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنے کی ہدایت دیتا ہے،اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینے اور اپنے محسنوں اور کرم نوازوں کا شکر ادا کرنے کا درس دیتا ہے،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ .	کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا' بھی کچھ ہوسکتا ہے؟۔

(سورۃ الرحمٰن۔60)

یعنی احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

برادران اسلام! کوئی کسی مصیبت زدہ وتنگدست شخص کی اعانت کرکے احسان کرتا ہے تو کوئی کسی نادار وخستہ حال کی امداد کرکے احسان کرتا ہے،کوئی کسی غمزدہ کے ساتھ غمخواری کرکے احسان کرتا ہے تو کوئی کسی پریشان حال وشکستہ دل کے ساتھ ہمدردی کرکے احسان کرتا ہے،کوئی کسی بے سہارا کو سہارا دیکر احسان کرتا ہے تو کوئی کسی خوف زدہ شخص کے لئے مونس بن کر احسان کرتا ہے اور کوئی کسی مریض کا علاج کرواکر احسان کرتا ہے تو کوئی کسی بیوہ ویتیم کا تعاون کرکے احسان کرتا ہے۔

اس طرح کے احسانات کرنے والا ہمارا محسن تو ہے لیکن اس کا یہ احسان سب سے بڑا احسان نہیں، کیونکہ مال ودولت خرچ کرکے کسی کی جان بچانا یہ اتنا عظیم احسان نہیں بلکہ اپنی انتھک محنتوں اور مخلصانہ کاوشوں کے ذریعہ کسی کا ایمان بچانا سب سے بڑا احسان ہے۔

حضرات! غور کرنا چاہئے کہ جب دین اسلام نے دنیوی احسان کرنے والے محسن کے احسان ماننے اور اس کی شکر گزاری کا اس طرح حکم دیا ہے تو پھر اس محسن کے احسان پر ہمیں کس درجہ شکر گزاری کا مظاہرہ کرنا چاہئے کہ جس نے ہمیں نہ صرف دنیوی زندگی کے اصول سکھائے بلکہ دین وایمان ہم تک پہنچایا، جس نے ہمیں زندگی کا سلیقہ اور بندگی کا طریقہ سکھایا، اصول معیشت سے آگہی بخشی اور آداب معاشرت سے روشناس فرمایا اور حسن اخلاق، پاکیزہ عادات، عالی اقدار اور بلندئ کردار کی تعلیم دی۔

وہ ذات عالی وقار محسن امت، غواص بحر معرفت، امام الاولیاء، قدوۃ الاصفیاء، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین سجزی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین پر اسلام کی شمع کو روشن کیا، حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفوی اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا کہ آپ کے اخلاق کی پاکیزگی اور کردار کی بلندی دیکھ کر لوگ تنہا تنہا اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے باشندگانِ ہند کو دولت اسلام اور نعمت ہدایت دے کر جو احسان فرمایا، اس کی احسان مندی اور شکر گزاری کرتے ہوئے آپ کا تذکرہ کرنا، اہل ہند کا فرض ہے اور ان پر قرض بھی۔

جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ . — جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔

(جامع ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الشكر لمن أحسن إليك . حدیث نمبر۔2082)

حضرات! سیدنا غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے گراں قدر وعظیم احسانات کا ہم کوئی بدلہ تو نہیں چکا سکتے بلکہ آپ کا ذکر خیر کرکے تحفۂ غلامی پیش کرتے ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اور یہ مبارک تذکرہ ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا ہے، جیسا کہ جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں روایت ہے:

ذِکْرُ الْأَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃُ الذُّنُوْبُ . — انبیاء کرام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور اولیاء وصالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

(جامع الأحادیث، حرف الذال، حدیث نمبر۔ 12503۔ الجامع الکبیر للسیوطی، حرف الذال، حدیث نمبر۔12685 ۔ کنز العمال، کتاب الفضائل من قسم الأفعال، حدیث نمبر۔ 32247)

﴿مبلغین وداعیان اسلام کے لئے حضرت غریب نواز کا اسلوب مشعل راہ﴾

خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیمات اسلامیہ کی ترویج واشاعت نہایت ہی خوش اسلوبی سے انجام دی، جنہیں آج تک کسی نے فراموش کیا ہے نہ کوئی ان کی عالی خدمات کو نظر انداز کرسکتا ہے، جب آپ نے پرچم حق بلند کیا تو مخالفین نے مخالفت کی، دشمنوں نے عداوتوں کے مظاہرے کئے، ہر طرف مکر وفریب کے

جال بچھائے جانے لگے‘ایسے وقت اگر آپ چاہتے تو لشکر وسپاہ کے ذریعہ دشمنوں سے انتقام لے سکتے تھے اور اُنہیں دندان شکن جواب دے سکتے تھے‘ لیکن آپ نے ہرگز ایسا نہیں کیا‘ بلکہ حکمت ونصیحت کے اسلوب کو اختیار کیا،جس کی برکت اسطرح ظاہر ہوئی کہ لوگ آپ کے صدق وصفا کو دیکھ کر صداقت شعار و باصفا ہوگئے، آپ کے حلم و بردباری، جود وسخاوت اور بلند اخلاق سے متاثر ہوکر لوگ عمدہ اخلاق کے حامل اور پاکیزہ صفات کے پیکر ہوگئے، آپ کے محض دہلی سے اجمیر تک سفر کے دوران نو دلاکھ (90,00,000) افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آج کے اس پرفتن دور میں تعلیمات اسلامیہ عام کرنے اور اشاعت دین کے لئے نصیحت وموعظت کا اسلوب اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام کا پیام باہم محبت و الفت کا فروغ اور امن وسلامتی کی اشاعت ہے،ہمیں اسلاف کرام وصالحین عظام کے اسلوبِ تبلیغ کو اپنانا چاہئے ۔خواجۂ ہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ہندوستان میں شمع اسلام کو روشن کیا اور اسلام کے پیغام کو عام کیا جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اپنے ساتھ لشکر جرار، تیر وتلوار لے کر نہیں آئے بلکہ اخلاقِ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم‘ بلند کردار اور اسلامی اقدار لے کر آئے ،حضرت سیدنا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نصیحت فرماتے تو آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور بزرگان دین کے اقوال واعمال کا ذکر فرما کر لوگوں کی اصلاح فرماتے‘ جس کا یہ اثر ہوتا کہ لوگ بے دینی سے توبہ کر کے آپ کے عقیدتمندوں میں شامل ہوجاتے ،آپ کی مبارک مجالس میں شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا جاتا اور فرائض وسنن کی ادائیگی ، ریاضت ومجاہدہ ، پاکیزگی وخلوص ،طہارت ونفاست ،صدق وصفا،خوف خدا اور مخلوق خدا کی

خدمت کی تعلیم دی جاتی ۔حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اشاعت اسلام کی ذمہ داری دیکر روانہ فرمایا۔

آپ ہی کا احسان ہے کہ دیار ہند کے ہر گوشہ میں اسلام کا پیام عام ہوگیا۔اس سنہرے انقلاب سے متعلق سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت سید محمد بن مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: حضرت کی اور کرامت یہ ہے کہ ہندوستان کی مملکت میں مشرق کے آخری سرے تک ہر طرف کفر وبت پرستی کا دور دَورہ تھا،لوگ دین اور شرائع دین سے غافل تھے،خدا اور رسولِ خدا سے بے خبر تھے، اہل یقین کے اس آفتاب عالمتاب کے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین میں کفر کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور ہر سُو اسلام کا اجالا پھیل گیا، آپ واقعۃً دین کے معین ہیں‘ اس سرزمین پر جو شخص بھی مسلمان ہوا اور لوگ آئندہ مسلمان ہوتے رہیں گے تا قیامت ان کا ثواب شیخ الاسلام خواجہ حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتا رہے گا۔(سیر الاولیاء۔57)

﴿ ولادت مبارک ونسب عالی ﴾

ایران کے صوبہ سجستان میں واقع مقام سجز میں 14 رجب المرجب 536ھ بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت ہوئی ، آپ بواسطۂ والد گرامی حسینی اور بذریعہ والدہ محترمہ حسنی سادات سے ہیں ۔سلسلہ پدری بارہ واسطوں اور سلسلہ مادری گیارہ واسطوں سے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

سادات گھرانے کے چشم وچراغ ہونے کی حیثیت سے آپ پر سعادت کے آثار نمایاں تھے، والدہ محترمہ کا نام ’’ام الورع‘‘ تھا،آپ کی والدۂ ماجدہ اپنے نام کے

مطابق تقوی وپرہیزگاری کا سرچشمہ تھیں، والد ماجد کا نام ''سید غیاث الدین حسن الحسینی'' تھا، جوتہجد گزار، شب زندہ دار بزرگ تھے۔(ملخص از اقتباس الانوار،ص 346)

﴿شکم مادر میں کرامت کاظہور﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی والدۂ محترمہ حضرت ام الورع رحمۃ اللہ تعالی علیہا بیان فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ زمانۂ حمل میں جس وقت سے معین الدین حسن کے جسم میں روح ڈالی گئی اس وقت سے ان کی ولادت تک میں ہر دن اپنے کانوں سے آواز سنا کرتی کہ وہ نصف شب سے دن چڑھنے تک کلمۂ طیبہ ''لا الـــہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ورد کیا کرتے۔(سیرت خواجہ غریب نواز،ص۔168)

﴿جامع علوم ظاہری وباطنی﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سال کی عمر مبارک کو پہنچے یا آپ کی عمر اس سے بھی کم تھی کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا، دوسال بعد والدہ ماجدہ کا بھی وصال ہوگیا، ترکہ میں ایک باغ تھا، آپ عبادت واذکار میں مشغول رہتے ہوئے باغبانی کیا کرتے، لیکن جب حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ سے نعمت ملی تو آپ کو مزید طلبِ علم وکمال کا اشتیاق ہوا، اورآپ علوم ظاہری میں کمال حاصل کرنے کے لئے نیشاپور تشریف لے گئے اوراعلی علوم حاصل کرکے ایسے باکمال ہوگئے کہ وقت کے مشہور عالم آپ کی خدمت میں اپنے اشکالات وسوالات پیش کرتے اورآپ اُنہیں اشکالات کے حل بتلاتے اور سوالات کے تشفی بخش جوابات دیتے۔(ملخص ازمرأۃ الاسرار:طبقہ 17،ص:593)

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکرارادت مند ہوئے، بیس(20)سال خدمت کی، سفروحضر، جلوت

وخلوت، آٹھوں پہر حضرت شیخ کی صحبت میں رہتے، آپ پر شیخ کی خصوصی توجہ رہی، باطنی کمال وروحانی مرتبہ ایسا حاصل کیا کہ خود پیرومرشد کوآپ پر ناز تھا۔

﴿نورفراست اورعلمی جلالت﴾

حضرت شیخ فیض الدین بلخی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے چند مسائل درپیش ہوئے، جن کی وجہ سے میں سخت پریشان تھا، مجھے ان کا حل نہیں مل رہا تھا، میں ان سوالات کوایک کاغذ پرلکھ کر حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، حاضرین کی کثرت کی وجہ سے میں اپنے سوالات پیش نہ کرسکا، میں مجلس میں خاموش بیٹھا رہا، کچھ دیر بعد حضرت نے مجھے قریب بلایا اورایک کاغذ عنایت فرمایا، جب میں نے اس کاغذ کوکھولا تو اس پر میرے انہیں دریافت طلب سوالات کے تشفی بخش جوابات تھے۔(سیرت غریب نواز،ص۔308)

﴿دربارنبوی سے قطب المشائخ کا خطاب﴾

خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی قدس اللہ سرہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ملفوظات مبارکہ انیس الارواح میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دعاگو اضعف عباد اللہ معین الدین حسن سجزی شہر بغداد شریف میں گیا، حضرت خواجہ عثمان ہارونی کوتلاش کیا، لوگوں نے کہا کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی کی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے ہیں، یہ سن کر میں حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ کی مسجد میں گیا اور مولائی ومرشدی حضرت عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ کی زیارت وقدم بوسی سے مشرف ہوا، اس وقت بہت سے مشائخ کبار خدمت اقدس میں حاضر تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھو! میں نے حکم کی تعمیل کی، آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب منہ کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ الٰہی! میں ان کو تیرے سپرد کرتا ہوں، اسکے بعد بغداد شریف سے روانہ ہو کر مکہ معظّمہ تشریف لائے اور یہ درویش ہم رکاب تھا' آپ مجھے پا پیادہ کعبہ شریف لے گئے اور فقیر کے حق میں دعاءِ خیر کی، آواز آئی کہ ہم نے معین الدین حسن سجزی کو قبول کیا' وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، میں بھی ہمراہ تھا' جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر پہنچے تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سلام کرو! میں نے سلام عرض کیا! روضۂ مبارک سے آواز آئی ''**وعلیکم السلام یاقطب المشائخ**'' اس آواز کے آنے پر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا معاملہ درجۂ کمال کو پہنچا۔ (حیات خواجہ ۔ص21/20)

☆......معمولات شریفہ......☆

﴿تلاوت قرآن کریم﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا رمضان مبارک کے علاوہ عام دنوں میں یہ معمول تھا کہ ہر روز دن و رات میں دو مرتبہ قرآن کریم ختم کیا کرتے، اور ہر مرتبہ آواز آتی: ''ہم نے تمہارے ختم کو قبول کیا ہے'' آپ نے حدیث شریف کی روشنی میں فرمایا کہ جو شخص کلام اللہ شریف کی طرف دیکھتا ہے اور تلاوت کرتا ہے اللہ تعالی اسے دو ثواب عطا فرماتا ہے، ایک قرآن کریم پڑھنے کا اور دوسرا دیکھنے کا، اور ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

شان غریب نوازی

برادران اسلام! حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ میں صفت کرم نوازی و شان غریب نوازی ابتداء ہی سے موجود تھی، چنانچہ آپ کی سیرت میں یہ بات ملتی ہے کہ ابھی کی عمر مبارک تین (3) سال ہی تھی کہ آپ اکثر اپنے ہم عمر ساتھیوں کو گھر لاتے اور بڑی محبت کے ساتھ انہیں کھانا کھالاتے۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص۔170)

﴿غریب لڑکے کے لئے اپنی خوشیاں قربان فرمانا﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت عمدہ اور نفیس لباس زیب تن فرما کر عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک نابینا لڑکا پھٹے پرانے کپڑے پہنے بیٹھا ہے، آپ سے اس کی غریبی و لاچاری، مفلسی و اداسی دیکھی نہ گئی، فوراً آپ اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے، اپنا نیا اور قیمتی لباس اسے دے دیا اور خود سادہ لباس زیب تن فرمایا اور اس غریب کے ساتھ نماز عید ادا فرمائی۔ (ملخص از: سیرت خواجہ غریب نواز، ص۔171)

﴿غرباء کی امداد اور مفلسوں کی فریاد رسی﴾

حضرت سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ مفلسوں کی فریاد رسی فرماتے، غریبوں ناداروں کی امداد فرماتے، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری فرماتے، غرباء و محتاجوں کا تعاون فرماتے چنانچہ آپ ہر روز نماز اشراق کے بعد اپنے محلّہ کی بیوگان اور عمر رسیدہ و ضعیف خواتین کی خبر گیری فرماتے اور ان کی مدد فرماتے۔

آپ کے ملفوظات میں ہے: جو شخص بھوکوں کو سیر کرتا ہے تو اس کے اور دوزخ کے درمیان سات حجابات حائل ہوجاتے ہیں، اور ارشاد فرمایا کہ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتیں پوری کردیتا ہے، اسے دوزخ سے چھٹکارا ملتا ہے اور جنت میں اس کے لئے ایک محل تیار ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس عاجزوں کی فریادرسی، حاجت مندوں کی حاجت برآری اور بھوکوں کو کھانا کھلانے سے بڑھکر کوئی اور طاعت نہیں۔ اسی لئے آپ کے مطبخ میں روزانہ اس قدر کھانا پکایا جاتا کہ شہر کے تمام غرباء ومساکین سیر ہوکر کھاتے، خانقاہ کے خرچ کے لئے خدام حاضر ہوتے، آپ اپنے مصلے کا گوشہ اٹھا کر فرماتے: جس قدر رقم درکار ہو یہاں سے لے لو!۔

آپ کی سخاوت وفیاضی سے متعلق حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در سے محروم جاتے نہیں دیکھا۔

﴿خوف وخشیت﴾

برادران اسلام! حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت کے عالی مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے خوف وخشیت کا یہ عالم رہتا کہ آپ خوف الٰہی وخشیت خداوندی کے سبب کانپتے تھے اور ارشاد فرماتے: ائے لوگو! اگر تم کو زیر خاک سوئے ہوئے لوگوں کا ذرا سا بھی حال معلوم ہوجائے تو تم (مارے خوف ودہشت کے) ٹھہرے ٹھہرے پگھل جاؤگے اور نمک کی طرح گھل جاؤگے۔ (مسالک السالکین)

﴿تعلیمات وملفوظات﴾

برادران اسلام! حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ گزاری، آپ نے انسانی اقدار کا کس درجہ پاس ولحاظ رکھا، مخلوق خدا کے ساتھ آپ نے کس طرح الفت ومحبت کا برتاؤ کیا؛ آپ کے ان ملفوظات اور تعلیمات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

﴿صفات حمیدہ کیا ہیں؟﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ محبوب کون سی صفات ہیں؟ فرمایا (1) غمگین افراد کی فریاد سننا (2) مسکینوں کی حاجت پوری کرنا اور (3) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور فرمایا: جس میں تین خصلتیں ہوں سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے: (1) دریا کی طرح سخاوت (2) سورج کے جیسی شفقت اور (3) زمین کی طرح انکسار وتواضع۔ (سیر الاولیاء۔56)

﴿ادائی فرائض وسنن کی تلقین﴾

آپ نے ادائی فرائض وسنن کی تاکید کرتے ہوئے فقیہ ابواللیث کی کتاب کے حوالہ سے فرمایا کہ روزانہ ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے: جو شخص خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش سے دور ہوجاتا ہے، دوسرا فرشتہ کہتا ہے: جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہوجاتا ہے۔

﴿طہارت وپاکیزگی کی اہمیت﴾

حضرت غریب نواز نے فرمایا کہ جو بندہ باوضو سوتا ہے فرشتے اس کی روح کو عرش الٰہی کے نیچے لیجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اسے نور کی خلعت پہناؤ! اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی روح فرشتے پہلے آسمان سے گرادیتے ہیں۔

﴿وصال مبارک﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ اور احسانات کی برکت سے ظلمت کدۂ کفر، انوارِ توحید ورسالت سے جگمگانے لگا، آپ نے تمام مخلوق خدا پر شفقت

محبت، رأفت ورحمت کے پھول برسائے، آپ محبت خدا اور رسول کا درس دیتے رہے، جب سفر آخرت کا وقت آیا تو چند اولیاء اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرما رہے ہیں: اللہ کے دوست معین الدین سجزی آ رہے ہیں، ہم ان کے استقبال کیلئے آئے ہیں۔

وصال کے وقت آپ کی جبین اقدس پر یہ نورانی تحریر جگمگا رہی تھی: **حبیب اللہ مات فی حب اللہ** یہ اللہ کے محبوب ہیں جو محبت الٰہی میں وصال کر گئے۔

آپ کی ذات مبارکہ سے بلالحاظ مذہب وملت سبھی اکتساب فیوض وبرکات کیا کرتے ہیں، آپ کی سنہ ولادت اور سنہ وصال سے متعلق مختلف اقوال وارد ہیں، آپ کا وصال مبارک 6/رجب المرجب 633ھ بروز دوشنبہ ہوا۔

﴿اولاد امجاد﴾

"معین الارواح "میں مذکور ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو حضرت بی بی امۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا سے دو شہزادے: (1) حضرت خواجہ فخر الدین ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور (2) حضرت خواجہ حسام الدین ابو صالح رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ایک شہزادی: حضرت بی بی حافظ جمال تاج المستورات رحمۃ اللہ تعالی علیہا ہیں۔

اور حضرت بی بی عصمت اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا سے ایک شہزادہ: حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔

﴿......کرامات......﴾

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بے شمار کرامات ہیں، یہاں حصول سعادت کے لئے چند کرامتیں ذکر کی جاتی ہیں:

﴿اناساگر ایک کوزہ میں﴾

ایک مرتبہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم اناساگر سے وضو کے لئے پانی لینے گئے تو وہاں خلاف معمول راجہ کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے، جب خادم نے کوزہ میں پانی بھرنا چاہا تو سپاہیوں نے سختی سے منع کر دیا اور کہا کہ اب تم اس کو نہیں چھو سکتے ہو' تالاب کے پانی کو گندہ مت کرو۔ خادم نے کہا کہ پانی تو جانوروں پر بھی بند نہیں کیا جاتا' ہم تو انسان ہیں۔

اس پر سپاہیوں نے کہا کہ تم حیوانوں سے بھی بدتر ہو۔ خادم نے آ کر جب آپ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا کہ سپاہیوں سے کہو کہ اس مرتبہ ایک کوزہ پانی لے لینے دو پھر ہم اپنا کوئی اور انتظام کر لیں گے۔ آپ کے حکم پر جب خادم دوبارہ تالاب پر پانی لینے گیا تو سپاہیوں نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا کہ آج کوزہ بھر لو اس کے بعد تمہیں یہاں سے پانی لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ چنانچہ خادم نے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق وہ کوزہ بھر لیا۔ راجپوت سپاہیوں کیساتھ ساتھ مسلمان خادم پر بھی حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے وہ یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے کہ اناساگر تالاب کا سارا پانی ایک چھوٹے سے برتن میں سمٹ کر آ گیا۔ جس تالاب پر سپاہی تکبر کر رہے تھے وہ پانی سے خالی ہو چکا تھا۔ اس قوم کے نزدیک یہ جادوگری کا ایک عظیم الشان مظاہرہ تھا۔ یہ دیکھ کر راجپوت سپاہی وہاں سے خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کے خادم بھی حضرت کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا۔ پورے شہر اجمیر میں ہنگامہ برپا تھا اناساگر تالاب کے خشک ہونے کی خبر سب کیلئے حیران کن تھی۔ پرتھوی راج مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کو ہر صورت میں روکنا چاہتا تھا' مشیروں نے اسے مشورہ دیا کہ اس مسلمان فقیر کا مقابلہ ہندو جادوگر ہی کر سکتے ہیں۔

لیکن اس سے پہلے شہر اجمیر کے چند معززین اناساگر تالاب کی سابقہ پوزیشن

بحال کرنے کی استدعا لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر تالاب کا پانی اسی طرح خشک رہا تو بہت سارے انسان پانی کے بغیر مر جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اسلام کی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ تو حق کے نافرمانوں کیلئے ایک چھوٹی سی جھلک ہے، ورنہ ہمارا مذہب تو کسی کتے کو بھی پیاس سے تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ یہ فرما کر آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ برتن کا پانی تالاب میں واپس ڈال دیا جائے۔ جب کوزہ کا پانی آپ کے حکم سے تالاب میں ڈالا گیا تو لوگ دیکھ کر یہ حیران رہ گئے کہ تالاب ایک بار پھر پانی سے لبالب اور بھرا ہوا ہے۔

حضرات! بت پرستوں اور پرتھوی راج کیلئے حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے یہ ایک بہت بڑا پیغام تھا، جسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے بجائے وہ سرکشی پر اتر آیا اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں رچانے لگا' حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی خدمت میں رہنے والے درویشوں پر زیادتیاں کرنے لگا۔

﴿لشکر اسلام کو ہند میں آنے کی اجازت﴾

جب پرتھوی راج اپنے بغض وعناد سے باز نہیں آیا اور مظالم کی انتہاء کر دی تو حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی قوت کے ذریعہ ظلم وجبر کی سلطنت کا تختہ الٹ دیا اور سرزمین ہند میں امن وآشتی کی فضا ہموار کرتے ہوئے حکومت کی باگ ڈور سلطان معز الدین عرف شہاب الدین غوری کے حوالہ فرمادی اور قوم کو پرتھوی راج کی بربریت سے نجات دلادی، جیسا کہ شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ پتھورا رائے (پرتھوی راج) کے دور حکومت میں اجمیر تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے، پتھورا رائے اس زمانہ میں اجمیر میں ہی مقیم تھا، ایک روز اس نے آپ کے ایک مرید کو کسی وجہ سے ستایا، آپ نے کہلا بھیجا کہ اسے مت ستاؤ! لیکن اس کا سر غرور وتکبر سے بھرا ہوا تھا، وہ باز نہ آیا اور اس مرید کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہے تو آپ نے فرمایا: پتھورا را زندہ گرفتہ بدست لشکر

اسلام دادم یعنی پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے میں نے لشکر اسلام کے ہاتھ میں دے دیا، انہی ایام میں شہاب الدین غوری لشکر لیکر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوئے، پتھورا نے مقابلہ کیا لیکن اللہ کے حکم سے زندہ گرفتار ہو گیا۔ (اخبار الاخیار، ص:55، مراۃ الاسرار، ص:599، سیر الاولیاء۔ ص56)

﴿مشت خاک کی کرامت﴾

جوں جوں اسلام عام ہوتا گیا' مخالفین اسلام کے دلوں میں آتش غیظ وغضب بھڑک اٹھی، ایک شخص ناپاک ارادہ سے آپ پر حملہ آور ہوا' اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے، نماز سے فراغت کے بعد جب خادموں نے اطلاع دی تو آپ اٹھے اور مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کی اور دشمنوں کی طرف پھینک دی، وہ مٹی جس شخص پر پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا، اور وہ بے حس ہو کر رہ گیا، یہ دیکھ کر سب لوگ وہاں سے بھاگ گئے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت غریب نواز کی ولایت محمدی تھی، غرض یہ کہ جب دشمنوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ ممکن نہیں تو انہوں نے لڑائی ترک کر دی۔ (اقتباس الانوار۔362/363)

حضرات! یہاں بطور اختصار حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شخصیت، حیات، افکار وتعلیمات سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو تابناک اور ہر گوشہ روشن ومنور ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق خیر مرحمت فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

نماز، تحفۂ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنْ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنْ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنْ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنْ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَوْقُوْتًا.(سورة النساء. 103)

برادران اسلام! خالق کائنات نے جب اپنے بندوں کی تخلیق کی تو انہیں تخلیق کا مقصد بھی بتایا اور اپنی بارگاہ سے رابطہ مضبوط و مستحکم کرنے کی تلقین فرمائی، حضرات انبیاء کرام نے اسی مشن کو پیش کیا اور بندگان خدا کو بارگاہ رب العزت سے جوڑتے رہے، تقاضے بدلتے گئے، طریقے ضرور مختلف ہوئے لیکن سبھوں نے انسانوں کو ایک ہی مقصد بتایا، خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا، حضور رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب پیغام حق کا اعلان فرمایا، حضرات صحابہ کرام جیسا جیسا حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے، اپنے مولیٰ کی بندگی سے بھی آشنا ہوگئے۔

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تحفے عطا فرمائے ہیں ان عظیم بابرکت تحفوں میں ایک تحفہ نماز ہے، روزہ، زکوۃ، حج تمام عبادتیں زمین پر فرض کی گئیں اوران عبادتوں کا حکم زمین میں دیا گیا، لیکن نماز عالم بالا میں ساتوں آسمان کے اوپر فرض کی گئی، نماز کا حکم اس وقت نازل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش عظیم پر دیدار الٰہی سے مشرف ہورہے تھے۔

برادران اسلام! اس بات سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہیکہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں ، ان پانچوں ارکان میں جو رکن بنیادی حیثیت رکھتاہے وہ عقیدۂ توحید ورسالت ہے، اس کے بعد نماز وروزہ اورحج وزکاۃ کا درجہ ہے، اگر رکن اول عقیدہ مستحکم نہ ہوتو دیگر ارکان بھی رائگاں ہوجاتے ہیں، واضح رہے کہ اسلام کے نظام عبادت میں سب سے زیادہ اہمیت اوراولیت نماز کو حاصل ہے، کتاب وسنت میں نماز سے متعلق بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں ، روزہ ، زکوۃ اور حج کا جہاں تک معاملہ ہے ، ان کی فرضیت سال بھر میں صرف ایک مرتبہ عائد ہوتی ہے، روزہ رکھنے کے لئے طاقت وتوانائی ضروری ہے تو زکوۃ کی ادائی کے لئے سال بھر تک مال کے مقررہ نصاب کا مالک ہونا شرط ہے اور حج کیلئے صرف ماہ ذی الحجہ کے مخصوص پانچ ایام مقرر ہیں، پھر اس کی ادائی بھی استطاعت رکھنے والے پر فرض ہے، لیکن نماز ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔

نماز ذکر کے تمام طریقوں پر مشتمل ہے، وہ اس طور پر کہ نماز میں ذکر جہری بھی ہے اور ذکر سری بھی، نماز میں تلاوت قرآن بھی ہے اور درود شریف بھی، نماز کو اجتماعی طور پر بھی ادا کیا جاتا ہے اور انفرادی طور پر بھی، نماز دعاء کا طریقہ سکھاتی ہے، نماز رحمت کے نزول کا باعث ہے اور استغفار کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان میں نماز کو ''صلوٰۃ'' کہا جاتا ہے، لفظ صلوۃ کے معنی، دعا، رحمت اور استغفار کے آتے ہیں، نماز کو ''صلوٰۃ'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ مذکورہ تمام معانی اس عبادت میں پائے جاتے ہیں، نماز میں دعا کی جاتی ہے، نماز کی وجہ سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور نماز میں بندہ اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے۔

نماز تمام عبادتوں میں سب سے اعلی درجہ وفضیلت رکھتی ہے،نماز دین کا رکن اوراسلام کا ستون ہے اورنماز میں جولطف ولذت ہے اگرنمازی اس سے آشنا ہوجائے تو کبھی سلام پھیرنا، پسند نہ کریگا،نماز بندہ اوررب کے درمیان سرگوشی کا ذریعہ ہے،نماز کے وسیلہ سے نمازی دربار الہی میں حاضری دینے والا ہوتا ہے،نماز گناہوں کا کفارہ ہے،نماز مومن وکافر کے درمیان امتیاز وفرق ہے،نماز منافقین پر بھاری گزرتی ہے،نماز مومنین کی معراج ہےاورنماز میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مقدس کی ٹھنڈک ہے،نماز نامۂ اعمال سے گناہ مٹادیتی ہے،نماز طہارت ونظافت کا عادی بناتی ہے،نماز غضب الہی کوٹھنڈا کرتی ہے،نمازی کوصدیقین اورصالحین کا درجہ ملتا ہے۔

﴿نماز‘اولین رکن﴾

نماز ایسی عبادت ہے جوسب سے پہلےفرض ہوئی،فرائض اسلام میں یہ وہ اہم ترین فریضہ ہے جسے ہرروز پانچ مرتبہ ادا کرنا ہرمسلمان پرفرض ہے،خواہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان،امیر ہو یا فقیر،تندرست ہو یا بیمار،سفر میں ہو یا حضر میں‘ حالت امن میں ہو یا حالت جنگ میں،راحت میں ہو یا مصیبت میں‘ کوئی بالغ مسلمان اس سے علحدہ نہیں، پانچ نمازوں میں جب بھی کسی نماز کا وقت آتا ہےتوایک مسلمان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ فریضۂ نماز ادا کرے، بجائے اس کے بعض لوگ مصروف ہونے کی بات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاروبار کی وجہ سے وقت نہیں نکلتا ہے،آج کا دورعدیم الفرصتی کا دور ہے، ہرشخص مصروف ہے‘بہت ساری مصروفیات کے باوجودآدمی تمام معاشرتی وسماجی رسم ورواج کی تکمیل کررہا ہے،تعلیمی وتجارتی امورانجام دے رہا ہے،غرض یہ کہ آدمی معاشرہ اورسماج کواہمیت دیتا ہے‘اسی لئے اس کے رواج

کے مطابق کاموں کی تکمیل بھی کرلیتا ہے،تعلیم وتجارت کی اس کے پاس قدر ہے‘اسی لئے ان سے متعلقہ امور کے انجام کی فکرکرتا ہے،اگرچہ مصروفیات بہت ساری ہیں لیکن ان امور کے لئے وقت نکالتا ہے،اسی طرح ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز جیسی اہم عبادت کی اہمیت کوجانے،اسلام میں اس کے مرتبہ کوپہنچانے!،نماز وہ اہم ترین عبادت ہے کہ قرآن کریم میں بارہااس کا ذکرکیا گیا،مختلف اسلوب وانداز سےاس کا حکم دیا گیا، اللہ تعالی نماز کا حکم دیتے ہوئےفرماتا ہے:

حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی۔	تمام نمازوں کی حفاظت اور پابندی کرواورخاص طور پردرمیانی نمازعصرکی۔

(سورۃ البقرۃ۔238)

نماز وہ اہمیت والی عبادت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں اورغیرمسلموں کے درمیان،خط فاصل اوروجہ امتیاز قرار دیا‘ارشاد نبوی ہے:

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بین الکفر والایمان ترک الصلوۃ .	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

(جامع الترمذی،ابواب الایمان،باب ماجاء فی ترک الصلوۃ،حدیث نمبر: 2827)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جوشخص نماز پڑھتا ہےاس کے پاس نشانی ہے کہ وہ مسلمان ہے، اورجونماز نہیں پڑھتا اس کے پاس بظاہر مسلمانوں کی

علامت نہیں، ظاہر ہے کہ غیر مسلم نماز نہیں پڑھتے اور یہ بھی نماز نہیں پڑھتا اس طرح جس شخص نے نماز ترک کردی اس نے غیر مسلموں جیسی حرکت کردی‘ نماز ترک کر کے اس نے غیر مسلموں کے طریقہ کو اختیار کیا، ایسے شخص کو چاہئے کہ نمازوں کی پابندی کرے! تا کہ مسلم اور کافر کا فرق واضح ہو، نماز سے وابستہ ہوجائے تا کہ ترک نماز کے عمل سے غیر مسلم افراد پہچانے جائیں۔

نماز کا انکار کرنے والا کافر اور اسکو چھوڑنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، علماء احناف کے پاس تارک نماز کو قید میں رکھا جائے گا، جب تک کہ وہ نماز کا پابند نہ ہوجائے اور امام شافعی وامام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے پاس تارک نماز اگرچہ کافر نہیں مگر واجب القتل ہے۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، ج1، ص301)

«تاکید نماز، تربیت اولاد کا اہم عنصر»

حضرات! مذہب اسلام میں تربیت اولاد کی بڑی تاکید کی گئی، کیونکہ کمسن بچے نرم ونازک شاخ کی طرح ہوتے ہیں، شاخ کو جس طرف موڑ دیا جائے وہ اسی حالت میں تن آور درخت بن جائیگی، اسکے بعد جیسا چاہے موڑ دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح کم سنی میں جس طور طریق پر اولاد کو ڈھالا جائے گا وہ مستقبل میں اسی حالت وکیفیت پر قائم رہیں گے۔ نماز چونکہ دربار الٰہی میں حضوری کا زینہ ہے، اسی لئے اسلام نے بچوں کو بچپن ہی سے نماز کی تاکید کرنے اور اس کا پابند بنانے کا حکم دیا جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلاۃ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو

وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع.

جبکہ انکی عمر سات سال ہو اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں آہستہ مارو جبکہ وہ دس سال کے ہوں اور انکے بستر علحدہ کردو۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ، حدیث نمبر 495)

سات سال کی عمر میں بچے بلوغ کی عمر کے نصف حصہ تک پہنچتے ہیں، اسی وقت سے انہیں نماز کا پابند بنایا جائے تو حد بلوغ کو پہنچنے کے بعد‘ بے حیائی و بے راہ روی سے دور رہیں گے، کیونکہ سات سال کی عمر سے اگر نماز کی پابندی کی جائے تو اسکے برکات وانوار سے بچوں کے قلوب پاک وصاف رہیں گے، یقیناً نماز وہ عبادت ہے جو بے حیا انسانوں کو بھی شرم وحیا کا پیکر بناتی ہے اور انہیں گناہوں سے روکتی ہے، بچے تو ابتدا سے فطری طور پر باحیا ہوتے ہیں اور برائیوں سے دور رہتے ہیں۔ اِس حالت میں انہیں نماز کا پابند کردیا جائے تو اُس منزل پر پہنچ کر بھی وہ نہ بہکیں گے، جس میں اکثر انسان بھٹک جاتے ہیں، رب کائنات نے نماز کا یہ وصف بیان فرمایا کہ نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے، ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ.

بے شک نماز بے حیائی اور گناہ سے روکتی ہے۔

(سورۃ العنکبوت۔45)

﴿نماز گناہوں کا کفارہ ہے﴾

انسان خطا ونسیان کا مجسمہ ہے، جب اس پر نفس وشیطان کا غلبہ ہوجاتا ہے تو خطا وگناہ ظاہر ہوتے ہیں، گناہوں کو مٹانے کیلئے توبہ واستغفار سے کام لیا جاتا ہے، لیکن دنیا میں انہماک اور غفلت کی چادر تنی رہنے کے سبب انسان کو اکثر توبہ واستغفار کا خیال بھی نہیں آتا، اسکے باوجود رؤف ورحیم رب کریم نے غافلوں کی بخشش فرمانے کی خاطر نماز کو گناہوں کا کفارہ بنایا، کسی نمازی سے ایک نماز کے بعد جو گناہ ہوجائیں دوسری نماز ان گناہوں کو مٹادیتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنب الكبائر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے : پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ، ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک، یہ سب انکے درمیان ہونے والے گناہوں کو مٹاتے ہیں، جبکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة......مکفرات، حدیث نمبر 574)

﴿پانچ نمازوں کی مثال﴾

پانچ وقت نماز پڑھنے والا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک دن اس نے پانچ بار غسل کیا' غسل کرنے سے بدن پر میل کا نشان بھی نہیں رہتا ہے، اسی طرح پنجوقتہ نماز سے قلب

وبدن پر گناہوں کا اثر نہیں رہتا اور گناہ اسکے نامۂ اعمال سے بھی مٹادئے جاتے ہیں:

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارأيتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات هل يبقى من درنه شئ قالوا لا يبقى من درنه شئ قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ بار نہاتا ہے، کیا اس کے بدن پر میل باقی رہیگا ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں کچھ میل باقی نہ رہیگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پنجوقتہ نمازوں کی مثال ہے، اللہ تعالی ان نمازوں کے ذریعہ خطاؤں کو مٹاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث نمبر 528، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الی الصلوۃ......، حدیث نمبر 1554)

﴿نماز، گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ﴾

نماز میں دنیوی واخروی بے شمار فوائد ہیں یہ فوائد اسی نمازی کا مقدر بنتے ہیں جو خشوع وخضوع کے ساتھ خوشنودئ الہی ورضاء حق تعالی کیلئے نماز ادا کرتا ہے اور اپنے قلب وخواطر پر بحالت نماز قابو رکھتا ہے، تصورات کو منتشر ہونے نہیں دیتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ذر ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتهافت قال فقال یا اباذر ! قلت لبیک یا رسول الله قال ان العبد المسلم لیصلی الصلاة یرید بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه کما تهافت هذا الورق عن هذه الشجرة

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر تشریف لائے جب کہ درخت کے پتے جھڑ رہے تھے، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر خدمت ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً مسلمان بندہ نماز صرف اس لئے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالی راضی ہوجائے تو اس سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسا کہ اس درخت سے یہ پتے جھڑتے ہیں۔

(مسند الامام احمد، حدیث ابی ذر الغفاری، حدیث نمبر 22177)

﴿بروز حشر نمازی کیلئے نور وبرہان کا اہتمام﴾

برادران اسلام ! قیامت کے دن گنہگاروں کے چہرے سیاہ رہیں گے، معصیت ونافرمانی کے سبب دنیا میں جو دل کالے ہوچکے تھے قیامت کے دن اسکا اثر چہروں پر ظاہر ہوگا۔کیسی شرمندگی ورسوائی کا حال ہوگا کہ ابتداء کائنات سے انتہاء تک آنے والے تمام انسان ایک میدان میں جمع ہونگے' انبیاء کرام واولیاء اللہ کے حضور جب یہ بد حالی ظاہر ہوگی تو کتنی شرمندگی وفضیحت ہوگی۔اس پریشان کن حالت میں

نمازی کیلئے نور ہوگا، اسکا چہرہ اور بدن سب کچھ روشن ومنور ہوگا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه ذکر الصلاة یوما فقال من حافظ علیها کانت له نورا وبرهانا ونجاة یوم القیامة ومن لم یحافظ علیها لم تکن له نورا ولا برهانا ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وابی بن خلف.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: جس نے نماز کی پابندی کی قیامت کے دن اسکے لئے نماز نور وبرہان اور نجات کا باعث ہوگی اور جس نے اسکی پابندی نہ کی اسکے لئے نہ وہ نور وبرہان ہوگی اور نہ ونجات کا باعث ہوگی اور وہ (شخص) قیامت کے دن قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مسند الامام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حدیث نمبر 6733، شعب الایمان، ...... باب فی الصلوۃ، حدیث نمبر 2697، سنن الدارمی، باب فی المحافظۃ علی الصلوۃ، حدیث نمبر 2777)

مذکورہ حدیث شریف میں نماز پڑھنے والوں کے لئے خوشخبری سنائی گئی اور بے نمازی کے لئے سخت وعید بیان کی گئی کہ قیامت کے دن وہ بڑے بڑے مجرموں کے ساتھ ہوگا، افسوس! کتنا بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا اور اس وقت کیسی رسوائی ہوگی، اللہ تعالی

تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

﴿نماز اللہ تعالی کے پاس سب سے محبوب عبادت﴾

توحید ورسالت کی گواہی کے بعد سب سے افضل عبادت نماز ہے اور وہ اللہ تعالی اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہے، نماز وہ عبادت ہے جسے فرشتے بھی ادا کرتے ہیں، فرشتوں میں بعض ایسے ہیں کہ جب سے انہیں پیدا کیا گیا نماز میں مشغول ہیں' بعض رکوع وسجود میں اور بعض قیام وقعود میں رہتے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

ما افترض الله على خلقه بعد التوحيد احب اليه من الصلاة ولو كان شئ احب اليه منها لتعبد به ملائكته فمنهم راكع ومنهم ساجد ومنهم قائم وقاعد.

اللہ تعالی نے اپنی مخلوق پر توحید کے بعد نماز سے زیادہ محبوب کوئی عمل فرض نہیں فرمایا، اگر کوئی عمل اسکے پاس نماز سے زیادہ محبوب ہوتا تو ضرور فرشتے بھی وہ عمل کرتے، ان میں بعض فرشتے رکوع میں ہیں اور بعض سجدہ ریز ہیں، بعض قیام میں ہیں تو بعض قعدہ میں ہیں۔

(احیاء العلوم، ج:1 ص:152، فضیلۃ المکتوبۃ)

﴿سجدۂ قرب الہی کا اعلی درجہ﴾

بندہ نماز کی حالت میں اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے، ویسے تو نماز کا ہر حصۂ ہر رکن' قرب الہی کا ذریعہ ہے، لیکن حالت نماز میں نمازی سجدہ کرتے وقت اللہ تعالی کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ اللہ تعالی کا سب سے زیادہ قرب اُس وقت حاصل کرتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود. حدیث نمبر 1111)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص کو معلوم ہوجائے کہ نماز کیا ہے؟ وہ ہر مشغلہ چھوڑ دے گا اور اللہ تعالی کی عبادت کے لئے نماز میں کھڑا ہوجائے گا۔

﴿نماز یکسوئی اور اطمینان سے ادا کی جائے﴾

حضرات! واضح رہے کہ اگر نماز میں اسکے فرائض وواجبات ادا نہ ہوں تو نماز نہیں ہوتی اور اس کی سنتیں ترک کرنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے اور نمازی اس کے پورے ثواب سے محروم ہوجاتا ہے، ارکان نماز میں جلدی کرنا، رکوع وسجود میں آداب کا لحاظ نہ رکھنا بڑی غفلت کی بات ہے، اس طرح نماز میں غفلت کرنے پر حق تعالی اپنی نظر رحمت نہیں ڈالے گا، ایسے لوگ نماز ادا کرنے کے باوجود اس کی لذت سے ناواقف اور اسکے ثواب سے محروم ہوتے ہیں، نماز کے واجبات اور سنتوں میں غفلت کرنا تو درکنار' اگر کوئی نماز میں رکوع اور سجدہ کے درمیان جس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے تھا' سستی اور غفلت کرتے ہوئے نہیں ٹھہرتا تو ایسا شخص بھی قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے گا' چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

لا ينظر الله يوم القيامة الى العبد لا يقيم صلبه بين ركوعه وسجوده.

اللہ تعالی اس بندہ کی طرف قیامت کے دن بھی نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا،یعنی ارکان نماز میں آداب وسنن کی رعایت نہیں رکھتا۔

(احیاء العلوم،ج:ا،ص:۱۵۳،فضیلۃ اتمام الارکان)

اس کے برخلاف جونماز کے فرائض بھی اچھی طرح ادا کرتا ہےاوراس کی سنن ومستحبات کا بھی لحاظ رکھتا ہےتو اس کی نماز اس شان سے بلند ہوتی ہے کہ اسکی روشنی چاروں سمت پھیل جاتی ہے،حدیث شریف میں ہے:

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى الصلاة لوقتها، وأسبغ لها وضوء ها ، وأتم لها قيامها وخشوعها وركوعها وسجودها خرجت وهي بيضاء مسفرة ، تقول : حفظك الله كما حفظتني،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے 'انہوں نے فرمایا:حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جوشخص وقت پر نماز پڑھے اور اسکے لئے اچھی طرح وضوکرے،نماز میں قیام اور رکوع وسجود خشوع وخضوع کے ساتھ اچھی طرح کرےتو وہ نماز روشن اورچمکدار بن کر یہ کہتے ہوئے بلند ہوگی :اللہ تعالی تیری حفاظت کرے! جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔

ومن صلى الصلاة لغير وقتها فلم يسبغ لها وضوء ها ، ولم يتم لها خشوعها ولا ركوعها ولا سجودها خرجت وهي سوداء مظلمة، تقول :ضيعك الله كما ضيعتني ، حتى إذا كانت حيث شاء الله لفت كما يلف الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه.

اور جوشخص وقت پرنماز نہ پڑھے،اچھی طرح وضونہ کرے،اسکے رکوع وسجودخشوع وخضوع کے ساتھ اچھی طرح نہ کرےتو وہ نماز سیاہ وتاریک بن کر یہ کہتے ہوئے بلند ہوگی :اللہ تعالی تجھے ضائع کرے!جیسا کہ تونے مجھے ضائع کیا' یہاں تک کہ وہ نماز اللہ تعالی جہاں تک چاہے پہنچتی ہےتو اسے ایسا لپیٹا جاتا ہے جیسا کہ بوسیدہ کپڑا لپیٹا جاتا ہے' پھر وہ نمازی کے چہرہ پر ماردی جاتی ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی،باب الباء،من اسمہ بکر،حدیث نمبر 3213)

اس سے معلوم ہوتا ہے نماز کوخشوع وخضوع کے ساتھ ، یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے ، کیوں کہ جس نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا وہ رائگاں ہوجاتی ہےاوراس نماز کونماز میں کوتاہی کرنے والے کے چہرہ پرہی ماردیا جاتا ہے۔

﴿اولین پرسش نماز﴾

قیامت کے دن جب لوگوں کے اعمال کا حساب لیا جائے گا،سب سے پہلے جس عمل سے متعلق سوال ہوگا وہ نماز ہےاورجس عمل کے بارے میں پہلے پوچھا جائے بندہ اسی میں ناکام یا ناقص ہوتو وہ دوسرے اعمال میں بھی ناقص یاناکام ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن عبدالله بن قرط رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلاة فان صلحت صلح سائرعمله وان فسدت فسد سائر عمله .

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا' سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروزحشر سب سے پہلے بندہ سے جس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ نماز ہے،اگر وہ صحیح ہوتو سارے اعمال صحیح ہیں اوراگر وہ بگڑ جائے تو سارے اعمال بگڑ جائیں گے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب الالف، من اسمہ احمد، حدیث نمبر 1929)

﴿نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے وعید﴾

نماز ایک عظیم عبادت ہے،اس سے غفلت نہیں کی جانی چاہئے ،نماز کی ادائیگی میں سستی وکاہلی برتنا یالاپرواہی سے کام لیناایسا گناہ ہے کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ. الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ .

تو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں۔

(سورۃ الماعون 4/5)

آیت کریمہ میں جن نمازیوں کے لئے وعید بتلائی گئی وہ ایسے لوگ ہیں جو غفلت کی وجہ سے نماز پڑھتے ہی نہیں یا نماز پڑھتے بھی ہیں تو اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں،اس کے معاملہ میں لاپرواہی کرتے ہیں اوراپنی نمازخشوع وخضوع کے ساتھ ادانہیں کرتے ۔ بلکہ افکار وخیالات میں گم ہوتے ہیں، نماز میں پڑھی گئی

سورتوں سے غافل رہتے ہیں، رکعتوں کی تعداد سے بے خبر رہتے ہیں، حقیقت میں یہ قابل افسوس بات ہے' ایک بندۂ مومن کو نماز کے بارے میں غفلت اور بے توجہی سے اجتناب کی بے حد ضرورت ہے۔

﴿نماز میں چوری﴾

نماز میں تعدیل ارکان کا خیال رکھنا ضروری ہے،لہذا رکوع اور سجدہ ادا کرنے کے دوران اطمینان ملحوظ رکھنا چاہئے ، جو شخص اس کا خیال نہیں رکھتا اور رکوع اور سجدہ جلد بازی کے ساتھ ادا کرتا ہے اس سے متعلق حدیث پاک میں وعید وارد ہوئی ہے۔

حدیث شریف میں سب سے بدترین چوراس شخص کو کہا گیا جو نماز کے ارکان رکوع، سجدہ وغیرہ میں کمی کرتا ہے اوراطمینان سے ارکان ادانہیں کرتا، جیسا کہ مروی ہے، حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسوأ الناس سرقة الذی یسرق صلاته.

چوری کے اعتبار سے سب سے بدترین وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔

(مسند الامام احمد، حدیث ابی قتادة الانصاری، حدیث نمبر 23311، المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الصلوة، اما حدیث انس، حدیث نمبر 799)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الصلاة مکیال فمن اوفی استوفی ومن طفف فقد علم ما قال الله فی المطففین.

نماز اک پیمانہ ہے،جس نے پورا بھر دیا اس نے پورا پایا اور جس نے کمی کی تو اللہ تعالی نے کم ناپنے والوں کی جو مذمت بیان فرمائی ہے' وہ جانتا ہے (کہ ان کے لئے ہلاکت وبربادی ہے۔)

(احیاء العلوم، ج:1، ص:154، اتمام الارکان)

﴿نماز ترک کرنے والوں کے لئے وعید﴾

نماز اور مسلمان کا تعلق اس قدر گہرا ہے کہ کسی مسلمان سے نماز چھوڑنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا، نماز سے بے تعلق رہنا، غیر مسلموں کا طریقہ ہے، نماز نہ پڑھنا، اہل کفر کا شعار ہے، اہل اسلام اور اہل کفر کے درمیان امتیاز یہ ہے کہ ہم اہل اسلام نماز پڑھتے ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے، جس کی صراحت ہمیں صحیح مسلم شریف کی اس حدیث پاک سے ملتی ہے:

عَنْ أَبِی سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ إِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکَ الصَّلاَةِ .

حضرت ابوسفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان نماز کا چھوڑنا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ، حدیث نمبر:256)

اگر کوئی مسلمان نماز چھوڑ دے تو یقیناً اس نے اہل کفر کا عمل کیا، عملی طور پر ان میں شامل ہوگیا، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس فرق وامتیاز کو باقی رکھیں اپنے شعار کی حفاظت کریں، جس طرح قرآن کریم وحدیث شریف میں نماز کی اہمیت بتلائی گئی ہے اسی طرح ہم اپنے اعمال کے ذریعہ اسے اہمیت دیں، جس طرح ہم اعتقادی طور پر نماز کو اہمیت دیتے ہیں اسی طرح نماز کی پابندی کرکے عملی طور پر اسے اہم قرار دیں، جو شخص

نماز چھوڑتا ہے اس کے لئے احادیث شریفہ میں وعیدیں وارد ہیں جیسا کہ امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :مَنْ تَرَكَ صَلاةً لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی نماز چھوڑ دی تو وہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:11617)

﴿صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز﴾

نماز افضل ترین عبادت ہے، نماز میں بندہ بارگاہ الہی میں رہتا ہے، صحابہ کرام وتابعین عظام وخاصانِ خدا، خصوصاً نماز کی لذتوں سے خوب آشنا اور اسکے اسرار کے رازداں ہوتے ہیں، انوارِ الہی وتجلیات خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ بحالت نماز دائیں، بائیں دیکھنا یا افکار وتخیلات میں گم رہنا غفلت کی علامت ہے، اہل قلب ونظر کی نمازیں اس شان کی ہوتی ہیں کہ انکے خشوع کا کروڑواں حصہ بھی نماز میں غفلت کرنے والوں کو میسر آئے تو انکا بیڑا پار ہوجائے۔

﴿حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نماز﴾

افضل البشر بعد از انبیاء، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جملہ صحابہ کرام کے درمیان تمام احوال وکیفیات میں سب سے افضل واعلی ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز سے متعلق صحیح بخاری شریف میں روایت مذکور ہے:

فکان یصلی فیه ویقرأالقران فیتصفق علیه نساء المشرکین وابناء هم یعجبون وینظرون الیه وکان ابوبکر رجلا بکاء لایملک دمعه حین قرا القران .

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ گھر کے آنگن میں نماز ادا کرتے ،قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا ہجوم ہوجاتا، وہ آپ کو دیکھ کرتعجب کرتے ،حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی میں بہت زیادہ رونے والے تھے جب وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو اپنے آنسوؤں پرقابو نہ رکھتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعقدہ،حدیث نمبر:2297)

نماز میں آپ کاخشوع اورتوجہ کی کیفیت سب سے زیادہ کمال پرتھی چنانچہ آپ کے خشوع سے متعلق روایت ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ جب نماز ادافرماتے تو اس اطمینان سے قیام فرماتے جیسے کوئی لکڑی زمین میں گاڑدی گئی ہو،یعنی لکڑی جس طرح بے حس و بے حرکت ہوتی ہے،غایت درجہ خشوع کے باعث نماز میں آپ کا بھی وہی حال رہتا:

عن مجاهد قال کان ابن الزبیر إذا قام فی الصلاة کأنه عود من الخشوع قال مجاهد وحدثت أن أبا بکر کان کذلک.

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،انہوں نے کہا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے گویا لکڑی معلوم ہوتے ۔حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا:اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،ج2،ص237)

﴿حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز﴾

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سینہ،خوف الٰہی سے ایسا لبریز تھا کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور آہیں بلند ہوتیں:

عن عبد الله بن شداد بن الهاد قال سمعت نشیج عمر رضی الله عنه وانا فی آخر الصفوف فی صلاة الصبح وهو یقرأ سورة یوسف حتی بلغ اِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰهِ.

حضرت عبد اللہ بن شداد بن ہاد بیان فرماتے ہیں: میں نماز فجر کے موقع پر آخری صف میں تھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی، اس وقت آپ سورۂ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے حتی کہ اس آیت پر پہنچے:اِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّی وَحُزْنِی اِلَی اللّٰهِ. میں اپنے رنج وغم کی فریاد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

(کنز العمال،حرف الفاء،فضائل الفاروق رضی اللہ عنہ)

﴿مولائے کائنات کی نماز﴾

نماز سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احوال واوصاف بہت مشہور ہیں، آپ کی نماز سے متعلق منقول ہے:

کان علی بن ابی طالب اذا حضروقت الصلاة یتزلزل ویتلون وجهه

جب نماز کا وقت آتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم پر لرزہ طاری ہوتا اور چہرہ انور متغیر ہوجاتا،

فقیل له مالک یا امیر المؤمنین؟ فیقول جاء وقت امانة عرضها الله علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها.

آپ سے اس کے متعلق پوچھا جاتا: اے امیر المومنین کیا بات ہے؟ تو فرماتے: اس امانت کی ادائی کا وقت آچکا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے عاجزی کا اظہار کیا اور اس سے گھبرا گئے۔

(احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلوۃ ومہماتہا، الباب الاول، فضیلۃ الخشوع)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نماز

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب نماز ادا فرماتے تو دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ کوئی درخت کا تنہ ہے اور نماز میں آپ کے استغراق کی یہ کیفیت ہوتی کہ داہنی جانب یا بائیں جانب منجنیق سے سنگ باری بھی کی جائے تو آپکو اسکا احساس نہ ہو، جیسا کہ منقول ہے:

عن ابن المنكدر لو رأيت ابن الزبير وهو يصلى لقلت غصن شجرة يصفقها الريح إن المنجنيق ليقع ههنا وههنا ما يبالى

حضرت ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اگر تم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھتے تو ضرور یہ کہتے: ایک ایسا تنہ ہے، جسکے پتوں کو ہوا نے جھاڑ دیا، آپ کے اطراف اگر منجنیق پھینکی جاتی تب بھی آپ کو اسکی پرواہ نہ ہوتی۔

(حلیۃ الاولیاء، عبداللہ بن زبیر)

نماز کی اہمیت وفضیلت پر صحابہ کرام کے اقوال

......سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الصلاة امان الله فی الارض.

نماز، زمین میں اللہ تعالی کی طرف سے امن وسلامتی کا سبب ہے۔

(کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلہا ووجوبہا۔21617)

......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لا اسلام لمن لم یصلّ.

جو نماز نہ پڑھے اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

......حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

صلاة الرجل فی بیته نور واذا قام الی الصلاة علقت خطایا فوقه فلا یسجد سجدة الا کفر الله عنه بها خطیئة.

آدمی کا اپنے گھر میں نفل پڑھنا نور ہے، جب وہ نماز کیلئے کھڑا ہوتو اسکی خطائیں اس کے اوپر لٹکائی جاتی ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی سجدہ کی وجہ سے اسکی خطاؤں کو مٹادیتا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الطہارۃ، باب ما یکفر الوضوء والصلوۃ۔149)

......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما دمت فی صلاة فأنت تقرع باب الملک ومن یقرع باب الملک یفتح له.

تم جب تک نماز میں ہو اللہ تعالی کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو اور جو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائے اسکے لئے دروازہ ضرور کھولا جائیگا۔

(حلیۃ الاولیاء،عبداللہ بن مسعود،مصنف عبدالرزاق،کتاب الصلوۃ،باب الصلوۃ من اللیل۔ 7435)

آخر میں رب کائنات کے دربار میں دعا ہے کہ ہم سب کو نماز پڑھنے کی توفیق دے،اسکی لذتوں سے آشنا کردے،نماز کی حلاوت وشیرینی عطا فرما،اور ہمیں نماز کے تمام فوائد وبرکات سے سرفراز فرما!۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

☆☆☆

سفرمعراج اور برزخی احوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا.

ترجمہ: ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لئے۔(سورۃ الاسراء۔59)

برادران اسلام! اللہ تعالی نے حضورا کرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس امت پر بے انتہاء احسانات فرمائے،اسے بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور مشقتوں کو دور کرکے اس امت کے لئے ہر معاملہ میں آسانی وسہولت عطا فرمائی۔

انہی آسانیوں میں یہ ہے کہ امتیوں سے گناہ سرزد ہوتے ہی فوراً مؤاخذہ نہیں کیا جاتا' بلکہ اُنہیں گناہوں سے باز آنے اور توبہ کرنے کے لئے مہلت دی جاتی ہے،ان پر عمومی عذاب نازل نہیں کیا جاتا۔

وقتاً فوقتاً عجیب وغریب نشانیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں' کبھی سورج کو گہن لگتا ہے تو کبھی چاند کو گہن،کہیں زلزلہ آتا ہے تو کہیں وبائی امراض جنم لیتے ہیں،کوئی مقام سیلاب وطوفان کی زد میں آتا ہے تو کوئی علاقہ سونامی کی لہروں سے متأثر ہوتا ہے۔

قدرت کی یہ نشانیاں‘ عذاب الٰہی کی یہ علامتیں‘ کس لئے بھیجی جاتی ہیں؟ اس کی وجہ قرآن کریم میں بتلائی گئی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا. ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لئے۔

(سورۃ الاسراء۔59)

یہ ساری نشانیاں اسی لئے ظہور میں آتی ہیں کہ خواب غفلت میں رہنے والا انسان بیدار ہوجائے، گنہگار ومعصیت شعار آدمی‘ متقی وپرہیزگار بن جائے‘ دنیاداری ودنیا طلبی میں منہمک افراد آخرت کی طرف متوجہ ہوجائیں‘ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا کے معاملات بھی دینداری کے ساتھ انجام دیں۔

حضرات! اس مختصرسی تمہید کے بعد ہم سفر معراج سے متعلق گفتگو کریں گے اور معجزۂ معراج کے ان تابناک گوشوں سے روشنی حاصل کریں گے جن سے ہماری دنیا وآخرت سنورتی ہے، اس سفر معراج میں امت کے لئے دو پیغام ملتے ہیں: (۱) عقائد کی اصلاح۔ (۲) اعمال کی اصلاح۔ ہم آج سفر معراج کے حوالہ سے اعمال کی اصلاح کی بابت گفتگو کریں گے۔

﴿احوال برزخ‘ امت کے لئے معراج کا اصلاحی گوشہ﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب بہت احوال ملاحظہ فرمائے، آپ نے نیکوکاروں کو بہترین حالت میں دیکھا، اور بدکاروں کو بدترین حالت میں دیکھا‘ اور امت کی اصلاح کے لئے اسے بیان فرمایا اوران واقعات میں ہم امتیوں کے لئے سبق ہے، اچھے احوال سے ہمیں نیک اعمال کرنے کی جستجو پیدا کرنی چاہئے، بُرے

احوال سے عبرت کرتے ہوئے بدعملی ترک کرنے کا پختہ ارادہ کرنا چاہئے، شب معراج دکھائے جانے والے صالحین کے واقعات ہمارے لئے خیر وبھلائی کرنے میں مددگار اور حوصلہ افزا ہیں اور دین ودنیا میں کامیابی کے لئے مشعل ہدایت ہے، اسی طرح گنہگاروں کے واقعات ہمارے لئے عبرت ہیں اوراس میں ہمارے لئے درس ونصیحت ہے۔

شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سفر کے دوران حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے برزخی احوال کا مشاہدہ فرمایا، آپ نے نیک وبداعمال اور حسنات وسیئات کو برزخی شکل میں ملاحظہ فرمایا اوراسے امت کے لئے بیان فرمایا‘ تاکہ نیک اعمال کی بہترین شکلوں سے امتیو ں میں بھلائی کی رغبت پیدا ہواور برے اعمال کی قبیح شکلوں کے ذریعہ برائی سے نفرت اور بیزاری ہوجائے۔

عالم برزخ کی اس تفصیل کو حضرت ابوالحسنات محدث دکن علیہ الرحمہ دلنشین انداز میں تحریر فرمایا: ہر کام نیک ہو یا بد‘ اسکے کرنے کے بعد اس کا رنگ روح پر اور دل پر جمتا ہے۔ اور عالم برزخ میں چھپتا ہے، ہر ایک کام عالم برزخ میں اپنے مناسب شکل وصورت سے ظاہر ہوتا ہے‘ اسی عالم برزخ کو قبر بھی کہتے ہیں، عالم برزخ میں جس کام کی جوصورت بنتی ہے قیامت تک وہی رہتی ہے‘ پھر قیامت میں جب یہ دونوں عالم (دنیا اور برزخ) فنا ہوجائیں گے‘ کثافت کی چادر اتار کر سارا عالم لطیف اور نورانی ہوجائے گا‘ تو عالم برزخ میں جس کام کی جوصورت بنی تھی وہ کامل طور پر ظاہر ہوجائے گی۔

ہر نیک وبد کام کے موجود ہونے کی تین حالتیں ہوتی ہیں: (1) صدور (2) ظہور مثالی (3) ظہور حقیقی۔

ان حالتوں کو ریکارڈنگ (Recording) کی مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے' آدمی منہ سے جو الفاظ نکالتا ہے وہ الفاظ ریکارڈ ہوتے ہیں اور ریکارڈ بجنے کے وقت الفاظ سنائی دیتے ہیں، (1) آدمی جب منہ سے الفاظ ادا کرتا ہے تو یہ پہلا درجہ عالم دنیا کی مثال ہے، (2) منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ریکارڈ میں قید ہوتے ہیں، یہ دوسرا درجہ عالم برزخ کی مثال ہے۔

(3) ریکارڈ بجنے لگے تو بعینہ وہی الفاظ ادا ہوتے ہیں اور وہی آواز ظاہر ہوتی ہے جو اس میں ریکارڈ ہوئی، یہ تیسرا درجہ ہے جو عالم آخرت کی مثال ہے۔ جو آواز منہ سے نکلتی ہے وہ ریکارڈ ہوتی ہے اور ریکارڈ بجانے کے وقت وہی آواز سنائی دیتی ہے۔

اسی طرح مسلمان کو اس میں شک نہیں کرنا چاہئے کہ جس وقت کوئی عمل نیک وبد اس سے ہوتا ہے وہ عالم برزخ میں نہ چھپے گا اور قیامت میں اس کا پورا ظہور نہ ہوگا' کیوں کہ قدرت کے کارخانہ میں جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے، اس کے خلاف نہیں ہوسکتا' ایسا ہی نیک وبد عمل کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے اس کے برخلاف بھی نہیں ہوسکتا۔ (ملخص از معراج نامہ، ص 45/44)

﴿مجاہدہ کرنے والوں کو سات سو گنا ثواب﴾

مجمع الزوائد میں راہ خدا میں مجاہدہ کرنے والوں سے متعلق منقول ہے:

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بفرس

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سواری پیش کی گئی،

يجعل كل خطو منه أقصى بصره فسار وسار معه جبريل فأتى على قوم يزرعون فى يوم ويحصدون فى يوم كلما حصدوا عاد كما كان فقال: يا جبريل من هؤلاء ؟ قال: هؤلاء المجاهدون فى سبيل الله تضاعف لهم الحسنة بسبعمائة ضعف، وما أنفقوا من شيء فهو يخلفه.

جو اپنا ایک قدم تا حد نظر رکھتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ جبریل علیہ السلام بھی چلے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک قوم کو ملاحظہ فرمایا، جو ایک دن زراعت کرتی ہے، دوسرے دن جب بھی وہ کھیتی کاٹتی ہے فصل پھر سے ہری بھری تیار رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ راہ خدا میں مجاہدہ کرنے والے ہیں، اُن کی نیکیوں کا اجر وثواب اُنہیں سات سو گنا زیادہ دیا جائے گا، وہ جو کچھ خرچ کریں گے اللہ تعالی اُنہیں اُس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإسراء، حدیث نمبر 235)

حضرات! ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دشمنانِ اسلام سے جہاد تو مخصوص حالات میں ہوا کرتا ہے اور وہ بھی چند شرائط کے ساتھ محدود ہوتا ہے، اس کے برخلاف ایک بندۂ مومن اپنے نفس کے ساتھ ہر روز جہاد کر سکتا ہے' جو کہ جہاد اکبر ہے، اس کے ذریعہ ہم ہر وقت سات سو گنا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

﴿غصہ پر قابو پانے اور معاف کرنے والوں کیلئے جنت میں محلات﴾

برادران اسلام! بندۂ مومن کا اپنے غصہ پر قابو پانا اور اگر اس پر زیادتی کی جائے تو درگزر کرنا بھی نفس کا مجاہدہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ ضبط کرنے والوں اور عفو ودرگزر کرنے والوں سے متعلق خوشخبری سنائی' چنانچہ کنز العمال میں حدیث پاک ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأيت ليلة أسرى بى قصورا مستوية مشرفة على الجنة، فقلت :يا جبريل لمن هذا؟ فقال :للكاظمين الغيظ والعافين عن الناس.

معراج کی رات میں نے جنت میں برابر برابر اونچے محلات دیکھے تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ محلات کس کے لئے ہیں؟ تو جبریل نے عرض کیا: یہ محلات غصہ ضبط کرنے والوں کے لئے اور لوگوں کو درگزر کرنے والوں کے لئے ہیں۔

(کنز العمال،حرف الالف،الاحسان فی الطاعات،حدیث نمبر:7016)

جولوگ اپنی مرضی کے خلاف کام ہونے کے باوجود اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں، دوسروں کی غلطی کے باوجود اُنہیں درگزر کرتے ہیں، اور غلطی پر ان کی گرفت نہیں کرتے تو اللہ تعالی جنت میں اُنہیں اونچے محلات عطا فرماتا ہے۔

﴿نماز نہ پڑھنے والوں کے سر کچل دئے جاتے ہیں﴾

برادران اسلام! رب العزت کی بندگی وعبادت میں سب سے مقدم نماز ہے، وہ اسلام کا اہم رکن ہے، جسکی ادائیگی پر رب العالمین انعام عطا فرماتا ہے اور اس عظیم عبادت سے غفلت کرنے والوں عذاب تیار کر رکھا ہے۔

چنانچہ سفر معراج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور قوم کو ملاحظہ کیا، جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے:

ثم أتى على قوم ترضخ رؤوسهم بالصخر كلما رضخت عادت كما كانت، ولا يفتر عنهم من ذلك شىء ،قال :يا جبريل من هؤلاء ؟ قال :هؤلاء الذين تثاقلت رؤوسهم عن الصلاة.

ایک بدنصیب قوم سخت تکالیف میں مبتلا ہے، ان کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے ، اِدھر سر کچلا گیا، اُدھر فوراً صحیح وسالم ہوگیا، پھر کچل دیا گیا، ان کی حالت بدستور یہی رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! یہ کون بدنصیب لوگ ہیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر اللہ کی بارگاہ میں نہ جھکے۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإ سراء، حدیث نمبر 235)

جو پنجوقتہ نماز نہیں پڑھتے تھے، بارگاہ خداوندی میں جبین نیاز خم کرنا بار سمجھتے تھے، اُنہیں اس طرح دردناک عذاب دیا جائے گا۔

﴿زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے شکم سیر نہ ہوں گے﴾

اسلام کا ایک اہم رکن زکوۃ ہے، اسے ادا نہ کرنے والوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے، معراج کی شب اس کے بارے میں برزخی منظر اس طرح پیش کیا گیا:

ثم أتى على قوم على أدبارهم رقاع وعلى أقبالهم رقاع

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو برہنہ ہیں، ان کی ستر اور شرمگاہوں پر دھجیاں سی لگی ہوئی ہیں،

يسرحون كما تسرح الأنعام إلى الضريع والزقوم ورضف جهنم، قال :ما هؤلاء يا جبريل؟ قال :هؤلاء الذين لا يؤدون صدقات أموالهم وما ظلمهم الله وما الله بظلام للعبيد.

ان کی کیفیت یہ ہے کہ دوزخ کی خاردار خشک گھانس،درخت زقوم اور گرم پتھر، انگارے سب کچھ کھاجاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، مگر وہ شکم سیر نہیں ہوتے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:یہ وہ لوگ ہیں جواپنے مال کی زکوۃ ادانہیں کرتے تھے، اللہ تعالی نے اُن پرظلم نہیں کیا اور اللہ تعالی بندوں پرظلم کرنے والانہیں۔

(مجمع الزوائد، باب منہ فی الإسراء،حدیث نمبر235)

﴿سودخوروں کے پیٹ سانپوں سے بھرے ہونگے﴾

غرباء کی محتاجی کا غلط فائدہ اٹھانے والے،انہیں قرض دے کران سے زیادہ رقم وصول کرنے والے بھی دردناک عذاب کے مستحق ہیں،معراج کی رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی عذاب میں مبتلا پایا' چنانچہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی شب میں ایک ایسی جماعت کے پاس گیا جن کے پیٹ گھروں کی طرح بڑے ہیں ،جن میں سانپ ہیں جو پیٹ کے باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔

فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا .

میں نے کہا:جبریل !یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور!یہ سودخور ہیں۔

(سنن ابن ماجہ،ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا،حدیث نمبر2359)

﴿قرض دینے والوں کے لئے زائد ثواب کا وعدہ﴾

ضرورتمندوں کی مدد کرنا اور تنگدستوں کو قرض دینا باعث اجروثواب ہے،سفر معراج کے موقع پر حضور پاک علیہ الصلوۃ السلام نے جہاں سودخوروں پر ہونے والے دردناک عذاب کی خبر دی، وہیں محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرنے اور بلا سودی قرض دینے والوں کے لئے بھی بشارتیں ارشادفرمائی،جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ . فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ لأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لاَ يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ .

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا : حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:معراج کی رات ،میں نے جنت کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا ''صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے''تو میں نے کہا :اے جبریل !کیا بات ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے ؟ جبریل نے عرض کیا :اس لئے کہ مانگنے والا ایسے وقت بھی مانگتا ہے جب کہ اُسے ضرورت نہیں ہوتی اور قرض لینے والا ضرورت کی خاطر ہی قرض لیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض،حدیث نمبر:2525)

قرض دینے والا اگر چاہتا تو اپنی رقم کو سرمایہ کاری کی غرض سے کسی کمپنی میں مصروف کرسکتا تھا، کسی تجارتی ادارہ میں مشغول رکھ سکتا تھا، لیکن اُس نے سرمایہ کاری کے ذریعہ حاصل ہونے والے فائدہ کو نظرانداز کیا، کسی معاشی غرض کے بغیر ضرورتمند شخص کو قرض کی رقم دے چکا' اس معاملہ میں اس کا کوئی اقتصادی مقصد نہیں، محض اس کی مدد کرنا مقصود ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالی اُس کو آخرت میں ایسا عظیم ثواب سرفراز فرتا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہوتا ہے تو قرض دینے والے کو پروردگار عالم اٹھارہ گنا ثواب عنایت فرماتا ہے۔

﴿بے عمل واعظین وخطباء پر عذاب﴾

حضرات! نیکی کرنا اور نیکی کا حکم دینا' دونوں عمل ضروری ہے، لیکن صرف دوسروں کو ترغیب دینا اور خود عمل نہ کرنا' آدمی کے لئے نہایت خطرناک ہے، اس کے انجام سے متعلق مسند امام احمد کی روایت میں مذکور ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس رات مجھے سیر کروائی گئی اُس رات میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے۔

قُلْتُ مَا هَؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا كَانُوا يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ .

میں نے کہا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ لوگ آپ کی امت کے دنیادار خطباء ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جایا کرتے تھے' حالانکہ وہ کتاب الہی کی تلاوت کرتے تھے تو کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟۔

(مسند الامام احمد۔ مسند انس بن مالک، حدیث نمبر:13193)

﴿غیبت کرنے والوں پر عذاب﴾

غیبت معاشرہ کی سنگین برائی ہے، جس کی وجہ سے سماج میں آپسی اتفاق ختم ہوجاتا ہے اور اختلاف کی آگ بھڑک جاتی ہے، اگر کوئی شخص غیبت کرتا ہے، کسی کی غیرموجودگی میں اس کی برائی بیان کرتا ہے تو یقیناً اس سے معاشرہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے حق میں بھی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں' چنانچہ معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں کے عبرت ناک انجام کو ملاحظہ فرمایا جیسا کہ سنن ابوداؤد شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلاَءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلاَءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ .	جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے،جس سے وہ اپنے چہروں اورسینوں کوکھروچ رہے ہیں تو میں نے کہا :اے جبریل !یہ کون لوگ ہیں ؟ جبریل نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور اُن کی عزت پر حملے کرتے تھے۔

(سنن ابی داود۔حدیث نمبر:4880)

حضرات !سفرمعراج میں ظاہر ہونے والے ان برزخی احوال معلوم کرنے کے بعدہمیں اپنی زندگی میں اصلاح کی کوشش تیز کرنی چاہئے ،نفس سے جہاد کے ذریعہ ہم اپنی اصلاح کریں ،غصہ کو ضبط کرکے اپنے نفس کی اصلاح کریں ، ضرورتمندوں کوقرض دے کرزائدنیکیاں حاصل کریں اور دیگر نیک اعمال اختیار کریں اورزندگی کے ہرشعبہ میں اصلاح کی کوشش کریں۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی توفیق عطافرمائے‘خیروبھلائی کو اپنانے اور بدی وبرائی سے اجتناب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے،آمیں بجاہ سیدنا طٰہٰ ویٰس صَلَّی اللهُ تَعَالَی وَبَارَکَ وَسَلّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِه اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

☆☆☆

معجزۂ معراج‘اسرار وحقائق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ علٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ: سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيَاتِنَا إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمُ.

اللہ تعالی نے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کومبعوث فرمایا، ہر نبی کوان کے دور کے تقاضوں کے مطابق معجزات عطا کئے، امت جس فن میں کمال رکھتی تھی حضرات انبیاءکرام علیہم السلام بھی اسی صنف اوراسی قسم سے اِس شان کا معجزہ پیش کرتے کہ تمام افراد کی عقلیں دنگ رہ جاتیں،صبح قیامت تک آنے والی تمام نسل انسانی چونکہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی امت ہے اوراس امت میں چونکہ سائنس وٹکنالوجی بام عروج پر پہنچنے والی تھی‘ چنانچہ اللہ تعالی نے اسلام کو درپیش ہونے والے تمام چیلنجس کا جواب دیتے ہوئے اسلام کی حقانیت کوواضح کردیا۔

آج سائنس وٹکنالوجی ترقی اورعروج کی منزلیں طئے کرتی ہوئی اس مقام پرپہنچ گئی ہے کہ انسان سورج کی شعاعوں کوگرفتار کررہاہے،خلائی کائنات کا سفر کرتے ہوئے

چاند تک پہنچ گیا ہے،لیکن سائنس اور ماہرین فلکیات اپنی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معجزۂ معراج کی عظمت ورفعت کے سامنے دم بخود ہیں۔

خاتم پیغمبراں اور سرور کون ومکاں
رفعتوں کی،عظمتوں کی آپ سے پہچان ہے
اُدْنُ مِنِّیْ کی صدا سے ہورہا ہے یہ عیاں
آپ کی قربت پہ حیراں عالمِ امکان ہے

(مؤلف)

حضرات !آج سائنسی دنیا جس قدر ترقی کرتی جارہی ہے اسی قدر اسلامی حقائق آشکار ہوتے جارہے ہیں،سفر معراج کے سلسلہ میں جو اعتراض کیا جاتا ہے؛ یہ کیسے ممکن ہیکہ رات کے مختصر سے حصہ میں اتنا طویل سفر کیا گیا ہو؟ اہل انصاف کے پاس یہ اعتراض درست نہیں، کیونکہ انسان کی بنائی ہوئی بجلی کی سرعت ورفتار کا حال یہ ہے کہ وہ ایک سیکنڈ میں تین لاکھ(3,00,000) کیلومیٹر کا سفر طئے کرتی ہے، جب مخلوق کی بنائی ہوئی روشنی (الیکٹری سٹی) کی قوتِ سرعت کی شان یہ ہے تو قادر مطلق نے جنہیں سراپا نور بنا کر بھیجا ہے اس نورِ کامل کی سرعتِ رفتار اور طاقتِ پرواز کا کون اندازہ کرسکتا ہے!

حضرات !اللہ تعالی نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی معراج عطا فرمائی، لیکن جس قدر شان وعظمت والی معراج حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمائی، اس طرح کی معراج کسی اور کو عطا نہیں فرمائی، آپ نے رات کے مختصر سے حصہ میں اپنے جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں مسجد حرام سے مسجد اقصی، عالم برزخ، خلائی

کائنات اور ساتوں آسمان کی سیر فرمائی، جنت ودوزخ کا مشاہدہ فرمایا، عالم ملکوت کے عجائبِ قدرت ملاحظہ فرمائے، سدرۃ المنتہی اور ماوراءعرش تشریف لے گئے اور رب تعالی سے بے حجاب ہمکلام ہوئے اور اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیدار حق تعالی کی خصوصی سعادت حاصل فرمائی۔

یہاں اس مبارک سفر میں پنہاں چند رموز واسرار،حقائق ومعارف بیان کئے جارہے ہیں جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت ورفعت کے اظہار کے لئے کس قدر اہتمام فرمایا ہے۔

ابھی خطبہ میں جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی گئی،اس میں حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ (خاص حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو رات کے مختصر سے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی، جس کے اطراف ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تا کہ ہم انہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں، بلاشبہ وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل:1)

﴿آیت معراج میں ایک لطیف اشارہ﴾

واقعہ معراج شریف میں ہزار ہا حکمتیں پنہاں ہیں جن کو اہل علم وعرفان جانتے ہیں، سورہ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیت کریمہ میں جو واقعہ معراج کا تذکرہ کیا گیا ہے اس آیت مبارکہ کی ابتداء لفظ ''سبحان'' کے ''س'' سے ہے اور اختتام ''بصیر'' کی ''ر'' پر ہے، آیت معراج کے ابتدائی اور اخیر حرف کو ملانے سے ''سر'' بنتا ہے جس کے معنی عربی زبان میں راز کے ہیں، اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ واقعہ معراج سر من اسرار الله اللہ کے رازوں میں ایک عظیم راز ہے جس کی حقیقت کو سوائے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا، اسی لئے اللہ تعالی نے ان راز کی باتوں کو پوشیدہ رکھدیا، فرمایا ہے:

فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى. خدائے تعالی کو اپنے بندہ پر جو وحی کرنا منظور تھا وہ وحی کی۔

(سورۃ النجم۔10)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معراج شریف میں عرش الہی پر جانا ہی معجزہ نہیں ہے بلکہ آپ کا واپس آنا بھی معجزہ ہے، چونکہ آپ نور ہیں اور بشری لباس میں یہاں جلوہ گر ہوئے ہیں، رات کے مختصر سے حصہ میں عالم بالا کی سیر کرنا اور لامکاں تشریف لے جانا' یہ آپ کی شان بشریت کا معجزہ ہے اور نور ہوکر لوگوں کے درمیان رہنا، تجارت ومعاملات کرنا، خوردونوش فرمانا یہ آپ کی شانِ نورانیت کا معجزہ ہے۔

﴿بشریت کی اعجازی شان﴾

ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے: خوراک ، پوشاک اور مکان، یہ ضروریات زندگی

کہلاتے ہیں، جن پر زندگی کا مدار ہوتا ہے، یہ چیزیں ہر فرد بشر کی زندگی کا جزءِ لاینفک ہیں، اللہ تعالی نے معراج کی شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بشریت کی اعجازی شان کو اس طور پر واضح فرمایا کہ کوئی بشر مکان کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور مصنوعی آلہ استعمال کئے بغیر وہ خلائی کائنات سے گزر نہیں سکتا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم معراج کی شب خلائی کائنات سے گزرے اور لامکاں پہنچے، یہ آپ کی بشریت کا اعجاز ہے۔اسی طرح انسان بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معجزانہ شان ہے کہ آپ بغیر سحر وافطار کے مسلسل روزہ رکھا کرتے ،صحابہ کرام بھی آپ کی اتباع میں مسلسل روزے رکھنے لگے تو ان پر ضعف ونقاہت طاری ہونے لگی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ. تم میں کون میری طرح ہے؟ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں، میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن أکثر الوصال، حدیث نمبر۔1965)

حضرات! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور حضرت جبریل امین علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں، تو ظاہر ہے کہ وہ نورانیت میں تمام ملائکہ میں ممتاز ہیں، لیکن طائر سدرۃ المنتہی، امین وحی الہی ،سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی معراج کی شب سدرۃ المنتہی پر رک گئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !اگر میں اس مقام سے انگلی کے پور کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو

تجلیات الٰہی کی وجہ سے جل کر خاک ہو جاؤں گا۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَقَامِ يَتْرُكُ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَهٗ؟ فَقَالَ: لَوْ تَجَاوَزْتُ لَاُحْرِقْتُ بِالنُّوْرِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاُحْرِقْتُ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: کیا ایسے مقام پر کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑ دیتا ہے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! اگر میں آگے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں گا، اور ایک روایت میں ہے: اگر میں ایک پور کے برابر بھی قریب آؤں تو خاکستر ہو جاؤں گا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاسراء۔1)

الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سدرۃ المنتہی سے آگے تشریف لے گئے۔

برادران اسلام! مقام غور ہے! جو فرشتہ نور سے پیدا کیا گیا اس کی ذات ان تجلیات الہیہ کی متحمل نہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی اعجازی شان یہ ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے گزر گئے، حریم ناز میں پہنچے، حظیرۂ قدس میں باریابی حاصل فرمائی اور تجلیات الہیہ کی آپ پر پیہم بارش ہوتی رہتی ہے۔

اس طرح سفر معراج کے ذریعہ دنیا پر آشکار کیا گیا کہ جبریل امین سید الملائکہ کا حال یہ ہے کہ باوجود نورانی ہونے کے ان تجلیات الہیہ کی تاب نہ لا سکے اور حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان رفیع یہ ہے کہ آپ ہر آن قرب الٰہی کی منزلیں طے فرماتے ہیں اور آپ پر ہر دم نئی تجلی کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى.

اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

(سورۃ الضحیٰ۔4)

آپ صرف ان انوار و تجلیات کا تحمل ہی نہیں فرماتے بلکہ امت کو ان کے فیوض و برکات سے مستفیض و مستنیر بھی فرماتے ہیں۔

﴿نورانیت کی اعجازی شان﴾

برادران اسلام! آپ نے ابھی معجزۂ معراج کے پس منظر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان بشریت کے چند اعجازی پہلو سماعت کئے، اب آپ کی شان نورانیت کے نورانی تذکرہ سے اپنے قلوب کو منور کریں!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نورانیت کا کمال یہ ہے کہ آپ نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے رب تعالی کا دیدار فرمایا، اور دیدار بھی اس شان سے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى . لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى .

(دیدار حق کے وقت) نہ نگاہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوئی اور نہ جلوۂ حق سے متجاوز ہوئی۔ بیشک آپ نے اپنے رب کی نشانیوں میں سب سے بڑی نشانی (جلوۂ حق) کا مشاہدہ کیا۔

(سورۃ النجم۔17/18)

آپ کی نورانیت کی اعجازی شان بیان کرتے ہوئے زبدۃ المحدثین حضرت

ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(شب معراج جب آپ کی سواری نکلی تو) ستر ہزار فرشتے سیدھے طرف اور ستّر ہزار فرشتے بائیں طرف، ہرایک کے ہاتھ میں عرش کے نور کی ایک ایک مشعل تھی، باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے نور کا اور ہی عالم تھا۔ حکم ہوا جبرئیل! میرے حبیب کے چہرہ پر کئی ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں پھر بھی نور کا یہ عالم ہے، اچھا ذرا ایک پردہ تو اٹھاؤ! ایک پردہ کا اٹھنا تھا کہ نور کے جو لکھو کھا قندیلیں روشن تھیں حضرت کے نور کے سامنے ماند پڑ گئیں۔ (معراج نامہ، ص43)

﴿قلب اطہر کو غسل دیا گیا﴾

شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب اطہر کو آب زم زم سے دھویا گیا، آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا، ایمان وحکمت سے لبریز طشت اُس میں انڈیل دیا گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ	فرشتہ نے یہاں (سینہ) سے یہاں (ناف) تک چاک کیا۔
. . . فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءةٍ إِيمَانًا ، فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ.	اور اس نے میرا دل نکالا، پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو ایمان سے لبریز تھا، پھر میرے دل کو دھویا گیا اور (اپنے مقام پر) رکھ دیا گیا۔

(صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب المعراج، حدیث نمبر 3887۔ مسند الامام احمد، حدیث مالک بن صعصعۃ، حدیث نمبر 18312)

برادران اسلام! زندگی کا تعلق دل سے ہے، قلب مرکز حیات ہے، کائنات

میں کوئی ایسا انسان نہیں جو بغیر دل کے زندہ رہ سکے، اوپن ہارٹ سرجری (Open heart surgery) کے دوران بھی اطباء ایسے آلات کا استعمال کرتے ہیں، جن کی مدد سے وہ دل اور جسم کے درمیان رابطہ ضرور باقی رکھتے ہیں اور ان کی وجہ سے انسان زندہ رہتا ہے، اور ادھر حبیب پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ آپ کا سینۂ اقدس چاک کیا گیا، زم زم کے پانی سے قلب اطہر کو دھویا گیا، انوار وحکمت کے طشت انڈیلے گئے، ان تمام احوال کی خبر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عطا فرمائی ہے، مرکز حیات قلب باہر نکالے جانے کے باوجود بدستور آپ حیات رہے، معلوم ہوا کہ زندگی کے وسائل بظاہر منقطع ہونے سے آپ کے علم وادراک اور حیات طیبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس مقام پر تفسیر وحدیث، سیر وتاریخ کی کسی کتاب میں اس امر کا ذکر نہیں ملتا کہ سینۂ اقدس چاک کئے جانے پر آپ کے جسم اطہر سے خون کا قطرہ نکلا ہو۔

چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی، خون کا نکلنا بشریت کا تقاضہ ہے اور خون کا نہ نکلنا نورانیت کا تقاضہ ہے، سینۂ اقدس چاک کئے جانے پر بھی خون کا قطرہ نہ نکلنا' آپ کی بشریت کا معجزہ ہے، اسی طرح قلب اطہر سینۂ اقدس سے نکالنے کے بعد بھی بدستور باحیات رہنا' آپ کی بشریت کا معجزہ ہے، لہذا آپ کی شان نورانیت بھی بے مثال اور شان بشریت بھی بے مثال۔

علم میں فضل میں ہر وصف میں سب سے اعلی
شاہ کونین کو ہر شان میں یکتا دیکھا

(مؤلف)

شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقدہ یہ کھلتا نہیں کہ کون ہیں اور کیا ہیں وہ
ہاں سمجھتے ہیں بس اتنا برزخ کبری ہیں وہ

﴿سفر معراج کی حکمت﴾

برادران اسلام! یوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے فرش زمین پر رہ کر عجائب قدرت اور عالم بالا کے حقائق کو اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھا کرتے ہیں، جنت ودوزخ کا مشاہدہ فرماتے ہیں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آسمانی کائنات کا سفر کروائے بغیر' اللہ تعالی روئے زمین پر ہی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عالم بالا ولامکاں کی رؤیت اور جنت ودوزخ کا مشاہدہ کرواتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز کسوف ادا فرمائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو اپنے مبارک ہاتھ میں لے رہے ہیں پھر آپ پیچھے کی جانب تشریف لائے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میرے سامنے جنت پیش کی گئی اور میں نے اس سے انگور کا خوشہ لینے کا ارادہ کیا (پھر میں نے اس ارادہ کو ترک کردیا) اور اگر میں اس کو لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے وہ کبھی ختم نہ ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا.
(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلاۃ، حدیث نمبر۔706)

واضح ہوا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف فرما ہو کر آسمانی کائنات کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو پھر آپ کو معراج کی شب آسمانوں پر کیوں بلایا گیا؟

دراصل اس میں حکمت الہی ومنشا ایزدی یہ ہے کہ عجائبِ قدرت کا مشاہدہ اور عالم ملکوت کی سیر کے علاوہ اپنے قرب خاص سے نواز کر ہمکلامی ودیدار پُرانوار کے شرف سے مشرف فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قدر ومنزلت کو تمام مخلوقات پر آشکار کرنا بھی مقصود تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسلسل تبلیغ دین واشاعت اسلام فرماتے رہے اور لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دیتے رہے، قدرشناسوں نے آپ کے دامن لطف وکرم سے وابستگی حاصل کی' لیکن سرکش لوگوں کی عناد وسرکشی اور ہٹ دھرمی' دعوت حق سے روگردانی اور دین حق سے اعراض کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام الہی ودعوتِ اسلام دینے کے لئے طائف کی طرف سفر فرمایا، وہاں آپ نے دعوت اسلام دی، لیکن اہل طائف نے بجائے ایمان لانے کے آپ کے ساتھ مختلف قسم کی شرارتیں شروع کردیں، آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ کے قدم مبارک لہولہان ہوئے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔

طائف کی زمین میں دی گئی تکلیفوں اور اذیتوں سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک پر گرانی اور خاطر عاطر پر حزن طاری تھا، حق تعالی نے اپنے

حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تسکین خاطر اور آپ کو فرحت ومسرت عطا کرنے کے لئے اور ساری خلقت پر آپ کی قدر ومنزلت آشکار کرنے اور دیدار پُر انوار سے نوازنے کے لئے اپنے قرب خاص میں طلب کیا' تا کہ دنیا والوں کے سامنے آپ کی عُلوِّ شان اور آپ کا مقام ومرتبہ ظاہر ہوجائے کہ جن مبارک قدموں کو طائف کی سرزمین پر زخمی کیا گیا یہ وہ مبارک قدم ہیں کہ عرش الہی بھی ان کو چوم کر برکتیں حاصل کرتا ہے اور سدرہ کے مکین' روح الامین بھی قرب خداوندی میں رہنے کے باوجود برکتوں کے سلسلہ میں ان مبارک قدموں کے محتاج ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کو باعث سعادت سمجھتے اسی طرح اپنے مقام سدرۃ المنتہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کو باعث خیر وبرکت جانتے ہیں۔

ملا معین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''معارج النبوت'' میں روایت ذکر کی ہے:

بعد ازان جبرئیل علیه السلام گفت یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم !مرابتو حاجتیست فرمود آن حاجت کدام استگفت خواهم که دریں مقام دو رکعت نماز

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میری آپ سے ایک درخواست ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو! وہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میری خواہش ہے کہ آپ یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائیں

کنی تا مقام من از برکت قدم مبارکت بهرهٔ یابد۔

تا کہ میری قیامگاہ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے بہرہ ور ہوجائے۔

(معارج النبوت، رکن سوم، باب چہارم، فصل سیزدہم، در غرائب سدرۃ المنتہی، صفحہ 931)

﴿براق کے انتخاب کی حکمت﴾

حضرات! اس مبارک سفر کے لئے دستور کے مطابق اللہ تعالی بجائے براق کے کسی اور دنیوی سواری جو عرب میں استعمال کی جاتی تھی اسے روانہ فرمادیتا، یا اس سواری میں سرعت وتیزی پیدا فرمادیتا اور اسے بھیج دیتا یا آئندہ زمانہ میں جو تیز رفتار سواریاں پیدا ہونگی انہیں روانہ فرمادیتا، لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ جنتی براق پیش کیا تا کہ پتہ چلے بے مثل وبے مثال حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے سواری بھی ایسی بے مثال پیش کی جاتی ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے اس پر سواری کی ہے اور نہ آپ کے بعد دنیا میں کسی اور کو ایسی سواری عطا کی جائے گی اور اگر آئندہ زمانہ میں پیدا ہونے والی تیز رفتار سواریاں پیش کی جاتیں تو مستقبل میں لوگ ترقی کرکے اس جیسی سواری پر سوار ہوتے، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے جنتی سواری کا انتخاب فرمایا کہ اس جیسی سواری پر دنیا میں کوئی سوار نہ ہوسکے۔

﴿براق پر سواری شاہانہ شان کیلئے﴾

براق ایک جنتی سواری ہے، آپ کی خدمت اقدس میں براق کی سواری پیش کی گئی، بجائے اس کے یہ بھی ہوسکتا تھا کہ آپ کے لئے مسافت کو لپیٹ دیا جاتا، زمین

سمیٹ دی جاتی اور آپ کا ایک قدم مبارک مکہ مکرمہ میں ہوتا اور دوسرا قدم مبارک مسجد اقصیٰ میں، لیکن حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ایسا نہیں کیا گیا، اس میں حکمت یہ ہے کہ مسافت کو لپیٹنا اولیاء کرام میں بھی مشترک ہے، اس کے برخلاف ایسی سواری کا ہونا جو چشم زدن میں طویل مسافت کو طئے کرے یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی امتیازی شان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ براق سواری کی ضرورت ہونے کی بناء پر نہیں لائی گئی، بلکہ براق کو شرف بخشنے کے لئے اور آپ کی شان وشوکت کے اظہار کے لئے لائی گئی تھی، جس طرح دنیا کے معززین کو دعوت دی جاتی ہے تو نمائندہ کے ساتھ سواری بھیجی جاتی ہے، اس میں مہمان کا اکرام واحترام مقصود ہوتا ہے، اسی طرح خالق کائنات نے اپنے بے مثال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو ایسی سواری بھیجی جس پر کوئی بشر سوار نہیں ہوا۔

ان الحکمة فی الاسراء به راکبا، مع القدرة علی طی الارض لـه، اشارة الی ان ذلک وقع تانیسا له بالعادة، فی مقام خرق العادة، لان العادة جرت ان الملک اذا استدعی من یختص به بعث الیه بمرکوب سنی یحمله علیه فی وفادته الیه.

زمین سمیٹنے پر قدرت کے باوجود سواری کے ذریعہ سیر کرانے میں حکمت یہ ہے کہ یہ واقعہ اظہار معجزہ کے مقام پر رواج وروایت کے مطابق رونما ہوا، چونکہ عموماً رواج یہی ہے کہ بادشاہ کسی شخصیت کو مدعو کرتا ہے تو اس کے پاس اپنے نمائندہ کے ساتھ عمدہ سواری بھیجتا ہے۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی، ج8، ص70)

﴿حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مسجد اقصیٰ تشریف لے جانے کی حکمتیں﴾

برادران اسلام! یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سفر معراج کے موقع پر بیت المقدس تشریف لے گئے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کو آسمانی کائنات کا سفر کروانا مقصود تھا، اور رب تعالی سے ہمکلامی اور دیدار پُر انوار کی سعادت سے مالا مال کرنا تھا تو پھر آپ کو براہ راست آسمانوں پر کیوں نہیں لے جایا گیا، بیت المقدس کیوں لے جایا گیا، تو اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ

پہلی حکمت: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مسجد اقصیٰ اس لئے لے جایا گیا کہ کفار کو آپ کی صداقت کی دلیل مہیا ہو، کیونکہ آسمانوں کی نشانیاں کفار کی دیکھی ہوئی نہیں تھیں، وہ آپ کے معجزۂ معراج کی تصدیق کس طرح کرتے! چونکہ انہوں نے مسجد اقصیٰ دیکھی تھی، آپ سے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں پوچھیں، آپ نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں اور راستے میں ملنے والے قافلوں کے احوال بتادیئے تاکہ آپ کی خبر صادق کے مطابق کفار پر حجت قائم ہوجائے۔

والحکمة فی إسرائه صلی الله علیه وسلم اولا إلی بیت المقدس، لاظهار الحق علی من عاند، لانه لو عرج به من مکة إلی السماء، لم یجد لمعاندة الاعداء سبیلا إلی البیان والایضاح. (سبل الهدی والرشاد، ج1، ص17)

﴿بیت المقدس کی آرزو﴾

دوسری حکمت: امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ملک شام میں میدان حشر برپا ہوگا اور معراج شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس

لے جانے میں مشیت خداوندی یہ تھی کہ جب آپ کے مبارک قدم وہاں پڑ جائیں گے تو کل روز قیامت آپ کی امت کے لئے آسانیاں وسہولتیں میسر آجائیں گی اور آپ کے قدمین اطہرین کی برکت کے سبب وہاں پر ٹھہرنا آسان ہوجائے گا۔(سبل الھدی والرشاد، ج3،ص 18)

تیسری حکمت: جوحضرت محدث دکن علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائی ہے، آپ نے تحریر فرمایا: اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بیت المقدس ہروقت دعا کرتا تھا کہ الٰہی! تمام پیغمبروں سے میں مشرف ہوچکا، اب میرے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں ہے، اگر ہے تو یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مُبارک دیکھوں ان کی ملاقات کے شوق کی آگ بے حد بھڑک رہی ہے، بیت المقدس کی آرزو پوری کرنے کے لئے بیت المقدس لے جایا گیا۔(معراج نامہ،ص29)

﴿جبرئیل امین کا حسن ادب﴾

معراج کی رات حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حسن ادب کا عظیم نمونہ پیش کیا، جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو معمول کے مطابق دروازہ کی جانب سے نہیں آئے، بلکہ گھر کی چھت سے داخل ہوئے، اور قاعدہ تو یہ ہے:

وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ اَبْوَابِهَا.	اورتم گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو۔

(سورۃ البقرۃ189)

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ فرشتہ کا خلاف عادت غیر معمولی راستہ اختیار کرنے

میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ سفر بھی غیر معمولی نوعیت کا حامل اور خلاف عادت ہے اور چھت کوشق کرکے اوپر کی جانب سے داخل ہونے میں اشارہ ہے کہ آپ کا سفر عروج وبلندی والا ہے۔

﴿سید الملائکہ کا چہرہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوے اقدس پر﴾

شب معراج جبرئیل علیہ السلام نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کی عظیم سعادت حاصل کی، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

ونزل جبريل وميكائيل واسرافيل عليهم السلام ومع كل واحد منهم سبعون الف ملك فاخذ جبريل بلجامها وميكائيل بركابها واسرافيل من خلفها.	شب معراج جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام حاضر خدمت ہوئے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ستّر ہزار فرشتے تھے، جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام براق کی لگام تھام لئے، میکائیل علیہ السلام رکاب پکڑے، اور اسرافیل علیہ السلام غاشیہ بردار رہے۔

(تفسیر روح البیان، ج5،ص109)

واقعہ معراج کے موقعہ پر بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جبرئیل امین کے حسن ادب کا سب سے اعلی قرینہ ملتا ہے، ملا محمد معین کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے شب معراج جبرئیل علیہ السلام کی حاضری کی کیفیت سے متعلق روایت بیان کی ہے:

ترکیب قالب من از کافور جنت بوده و حکمت آن نمید انستم و حکمت آن در شب معراج و انستم و آنچناں بود که در حسن ایقاظ آنحضرت صلی الله علیه وسلم از خواب متامل بودم که بچه کیفیتش از خواب بیدار کنم تاملم شدم که روی خود رابر کف پای مبارک کش نهم چون روی خود برکف پای آنحضرت صلی الله علیه وسلم مالیدم برودت کافور باحرارت که لازمه خوابست مقارن گشته آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم از خواب بلطف بیدار شد حاص آنوقت دانستم حکمت در خلق خود از کافور حکمت۔

حکمت کا علم نہیں تھا۔اس کی حکمت مجھے معراج کی رات معلوم ہوئی، وہ اس طرح کہ میں نفاست ولطافت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کرنے میں تامل کررہا تھا اور فکرمند تھا کہ کس کیفیت سے بیدار کروں، مجھے حکم ہوا کہ اپنے چہرہ کو آپ کے پائے مبارک کے تلوے اقدس پر مس کروں، جب میں نے اپنے چہرہ کو پائے مبارک پر ملا، کافور کی برودت، حرارت کے ساتھ ملی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب استراحت سے بہ سہولت بیدار ہوئے، اس وقت مجھے اپنے کافور سے پیدا کئے جانے کی حکمت معلوم ہوئی۔

(معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن سوم، باب چہارم، فصل دوم، درحکمت تعیین شب از برای معراج، صفحہ:601)

﴿آغاز سفرام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے کیوں؟﴾

معراج شریف کے اس مبارک سفر کا آغاز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس سے نہیں بلکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے ہوا۔اس کی حکمت یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دراقدس کے آداب یہ ہیں کہ آپ کے درِدولت میں بلا اجازت داخل ہونا ممنوع ہے۔بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آداب کے بیان میں قرآن کریم ناطق ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ	اے ایمان والو! نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے کاشانۂ اقدس میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

(سورۃ الاحزاب:53)

اوراس حکم میں فرشتے بھی شامل ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی طرف نبوت ورسالت کی شان کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے:

وارسلت الى الخلق كافة.	اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم، ج1،ص 199، حدیث نمبر:523۔مسند امام احمد، مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:8969۔زجاجۃ المصابیح،5،ص8)

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے مرقات میں اسکی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

ای الی الموجودات باسرھا عامة من الجن والانس و الملک والحیوانات والجمادات	میں تمام کائنات ، جنات وانسان ، فرشتے، حیوانات و جمادات سب کی طرف رسالت ونبوت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین)۔

اسی لئے فرشتوں کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ بلا اجازت آپ کے دراقدس میں داخل ہوں، معراج کی شب آپ اپنے کاشانۂ اقدس میں آرام نہیں فرمائے بلکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان تشریف لے گئے تاکہ فرشتہ آداب دربار مصطفوی اور مشیت الہی کے مطابق خدمت اقدس میں حاضر ہو۔ بندہ جب عبادت میں مصروف رہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے قرب خاص میں ہوتا ہے، نمازی جب نماز میں ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے "یناجی ربه"، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: قَالَ اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ.

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود. حدیث نمبر 1111۔ سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الدعاء فی الرکوع والسجود. حدیث نمبر 875۔)

بندہ اپنے مولی سے اس وقت زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سجدہ کی حالت میں ہو۔

لیکن اللہ تعالی نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کسی مخصوص عبادت کی حالت میں پیغامِ معراج نہیں بھیجا بلکہ آپ کے استراحت فرمانے کی حالت میں جبریل امین کو بھیجا، گوکہ سفر معراج از اول تا آخر بیداری میں ہوا لیکن جبریل امین معراج کا پیغام اس وقت لے کر حاضر ہوئے جبکہ آپ استراحت فرمارہے تھے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت فرمانے کی ادا کو بھی اسقدر محبوب رکھتا ہے کہ اس میں اپنی نوازشات کی برسات فرماتا ہے، استراحت کی حالت میں قرب حق کی یہ شان ہے، بارگاہ خداوندی سے ایک عظیم سفر کیلئے پیغام ملتا ہے تو پھر وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کعبہ میں ہوتے ہیں، ذکر ودعاء میں مصروف رہتے ہیں، دربار خدا میں قیام فرماہوتے ہیں، تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو اس وقت کس طرح انعامات واکرامات کی مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے۔ اور آپ کا استراحت فرمانا بھی اس شان کا ہیکہ آپ فرماتے ہیں:

تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.	میری آنکھ سوتی ہے اور میرا قلب جاگتا رہتا ہے۔

(صحیح بخاری شریف، کتاب المناقب، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ، حدیث نمبر: 3304)

اسی لئے آپ نے فرشتہ کے داخل ہونے اور ادب کے نرالے انداز کو بھی بیان فرمایا، کیونکہ عام افراد کی نیند غفلت کی ہوتی ہے اور حضرات انبیاء کرام کی حالتِ نیند وبیداری دونوں یکساں ہیں۔

اس طرح آپ نے رات کے مختصر سے حصہ میں معراج کا سفر طے کیا، اللہ تعالی نے آپ کو ان مقامات عالیہ ودرجات رفیعہ پر متمکن فرمایا کہ عقل انسانی ان کا ادراک بھی نہیں کرسکتی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِین بِجَاهِ سَیِّدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

☆☆☆

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

......خطبۂ ثانیہ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ.__اَمَّا بَعْدُ!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهُ! اِتَّقُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَأْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلَى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ.فَيَااَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْإِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ

مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابُ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابُ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنبَرِ وَالْمِحْرَابُ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهُ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنُ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانُ، ذِىْ النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانُ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبُ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبُ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبُ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنُ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنُ، اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنُ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنُ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِىْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةُ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. وَعَلَى جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنُ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنُ. وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسُ، سَيِّدَيْنَا اَبِىْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِىْ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةُ، وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةُ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰى وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارُ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنُ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنُ، اَللّٰهُمَّ

انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنُ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنُ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنُ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ.

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنُ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلَى عَبِيْدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنُ، فِىْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنُ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِىّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِىْ الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءُ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتُ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتُ، رَبَّنَا اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتُ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنُ.

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ.

اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰى نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

انوار خطابت

برائے رمضان المبارک

حصہ نہم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت، حصۂ نہم، برائے رمضان المبارک
تالیف	:	مفتی سید ضیاءالدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	رمضان المبارک 1432ھ،م اگسٹ 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35 روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
کتابت	:	محمد عبدالقدیر قادری، کامل جامعہ نظامیہ
پروف ریڈنگ	:	مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی صاحب، مولانا حافظ غلام خواجہ سیف اللہ صاحب
ملنے کے پتے	:	۞ جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

۞ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد

۞ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

۞ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد

۞ ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد

۞ مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد

۞ عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد

۞ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف

۞ تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف

۞ ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور

۞ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

۞......۞......۞......۞......۞

فہرست

پیش لفظ

اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے کہ ویب سائٹ www.ziaislamic.com پر اردواور انگلش زبان میں حالات کی مناسبت اور موقع کے لحاظ سے حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابو الحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کے تحقیقی مضامین،تحریری فتاوی، ویڈیو فتاوی اپلوڈ کئے جاتے ہیں،جس سے بلاکسی معاوضہ مختلف ممالک کے باشندگان خوب استفادہ کررہے ہیں، کتابیں اور ویڈیوز ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں، علاوہ ازیں فیس بک ، یوٹیوب اور گوگل ویڈیو اور دیگر ویب سائٹس پر مفتی صاحب کے خطابات اور فتاوی کے ویڈیوز دستیاب ہیں۔

الحمدللہ مفتی صاحب قبلہ کے سنٹر سے شائع ہونے والے مضامین وکتب، خطابات وفتاوی کے ویڈیو کلپس سے حیدرآباد اور اطراف واکناف کے مسلمان خوب استفادہ کررہے ہیں، نیز ملک کی دیگر ریاستوں سے بھی مطبوعہ کتب اور ویڈیو سی ڈیز کی مانگ روز بروز بڑھتی جارہی ہے،اس کے علاوہ استفادہ کرنے والوں میں لاکھوں کی تعداد وہ ہے جو انٹرنٹ پر آن لائن استفادہ کررہی ہے۔

واضح باد کہ مفتی صاحب کا تحریری وتقریری اسلوب ہمیشہ سے مدلل وتحقیقی رہا، زبان شیریں وشستہ ہونے کے باوصف آپ کا انداز آسان وعام فہم ہے، سنجیدہ فکر کو پیش کرنا اور مثبت گوشوں کو اجاگر کرنا ،مفتی صاحب کی امتیازی خصوصیت ہے، آپ کی نگارشات کا ایک حصہ خطابات سے متعلق ہے،جس سے استفادہ رموز خطابت سے شناسائی بالخصوص عصر حاضر کے چیلنجس کا جواب دینے کے لئے بیحد مفید اور کارآمد ہے، زیر نظر کتاب ''انوار خطابت'' کے سلسلۂ اشاعت کا نواں حصہ ہے اس سیریز کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے تمام حصے آیات ربانیہ، احادیث نبویہ، آثار صحابہ، اقوال ائمہ اور ارشادات بزرگان دین سے مزین ومرصع ہیں اس میں ہر بات محقق اور اسکا ہر گوشہ مدلل ہے، جس کی بنا یہ کتاب شہر وریاست اور بیرون ریاست خطباء کی مطمح نظر بنی ہوئی ہے۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل پانچ اہم خطابات پر مشتمل ہے: (1) روزہ، دنیوی واخروی فوائد کا مظہر (2) زکوۃ ، اسلام کا رکن ،قرب الٰہی کا ذریعہ (3) فتح مکہ، اسباب ونتائج (4) حضرت مولائے کائنات، خصائص وکمالات، (5) شب قدر، عظمت وفضیلت۔

پہلے خطاب میں مفتی صاحب نے ماہ رمضان کی برکتیں، اس میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی ، روزہ کی فرضیت اس کے دنیوی واخروی فوائد وامتیازات کورقم فرمایا ہے۔ دوسرے خطاب میں مفتی صاحب نے زکوۃ کی اہمیت، اس کا مقصداور اس سے متعلق وارد بشارتیں اور وعیدیں بیان کرتے ہوئے مختصر مگر جامع اسلوب میں زکوۃ کے ضروری مسائل پر روشنی ڈالی ہے، رمضان المبارک کے مہینہ میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکۃ المکرّمہ کو فتح فرمایا، اس سلسلہ میں رونما ہونے والے تاریخ ساز واقعہ کو مفتی صاحب نے تیسرے خطاب میں سنجیدہ انداز میں ذکر کرتے ہوئے اس کے اسباب ونتائج اور اسلام کے امن وسلامتی پر مبنی اصول وضوابط کی صراحت کی ہے، اسی طرح رمضان المبارک کی ایک تاریخی حیثیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمٰی ہوئی، چنانچہ مفتی صاحب نے چوتھے خطاب میں آپ کے خصائص وکمالات اور دیگر صحابۂ کرام کے درمیان آپ کی امتیازی شان، آپ کی شان میں وارد آیات مبارکہ واحادیث شریفہ اور آپ کے ارشادات کو مفتی صاحب نے بڑے شرح وبسط کے ساتھ شامل کیا ہے۔

پانچواں، خطاب شب قدر کی عظمت وفضیلت سے متعلق مضامین پر مشتمل ہے اس خطاب میں مفتی صاحب نے شب قدر کے تعین سے متعلق آیات ربانیہ، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ سے دلائل دیتے ہوئے شب قدر کی خصوصیات اور علامتوں کی صراحت کی ہے، نیز اس میں رحمت ومغفرت سے محروم افراد کا ذکر کرتے ہوئے، اس کے معمولات کو بیان کیا۔ اللہ تعالٰی اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق میں اس سعی کو قبولیت دوام، اس کے افادہ کو عام اور حضرت مصنف کو جزائے تام عطا فرمائے۔ آمین

شعبہ نشر واشاعت ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد، الہند

روزہ؛ دنیوی واخروی فوائد کا مظہر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ .صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمُ .

برادران اسلام !اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور بندگی بندہ کا حقیقی مقصود ہے،اسے اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ میری زندگی کےاوقات اورشب وروزا پنے مقصودکو پورا کرنے میں گزریں،ساری زندگی رب العالمین کی عبادت وبندگی کرنے ،اس کی بارگاہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بسر ہو،چنانچہ اس فکر کوعملی جامہ پہنانے کے لئے اللہ رب العزت نے ہمیں مختلف انداز میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے اورعبادت کرنے کے سنہری مواقع عطافرمائے ،کبھی نماز کی صورت میں عبادت کا سلیقہ عطا فرمایا،کبھی راہ حق کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے خانہ کعبہ کا حج کرنے کا حکم فرمایا اور کبھی مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے کے لئے زکوۃ وصدقات کی صورت میں عبادتوں کا قرینہ عطافرمایا۔ عبادت کے انہی مختلف طریقوں میں ایک بہترین طریقہ ''روزہ'' بھی ہے جواسلام کا چوتھا رکن ہے،اس کے شرعی معنی صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک بندۂ مومن کوکھانے ، پینے اورازدواجی تعلقات سے رکے رہنے کے ہیں۔

ماہ رمضان کی برکتیں

حضرات! رمضان المبارک وہ مہینہ ہے، جس میں رب العالمین اپنے بندوں کو فضل ومہربانی سے سرشار فرماتا ہے، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا صدقہ اورخیرات سے انہیں سرفراز فرماتا ہے اورانہیں رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں اور بخشش سے بہرہ ورفرماتا ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم - إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِى مُنَادٍ يَا بَاغِىَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِىَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن جکڑدئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازوں کو بندکردیا جاتا ہےاوران میں کوئی دروازہ کھولانہیں جاتا، اور جنت کے دروازوں کوکھول دیا جاتا ہے اوران میں کوئی دروازہ بندنہیں کیا جاتا، اورایک ندا دینے والاندا دیتا ہے: اے بھلائی کے طلبگار! (اس کی طرف) متوجہ ہوجا، اوراے برائی چاہنے والے! (گناہوں سے) دورہوجا، اوراللہ تعالی کی جانب سے دوزخیوں کوآزادی ملتی ہےاور یہ سلسلہ رمضان کی ہررات ہوتا ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل شھر رمضان، حدیث نمبر:684)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی

رمضان المبارک میں رب العالمین کی سخاوت اورعطا کا یہ معاملہ ہوتا ہے کہ

اس میں ایمان والوں کو عبادتوں کا خصوصی موقع عنایت کیا جاتا ہے، شرح ثواب میں اضافہ کیا جاتا ہے، شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، تا کہ وہ بندگان خدا کو نہ بھٹکا سکیں، انہیں عبادتوں سے نہ بہکا سکیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو سرفراز کرتے ہوئے ماہ رمضان کی ہر رات گنہگار بندوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے، ماہِ رمضان جود وسخا اور فیاضی کا معاملہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہوا کرتا ہے، آپ بھی اپنی امت کو سرفراز فرماتے اور اپنی رحمت کا صدقہ عطا فرماتے ہیں، جیسا کہ روایت ہے:

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل شهر رمضان اطلق کل اسیر واعطی کل سائل۔	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛ آپ نے فرمایا: جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کردیتے اور ہر مانگنے والے کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان، فضائل شہر رمضان، حدیث نمبر: 3475۔ مجمع الزوائد، حدیث نمبر 4838۔ کنز العمال، حدیث نمبر: 18060)

روزوں کی فرضیت

حضرات! اسی برکتوں والے مہینہ میں رب قدیر نے بندوں کے لئے ''روزہ'' کی صورت میں عبادت کرنے کا ایک سنہری موقع عطا فرمایا، چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال شعبان المعظم کے مہینہ میں روزہ کی فرضیت کا اعلان فرمایا اور ماہ رمضان کی خصوصیت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِنَ الْهُدَی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا، اس حال میں کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں حق وباطل میں تمیز کرنے والی روشن دلیلیں ہیں، تم میں جو کوئی اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزہ رکھے!

(سورۃ البقرۃ۔185)

حضرات! روزہ ایک ایسی عبادت ہے، جو اگلی امتوں پر بھی فرض تھی، انہیں بھی رب العالمین نے روزہ کا اہتمام کرنے کا حکم فرمایا تھا، وہ ایسی عظیم عبادت ہے؛ جس کی برکت سے انسان تقوی وطہارت کا پابند ہوجاتا ہے، چنانچہ رب العالمین نے ہمارے لئے بھی روزہ کو تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرنے کا بہترین ذریعہ بنایا، جیسا کہ ابھی خطبہ میں جو آیت مبارکہ پڑھی گئی اس میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے؛ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ!

(سورۃ البقرۃ۔183)

روزہ دار صفت الہی کا مظہر اور سنت نبوی کا پیکر

برادران اسلام! روزہ ایک ایسا فرض ہے، وہ خدا کی ایک ایسی عبادت ہے کہ بندۂ مومن جب تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہ کرے اسے ادا نہیں کرسکتا، رب العالمین نے روزہ دار کے حق میں ایسا معاملہ فرمایا کہ وہ رب کی عظیم عبادت

روزہ کا آغاز کرنا چاہے تو وہ سحری کھائے بغیر روزہ شروع نہیں کرسکتا اور اگر سحری کھائے بغیر روزہ رکھ بھی لے تو وہ خلاف سنت عمل کا مرتکب ہوگا، اس لئے کہ حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سحری کھانے سے متعلق آگاہ فرمادیا اور ہم غلاموں کو اس کی توجہ دلائی اور یہ حکم فرمایا:

عبدالعزیز بن صهیب قال : سمعت ان بن مالک رضی اللہ تعالی عنه قال ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا افان فی السحور برکة	حضرت عبدالعزیز بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے فرمایا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سحری کھایا کرو! کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب برکۃ السحو رمن غیر ایجاب، حدیث نمبر:1923)

اسی طرح روزہ کے اختتام پر افطار کرنا، یہ بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ ہے، گویا رب العالمین نے روزہ کو حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سنتوں کے درمیان رکھ دیا، خدائے تعالی کی اس عبادت کو اپنا کر روزہ دار جہاں صفت الہی کا مظہر ہوجاتا ہے، وہیں وہ سنت نبوی کا پیکر بھی بن جاتا ہے ، چونکہ کھانا تناول فرمانا حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور خدا کی ذات کھانے، پینے سے پاک ہے، اس بنیاد پر بندہ جب روزہ رکھتا ہے تو وہ تجلیات ربانی اور انوار نبوی سے اپنے ظاہر وباطن کو روشن ومنور کرلیتا ہے۔

روزہ دار کے حق میں خصوصی سرفرازی

برادران اسلام! دنیا اور آخرت میں روزہ کے بے شمار فوائد ہیں، روزہ دار کے حق

میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیاوآخرت میں بے شمار برکتیں اور سعادتیں رکھی ہیں، روزہ خدائے تعالیٰ کی وہ عبادت ہے کہ جس کی برکتیں دیگر عبادتوں میں اور ان کے ثواب میں نہیں پائی جاتیں، بندۂ مومن کو نیکی کرنے کی وجہ سے اجروثواب تو ضرور دیا جاتا ہے، لیکن وہ اجروثواب ،روزہ اوراس کے اجروثواب کے مماثل نہیں ہوسکتا، حدیث شریف میں آتا ہے:

عَـنْ أَبِـی هُـرَیْـرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسـلم إِنَّ رَبَّكُمْ یَقُولُ كُلُّ حَسَـنَةٍ بِـعَشْـرِ أَمْثَالِهَا إِلَی سَبْـعِـمِـائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ لِـی وَأَنَـا أَجْـزِی بِهِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِیـحِ الْـمِسْكِ وَإِنْ جَهِلَ عَـلَـی أَحَدِكُمْ جَاهِلٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ إِنِّی صَائِمٌ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: بے شک تمہارا پروردگار فرماتا ہے: ہر نیکی کا اجر دس(10) گنا سے سات سو(700) گنا تک دیا جاتا ہے اور روزہ (خالص) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا صلہ عطا کرتا ہوں، روزہ دوزخ کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اور اگر کوئی ناداں تم میں کسی روزہ دار سے نازیبا حرکت کرے تو اسے چاہئے کہ وہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔

(جامع الترمذی، کتاب الصَّوْمِ، باب مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الصَّوْمِ، حدیث نمبر:769)

حدیث شریف میں مذکورکلمہ وانا اَجزِی به کو واناأُجْزیٰ به بھی پڑھا گیا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں خود ہی روزہ کا بدلہ ہوجاتا ہوں۔

برادران اسلام! اس حدیث شریف سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ رب قدیر

نے ہر عبادت کا بدلہ اور اس کی ہر اطاعت کا صلہ ثواب کی شکل میں مقرر کیا ہے، لیکن روزہ خدائے تعالیٰ کی ایک ایسی عبادت ہے؛ جس کا بدلہ خود خالق کائنات ہو جاتا ہے اور روزہ دار کو اپنے دیدار پرانوار سے مشرف فرماتا ہے۔

روزہ بے ریا عمل

حضرات! روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں خاص طور پر ریا کاری کا کوئی شائبہ نہیں، اس میں دکھاوے کا کوئی دخل نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ دار کے لئے خصوصی سرفرازی کا جو وعدہ فرمایا؛ اسی سے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح صحیح بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

وَاللَّه أَعْلَم أَنَّهُ إِنَّمَا خَصَّ الصِّيَام لِأَنَّهُ لَيْسَ يَظْهَر مِنْ اِبْن آدَم بِفِعْلِهِ وَإِنَّمَا هُوَ شَيْء فِي الْقَلْب .وَيُؤَيِّد هَذَا التَّأْوِيل قَوْله صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ فِي الصِّيَام رِيَاء "حَدَّثَنِيهِ شَبَابَة عَنْ عُقَيْل عَنْ الزُّهْرِيّ فَذَكَرَهُ يَعْنِي مُرْسَلًا قَالَ : وَذَلِكَ لِأَنَّ الْأَعْمَال لَا تَكُونُ إِلَّا بِالْحَرَكَاتِ ، إِلَّا الصَّوْم فَإِنَّمَا هُوَ بِالنِّيَّةِ الَّتِي تَخْفَى عَنِ النَّاس.

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، دراصل اس نے روزہ کو اس لئے مخصوص فرمایا؛ چونکہ روزہ انسان کے عمل سے ظاہر نہیں ہوتا، اس لئے کہ وہ دل ہی میں پوشیدہ چیز ہے اور اس بات کی تائید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ روزہ میں دکھاوا نہیں ہے......امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ اعمال حرکات کے ساتھ ہوا کرتے ہیں، لیکن روزہ صرف نیت پر موقوف ہوتا ہے اور نیت لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم)

خشیت الٰہی کی برکت

برادران اسلام! روزہ دار اپنے مولی کو راضی کرنے کے لئے سورج کی حرارت کو برداشت کرتا ہے، لیکن پانی کا ایک قطرہ اپنے حلق کے نیچے جانے نہیں دیتا، بھوک کی

شدت پر بھی صبر کرتا ہے، لیکن کھانے کا ایک دانہ اپنے پیٹ میں جانے نہیں دیتا اور روزہ دار کے اس عمل کا کسی کو شعور نہیں ہوتا، حتی کہ وہ تنہائی میں ہوتا ہے، اس کے ساتھ کوئی اور شخص نہیں ہوتا ایسے وقت اگر وہ کچھ کھالے اور پی لے تو اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا ،تب بھی وہ کوئی چیز کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتا، کیونکہ اس کے دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔

محض وہ اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان ظاہری صعوبتوں کو سہتا ہے، نفسانی خواہشات سے پرہیز کرتا ہے، گناہوں سے گریز کرتا ہے، شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں روزہ کو دوزخ کی آگ سے بچنے کا ''ڈھال'' کہا گیا۔

چونکہ روزہ دار جب اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ہمہ تن مصروف ہوجاتا ہے اور شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی سے وہ اپنے دامن کو بچالیتا ہے تو ''روزہ'' اس کے حق میں دوزخ کے لئے ڈھال بن جائے اور اسے روزہ کے باعث دوزخ سے چھٹکارا نصیب ہوجائے۔

روزہ دار کے لئے رحمتوں کی سوغات

حضرات! جب روزہ دار اپنے مولا کا قرب حاصل کرنے کے لئے، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ روزہ ادا کرنے کے لئے مشقتیں برداشت کرتا ہے، نفسانی خواہشات کو پامال کردیتا ہے تو رب العالمین نے روزہ دار بندہ کو اپنی خوشنودی سے سرفراز کرنے اور اسے اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے، جس کی خبر ہمیں نبی برحق، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، چنانچہ ایک موقع پر حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام

نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قال سمعت رسول الله (صلی الله علیه وسلم)وأقبل علی أسامة بن زید فقال یا أسامة علیک بطریق الجنة وإیاک أن تختلج دونها فقال یا رسول الله ما أسرع ما یقطع به ذلک الطریق قال بالظما فی الهواجر وکسر النفس عن لذة الدنیا. یاأسامة علیک بالصوم فإنه یقرب إلی الله أنه لیس شیء أحب إلی الله من ریح فم الصائم ترک الطعام والشراب لله عز وجل فإن استطعت أن یأتیک الموت وبطنک جائع وکبدک ظمآن فافعل	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا ، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ،آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: اے اسامہ !تم جنت کی راہ پر گامزن رہو اور اس کے علاوہ راستہ پر چلنے سے بچے رہو! تو انہوں نے عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اس راستہ پر تیزی سے پہنچانے والی کونسی چیز ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گرمیوں میں پیاسا رہنا اور دنیوی خواہشات سے نفس کو روکنا۔ اے اسامہ! تم روزہ رکھا کرو ! کیوں کہ وہ اللہ تعالی کا قرب عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو اور کھانے پینے کو رضائے الٰہی کی خاطر چھوڑنے سے بہتر کوئی پسندیدہ چیز نہیں ،اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ تمہارے انتقال کے وقت تمہارا پیٹ بھوکا اور جگر پیاسا ہو تو تم ایسا کرو!

فإنک تدرک شرف المنازل	جس کے سبب تم آخرت میں بلند مقامات
فی الآخرۃ وتحل مع النبیین	پالوگے اور انبیاء کرام کی خدمت میں رہوگے،
ویفرح الأنبیاء بقدوم روحک	اور تمہارے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی
علیھم ویصلی علیک الجبار	وجہ سے وہ خوش ہوں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم
تعالی	پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(تاریخ دمشق،حرف الالف،اسامہ بن زید بن حارثہ)

روزہ عملی واخلاقی تربیت کا ضامن

حضرات! روزہ کے منجملہ فوائد میں یہ بھی ہے کہ اس میں روزہ دار کی عملی واخلاقی تربیت ہوتی ہے، وہ نعمتوں کی قدردانی کرنے والا اور خدا کی عطا پر شکر کرنے والا بنتا ہے، مصائب ومشکلات پر صبر کرنے کا عادی ہوجاتا ہے اور خود کھانے پینے سے رکے رہنے کی وجہ سے غریب ونادار اور بھوک وفاقہ سے دوچار افراد سے متعلق اس کے دل میں غمگساری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزہ صحت کی برقراری کا باعث

برادران اسلام! طبی لحاظ سے بھی روزہ کے کئی فوائد ہیں، باضابطہ روزہ رکھنے سے انسانی صحت برقرار رہتی ہے۔طبی ماہرین کا بیان ہے کہ معدہ کو طویل وقت تک غذا سے خالی رکھنا کئی جسمانی امراض کا علاج ہے، بھوک کی وجہ سے معدہ کے فاسد مادے زائل ہوجاتے ہیں، علاوہ ازیں روزہ انسان کو درپیش ہونے والے کئی امراض کا موثر ذریعہ علاج ہے، بلڈ پریشر، نظام ہاضمہ، شوگر اور اس جیسے کئی عوارض جسمانیہ کی روک تھام کیلئے بے حد مفید ہے۔

روزہ دخول جنت کا بہترین ذریعہ

ان خوبیوں اور فوائد کے پیش نظر روزہ کو صرف رمضان کی حد تک محدود نہیں کیا

گیا، بلکہ جس طرح فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں بھی ادا کی جاتی ہیں،صدقہ واجبہ اورزکوۃ کے علاوہ نفل صدقہ،خیرات اورعطیات دئے جاتے ہیں؛اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل روزہ کی بھی ترغیب دلائی اوراسے جنت میں داخل ہونے کا بہترین ذریعہ قراردیا،جیسا کہ مسندامام احمد میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ	انہوں نے فرمایا: میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ
صلى الله عليه وسلم	علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا:
فَقُلْتُ مُرْنِي بِعَمَلٍ	مجھے ایسے عمل کا حکم فرمائیے؛ جو مجھے جنت میں
يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ .قَالَ	داخل کرے!حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ	ارشادفرمایا:تم روزہ کا اہتمام کرو! کیونکہ کوئی عمل
فَإِنَّهُ لاَ عِدْلَ لَهُ.ثُمَّ	اس کے مماثل نہیں،میں حضور پاک علیہ الصلوۃ
أَتَيْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ	والسلام کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ
عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ.	نے ارشادفرمایا:تم روزہ کا اہتمام کرو!۔

(مسندالامام أحمد ، حديث أبى أمامة الباهلى،22805)

روزہ میں ہرگز شریعت کی خلاف ورزی نہ کریں!

حضرات!خدائے تعالی کی یہ سرفرازی اورکرم نوازی اپنے نیکوکار،روزہ دار،عبادت گزار اور پرہیزگار بندوں کے لئے ہے، جو اپنے مولی کی اطاعت کرتے ہیں،اس سے خوف کرتے ہیں اور ہمیشہ ان پرخشیتِ الٰہی طاری رہتی ہے، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ وہ معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہیں، اسی بنیاد پر رب العالمین انہیں اپنے فضل وکرم میں لے لیتا ہے،ان ہستیوں سے قطع نظر جو بندے خدائے تعالیٰ کی

نافرمانی کرتے ہیں، اس کی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں، وہ عبادت تو ضرور کرتے ہیں، لیکن اس میں اخلاص نہیں ہوتا، وہ روزہ تو رکھتے ہیں؛ لیکن گناہوں سے نہیں بچتے تو ایسے افراد کی عبادت دربارِ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ، رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم :مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (روزہ میں) جھوٹ بات (اور بے ہودہ عمل) کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور......حدیث نمبر 1903)

حضرات! ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس متبرک مہینہ کی قدر کریں، روزوں اور تراویح کا اہتمام کریں، بلاعذر شرعی روزہ نہ چھوڑیں اور بطورِ خاص روزہ کی حالت میں ناجائز وحرام کاموں کے علاوہ مکروہات ومشتبہات سے بھی بچتے رہیں۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں اور عنایتوں سے مالا مال فرمائے، احکام شریعت پر پابندی کرنے اور برائیوں سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

﴿زکوۃ، اسلام کا رُکن، قرب الٰہی کا ذریعہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنْ، وَاَصْحَابِهِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .وَمَا آتَیْتُمْ مِنْ رِبًا لِیَرْبُوَ فِی أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُو عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَیْتُمْ مِنْ زَکَاةٍ تُرِیدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولَئِکَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

برادران اسلام! دین اسلام ایک آفاقی دین ہے، جس میں امن وآشتی، چین وسلامتی کی تعلیم دی جاتی ہے، یہی وہ مذہب ہے جو آپس میں اتحاد ویکجہتی اور اخوت وبھائی چارگی کا پیغام دیتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور باہمی رواداری دین اسلام کی نمایاں خصوصیات ہیں، ایسے الفت ومحبت کے معاملات کو فروغ دیتے ہوئے دین اسلام نے ایمان والوں پر زکوۃ فرض کی ہے، زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے اور نماز کے بعد سب سے زیادہ اہمیت وفضیلت اسی کو حاصل ہے۔

قرآن کریم میں زکوۃ کا ذکر (32) مقامات پر نماز کے ساتھ آیا ہے اور پندرہ (15) مقامات پر صدقہ کا لفظ ''زکوۃ'' کے معنی میں شامل ہے، ہم اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر آنا اس کی حیثیت کو اور اونچا درجہ دے رہا ہے۔

عبادت کا مقصد قرب خداوندی اور خدمت خلق

حضرات! عبادت کے دو بنیادی مقاصد ہیں، ایک تو یہ کہ بندہ اپنے پروردگار

کا قرب حاصل کرے، دوسرا یہ کہ بندۂ مومن اپنے مولیٰ کی عبادات کرتے ہوئے خلق خدا کی حاجت روائی کرے، لوگوں کی مدد کرے، ان کا تعاون کرے اور زکوۃ کے اندر یہ دو باتیں بھی موجود ہیں۔

ادائی زکوۃ کے ذریعہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اس معنی میں حاصل کرتا ہے کہ وہ ایک مخصوص مقدار میں مخصوص مال کا مالک ہوتا ہے اور جب اس میں احکام شرع کے اعتبار سے زکوۃ نکالتا ہے، تو مال کی محبت اور دنیا میں سرمایہ اکھٹا کرنے کا جذبہ اس کے دل سے نکلتا ہے اور وہ صرف اپنے رب کی رضا کا طلبگار رہتا ہے کہ میں نے جو دولت جمع کی ہے؛ وہ میری محنتوں سے جمع نہیں ہوئی ہے، بلکہ یہ دولت مجھے رب کے فضل سے نصیب ہوئی ہے، کمایا تو ضرور میں نے، لیکن اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دیتا ہوتا، تو کبھی سرمایہ جمع نہیں ہوتا۔

خدائے کریم نے اپنے کرم سے اس میں برکتیں دی ہیں، تبھی تو میں الحمدللہ یہ سرمایہ حاصل کر پایا ہوں، اب اس کا حکم ہے کہ میں اس کی راہ میں خرچ کروں، اس کے بندوں کی مدد کروں، چنانچہ بندۂ مومن جب مال خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اسے روحانی ترقی ملتی ہے، قلب کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے پھر یہ کہ بندوں کی حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

زکوۃ کی منجملہ حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت کا مرکز بن جائے، دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جائے، وہ حرص وہوس کا غلام نہ بنے، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا تابع فرمان بنے!

خدائے تعالیٰ اُمراء کی طرح غرباء کو نوازنے پر قادر

حضرات! یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرمایہ داروں کو جو دولت دی ہے؛ وہ

غریبوں کو بھی دے سکتا ہے، دینے والا خدا بے نیاز ہے، کسی کو اس نے مالی سطح پر اونچا درجہ دیا اور کسی کو کم درجہ دیا، تاکہ لوگ ایک دوسرے سے استفادہ کر سکیں اور آپسی رواداری اور باہمی تعاون کا ثبوت دے سکیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

أَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَةَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُوْنَ.	کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان کی معیشت کو ان کے درمیان بانٹا ہے اور ایک دوسرے پر درجے بلند کئے ہیں، تاکہ ایک دوسرے سے کام لیا کریں۔ اور یہ لوگ جو جمع کررہے ہیں؛ اس سے آپ کے رب کی رحمت کہیں زیادہ بہتر ہے۔

(سورۃ الزخرف۔32)

ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہر کسی کی ضروریات زندگی ایک دوسرے سے وابستہ کردی گئی، کیونکہ سب کے سب عالیشان محلوں میں ہوں گے تو انہیں تعمیر کرنے والا کون ہوگا؟ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے نظام ہی کچھ اسطرح رکھا کہ بندے ایک دوسرے سے اپنی حاجتیں پوری کرتے رہیں، ورنہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے لئے روزی دینا اپنے ذمۂ کرم پر فرمالیا ہے، انسان تو کیا زمین پر سانس لینے والے ہر جاندار کو وہی رزق عطا فرماتا ہے، ارشاد ہورہا ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا	اور روئے زمین پر جتنے چوپائے رہتے ہیں؛ سب کا رزق اللہ ہی نے اپنے ذمۂ کرم میں لےلیا ہے۔

(سورۃ ھود۔6)

یہ خدائے رزاق ورحیم کی شان ہے کہ بھوکا اٹھاتا ہے، لیکن کسی کو بھوکا سلاتا نہیں، اپنے بندہ کو سرفراز کر کے ہی سلاتا ہے۔

زکوۃ غرباء کا حق ؛ جوانہیں لوٹایا جاتا ہے

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی یہ نوازشیں ہیں اوراسی طرح اللہ تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی دوسروں کا خیال کرنے والے بنیں اور دوسروں کی حاجتیں پوری کر کے صفت الہی کے مظہر بنیں، کلام الہی میں اللہ تعالی نے اپنے پرہیزگار، عبادت گزار بندوں کا تذکرہ فرمایا اوران کی سخاوت وفیاضی کوامت کے لئے نمونہ بنایا، چنانچہ ارشادفرماتا ہے:

وَفِـی أَمْـوَالِهِـمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ
اوران کے مالوں میں ان کا حق ہے جو مانگتے ہیں اوران کا جولوگوں کے سامنے اپنی ضرورت کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔

(سورۃ الذاریات۔19)

انہی حقوق کی تکمیل کرواتے ہوئے اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کا فریضہ عطا کیا، حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کی ترغیب فرماتے ہوئے ایک نہایت ہی پیارا فرمان جاری کیا ہے؛ جس سے ہماری فکر کو یہ آگہی اور روشنی ملتی ہے کہ ہم کسی غریب کو اپنی ذاتی دولت نہیں دیتے، بلکہ اس کا حق جو ہم اپنے پاس روک رکھے تھے؛ اسی کو لوٹا دیتے ہیں، جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر روانہ فرمایا تو انہیں چند ہدایات بھی فرمائی تھیں، منجملہ ان کے یہ بھی ارشادفرمایا:

فَـأَخْبِـرْهُـمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَـلَيْهِـمْ صَـدَقَةً تُـؤْخَـذُ مِـنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ،
تم انہیں یہ خبر دو کہ اللہ تعالی نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے، جو مالداروں سے لی جائے گی اورمحتاجوں کو لوٹا دی جائے گی۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء، حدیث نمبر: 1496)

یہاں حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زکوۃ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا :

''**فَتُرَدُّ عَلَی فُقَرَائِهِم**'' کہ وہ غریبوں کولوٹادی جائے گی ، یہ نہیں فرمایا کہ مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی ، بلکہ یہ ارشادفرمایا کہ غریبوں کو رد کی جائے گی یعنی انہیں لوٹا دی جائے گی ، حالانکہ لوٹانا الگ بات ہے اور دینا ، عطا کرنا الگ حیثیت رکھتا ہے،؛اسی سے زکوۃ کا فلسفہ واضح ہوا۔

زکوۃ کی سپردگی غریب پر ہرگز احسان نہیں !

واضح رہے کہ زکوۃ دینے والا غریب کو رقم دے کر کوئی احسان نہیں کررہا ہے، بلکہ اسی کی رقم لوٹا رہا ہے،لوٹانا اسی وقت کہتے ہیں ؛ جب کوئی کسی کی ملکیت اس کے مالک کو لوٹاتا ہے،اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ مالدارو! تم تمہارے اموال میں سے کسی محتاج کو جو زکوۃ دیتے ہو؛ وہ اسی کا حصہ ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ نے اس کے حصہ کو تمہارے مال میں رکھا ہے، جو تم اسے لوٹا رہے ہو۔

حضرات! جب انسان کو یہ فکر مل جاتی ہے تو وہ زکوۃ کی ادائیگی کے باب میں کسی پر احسان نہیں جتاتا اور اگر کوئی احسان جتاتا بھی ہے اور مال دے کر خوش کرنے کے بجائے کسی کا دل دکھاتا ہے تو اسکا ثواب رائگاں کردیا جاتا ہے اوراس کی نیکی برباد ہوجاتی ہے، چنانچہ رب العزت نے ہمیں اس بات پر آگاہ کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا	اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى	دل دکھا کر اس شخص کی طرح ضائع مت کرو؛ جو لوگوں
كَالَّذِى يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ	کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے۔

(سورۃ البقرۃ۔264)

اس آیت مبارکہ میں ہمیں حکم دیا جارہا ہے کہ کسی کی مدد کرکے احسان جتانا بھی نہیں چاہئے اور اپنا احسان یاددلاکر اس کا دل دکھانا بھی نہیں چاہئے اور نہ ریا کاری و دکھاوا کرتے ہوئے اپنے صدقات وخیرات کورائگاں کرنا چاہئے۔

ادائی زکوۃ سے مال میں برکت ہوتی ہے

اگرکوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہے، کسی پراپنا مال خرچ کرتا ہے تو گویا وہ اپنے لئے اوراپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کررہا ہے، مال بظاہر کم ہوتا نظرآتا ہے، مگر حقیقت میں بڑھ جاتا ہے، یہ ایسی حقیقت ہے؛ جس کا وعدہ خود خالق کائنات نے ہم غلاموں سے فرمایا ہے کہ وہ بندہ کے لئے اس کی دولت میں خوب فراوانی عطا کرتا ہے، خطبہ میں جس آیت مبارکہ کے تلاوت کی گئی، اس میں ارشاد ہورہا ہے:

وَمَـا آتَيْتُـمْ مِـنْ رِبًـا لِيَرْبُوَ فِي أَمْـوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا آتَيْتُـمْ مِـنْ زَكـوةٍ تُرِيدُوْنَ وَجْـهَ الـلّٰـهِ فَـأُولَـئِكَ هُـمُ الْمُضْعِفُوْنَ .

اور جوتم سود دیتے ہو؛ تاکہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہوتو وہ اللہ کے پاس نہیں بڑھتا اور جوتم زکوۃ ادا کرتے ہو؛ جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو، تو ایسے لوگ ہی (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

(سورۃ الروم۔39)

زکوۃ کومقرر کرنے کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اپنے مال کی زکوۃ دینے والے خوش نصیب' خدا کی راہ میں خرچ کر کے اپنی رقم کو بڑھایا کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرنے سے سرمایہ بڑھ جاتا ہے اوراس میں برکت ہوتی ہے، اسی لئے زکوۃ کے ایک معنی بڑھنے اورزیادہ ہونے کے ہیں، زکوۃ سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے، دل کی صفائی ہوتی ہے، مال بھی بڑھتا ہے اوراس میں ترقی بھی ہوتی ہے۔

زکوۃ کی اہمیت اوراسے ادا کرنے کے فوائد سے متعلق کئی احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے مال محفوظ ہوجاتا ہے، امام طبرانی کی معجم کبیر میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :حَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ.	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے اموال کو زکوۃ ادا کرکے محفوظ کرلواور اپنے بیماروں کا صدقہ وخیرات کے ذریعہ علاج کرو!

(المعجم الکبیر للطبرانی، من مسند عبد اللہ بن مسعود، حدیث نمبر 10044)

زکوۃ ادانہ کرنے پرآخرت میں جسم کوداغا جائے گا!

حضرات! ان فوائد وفضائل کے باوجود اگر کوئی زکوۃ ادانہ کرے اوراسے اپنے پاس جمع کرکے رکھے تو ایسے شخص کوقرآن مجید اوراحادیث شریفہ میں سخت وعیدوں کی خبردی گئی ہے، چنانچہ سورۂ توبہ میں رب ذوالجلال ارشادفرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُوْنَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ .	اور جولوگ اپنے پاس سونے اور چاندی کومحفوظ رکھتے ہیں اوراسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیدیجئے!۔

(سورۃ التوبۃ۔34)

حضرات! جولوگ مال کا ذخیرہ کرتے ہیں اوراللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں اللہ

رب العزت نے واضح طور پرآ گاہ کردیا کہ اللہ تعالی اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے سبب اُنہیں دردناک عذاب دیاجائے گا، چنانچہ ارشادفرمایا:

يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ

(حشر کے)دن وہ (مال)دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھراس کے ذریعہ ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اورپیٹھیں داغی جائیں گی۔

ایسادردناک عذاب دیتے ہوئے ان سے کہاجائیگا:

هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ

یہ وہ مال ہے؛ جسے تم نے اپنے لئے جمع کررکھا تھا،اب اُس (مال) کا مزہ چکھو! جسے تم جمع کرتے تھے۔

(سورۃ التوبۃ ۔35)

مال؛ زکوۃ ادانہ کرنے پرزہریلاسانپ بن کرڈسے گا!

برادران اسلام! زکوۃ ادانہ کرنے پر مال کاوزنی طوق بنادیاجائیگا اورزکوۃ ادانہ کرنے والے بخیل کے گلے میں ڈال دیاجائے گا،اس طرح کے مختلف عذابوں میں زکوۃ نہ دینے والےکومبتلا کیاجائے گا،سورۂ آل عمران میں ارشادہورہاہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جولوگ بخل کرتے ہیں ؛اس چیز میں جو اللہ تعالی نے اُنہیں اپنےفضل سے دی ہے، وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھانہ سمجھیں! بلکہ وہ ان کے لئے براہے، وہ جس میں بخل کئے تھے؛ اُسے قیامت کےدن ان کے گلے کاطوق بنایاجائے گا۔

(سورۃ ال عمران ۔180)۔

زکوۃ ادانہ کرنے والے بخیلوں کے گلے میں جو طوق ڈالا جائے گا،اس کی تفصیل وتفسیر ہمیں احادیث شریفہ سے ملتی ہے،صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً ، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَوتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ، لَهُ زَبِيبَتَانِ ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ ، أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تلاَ (وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ) الآيَةَ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا' حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال عطا کیا اور اس نے مال کی زکوٰۃ ادانہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے نہایت زہریلا سانپ بنادیا جائے گا،اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے،(اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے۔) یہ سانپ قیامت کے دن طوق کی طرح اس شخص کی گردن میں ڈال دیا جائے گا،پھر وہ اس شخص کے دونوں جبڑے پکڑ کر کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا وہ مال ہوں' میں تیرا وہ خزانہ ہوں؛جس کی تو نے زکوٰۃ نہ دی۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:اور جولوگ بخل کرتے ہیں؛اس چیز میں جو اللہ تعالی نے اُنہیں اپنے فضل سے دی ہے،وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں! بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے' وہ جس میں بخل کئے تھے؛ قیامت کے دن اُسے ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔(سورۂ اٰل عمران۔180)

(صحیح البخاری،کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ ،حدیث نمبر:1403)

مال زکوۃ کے سانپ بنائے جانے کی وجہ؟

برادران اسلام! زکوۃ کے مال کو قیامت کے دن خطرناک زہریلے سانپ کی صورت میں بنادیا جائے گا، رب ذوالجلال چاہتا تو کسی اور طریقہ سے بھی زکوۃ ادانہ کرنے کی سزادے سکتا تھا، لیکن اس کے لئے سانپ کے ذریعہ سزادینے کا انتخاب فرمایا، اس سلسلہ میں حضرت ابوالحسنات محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مناسب توجیہ بیان فرمائی، چنانچہ رقمطراز ہیں:

> زکوۃ مال کا میل ہے اور نجاست ہے، اسی لئے زکوٰۃ کا مال کھانے سے منع کیا گیا ہے کہ تمام مال کی نجاست زکوٰۃ میں جمع ہوجاتی ہے اور باقی مال پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ پاک کمائی سے کمایا گیا ہو۔ جیسے کنویں میں چوہا گرنے سے سب پانی ناپاک ہوجاتا ہے تو چند ڈول پانی نکالنے سے باقی پانی پاک ہوجاتا ہے، ایسا ہی زکوٰۃ دینے سے باقی مال پاک ہوجاتا ہے، چند ڈول پانی نہ نکالا جائے تو کنویں کا سارا پانی ناپاک ہی رہتا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے نہ دینے سے تمام مال نجس کا نجس ہی رہتا ہے اور اس کی نجاست قیامت میں ظاہر ہوگی۔......جس طرح نجاست میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح یہ نجس مال سانپ بن کر زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں لپٹ کر ڈسنا شروع کرے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں جو تو نے خدائے تعالیٰ کا حق نہ دے کر جمع کیا تھا۔(مواعظ حسنہ، ج1، ص193/194)

زکوۃ کا نصاب مقرر کرنے سرورکونین ﷺ کو اختیار

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے زکوۃ کے نصاب کی تفصیل بتائی، ورنہ قرآن کریم میں آپ کو واضح طور پر کہیں نہیں ملے گا کہ سونے پر اتنی

زکوۃ فرض ہے،تجارت میں اتنا مال ہوتو زکوۃ فرض ہے یا زمین سے جواناج اورمعدنیات برآمد ہورہی ہیں ان کی بھی زکوۃ ادا کی جائے ،کھیتی باڑی میں اتنی مقدار میں زکوۃ نکالی جائے ، اللہ نے اپنے کلام میں صراحت کے ساتھ کہیں نہیں فرمایا ،رب العالمین نے جابجازکوۃ کا تذکرہ فرمایا،لیکن کہیں اس کی مقدارنہیں بتائی ، بلکہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کواختیار دے دیا کہ تم ان سے پوچھ لو! کتنی مقدار میں زکوۃ فرض ہے،اس کی ادائیگی کی کیا شرائط ہیں اور کیا احکام ہیں؟

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے تشریعی اختیار سے اس کا تعین فرمایا،حضوراکرم صلی علیہ وسلم نے ہی اسے مقرر فرمایا کہ رقم کتنی مقدار میں دینی چاہئے ؛ اس کی وضاحت فرمائی ، چنانچہ سونے اور چاندی کے نصاب سے متعلق سنن ابوداود شریف میں حدیث پاک ہے:

عَـنْ عَـاصِـمِ بْـنِ ضَـمْـرَـةَ	حضرت عاصم بن ضمرۃ اور حضرت حارث
وَالْـحَـارِثِ الْأَعْـوَرِ عَـنْ عَلِيٍّ	اعور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
رضـي الـله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى	ہیں وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
الـلـه عـلـيـه وسلم بِبَعْضِ أَوَّلِ	روایت فرماتے ہیں،حضوراکرم صلی اللہ علیہ
هَـذَا الْـحَدِيثِ قَالَ فَإِذَا كَانَتْ	وسلم نے ارشادفرمایا: جب تمہارے پاس دوسو
لَکَ مِـائَتَـا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا	(200)درہم ہوں اور اس پر سال گزر
الْـحَـوْلُ فَـفِيهَـا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ	جائے تو اس میں پانچ درہم (بطور زکوۃ دینا
وَلَيْـسَ عَلَيْکَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي	واجب ہے)اور سونے میں تم پر کوئی چیز
الـذَّهَـبِ حَتَّـى يَـكُـونَ لَکَ	واجب نہیں، یہاں تک کہ تمہارے لئے
عِشْـرُونَ دِينَارًا فَإِذَا كَانَ لَکَ	بیس(20) دینار ہوں تو جب تمہارے لئے
عِشْرُونَ دِينَارًا	بیس دینار ہوجائیں

وَحَـالَ عَـلَيْهَـا الْحَوْلُ فَفِيهَـا نِـصْفُ دِينَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِکَ . اوراس پر سال گزر جائے تو اس میں آدھا دینار ہے، پھر اس پر جو اضافہ ہو؛اس کے حساب سے (زکوۃ واجب ہوگی۔)

(سنن ابی داود، کتاب الزکوۃ، باب فی زکوۃ السائمۃ، حدیث نمبر:1575)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس دوسو(200)درہم چاندی ہواور بیس(20)دینار سونا ہوتواس پر زکوۃ فرض ہے،اس میں چالیسواں حصہ زکوۃ نکالنا چاہئے۔

زکوۃ کس شخص پر فرض ہے؟

واضح رہے کہ دین اسلام نے اپنے سایہ میں زندگی گزارنے والے ہر شخص پر زکوۃ فرض نہیں کی ہے، ورنہ غریب محتاج لوگ جن کے پاس دووقت کی روٹی صحیح طور پر میسر نہیں ہوتی انہیں بھی زکوۃ ادا کرنا ہوتا، چونکہ اسلام کا قانون ہر کسی کی زندگی کو چین وسکون اور راحت بخشنے والا قانون ہے، اسی لئے شریعت نے صرف ایسے شخص پر زکوۃ فرض کی ہے جو اپنے پاس مال ودولت اور سونا اور چاندی رکھتا ہواوراس پر مکمل سال گزر جائے، اس کے ذمہ کسی کا قرض نہ رہا ہو، اگر قرض تھا تو قرض کو نکالنے کے بعد کوئی بیس (20) دینار سونے کا یا دوسو(200)درہم چاندی کا یا ان کی قیمت کا مالک رہا ہواور وہ مال اس کے قبضہ وملکیت میں رہا ہوتو یہ صاحب نصاب ہے، ایسے شخص پر رضاء الہی کی خاطر اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکالنا اور زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔

موجودہ دور میں نہ تو درہم کا سکہ چلتا ہے اور نہ دینار کا رواج ہے، اب اس وقت دھات کے سکے اور کاغذی نوٹ چل رہے ہیں، اب ایسی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی کا سلسلہ کیا ہونا چاہئے؟

حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے جو نصاب مقرر کیا ہے؛ نصاب تو وہی مقرر ہوگا۔

اس سلسلہ میں جنوبی ہند میں سب سے پہلے حضرت عبدالحی فرنگی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی، شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، بانی جامعہ نظامیہ اور آپ کے تلمیذ خاص حضرت مفتی رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ مفتی اول جامعہ نظامیہ اور یہاں کے اکابر مفتیان کرام نے جو تحقیق فرمائی؛ اس کا نصاب اگر گراموں میں تبدیل کیا جائے تو بیس دینار کے ساٹھ (60) گرام، سات سو پچپن (755) ملی گرام ہوتے ہیں۔

دوسو (200) درہموں کی مقدار موجودہ شرح کے مطابق چار سو پچیس (425) گرام، دوسو پچاسی (285) ملی گرام ہوتی ہے۔

اگر کسی کے پاس ساٹھ (60) گرام، سات سو پچپن (755) ملی گرام سونا ہو یا چار سو پچیس (425) گرام، دوسو پچاسی (285) ملی گرام چاندی ہو یا اس مقدار کے مماثل رقم ہو اور اس شخص کے پاس وہ رقم ایک سال تک موجود رہے تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے گی۔

شمالی ہند کے علماء کی تحقیق کے بموجب مروجہ گراموں میں سونے کا نصاب ستاسی (87) گرام، چار سو اسی (480) ملی گرام اور چاندی کا نصاب چھ سو بارہ (612) گرام تین سو ساٹھ (360) ملی گرام ہوتا ہے۔

دھات کے سکے اور کاغذی نوٹ بظاہر تو سونا چاندی نہیں، لیکن وہ ایک متعین مقدار میں سونا یا چاندی کی حیثیت ضرور رکھتی ہے، کیوں کہ وہ حکومت کے نزدیک سونا اور چاندی کے بدلہ دستاویز ہوا کرتی ہے۔

حضرات! واضح رہے کہ زکوۃ صرف سونا اور چاندی تک محدود نہیں! بلکہ زکوۃ تجارتی مال، تجارتی اشیاء اور جانوروں وغیرہ میں بھی فرض ہے، جبکہ وہ صاحب نصاب ہوں۔

اس سلسلہ میں مزید تفصیلات جاننے کے لئے احقر کی کتاب ''مسائل زکوۃ عصر حاضر کے تناظر میں'' ملاحظہ کریں!

مالِ زکوۃ کیسے افراد تک پہنچایا جائے؟

برادرانِ اسلام! زکوۃ کی رقم کیسے افراد تک پہنچائی جائے اور اس کے مستحق کیسے افراد ہیں؛ اس کی وضاحت ہمیں کلام مجید میں ملتی ہے، ارشادِ الٰہی ہے :

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ	بلاشبہ صدقات (زکوٰۃ) فقیروں، مسکینوں اور
لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ	اُس کی وصولی پر مقرر کئے گئے کارکنوں کے لئے
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا	ہیں اور اُن کے لئے جن کے دلوں میں اسلام کی
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي	الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور غلاموں کو آزاد
الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ	کروانے میں اور قرضداروں کے قرض ادا
وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ	کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے
السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِنَ	لئے ہیں، یہ اللہ کا فریضہ ہے اور اللہ خوب
اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ	جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

(سورۃ التوبۃ:60)

سورۂ توبہ کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ (8) افراد کی تفصیل بیان فرمائی؛ جنہیں زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، خلاصہ کلام یہ کہ ہمارے معاشرہ اور ماحول میں ہم زکوۃ ایسے شخص کو دے سکتے ہیں، جو صاحب نصاب نہ ہو یعنی اس شخص پر زکوۃ فرض نہ ہو؛ وہ شخص زکوۃ کی رقم حاصل کرنے کا مستحق ہے۔

ادائیگی زکوۃ میں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس کی رقم آدمی کے لئے اپنے اصول یعنی والد، والدہ، دادا، دادی اور نانا، نانی، اسی طرح اوپر کے تمام ددھیالی و ننھیالی رشتہ داروں کو دینا درست نہیں۔ اور فروع یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور نیچے تک کی تمام اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں! و نیز شوہر، بیوی بھی آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے، ان کے سوا دیگر رشتہ دار اگر مستحقِ زکوۃ ہوں، سادات نہ ہوں تو دیگر افراد کو زکوۃ دینے کے بالمقابل رشتہ داروں کو

زکوۃ دینا بہتر ہے، کیوں کہ اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینے کے سبب دوہرا ثواب حاصل ہوتا ہے، اپنے رشتہ داروں کو زکوۃ دینے سے رب قدیر دوگنا اجر عطا فرماتا ہے، ایک تو زکوۃ ادا کرنے کا، دوسرے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ......الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ، صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ .

حضرت رباب اپنے چچا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں ، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:......مسکین پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر خرچ کرنا صلہ رحمی وصدقہ دونوں کو شامل ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء الصدقۃ علی ذی قرابۃ، حدیث نمبر:660)

زکوۃ ادا کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے مستحق بھائیوں اور بہنوں کو زکوۃ دے، پھر ان کی اولاد کو پھر دیگر قرابتداروں میں چچا، پھوپی، پھر ان کی اولاد، پھر ماموں، خالہ اور ان کی اولاد کا لحاظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایمان کامل اور عمل صالح سے بہرہ ورفرمائے، احکام اسلام کی پابندی کرنے اور صوم وصلوۃ، حج وزکوۃ کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ادا کرنے والا بنائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فتح مکہ اسباب ونتائج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ :إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِیناً . صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمْ.

برادران اسلام! اللہ سبحانہ وتعالی نے مکہ مکرمہ کو بے شمار فضائل وکمالات سے نوازا ہے، یہ وہ مقدس شہر ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، یہ وہ بابرکت شہر ہے جہاں کعبۃ اللہ شریف ہے، جہاں حجر اسود اور چاہ زم زم ہے، جہاں صفا ومروہ اور میزاب رحمت ہے، یہی وہ باعظمت شہر ہے جس کی عظمت ورفعت کی قسم قرآن کریم میں ذکر کی گئی۔

رمضان کے مقدس مہینہ ہی میں مسلمان مکہ مکرمہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ داخل ہوئے اور اس فتح کو قرآن کریم نے "فتح مبین" سے تعبیر کیا ہے، ارشاد الہی ہے:

إِنَّـا فَتَحْنَـا لَکَ فَتْحًا مُبِیناً . (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم !) بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی ہے۔

(سورۃ الفتح۔1)

برادران اسلام! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے چھٹویں سال ذوالقعدہ کے مہینہ میں عمرہ کا ارادہ فرمایا اور آپ کے ہمراہ چودہ سو (1400) جانثار صحابہ نے بھی عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ شریف کی طرف روانہ ہوگئے، اثناء سفر حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کو اطلاع ملی کہ دشمنان دین نے کاروان اسلام کو روکنے کے لئے اپنے اطراف واکناف کے قبیلوں کو جمع کرلیا ہے، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم اور صحابۂ کرام کا منشا ومقصد صرف خدا کی عبادت 'خانۂ خدا کی زیارت اور عمرہ کی ادائی تھا، چنانچہ حضور پاک علیہ الصلو ۃ والسلام نے حدیبیہ کے علاقہ میں توقف فرمایا اور قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارا مقصد جنگ وجدال برپا کرنا نہیں ہے ہم صرف عمرہ کی ادائی کے لئے آئے ہیں، اس اطلاع کے بعد اہل مکہ کی جانب سے یکے بعد دیگرے دو تین افراد گفتگو کے لئے آئے ،تاہم کوئی حل نہیں نکلا، پھر سہیل بن عمرو نامی ایک شخص آیا، بالآخر ایک معاہدہ طے پایا اور اس حدیبیہ کے صلح نامہ میں منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ عرب کے قبائل سے کوئی بھی قبیلہ فریقین میں سے کسی کے ساتھ بھی معاہدہ کرسکتا ہے، اس شرط کے مطابق بنوبکر قریش کے حلیف ہوئے اور بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف قرار پائے۔

بنوبکر اور بنوخزاعہ کے درمیان سخت دشمنی تھی ، بنوبکر اپنی پرانی عداوت کی وجہ بنو خزاعہ سے انتقام لینے کے لئے آمادہ ہوگئے اور قریش سے مل کر اُن پر حملہ کردیا، اس حملہ میں قریش کے سرداروں نے تعاون کیا اور بنوخزاعہ کو قتل کرنے کے لئے بنی بکر کے پاس آدمی بھیجے اور اسلحہ فراہم کیا ، اس حملہ کے سبب قریش کی جانب سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ عملی طور پر ٹوٹ گیا ،قبیلہ بنوخزاعہ کے لوگ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریادی ہوئے اور آپ سے مدد طلب کئے ،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پاس امن وسلامتی پر مبنی تین شرائط روانہ فرمائیں کہ وہ ان میں سے کوئی ایک شرط قبول کریں !وہ شرائط یہ ہیں:(1) بنوخزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے ۔ (2) قریش بنوبکر کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں (3) حدیبیہ کے معاہدہ کی برخواستگی کا اعلان کیا جائے۔جیسا کہ امام زرقانی نے شرح مواہب میں نقل کیا ہے:

ان قریشا ندمت ،فقال:ان محمدا غازینا ،فقال ابن ابی سرح:لایغزوکم حتی یخیرکم فی خصال کلھا اھون من

غزوة، يرسل اليكم ان دوا قتلى خزاعة وهم ثلاثة وعشرون قتيلا او تبرؤا من حلف بنى نفاثة او ننبذ اليكم على سواء .فقال سهيل :نبرامن حلفهم اسهل. (شرح الزرقانی علی المواھب، ج3،ص380)

قریش کے نمائندوں میں سے سہیل نے کہا کہ ہم آخری شرط منظور کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب سے روانہ کردہ قاصد کو جواب دیتے وقت تو بڑی بے باکی سے اعلان کیا تھا لیکن قاصد کے واپس جانے کے بعد سرداران قریش نادم و پشیمان ہوئے اور سب نے ابوسفیان سے کہا کہ تم جا کر اس معاہدہ کی تجدید کرلو! ورنہ اس کا انجام بہت خطرناک ہوسکتا ہے اس کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور اس معاملہ میں گفتگو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی بات نہ بنی، بالآخر انہیں معاہدہ کی تجدید کئے بغیر لوٹنا پڑا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کو تیاری کا حکم فرمایا اور حلیف قبائل کو تیاریوں کے لئے حکم نامہ بھیجا، مگر آپ نے کسی سے یہ نہیں فرمایا کہ کس سے مقابلہ ہونے والا ہے؟ خاموشی کے ساتھ معرکہ کی تیاری ہوتی رہی، اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو معاملہ کی خبر نہ ہو، جیسا کہ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے:

فتجهز رسول الله صلى الله عليه واله وسلم من غير اعلام احد بذلك (المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3،ص386)

فراست نبوی نے قریش کو روانہ کردہ خط روک لیا

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں انتظامی خفیہ معاملات کی مخبری تھی۔اس خط کو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ایک ضعیف

عورت کے ذریعہ مکہ مکرمہ روانہ کیا۔

حضرات !اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عطا فرمایا ہے، وہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو ما کان وما یکون کی خبر رکھتے ہیں، قیامت تک رونما ہونے والے واقعات وحوادث کی خبر دیتے ہیں اوران کا ایک ایک جزئیہ بیان فرماتے ہیں، نہ صرف زمین کی بلکہ آسمانوں کی باتیں جنت و دوزخ کی تفصیلات ، اہل جنت و اہل دوزخ کی تعداد، ان کے احوال وکوائف ، ہر ہر چیز سے واقف وباخبر ہیں، کیا آپ مدینہ منورہ میں ہونے والے اس واقعہ سے باخبر نہ ہوں گے؟ یقیناً آپ کو اس واقعہ کا بخوبی علم تھا، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی ، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو اس خاتون کو روکنے اور اس سے خط حاصل کرنے کے لئے روانہ فرمایا ،جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم اور دیگر کتب سِیَر واحادیث میں مذکور ہے : تم لوگ روضۂ خاخ پر جاؤ! وہاں ایک خاتون ہے؛ جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے حاصل کرکے میرے پاس لے آؤ! تینوں صحابہ کرام گھوڑوں پرسوار ہوکر بڑی تیزی کے ساتھ روضہ خاخ پہنچے اوراس عورت کو ویسا ہی پایا جیسا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اوراس عورت سے خط طلب کیا، اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : خدا کی قسم! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلط بات نہیں فرماسکتے اور نہ ہم جھوٹے ہیں، جب آپ نے سختی سے گفتگو کی تو اس عورت نے صحیح صحیح بتادیا اوراپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کردے دیا۔ یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خط لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابوبلتعہ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! نہ

میں نے اپنا دین تبدیل کیا ہے اور نہ مرتد ہوا ہوں، میں نے اہل مکہ کو صرف اس لئے خط لکھا کہ مکہ مکرمہ میں میرے اہل وعیال ہیں وہاں میرا کوئی اور رشتہ دار نہیں جو 'ان کی خیر خواہی وخبر گیری کرے، میرے سوا دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکہ مکرمہ میں موجود ہیں وہ ان کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں۔ مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو شکست دے گا، میں نے چاہا کہ خط کے ذریعہ مکہ والوں کو معاملہ کی اطلاع دے دوں تاکہ ان پر میرا احسان ہوجائے اور وہ میرے اہل وعیال سے ہمدردی کا معاملہ کریں، اگرچہ میرے خط سے اہل مکہ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول فرمالیا۔اور انہیں معاف فرمادیا اور ارشادفرمایا:

صدق،ولا تقولوا له الاخیرا.
حاطب بن ابو بلتعہ نے سچ کہا ہے،ان کے بارے میں خیر وبھلائی کی ہی بات کرو!۔

(صحیح البخاری،کتاب الجهاد، باب الجاسوس،حدیث نمبر: 3007۔صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل أهل بدر رضی اللہ عنهم وقصۃ حاطب بن أبی بلتعۃ . حدیث نمبر 6557)

کاروان امن کی مکہ مکرمہ روانگی

حضرات!ہجرت کے آٹھویں سال'دس رمضان المبارک چہارشنبہ کے دن بعد نماز عصر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دس ہزار(10,000) کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے،راستہ میں اور دو ہزار افراد شامل ہوگئے جملہ بارہ ہزار(12,000) کا لشکر مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے:

وخرج علیه الصلوة والسلام یوم الاربعاء لعشر لیال خلون من رمضان بعد العصر سنة ثمان من الهجرة...ان العشرة آلاف خرج بها من نفس المدینة ثم تلاحق به

الالــفـــان. (المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3،ص395/396)

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر مقام مرالظہر ان پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ ڈالا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنا الگ چولہا جلائے، جب دس ہزار صحابہ کرام نے الگ الگ چولہا جلایا تو مرالظہر ان کے وسیع وعریض میدان میں میلوں دور تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ راستہ ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔ قریش کو یہ اطلاع تو مل چکی تھی کہ مسلمانوں کا لشکر مدینہ طیبہ سے نکل چکا ہے لیکن انہیں اندازہ نہیں تھا کہ مسلمان اتنے قریب پہنچ گئے ہیں۔ قریش نے تحقیق خبر کے لئے ابوسفیان، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام کو بھیجا، یہ تینوں تحقیق کے لئے نکلے اور مرالظہر ان میں جل رہی آگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ابوسفیان نے کہا: بنی خزاعہ کا قبیلہ اتنا تو نہیں کہ مرالظہر ان کا طویل میدان بھر جائے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ والوں پر رحم کھا کر انہیں خبر دار کرنے اور یہ کہنے کے لئے آرہے تھے کہ اسلامی لشکر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مکہ والے امن مانگ لیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا، اسی اثنا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ابوسفیان اور ان کے دو ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: لشکر پہنچ چکا ہے، ابو سفیان نے مشورہ طلب کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو! جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے انہیں دیکھ کر فرمایا دشمنوں کا سردار ہمارے قبضہ میں ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر فوراً بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے، چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو معاف فرمادیا۔

(سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، جماع أبواب المغازی التی غزا فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ، الباب السابع والعشر ون فی غزوۃ الفتح الاعظم، ج5،ص215/216)

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان رحمت کے جلووں کو ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے سخت تکلیف دینے والے دشمن کو بھی معافی عطا فرمائی، وہ ابوسفیان جنہوں نے اسلام کے خلاف بدر اور اُحد کی لڑائیاں لڑیں، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارا، مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے ہر طریقہ اختیار کیا، یقیناً وہ سزا کے مستحق تھے لیکن حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمینی کے قربان جائیں آپ نے انہیں بھی درگذر فرمادیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاکر اسلامی فوج کے مناظر دکھائیں۔ ابوسفیان نے ایک ایک قبیلہ کو بڑی آن بان سے ہتھیاروں سے مسلح، ساز وسامان سے بھرا آتے دیکھا، انہوں نے دیکھا کہ قبیلہ غِفار، قبیلہ جہینہ، سعد بن ہذیم اور سلیم جیسے جنگجو اور بہادر قبائل عرب لشکر اسلام میں شامل تھے، آخر میں آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے جھرمٹ میں تشریف لا رہے تھے۔ اس روحانی منظر اور نورانی ماحول کا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے دل پر گہرا اثر پڑا، اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں ہے:

فَلَمّا أَصْبَحَ غَدَوْت بِهِ إلَى رَسُولِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَلَمّا رَآهُ رَسُولُ اللّهِ صَـلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ قَالَ وَيْحَک يَا أَبَا سُفْيَانَ	حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جب صبح ہوئی تو میں حضرت ابوسفیان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے ابوسفیان اللہ تعالی تم پر رحم فرمائے!

أَلَمْ يَأْنِ لَکَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ؟.....قَالَ وَيْحَکَ يَا أَبَا سُفْيَانَ أَلَمْ يَأْنِ لَکَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ....قَالَ فَشَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ فَأَسْلَمَ.

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم مان لو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں۔۔۔اے ابوسفیان اللہ تعالی تم پر رحم کرے! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم مان لو کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں۔۔۔حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے توحید و رسالت کی گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

نیز مواہب لدنیہ میں ہے:

فاتوا بهم رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فاسلم ابو سفيان بن حرب.

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے قریش کے افراد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3،ص405)

20/رمضان المبارک سنہ آٹھ (8) ہجری پیر کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مقام کداء سے گذرتے ہوئے بالائی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو مقام کداء سے داخل ہونے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقام کُدَی سے داخل ہونے کا حکم فرمایا۔

حملہ کے لئے پہل نہ کی جائے! شاہ زمن کا پیام امن

حضرات! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو یہ تاکید فرمائی کہ حملہ میں پہل نہ کرنا اور جو شخص تم سے لڑنے کے درپے ہو صرف اسی سے مقابلہ کرنا آپ نے ارشاد فرمایا:

لا تقاتلوا إلا من قاتلکم تم کسی پر حملہ نہ کرنا! اگر کوئی تم پر حملہ کرے تب تم اپنا دفاع کرنا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، ج5، 270)

اس طرح مسلمان مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ کہیں مقابلہ کی نوبت نہیں آئی، سوائے مقام کُدَی کے جہاں سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، بنوبکر، بنوحارث اور ہذیل اور قریش کے کچھ قبائل مقابلہ کے لئے تیار تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ آتے ہی ان لوگوں نے آپ پر حملہ کیا، آپ نے ان کے حملہ کا دفاعی جواب دیتے ہوئے ان کا مقابلہ کیا اور دشمنوں کو شکست ہوئی، نتیجہ میں دو مسلمان شہید ہوئے اور بنوبکر وغیرہ کے تقریبا چوبیس آدمی ہلاک ہوگئےجیسا کہ موہب لدنیہ میں ہے:

واندفع خالد بن الوليد حتى دخل من اسفل مكة،وقد تجمع بها بنو بكر وبنو الحارث بن عبد مناف،وناس من هذيل مين الاحابيش الذين استنصرت بهم قريش،فقاتلوا خالدا فقاتلهم فانهزموا ،وقتل من بني بكر نحو من عشرين رجلا،ومن هذيل ثلاثة اور اربعة. (المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3، ص416)

عفوودرگذرکاعام اعلان

مشرکین مکہ جو اعلانِ نبوت سے لے کر ہجرت تک اور ہجرت مدینہ سے صلح حدیبیہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اور مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے رہے، ایذارسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی بارہا ناپاک سازشیں کیں، قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا، ایسے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رحمت والفت سے لبریز فرمان عالیشان جاری فرمایا اور عام اعلان فرمایا کہ آج تم سے کوئی باز پرس نہیں تم لوگ آزاد ہو۔ **اليوم يوم المرحمة** . آج تو رحمت ومہربانی فرمانے کا دن ہے۔

شاہان دنیا کا طریقۂ کار

برادران اسلام! جب سلطنت کی باگ ڈور ہاتھ میں آتی ہے تو انسان ظلم و انصاف کا فرق بھول جاتا ہے، دنیا کی جتنی سوپر پاور مملکتیں گذری ہیں انہوں نے اپنی فتح کا جشن مظلوم افراد کا خون بہا کر منایا ہے، دنیا میں جب بڑی بڑی فتوحات ہوئیں تو فتح کے بعد مفتوحہ علاقہ میں خون کی ندیاں بہائی گئیں۔

تاتاری قوم جب پوری قوت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئی تو انہوں نے سارے شہر کو تہس نہس کر دیا، انسانی خون کا سمندر بہا دیا۔ صلیبیوں نے جب ملک شام پر غلبہ واقتدار حاصل کیا تو خون کی ندیاں رواں کر دیں، اس وقت مسجد اقصیٰ میں گھوڑوں کے گھٹنے انسانی خون میں ڈوبے ہوئے تھے، ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ دنیا نے صلیبیوں کا یہ اقتدار دیکھا جہاں انسانی خون کی ندیاں بہتی ہیں اور انسانیت سسک سسک کر دم توڑتی ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے تمام بادشاہوں، سربراہانِ مملکت، ارباب سلطنت کے لئے عظیم مثال قائم فرمائی، اقتدار حاصل کرنے والوں کو ایک آفاقی پیام دیا، فتح مکہ جیسا عظیم کارنامہ ہوا، جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں پر اہل اسلام نے اقتدار حاصل کرلیا، چاہتے تو تمام دشمنوں کو قتل کیا جاسکتا تھا، لیکن آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم پر کوئی داروگیر نہیں، تم لوگ آزاد ہو، پر امن رہو۔ **الیوم یوم المرحمة**. آج تو رحمت ومہربانی فرمانے کا دن ہے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پروانۂ امن عطا فرمایا چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم :مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوجائے اس کے لئے امان ہے،

وَمَنْ أَلْقَى السِّلاَحَ فَهُوَ آمِنٌ جوشخص ہتھیار ڈال دے اسکے لئے امان ہے، جوشخص وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ. اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کے لئے امان ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر ، باب فتح مکۃ . حدیث نمبر 4724)

اور صحیح بخاری شریف میں ہے

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِءٍ. حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے ام ہانی! یقیناً ہم نے اسے بھی امان دیا ہے جس کو تم نے امان دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ . حدیث نمبر 357)

نیز امام بیہقی کے سنن کبری میں روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم... فمن دخل دارك يا أبا سفيان ودارك يا حكيم وكف يده فهو آمن . حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے ابوسفیان ! جوشخص تمہارے گھر میں داخل ہو، اور اے حکیم بن حزام ! جو شخص تمہارے گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ کو روک لے تو اس کے لئے امان ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب السیر باب فتح مکۃ حرسہا اللہ تعالی، حدیث نمبر 18744)

گستاخ کے لئے امان نہیں

حضرات! امان کا یہ اعلان اگرچہ تمام لوگوں کے لئے عام تھا لیکن چند افراد اُس سے مستثنٰی تھے، جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا جس کی وجہ وہ قابل گردن زدنی ہو چکے تھے اس لئے ان کے قتل کا حکم دیا گیا۔ ایک گستاخ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اسے قتل کرڈالو؛ اگرچہ وہ خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹا ہوا ہو، جیسا کہ صحیح بخاری اور سنن نسائی میں حدیث شریف ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللـه عنـه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ ، فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ . فَقَالَ:اقْتُلُوهُ .	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: فتح مکہ کے سال حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپ کے سر انور پر مغفر تھا، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے،تو آپ نے ارشادفرمایا: اسے قتل کردو!۔

(صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید ،باب دخول الحرم ومکۃ بغیر إحرام. ،حدیث نمبر: 1846 ۔سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب دخول مکۃ بغیر إحرام. حدیث نمبر:2880)

یہاں غور کیا جائے کہ عین حرم شریف میں قتل کردینے کا حکم دیا گیا جب کہ کعبۃ اللہ شریف کے تقدس کے اظہار کے لئے اللہ تعالی نے ارشادفرمایا:

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا جوشخص اس میں داخل ہوا وہ امن والا ہے۔(سورۃ آل عمران ۔97)

ہر شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہی امن وسلامتی پالیتا ہے، اگر کوئی حرم شریف میں اپنے والد کے قاتل کو بھی دیکھ لے تو اسے یہ حق نہیں کہ حرم شریف میں اسے تکلیف پہنچائے لیکن ان افراد نے بارگاہِ نبوت میں گستاخی کرکے ایسے جرم کا ارتکاب کیا کہ زمین کا کوئی خطہ ان کی پناہ گاہ نہیں بن سکتا تھا یہاں تک کہ وہ حرم کعبہ میں غلاف کعبہ سے چمٹے ہوئے ہوں تب بھی اُنہیں امان نہ ملتا۔ ان گستاخوں کا انجام صرف یہ تھا کہ انہیں قتل کردیا جائے۔

ان میں عبدالعزیٰ بن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپ گیا تھا،حضرت سعید بن حریث مخزومی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ حویرث بن نقید اور حارث بن ہشام ان

دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ مقیس بن صبابہ کو نُمَیلہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، قریبہ جو ابن خطل کی باندی تھی اس کو بھی قتل کیا گیا۔(ملخص از سبل الھدی والرشاد۔ج5۔ص225/226)

حرم کعبہ ' بتوں کی آلائشوں سے پاک ہوا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی مبارک اونٹنی پر سوار ہوکر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔آپ نے مسجد حرام میں اونٹنی بٹھائی، کعبۃ اللہ شریف کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا . حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

(سورۃ الاسراء۔81)

مشرکوں نے خانۂ کعبہ میں تین سو ساٹھ (360) بت بٹھا رکھے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام اور عین خانۂ کعبہ کو بتوں کی نجاست وآلائش سے پاک کیا۔

دست اقدس کی برکت سے محبت کا پیدا ہونا

برادران اسلام! اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست اقدس کو اپنا دست قدرت قرار دیا، آپ کے دست اقدس کی اعجازی شان ہے کہ جہاں دست اقدس لگ جاتا وہ مقام ہمیشہ کے لئے برکتوں کا مرکز بن جاتا، حتی کہ اگر کسی غیر مسلم شخص کے سینہ پر دست اطہر رکھ دیتے تو فورا اس کے دل سے ظلمت دور ہوجاتی اور اس میں اسلام کا نور سما جاتا، اس کا تاریک سینہ معارف کا گنجینہ ہوجاتا، فتح مکہ کے موقع پر بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا جسے امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سبل الھدی والرشاد میں نقل کیا ہے :

أن فضالة بن عمير بن الملوح الليثی أراد قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يطوف بالبيت عام الفتح فلما دنا منه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم 'أفضالة ؟ " قال :نعم.قال " :ماذا كنت تحدث به نفسك ؟ "قال :لا شيء، كنت أذكر الله، فضحک رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال " :استغفر الله ."ثم وضع يده على صدره فسكن، وكان فضالة يقول :والله ما رفع يده عن صدری حتى ما خلق شیء أحب إلی منه .

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر طواف کعبہ میں مشغول تھے فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نامی ایک صاحب نے دل میں یہ ارادہ کیا کہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں، جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا تمہارا نام فضالہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں، آپ نے ارشاد فرمایا: تم دل میں کیا باتیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ نہیں، میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا، آپ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا : تم اللہ کی بارگاہ میں (اس ارادہ پر) معافی طلب کرو! پھر اس کے بعد آپ نے اپنے دست اقدس کو ان کے سینے پر رکھا، (بس انکے دل کی دنیا میں انقلاب بپا ہو گیا، عداوت محبت سے بدل گئی) وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے سے اٹھایا بھی نہیں کہ دل کی حالت یہ ہو گئی کہ ساری کائنات میں سب سے بڑھ کر آپ کی محبت میرے دل میں بس گئی۔

(سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، جماع أبواب المغازی التی غزا فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ الکریمۃ، الباب السابع والعشر ون فی غزوۃ الفتح الاعظم، ج5، ص (235/236

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس روایت کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: فضالہ رضی اللہ عنہ کو ذکر الٰہی میں مشغول ہونے کی برمحل سوجھی، کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس وقت طواف میں مشغول تھے، مگر بارگاہ نبوت میں ایسی چالاکیاں کب چل سکتی تھیں، وہاں تو جس طرح چہرہ پیش نظر ہوتا ہے دل پیش نظر ہوتے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس موقع پر ہنس کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ رضی اللہ عنہ کے دل پر ہوا ہوگا اس کو انہی کا دل جانتا ہے، مگر اس شقاوت کو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست شفقت پھیر کر دور کر دیا، اور اس کا اس قدر اثر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ وہ کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔ جب ایسے لوگوں کے ساتھ جو قتل کی تاک میں رہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ شفقت ہو تو خیال کیا جائے کہ محبان صادق پر کیسی عنایتیں مبذول ہوں گی؟۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

غرض کہ دست مبارک کا ان میں یہ اثر ہوا کہ صرف ایمان ہی نہیں بلکہ کامل طور پر آپ کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہوئی، جس سے ہر طرح کے مراتب عالیہ کے مستحق ہوئے۔ (مقاصد الاسلام، حصہ نہم، ص55/56)

حضرت بلال کا کعبہ کی چھت سے اذان کہنا

حضرات! آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا رنگ ونسل کے نام پر بٹی ہوئی ہے، سفید فام شخص سیاہ فام کو عزت وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، محض رنگ کی بنیاد پر اس کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس تصور کی نفی فرمائی اور آپ نے تمام انسانوں کو مساوی حقوق عطا فرمائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالی

عنہ جو ایک حبشی غلام تھے'فتح مکہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ کعبہ کی چھت سے اذان کہے، جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حانت الظهر أمر بلالا أن يؤذن بالظهر يومئذ فوق الكعبة ليغيظ بذلك المشركين .	جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اس دن اذان ظہر کہنے کا حکم فرمایا تا کہ غیر مسلم آتش غیظ میں جلیں۔

(سبل الهدی والرشاد۔ج5۔ص248)

حضرات! اس حکم کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رنگ ونسل کے فرق کو مٹادیا اور بتلایا کہ اللہ تعالی کے دربار میں جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ دلوں اوران کے اخلاص کو دیکھا جاتا ہے، رنگ کی وجہ سے کوئی انسان ذلیل نہیں ہوتا بلکہ گناہوں کی وجہ سے وہ ذلت ورسوائی کا شکار ہوتا ہے،سفید فام ہونے کی وجہ سے وہ معزز نہیں ہوتا بلکہ تقوی وپرہیز گاری کی بنیاد پر وہ معزز ومکرم قرار پاتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر نماز ظہر کی اذان کہی، اس طرح مکہ مکرمہ کے کفر آلود ماحول کو اذان بلال نے نور اسلام سے منور کیا، اور اس کی فضاؤں میں عظمت اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

ابلیس لعین کی مایوسی

حضرات! اہل اسلام کی اس شان وشوکت اور اسلام کی سربلندی کو دیکھ کر ابلیس لعین آہ وبکا کرنے لگا، اور اپنی ناکامی پر رنج وملال کرنے لگا، جیسا کہ امام ابویعلی اور امام ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت درج کی ہے:

روی أبـو يـعلى، وأبو نعيم عن ابن عباس رضى الله عنهماقال لـمـا فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة رن إبليس رنة فـاجتـمعت إليـه ذريتـه، فـقـال :إيـاسوا أن تـردوا أمة مـحـمـد إلـى الشـرک بعد يومكم هذا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اس دن ابلیس لعین نے رنج وغم کی وجہ سے ایک زبردست چیخ ماری جس کے سبب اس کی پوری اولاد اس کے پاس جمع ہوگئی۔ابلیس نے کہا:اب تم اس بات سے مایوس ہوجاؤ کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کوشرک کی طرف لوٹاؤ گے یعنی آج کے بعد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شرک نہیں ہوسکتا۔

اہل مکہ سے خطاب

برادران اسلام !فتح مکہ کے دوسرے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کعبۃ اللہ شریف کے دروازہ پر قیام فرما ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا، جسے شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مواہب لدنیہ میں نقل کیا ہے:

ولـمـا كان الغد من يوم الفتح قـام النبى صلى الله عليه واله وسـلـم خـطيبـا فـى الناس،فحمد الله واثنى عليه ومـجـده بـمـا هـو اهلـه،ثم قال :ايهـا الناس!ان الـلـه حرم مـكـة يـوم خـلـق السـموات والارض،فهـى حـرام بحرمة الله تعالى الى يوم القيامة ،

فتح مکہ کے دوسرے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں کے درمیان خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے،آپ نے اللہ کی حمد وثنا اوراس کی عظمت وبزرگی بیان کی جس کا کہ وہ اہل ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اےلوگو! بیشک اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کو قابل حرمت بنایا ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، چونکہ اللہ تعالی نے اسے قابل احترام بنایا ہے اس لئے وہ شہر قیامت تکواجب الاحترام ہے،

فلا یحل لامریء یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یسفک بھا دما،اور یعضد بھا شجرۃ ،فان احد ترخص فیھا لقتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقولوا :ان اللہ قد اذن لرسولہ ولم یاذن لکم،انما احلت لی ساعۃ من نھار،وقد عادت حرمتھا الآن کحرمتھا بالامس.فلیبلغ الشاھد الغائب!.ثم قال :یا معشر قریش ما ترون انی فاعل فیکم؟قالوا:خیرا ،اخ کریم ابن اخ کریم.قال (فانی اقول کما قال اخی یوسف "لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین "اذھبوا فانتم الطلقاء .

تو وہ شخص جواللہ تعالی اورآخرت کے دن پرایمان رکھتاہےاس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس میں کسی کاخون بہائے،یاوہاں کوئی درخت کاٹے،اگرکوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل کو دیکھتے ہوئے اس مقدس شہرمیں اس کوجائز سمجھےتواس سے کہدو!بیشک اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کواس کی اجازت دی تھی اور تمہیں اس کی اجازت نہیں دی،اس کے سوانہیں کہ دن کے ایک وقت کے لئے وہ میرے لئے حلال کردیا گیا تھا،یقیناًاب اس کی حرمت لوٹ کرآچکی ہے جیسا کہ کل تھی۔جوشخص حاضرہےاس کوچاہئے کہ وہ اس پیام حق کواس شخص تک پہونچائے جو حاضرنہیں ،پھر آپ نے ارشاد فرمایا :اے قریش کی جماعت!تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو کہ میں تمہارےساتھ کیا کرنے والا ہوں؟انہوں نے کہا :ہم آپ سے خیروبھلائی کی امیدرکھتے ہیں،کیونکہ آپ سرچشمۂ لطف وکرم ہستی اور پیکرفضل وکرم شخصیت کے شہزادہ ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا:یقیناًمیں وہی کہوں گا جومیرے بھائی یوسف نے (اپنے بھائیوں سے) کہا تھا:آج کے دن تم سےکوئی بازپرس نہیں،اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا،اور وہ بےانتہاءرحم فرمانے والا ہے۔تم (بےفکر)واپس جاؤ؛اس حال میں کہ تم بالکل آزادہو۔

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج3، ص447/449)

فتح مکہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پندرہ دن مکہ مکرمہ میں قیام فرما رہے اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے قبل حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا والی مقرر فرمایا اور مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لائے۔

حضرات! چونکہ یہ عظیم فتح ماہ رمضان المبارک میں عطا کی گئی اسی مناسبت سے اجمالی طور پر "فتح مکہ اسباب ونتائج" عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کی گئی، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے حبیب کریم صاحب فتح مبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ماہ رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے اور ہم سب کو حج بیت اللہ کا شرف اور زیارت روضۂ اقدس کی سعادت عطا فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

حضرت مولائے کائنات' خصائص وکمالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ:الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ أَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمُ.

برادران اسلام! ماہ رمضان المبارک کو بہت سی خصوصیات حاصل ہیں وہیں اس ماہ کو یہ خصوصی نسبت بھی حاصل ہے کہ اس میں مولائے کائنات ،فاتح خیبر، باب العلم، حیدرکرار،ابوالحسن سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت عظمی ہوئی،اسی مناسبت سے آج "حضرت مولائے کائنات'خصائص وکمالات" کے عنوان پر عرض کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کواللہ تعالی نے بے پناہ خصائص وامتیازات سے ممتاز فرمایا،آپ کوفضائل وکمالات کا جامع ،علوم ومعارف کا منبع ،رشد وہدایت کا مصدر، زہد وورع ،شجاعت وسخاوت کا پیکر اورمرکز ولایت بنایا،آپ کی شان و عظمت کے بیان میں متعدد آیات قرآنیہ ناطق اور بے شمار احادیث کریمہ وارد ہیں۔

مولودکعبہ ہونے کااعزاز

برادرانِ اسلام! سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ آپ کی ولادت باکرامت کعبۃ اللہ شریف کے اندرہوئی،جیسا کہ روایت ہے:

ولد رضی اللہ عنہ بمکۃ داخل البیت الحرام ...ولم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ . قالہ ابن الصباغ.

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے اندر ہوئی۔علامہ ابن صباغ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بیان فرمایا کہ آپ سے قبل خانۂ کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم،ص84)

آپ کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کی ولادت خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی،اسی وجہ سے آپ کو مولود کعبہ کہا جاتا ہے،آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ولادت باکرامت کے بعد سب سے پہلے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رخ زیبا کا دیدار کیا ہے،چونکہ آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے حضور کا چہرۂ مبارک دیکھا اس کی برکت یہ ہوئی کہ آپ کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت قرار پایا،جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں حدیث مبارک ہے:

عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ قَـالَ : قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ صـلـی اللہ علیہ و آلہ وسلم :اَلـنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین،کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم،حدیث نمبر:4665)

ایمان میں سبقت

حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ صاحبزادوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا،جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُوْلُ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ .	ایک انصاری صحابی حضرت ابوحمزہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا : میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ (صاحبزادوں میں) سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر:4100)

ونیز جامع ترمذی شریف میں روایت ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ.	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو اعلان نبوت فرمایا اور سہ شنبہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا فرمائی۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ . حدیث نمبر:4094)

اہل بیت کے فرد فرید اور عظیم صحابی

برادران اسلام! حضراتِ اہل بیت کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت ، سعادت دنیوی کا ذریعہ اور نجات اخروی کا باعث ہے، چونکہ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ اہل بیت ہونے کے شرف سے بھی مشرف ہیں اور صحابیت کے اعزاز سے بھی معزز ہیں اسی لئے آپ سے دو جہتوں سے محبت کی جائے۔

حضرات! آپ کی شان وعظمت اور حضور سے کمال قربت کا اندازہ صحیح بخاری شریف میں وارد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا :

أَنْتَ مِنِّی وَأَنَا مِنْکَ . اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب علی بن أبی طالب القرشی الہاشمی أبی الحسن رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:2699)

عقد نکاح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد نکاح، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ معجم کبیر طبرانی میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِنَّ اللهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں فاطمہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالی عنہ) سے کراؤں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،8،ص،497،حدیث نمبر:10152)

کرم اللہ وجہہ کہنے کی وجہ

حضرات اہل بیت کرام وصحابۂ عظام اور بزرگان دین کا نام ذکر کرتے وقت بطور اکرام رضی اللہ تعالی عنہ اور رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہا جاتا ہے، حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کے نام مبارک کے ساتھ ان عمومی کلمات کے علاوہ بطور خاص " کرم اللہ وجہہ " کہا جاتا ہے، اس کی وجہ نور الابصار میں اس طرح بیان کی گئی ہے :

(وامہ)فاطمۃ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف . . .

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی والدۂ محترمہ کا نام مبارک حضرت "فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف" رضی اللہ عنہم ہے......

انهـا كـانت اذا ارادت ان تسـجـد لصنم وعلى رضـى الله تعالى عنه فى بـطـنهـا لم يمكنها يضع رجـلـه عـلـى بـطـنهـا ويـلـصـق ظهره بظهرها ويـمـنـعهـا مـن ذلك؛ولـذلک يـقـال عـنـد ذكره "كـرم الـلـه وجهه".	جب بھی وہ کسی بت کے آگے سجدہ کرنے کا ارادہ کرتیں؛ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے شکم میں تھے وہ سجدہ نہیں کر پاتی تھیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے قدم ان کے شکم مبارک سے چمٹا دیتے اور اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے لگا دیتے اور انہیں سجدہ کرنے سے روک دیتے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ کا مبارک تذکرہ کیا جاتا ہے تو" کرم اللہ وجہہ "(اللہ تعالی آپ کے چہرۂ انور کو باکرامت رکھے) کہا جاتا ہے۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ص85)

آپ سے محبت درحقیقت حضور ﷺ سے محبت

برادرانِ اسلام! حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ہستی اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسی مقبول ہے کہ آپ سے محبت کرنے والے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا محبوب قرار دیا اور آپ سے بغض رکھنے کو اپنی ناراضگی قرار دیا، جیسا کہ معجم کبیر طبرانی میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ سَلْمَانَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ ":مُحِبُّکَ مُحِبِّی، ومُبْغِضُکَ مُبْغِضِی "	سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: (اے علی) تم سے محبت کرنے والا مجھ سے محبت کرنے والا ہے اور تم سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،6،ص،47،حدیث نمبر:5973)

حضرت مولائے کائنات محبوب خلائق

برادران اسلام! حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی چونکہ اللہ تعالی کو بھی محبوب ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی محبوب ہے، اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ آپ سے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالی اس محبت کرنے والے کو دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی سرفراز فرماتا ہے، علامہ امام طبری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب الریاض النضرۃ میں روایت نقل کی ہے:

وعن أنس رضى الله عنه قال :دفع علي بن أبي طالب إلى بلال درهما يشتري به بطيخا؛ قال : فاشتريت به فأخذ بطيخة فقورها فوجدها مرة فقال يا بلال رد هذا إلى صاحبه، وائتني بالدرهم فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي :إن الله أخذ حبك على البشر والشجر والثمر والبذر فما أجاب إلى حبك عذب وطاب وما لم يجب خبث ومر . "وأني أظن هذا مما لم يجب.	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خربوزہ خریدنے کے لئے ایک درہم عطا فرمایا، حضرت بلال نے فرمایا کہ میں ایک خربوزہ آپ کی خدمت میں پیش کیا، جب آپ نے اسے کاٹا تو اسے کڑوا پایا، آپ نے ارشاد فرمایا: اے بلال! جس شخص کے پاس سے یہ لائے ہو؛ اسی کو واپس کردو! اور درہم میرے پاس واپس لاؤ! کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے تمہاری محبت کا عہد ہر انسان، درخت، پھل اور ہر بیج سے لیا ہے، تو جس نے تمہاری محبت کو اپنے دل میں سما لیا وہ شیریں و پاکیزہ ہوگیا اور جس نے تمہاری محبت کو قبول نہ کیا وہ پلید اور کڑوا ہوگیا، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خربوزہ بھی اس درخت کا ہے؛ جس نے میری محبت کے عہد کو قبول نہیں کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

محبوب خدااور محبوب مصطفیٰ ﷺ

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خصوصی فضیلت کو آشکار فرمایا اور آپ کے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ومحبوب ہونے کی بشارت عطا فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِی سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ .قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ :أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِى طَالِبٍ .فَقِيلَ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِى عَيْنَيْهِ . قَالَ :فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ .

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا، مجھے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا؛ جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ (قلعۂ خیبر) فتح کرے گا، وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ساری رات اس انتظار میں تھے کہ یہ سعادت کس کو ملے گی؟ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے صبح کی تو ان میں سے ہر ایک بارگاہ نبوی میں اس امید کے ساتھ حاضر ہوئے کہ جھنڈا انہیں عطا ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں، تو عرض کیا کہ آپ کو آشوب چشم لاحق ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلانے کا حکم فرمایا!

فَـأُتِـيَ بِـهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَـلَّـى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْـنَيْهِ ، وَدَعَا لَهُ ، فَبَرَأَ حَتَّى كَـأَنْ لَـمْ يَـكُـنْ بِـهِ وَجَعٌ ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ .

جب آپ کو لایا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی چشمان مبارک میں اپنا مبارک لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی تو آپ ایسے صحت یاب ہوگئے جیسا کہ آپ کو درد ہی نہ تھا، اورآقا نے آپ کو پرچم اسلام عطا فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، حدیث نمبر:3701)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پرخیبر فتح کردیا۔

شجاعت وبہادری

فاتح خیبر، حیدر کرار، صاحب ذوالفقار، شیر یزداں، شان مرداں ابوالحسن سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی نے شجاعت وبہادری کے عظیم جوہر سے مزین فرمایا، میدان کارزار میں آپ کی سبقت وپیش قدمی بہادر مرد وجوان افراد کے لئے ایک نمونہ تھی، غزوۂ خیبر کے موقع پرآپ کی شجاعت وبہادری سے متعلق امام ابن عساکر کے حوالہ سے روایت مذکور ہے:

وقـال جـابـر بن عبد اللـه حـمـل عـلـى البـاب على ظهـره يوم خيبر حتى صعد الـمسـلـمون عليه فتحوها وإنهم جروه بعد ذلك فلم يـحـمـلـه إلا أربعون رجلا. أخرجه ابن عساكر.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے خیبر کے دن (قلعہ کے) دروازہ کو اپنی پشت پر اٹھالیا، یہاں تک کہ اہل اسلام نے اس پر چڑھائی کی اور اسے فتح کرلیا، اوراس کے بعد لوگوں نے اس دروازہ کو کھینچا تو وہ (اپنی جگہ سے) نہ ہٹا، یہاں تک کہ چالیس(40) افراد نے اسے اٹھایا۔

(تاریخ الخلفاء، علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ)

حضرت مولائے کائنات، جامع کمالات

برادران اسلام! حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی بلند و بالاہستی اورآپ کے فضائل ومناقب کے کیا کہنے! جبکہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کمالات کو بڑی جامعیت کے ساتھ ارشادفرمایا، چنانچہ اس سلسلہ میں امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

عن أبي الحمراء مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :كنا حول النبي صلى الله عليه وسلم فطلع علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من سره أن ينظر إلى آدم في علمه ، وإلى نوح في فهمه ، وإلى إبراهيم في خلقه ، فلينظر إلى علي بن أبي طالب .

حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غلام سیدنا ابوحمراء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ رونق افروز ہوئے،تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کوان کی علمی شان کے ساتھ دیکھے،حضرت نوح علیہ السلام کوان کی فہم ودانشمندی کی شان کے ساتھ دیکھے،اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کوان کے پاکیزہ اخلاق کی شان کے ساتھ دیکھے تو وہ علی بن ابوطالب (رضی اللہ تعالی عنہ) کو دیکھ لے!۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لأبی نعیم الأصبہانی، ج1ص75)

دنیاہی میں جنت کی بشارت

برادران اسلام! سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کوجن خصائص وکمالات سے

اللہ تعالی نے ممتاز فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں، آپ کو عشرۂ مبشرہ میں ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے یہ ضمانت عطا فرمائی:

وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ . اور علی (رضی اللہ تعالی عنہ) جنت میں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضائل العشر ۃ رضی اللہ عنہم . حدیث نمبر:138)

حضرت مولائے کائنات کی شان میں آٹھ سو(800) آیات وارد

صحابۂ کرام میں سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی یہ ایک امتیازی شان ہے کہ آپ کی شان میں سینکڑوں آیات مبارکہ نازل ہوئیں' جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے امام ابن عساکر کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے :

وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس قال : نزلت في علي ثمانمائة آية . امام ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی، آپ نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی شان میں آٹھ سو(800) آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، ج1،ص70)

حضرت مولائے کائنات اور قرآن کریم ہمیشہ ساتھ رہیں گے

برادران اسلام! سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نہ صرف آٹھ سو(800) آیات نازل ہوئی ہیں بلکہ آپ کے حق میں صاحب قرآن سید الانس والجان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ مژدۂ جاں فزا سنایا کہ علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے ساتھ ہے، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین، معجم اوسط طبرانی اور معجم صغیر طبرانی وغیرہ میں روایت ہے:

عن أم سلمة ، قالت :	ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
سمعت رسول الله	روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت
صلى الله عليه وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوارشادفرماتے ہوئے
يقول :على مع القرآن	سنا کہ علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کے ساتھ ہیں اور
والقرآن مع على لن	قرآن علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے ساتھ ہے،وہ
يتفرقا حتى يردا على	دونوں ہرگز جدانہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر
الحوض	وہ دونوں میرے پاس ساتھ ساتھ آئیں گے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم حدیث نمبر : 4604۔ المعجم الأوسط للطبرانی، باب العین، من اسمہ : عباد، حدیث نمبر:5037۔ المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین، من اسمہ : عباد، حدیث نمبر:721)

حضرت مولائے کائنات قرآن کریم جمع کرنے والوں میں شامل

حضرات! حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسی فرمان عالی شان کی برکت تھی کہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا شماران صحابۂ کرام میں ہوتا ہے؛ جنہوں نے قرآن کریم کوجمع کیا اور حضورا کرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے: وعلى رضى الله عنه.... أحد من جمع القرآن وعرضه على رسول الله صلى الله عليه وسلم . (تاریخ الخلفاء، علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، ج1،ص68)

حضرت مولائے کائنات کی فیاضی بارگاہ الٰہی میں مقبول

حضرات! ابھی خطبہ میں جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ .	جو لوگ اپنا مال (اللہ کی راہ میں) رات اور دن، پوشیدہ اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں تو ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(سورۃ البقرۃ۔274)

اس آیت کریمہ میں عمومی طور پر اللہ کے ان پاکباز بندوں کا تذکرہ ہے جو رضاء الٰہی کی خاطر دن ورات اپنا مال خرچ کرتے ہیں، لیکن مفسرین کرام نے یہ صراحت کی ہے کہ یہ آیت کریمہ بطور خاص سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں وارد ہوئی ہے، جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تفسیر درمنثور میں روایت نقل کی ہے:

عن ابن عباس فی قوله (الذین ینفقون أموالهم باللیل والنهار سراً وعلانیة)قال : نزلت فی علی بن أبی طالب ، کانت له أربعة دراهم فأنفق باللیل درهماً ، وبالنهار درهماً ، وسراً درهماً ، وعلانیة درهماً .	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے آیت کریمہ "الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا .. " سے متعلق روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں نازل ہوئی، آپ کے پاس چار درہم تھے، آپ نے ایک درہم رات میں خرچ کیا اور ایک دن میں، ایک پوشیدہ طور پر خرچ کیا اور ایک علانیہ طور پر۔

(الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، سورۃ البقرۃ۔274)

آپ کے اس طرح خرچ کرنے کی ادا اللہ تعالی کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالی نے

آپ کی عظمت کے اظہار اور اپنے دربار میں آپ کی مقبولیت کو آشکار کرنے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے رضاء الٰہی کی خاطر نہ صرف اپنا مال قربان کیا بلکہ اپنے گھر اور وطن کو قربان کیا،شریعت کے تحفظ کی خاطر اپنے آپ کو قربان کیا اور دین کی سر بلندی کے لئے اپنے شہزادوں کو قربان کیا۔

جنت حضرت مولائے کائنات کی آمد کی آرزومند

حضرات !اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی اطاعت و بندگی اور معرفت وعبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور جو بندگان خدا دنیا میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں ان کے لئے یہ بشارت عنایت فرمائی:

وَتِــلْکَ الْـجَـنَّةُ الَّتِـیْ	یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے
اُورِثْتُـمُـوْهَـا بِـمَـا کُنْتُمْ	گئے ہو اُس عمل کے صلہ میں جو تم کیا
تَعْمَلُوْنَ.	کرتے تھے۔

(سورۃ الزخرف۔72)

چونکہ جنت کو مومنین کے لئے عبادت کا صلہ قرار دیا گیا؛ جہاں ابدی چین وقرار ہے،اسی لئے ہر کوئی جنت کا مشتاق اور اس کا طالب ہوتا ہے،لیکن کچھ مقربان بارگاہ خدا ترس بندے ایسے ہوتے ہیں؛ جن کے لئے جنت مشتاق رہتی ہے،انہی نفوس قدسیہ میں مولائے کائنات، فاتح خیبر،ابوتراب، باب العلم،ابوالحسن سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سر فہرست ہیں؛ جن کی بابت حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِکٍ	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّهِ	ہے انہوں نے فرمایا:حضرت رسول اللہ صلی اللہ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْـجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَى ثَلاثَةٍ عَـلِـيٍّ وَعَـمَّـارٍ وَسَلْمَانَ . یقیناً جنت تین افراد کی مشتاق ہے (1) (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) (2) (حضرت) عمار (رضی اللہ عنہ) (3) (حضرت) سلمان (رضی اللہ عنہ)

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ. حدیث نمبر 4166)

دورخلافت

جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو اسی وقت آپ نے اسلامی خلافت کی باگ ڈور سنبھال لی، جیسا کہ روایت ہے:

استخلف يوم قتل عثمان وهو يوم الجمعة لثماني عشرة خلت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين . حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سنہ پینتیس (35) ہجری، 18 ذوالحجہ، بروز جمعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

آپ کے عہد زریں کی مدت سے متعلق "الاکمال" میں ہے: **وكـــانـــت خلافته اربع سنين وتسعة اشهر واياما.**

آپ کی خلافت جملہ چار (4) سال، نو (9) مہینے اور چند دن رہی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

مدینہ منورہ کی عظمت وتقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوفہ کو حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے دار الخلافہ بنالیا، اور آپ نے دینی لبادہ اوڑھے ہوئے دشمنان اسلام بے ادب وگستاخ فرقہ خوارج کا مقابلہ کیا اور مقام نہاوند میں انہیں تہ تیغ کیا، اور آپ نے اس موقع پر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر صادق بیان فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا: دس (10) اہل اسلام شہید ہوں گے اور دشمن سارے مارے جائیں گے، صرف دس (10) لوگ بچیں گے۔

شہادت کی بشارت

برادران اسلام! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو پہلے ہی سے خلافت وشہادت کی بشارت عطا فرمائی تھی، چنانچہ امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

عن جابر بن سمرة ، قال	سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
:قال رسول الله صلى	ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ
الله عليه وسلم لعلى :	علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے
إنک مؤمر مستخلف	ارشاد فرمایا: بیشک تم والی اور خلیفہ مقرر کئے جانے
وإنک مقتول .	والے ہواور بیشک تم شہید کئے جانے والے ہو۔

(فضائل الخلفاء الراشدین لأبی نعیم الأصبهانی، ج 1 ص 347)

شہادت عظمی

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے صاحب اکمال رقم طراز ہیں: **ضربه عبد الرحمن بن ملجم المرادى بالكوفة صبيحة الجمعة لثمانى عشرة ليلة خلت من شهر رمضان سنة اربعين ومات بعد ثلاث ليال من ضربة.**

ابن ملجم شقی نے سنہ چالیس (40) ہجری، سترہ (17) رمضان المبارک، جمعہ کی صبح آپ پر حملہ کیا اور حملہ کے تین (3) دن بعد (بیس (20) رمضان المبارک کو) آپ کی شہادت عظمی ہوئی۔

.(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

غسل مبارک

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے غسل مبارک اور نماز جنازہ سے متعلق تاریخ

میں اس طرح تفصیلات ملتی ہیں:

وغسلــه ابنـاه الحسـن	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ
والحسين وعبـد الـلـه بن	عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے غسل مبارک
جعفر وصلى عليه الحسن	دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ)

حضرت مولائے کائنات کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو شہادت کا منصبِ رفیع عطا فرمایا، ابن ملجم شقی کے حملہ کرنے کے بعد صبح صادق کے وقت آپ نے فرمایا کہ میرا چہرہ مشرق کی سمت پھیر دو! جب چہرۂ مبارک مشرق کی جانب پھیر دیا گیا تو آپ نے فرمایا: ائے صبح صادق؛ تجھے اس ذات کی قسم جس کے حکم سے تو نمودار ہوتی ہے! بروز قیامت تو گواہی دینا کہ جس وقت سے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ہے؛ اس وقت سے آج تک کبھی تو نے مجھے سوتا ہوا نہ پائی، تیرے نمودار ہونے سے قبل ہی میں بیدار ہو جاتا۔

پھر سجدہ ریز ہوکر آپ نے دعا کی؛ الہی! قیامت کے دن جبکہ ہزارہا انبیاء وملائکہ، صدیقین وشہداء تیرے عرش عظیم کو دیکھ رہے ہوں گے؛ اس وقت تو گواہی دینا کہ جب سے میں نے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لایا؛ کبھی آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔ (ملخص از شہادت نامہ)

ارشادات وفرمودات' حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ

علامہ مومن بن حسن شبلنجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے ارشادات وفرمودات نقل کئے جارہے ہیں:

شیریں کلامی

من عذب لسانه کثر اخوانه. جس کی زبان شیریں ہو اس کے دوست واحباب زیادہ ہوتے ہیں۔

نیکی کی برکت

بالبر یستعبد الحر. نیکی اور حسن سلوک کے ذریعہ آزاد شخص کو بھی تابع کیا جا سکتا ہے۔

تقلیل کلام

اذا تم العقل نقص الکلام. جب عقل کامل ہوتی ہے تو آدمی گفتگو کم کرتا ہے۔

من طلب مالا یعنیه فاته مایعنیه. جو شخص بے فائدہ چیزوں کو طلب کرتا ہے اہم اور ضروری چیزیں اس سے چھوٹ جاتی ہیں۔

غیبت سے پرہیز

السامع للغیبة احد المغتابین. غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

تقدیر اور تدبیر

اذا حلت المقادیر بطلت التدابیر. جب تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو تدبیر ناکام ہو جاتی ہے۔

نادان اور دانا کی پہچان

قلب الاحمق فی فیه ،ولسان العاقل فی قبله. بے وقوف کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

عفوودرگزر

اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو شکر القدرة علیه. جب تم اپنے دشمن پر قابو پالو تو اس پر قابو پانے کے شکر میں عفوودرگزر کو اختیار کرو!۔

بخالت کا نقصان

البخيل يستعجل الفقر ،يعيش في الدنيا عيشة الفقراء ويحاسب في الاخرة حساب الاغنياء .

بخیل شخص بہت جلد تنگدست ہوجاتا ہے،وہ دنیا میں تو تنگدستوں کی طرح زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں اس سے مالداروں کی طرح حساب لیا جائے گا۔

البخل جامع لمساوی الاخلاق. بخالت تمام اخلاقی خرابیوں کا مجمع ہے۔

علم کا فائدہ اور جہالت کا نقصان

العلم يرفع الوضيع ،والجهل يضع الرفيع.

علم پستی میں رہنے والوں کو بلندی عطا کرتا ہے اور جہالت بلند آدمی کو بے وقار کر دیتی ہے۔

تواضع وخاکساری

لاتكون غنيا حتى تكون عفيفا،ولاتكون زاهدا حتى تكون متواضعا،ولاتكون متواضعا حتى تكون حليما،ولا يسلم قلبك حتى تحب للمسلمين ما تحب لنفسک.

تم اس وقت تک مالدار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم پاک دامن نہ ہوجاؤ،اور اس وقت تک زاہد (دنیا سے بے رغبتی کرنے والے) نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم منکسر المزاج نہ ہوجاؤ،اور تم اس وقت تک متواضع نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم بردبار نہ ہوجاؤ،اور تمہارا دل اس وقت تک قلب سلیم نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم مسلمانوں کے لئے وہ چیز پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

مصیبت کے وقت صبر کا دامن تھامنے کی تلقین

وطن نفسک علی الصبر علی ما اصابک.	جو کچھ تم پر مصیبت آئے اس پر اپنے آپ کو صبر کا عادی بنالو۔
قل عند کل شدة":لا حول ولاقوة الا بالله العلی العظیم"تکف.وقل عند کل نعمة ":الحمد لله "تزد منها.	ہر مصیبت کے وقت "لا حول ولاقوة الا بالله العلی العظیم" کہا کرو،اس کی برکت سے تم مصیبت کو روک دوگے،اور ہر نعمت وراحت کے وقت "الحمد لله" کہا کرو کہ تم نعمتوں میں اضافہ پاؤگے۔

گوشہ نشینی وتنہائی

الوحدة راحة،والعزلة عبادة،والقناعة غنی،والاقتصاد بلغة.	تنہائی راحت ہے،گوشہ نشینی عبادت ہے،قناعت (اپنے نصیب پر راضی رہنا) تونگری ہے اور میانہ روی (درمیانی راہ اختیار کرنا) بقدر ضرورت (چیزوں کو پورا کرتا) ہے۔

مردم شناسی کا طریقہ

ولا تعرف الناس الا بالاختبار،فاختبر اهلک وولدک فی غیبتک،وصدیقک فی مصیبتک،وذا القرابة عند فاقتک	لوگ امتحان وآزمائش کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں،تو تم اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد کو غائبانہ میں آزماؤ!اپنے دوست کو اپنی مصیبت کے وقت آزماؤ!اور اپنے رشتہ دار کو اپنی فاقہ کشی اور تنگدستی کے وقت آزماؤ!۔

دنیا کی بے ثباتی

آپ نے ارشاد فرمایا:

الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا.

لوگ خواب غفلت میں ہیں، جب انہیں موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔

الدنيا والاخرة كالمشرق والمغرب،ان قربت من احدهما بعدت عن الاخر.

دنیا وآخرت مشرق ومغرب کی طرح ہے، اگر تم ان میں سے کسی ایک کے قریب ہوجاؤ گے تو دوسرے سے خودبخود دور ہوجاؤ گے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

الناس من جهة التمثال أكفاء ☆ أبوهم آدم ، والأم حواء .

تمام انسان جسم کے لحاظ سے برابر ہیں، ان کے والد حضرت آدم اور والدہ حضرت حوا ہیں علیہما السلام۔

فإن يكن لهم من أصلهم شرف ☆ يفاخرون به،فالطين والماء .

اگر حقیقت میں ان کے حق میں کو عزت و بزرگی ہے، جس پر وہ فخر کر سکتے ہیں تو وہ مٹی اور پانی ہے

ماالفضل إلا لأهل العلم إنهم ☆ على الهدى لمن استهدى أدلاء .

فضیلت وعظمت صرف اہل علم کے لئے ہے کیونکہ، وہ ہدایت پر ہیں اور طالبین ہدایت کے لئے رہنما ہیں

وقيمة المرء ما قد كان يحسنه ☆ والجاهلون لأهل العلم أعداء .

اورآدمی کی قدر و قیمت انہیں خوبیوں سے ہے جو اسے زینت بخشے،
اور جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہوتے ہیں

فقم بعلم، ولاتطلب به بلا ☆ فالناس موتی،وأهل العلم أحياء .

تو تم طلب علم کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ اور اس علم کے ذریعہ کوئی دنیوی فائدہ کے طلبگار نہ بنو، کیونکہ عام انسان مردہ ہیں اور علم والے زندہ ہیں۔

برادران اسلام! حضرت مولائے کائنات کی سیرت مبارکہ، آپ کے فرامین وارشادات، عادات واطوار اور آپ کی تابناک زندگی بہترین نمونۂ عمل ہے، جس میں آپ کے چاہنے والوں اور محبین کے لئے درس حق وصداقت ہیکہ وہ غفلت سے بچیں اور آخرت کی تیاری کریں، نمازوں کا اہتمام کریں اور کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل حضرات اہل بیت کرام وصحابۂ عظام رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت کرنے والا بنائے، حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے بے انتہاء عقیدت والفت رکھنے والا بنائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

شب قدر؛ عظمت وفضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ، وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ ۔

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

إِنَّا أَنْزَلْنٰہُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ .وَمَا أَدْرَاکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ .لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَھْرٍ .تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِإِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ أَمْرٍ . سَلَامٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرْ .صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ .

برادران اسلام! ماہ رمضان رحمتوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے، کثرت عبادت اور پابندیٔ صلاۃ وصیام کا مہینہ ہے، اہتمام قعود وقیام میں منہمک رہنے اور درود وسلام اور ذکر واذکار میں مصروف رہنے کا مہینہ ہے، بندۂ مومن اس مہینہ میں مسلسل صدقات و خیرات کی ادائیگی، اوامر بجالانے اور نواہی سے اجتناب کرنے میں اپنے شب وروز کو بسر کرتا ہے، غرضکہ اس مبارک مہینہ میں تمام مسلمان مجسمۂ خیر اور بھلائی کے پیکر بن جاتے ہیں۔

یقیناً یہ ماہ رمضان کا فیضان ہے کہ وہ گنہگار، معصیت شعار انسانوں کوتقوی و طہارت کا عادی بنادیتاہےاورعبادت وریاضت کا جامہ پہنا کرانہیں ہم دوش ثریا کردیتاہے۔

رمضان المبارک وہ مہینہ ہے؛ جس میں امت مسلمہ کے لئے گناہوں کی بخشش کا سامان فراہم کیا گیا، ساتھ ہی ساتھ نیکیوں کی قدر و قیمت بڑھادی گئی اوراس کی برکت سے

شرح ثواب میں اضافہ کردیا گیا، اسی ماہ مبارک میں ایک ایسی مقدس رات بندوں کو عطا کی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل و بہتر ہے، جس کا نام "لیلۃ القدر" ہے۔

شب قدر عظمت وفضیلت اور برکت والی رات ہے، یہ نزولِ قرآن کریم کی وہ مقدس شب ہے جس میں فرشتوں کا ورود ہوتا ہے اور اس شب میں رب العالمین عبادت واطاعت میں مصروف رہنے والے بندگان حق کو ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ثواب عطا فرماتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّـا أَنْـزَلْـنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ .وَمَـا أَدْرَاكَ مَـا لَيْـلَةُ الْـقَدْرِ .لَيْـلَةُ الْـقَدْرِ خَيْرٌ مِـنْ أَلْفِ شَهْـرٍ .تَـنَـزَّلُ الْـمَـلٰئِـكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَـا بِـإِذْنِ رَبِّهِـمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ . سَلَامٌ هِـيَ حَتّٰـى مَـطْـلَـعِ الْفَجْرُ .

بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا، تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (رات) فرشتے اور روح (الامین) اپنے رب کے حکم سے ہر کام (کے انتظام) کے لئے (زمین پر) اترتے ہیں، وہ (رات سراپا امن و) سلامتی ہے، اور وہ رات صبح ہونے تک (اپنی برکتوں کے ساتھ) رہتی ہے۔

(سورۃ القدر۔1/5)

شب قدر کی وجہ تسمیہ

حضرات! اس رات کو شب قدر کیوں کہا جاتا ہے، اسے قدر والی رات کہنے کی کیا وجہ ہے؛ اس سے متعلق متعدّد وجوہ بیان کی جاتی ہیں؛ جس کی بنا اسے قدر والی رات کہا جاتا ہے۔

پہلی وجہ: قدر کے معنی عظمت و وقار کے ہیں، یہ لفظ عظمت کے معنی میں اس آیت کریمہ میں مستعمل ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. انہوں نے اللہ کی قدردانی اس کی عظمت کے مطابق نہ کی۔

(سورۃ الانعام۔91)

صاحب تفسیر خازن علامہ ابوالحسن علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

سمیت لیلة القدر لعظم قدرها و شرفها علی اللیالی.	اس شب کو دیگر راتوں پر اس کے تقدس وبزرگی اور عزوشرف کی وجہ "لیلۃ القدر" سے موسوم کیا گیا ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل، سورۃ القدر۔1)

معلوم ہوا کہ یہ رات عزوشان، اور وقار وعظمت والی رات ہے، اسی لئے اس کا نام "لیلۃ القدر " رکھا گیا۔

دوسری وجہ: جس طرح وہ رات شرف وفضیلت والی ہے؛ اسی طرح اس رات کیا جانے والا عمل بھی بارگاہ الہی میں مقبول اور بڑی قدر ومنزلت والا ہوتا ہے، چنانچہ اس رات نیک عمل کرکے بندۂ مومن اسے قبولیت کے دروازہ تک پہنچا تا ہے، اس بنیاد پر بھی اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے:

وسمیت بذلک لان العمل الصالح یکون فیها ذا قدر عند الله لکونه مقبولا.	اور اسے ''قدر'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس شب بندہ کا نیک عمل بارگاہ الہی میں مقبولیت کے سبب بڑی قدر والا ہوجاتا ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل، سورۃ القدر۔1)

تیسری وجہ: قدر تنگی کو کہتے ہیں، اس کے معنی تنگ ہوجانے کے بھی ہیں، کلام الہی میں لفظ ''قدر'' تنگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، ارشاد باری ہے:

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ.	اور جس پر اس کا رزق تنگ کردیا گیا وہ اسی میں سے خرچ کرے جو اسے اللہ نے عطا کیا ہے۔

(سورۃ الطلاق۔7)

اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ یہ رات بندوں کے لئے تنگی کی رات ہے، دراصل اس رات عبادت گزاروں سے ملاقات کے لئے کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے زمین تنگ ہوجاتی ہے، چنانچہ صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

سمیت بذلک لان الارض تضیق بالملائکۃ فیھا. اس (رات) کو اس لئے شب قدر کہا جاتا ہے؛ کیوں کہ اس رات زمین فرشتوں (کی آمد کی وجہ) سے تنگ ہوجاتی ہے۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل، سورۃ القدر، 1)

چوتھی وجہ: حضرات! اس متبرک رات کو شب قدر کہے جانے کی ایک اور وجہ حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے:

یا ''قدر'' اس لئے کہ (1) کتاب قابل قدر، (2) رسولِ قابل قدر کی معرفت، (3) امت قابل قدر پر اتارا، اس لئے سورۂ قدر میں " لیلۃ القدر'' کا لفظ تین وقت آیا ہے۔ (فضائل رمضان، ص 107)

جیسا کہ تفسیر قرطبی میں ہے: **سمیت بذلک لانہ أنزل فیھا کتابا ذا قدر، علی رسول ذی قدر، علی أمۃ ذات قدر** (تفسیر القرطبی، سورۃ القدر۔1)

حضرات! شب قدر کی توقیر کرنا اور عظمت بجالانا اہل ایمان پر لازم ہے، ایک تو اس طرح کہ اس رات کا تقدس وعظمت قلب میں بسائے رکھیں، دوسرے اس طور پر کہ عبادات، اذکار وغیرہ ادا کرتے رہیں، اور ممنوعات اور گناہوں سے پرہیز کریں۔

شب قدر کا تقدس برقرار رکھنے والے بندے یقیناً رب قدیر کی ظاہری وباطنی نعمتوں کے حقدار بنیں گے، ان کے اعمال بارگاہ رب العزت سے شرف قبولیت حاصل

کریں گے اور قدر و عظمت والے قرار پائیں گے۔

شب قدر کا تعین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اولین وآخرین کے تمام علوم عطا فرمائے ہیں، منجملہ ان کے رب قدیر نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر کی تاریخ کا بھی قطعی علم عطا فرمادیا، چنانچہ زجاجۃ المصابیح میں امام مالک، امام شافعی اور امام ابوعوانہ رحمہم اللہ کے حوالہ سے روایت درج ہے:

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اني رايت هذه الليلة في رمضان فتلاحى رجلان فرفعت. رواه مالك والشافعي و ابو عوانة.	ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس رات (یعنی شب قدر) کو رمضان میں دیکھا، لیکن جب دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو (شب قدر کا تعین) اٹھالیا گیا۔

(زجاجۃ المصابیح)

شب قدر کی علامتیں

حضرات! شب قدر کی کیا علامتیں ہیں؟ ہم کیسے اندازہ لگائیں کہ ہم نے شب قدر کو پالیا ہے؟ اس سلسلہ میں ہمیں احادیث شریفہ سے روشنی ملتی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''درمنثور'' میں ایک تفصیلی روایت نقل کی ہے:

وأخرج أحمد وابن جرير ومحمد بن نصر والبيهقي وابن مردويه عن عبادة بن الصامت	اور امام احمد، امام ابن جریر، امام محمد بن نصر، امام بیہقی اور امام ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

أنـه سأل رسول الله صلى الله عـليـه و سـلـم عن ليلة القدر فقال " :فى رمضان فى العشر الأواخـر فـإنهـمـا فى ليلة وتر فـى أحـدى وعشرين أو ثلاث وعشـريـن أوخمس وعشرين أو سبـع وعشــريـن أو تسـع وعشــريـن أو آخـر لـيـلـة مـن رمـضــان مــن قــامهــا إيماناواحتسابا غفر له ما تقدم مـن ذنبه ومن أماراتها أنها ليلة بـلـجة صافية ساكنة ساجية لا حـارة ولا باردة كأن فيها قمرا ساطعا ولا يحل لنجم أن يرمى بـه تـلـك الليلة حتى الصباح ومن أماراتها أن الشمس تطلع صبيحتها لا شعاع لها مستوية كـأنهـا القمر ليلة البدر وحرم الـلـه عـلى الشيطان أن يخرج معها يومئذ

کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا تو حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوا کرتی ہے، کیوں کہ وہ طاق رات میں ہوا کرتی ہے، یا تو اکیسویں رات، یا تیئیسویں رات، یا پچیسویں رات، یا ستائیسویں رات، یا انتیسویں رات، یا رمضان المبارک کی آخری رات میں ہوتی ہے، جو شخص بحالت ایمان ثواب کے ارادہ سے اس رات قیام کرے تو اس کے گزرے ہوئے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور اس کی یہ علامتیں ہیں: (1) وہ رات نہایت روشن (2) خوب شفاف (3) پر سکون (4) سہانی وخاموش (5) نہ گرم اور نہ ہی سرد ہوتی ہے، گویا کہ اس رات چاند خوب روشنی بکھیر رہا ہے، (6) اور جب تک صبح نہ ہو جائے اس رات کسی ستارہ کو نہیں پھینکا جاتا (7) اور اس کی علامتوں میں یہ بھی ہے کہ اس کی صبح سورج مکمل طور پر ایسا طلوع ہوتا ہے؛ گویا کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے، (8) اور اللہ تعالی نے شیطان پر یہ حرام کر دیا ہے کہ اس دن وہ سورج کے ساتھ نکلے۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ القدر۔2)

شب قدر، سمندر کا پانی شیریں ہوجاتا ہے

شب قدر کی علامتوں میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے، امام رازی نے ستائیسویں شب سمندر کا پانی میٹھا ہونے سے متعلق ایک واقعہ بیان کیا ہے:

أنه كان لعثمان بن أبى العاص غلام ، فقال :يا مولاى إن البحر يعذب ماؤه ليلة من الشهر ، قال :إذا كانت تلك الليلة ، فأعلمنى فإذا هى السابعة والعشرون من رمضان.

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا؛(اس سے)آپ نے فرمایا:(رمضان کے)مہینہ میں ایک ایسی رات ہے؛ جس میں سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے، جب وہ رات آئی تو اس نے بتایا تو وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہی تھی۔

(مفاتیح الغیب، سورۃ القدر۔1)

اسی طرح تفسیر قرطبی میں ایک روایت ہے کہ شب قدر میں سمندر کا پانی میٹھا ہوجاتا ہے:

قال عبيد بن عمير :كنت ليلة السابع والعشرين فى البحر ، فأخذت من مائه، فوجدته عذبا سلسا .

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: میں (رمضان المبارک کی)ستائیسویں شب سمندر میں (سفر کر رہا) تھا، میں سمندر سے پانی لیا تو اسے نہایت شیریں اور لطیف ولذیذ پایا۔

(تفسیر القرطبی ،سورۃ القدر۔1)

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں

حضرات! معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان المبارک میں ہوا کرتی ہے، حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرنے یعنی آخری دس راتوں میں عبادتوں کا خصوصی اہتمام کرنے کی تلقین فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صـلـى الله عليه وسلم - يُـجَـاوِرُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَـضَـانَ ، وَيَـقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْـقَـدْرِ فِـى الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے تھے: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو!

(صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر......حدیث نمبر: 2020، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر......، حدیث نمبر: 2833، جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء فی لیلۃ القدر، حدیث نمبر: 797)

ستائیسویں شب، شب قدر

برادران اسلام! حضرت رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد سے واضح ہو رہا ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوا کرتی ہے۔ چونکہ حضرات صحابۂ کرام حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے منشا اور مزاج سے زیادہ واقف اور وہی آپ کی

مبارک سنتوں پر بہتر عمل کرنے والے ہیں ؛اس لئے ان سے متعلق کسی خلاف سنت عمل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ وہی صحابۂ کرام بیان فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوا کرتی ہے،اگر چیکہ حضور پاک علیہ الصلو ۃ والسلام نے ایک موقع پر حکمتاً اس کے تعین کی صراحت نہیں فرمائی تھی،لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مذکورہ حدیث پاک کی روایت کے بعد امام ترمذی شب قدر کے تعین سے متعلق تفصیلات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ أُبَیٍّ بْنِ کَعْبٍ أَنَّـهُ کَـانَ يَحْلِفُ أَنَّهَـا لَيْلَةُ سَبْـعٍ وَعِشْـرِينَ .وَيَـقُـولُ أَخْبَـرَنَـا رَسُـولُ اللَّهِ -صلی الـلـه عليه وسلم -بِعَلاَمَتِهَا فَعَدَدْنَا وَحَفِظْنَا	حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ قسم کھا کر یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ(شب قدر)ستائیسویں رات ہے اور یہ فرماتے کہ ہمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علامتیں بیان فرمائیں تو ہم نے انہیں گِنا اور یاد کرلیا۔

سورۂ قدر کے کلمات سے استدلال

حضرات! حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رمضان کو ہوا کرتی ہے،اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ قدر کے کلمات سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ سورۂ قدر میں تیس(30)کلمات ہیں،ان میں ضمیر ھـی(یعنی وہ رات) ستائیسواں کلمہ ہے،جس کا مرجع اور مراد "لیلۃ القدر" ہے،جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی عظیم شرح فتح الباری میں ہے:

و قد روی عن عمر رضی الله عنه انها ليلة سبع وعشرين وروی عن عبد الله بن عباس مثل ذلک و استدل عليه بان سورة القدر ثلاثون كلمة و ان هی منها هی الكلمة السابعة والعشرون.	حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت ہے اور آپ نے اس بنیاد پر استدلال کیا کہ سورۂ قدر میں تیس (30) کلمات ہیں، اور لفظ "ھی" (یعنی وہ رات) ستائیسواں کلمہ ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر۔ مفاتیح الغیب للامام الرازی، سورۃ القدر۔3)

لیلۃ القدر کے حروف سے ستائیسویں شب کی طرف اشارہ

سورۃ القدر میں لفظ لیلۃ القدر (یعنی شب قدر) تین مرتبہ استعمال ہوا اور "لیلۃ القدر" میں نو (9) حروف پائے جاتے ہیں، اور نو (9) کے عدد کو تین (3) میں ضرب دینے سے ستائیس (27) حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ اس ستائیس (27) کے عدد سے بھی "شب قدر" ستائیسویں رات ہی ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے، جیسا کہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

واستنبط بعضهم ذلک فی جهة اخری فقال ليلة القدر تسعة احرف و قد اعيدت فی السورة ثلاث مرات فذلک سبع وعشرون.	اور بعض علماء نے ایک اور وجہ سے (شب قدر کے ستائیسویں شب میں ہونے پر) استدلال کیا ہے، چنانچہ منقول ہے: لیلۃ القدر میں نو (9) حروف ہیں اور اس سورہ میں لیلۃ القدر تین (3) مرتبہ آیا ہے، اس طرح وہ ستائیس (27) ہوتے ہیں۔

(فتح الباری، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الا واخر۔ مفاتیح الغیب للامام الرازی، سورۃ القدر:3)

شب قدر اخیر عشرہ میں ہونے کی حکمت

حضرات! شب قدر ماہ رمضان کے اخیر عشرہ میں رکھی گئی ہے، اس کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ جب عمل کرنے والا اپنا عمل پورا کرتا ہے تو اسے انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے، ایسے ہی رمضان المبارک کی قدر کرنے والوں اور روزوں کا اہتمام کرنے والوں کے حق میں گویا شب قدر ایک عظیم انعام الٰہی ہے۔

اس کی ایک اور حکمت حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام افراد کے لئے: "پہلے اور دوسرے دہے میں روزہ وغیرہ سے ضعف ہوگا اور اخیر دہے میں ہمت پست ہوتی ہے، اس لئے ہمت بڑھانے کے لئے شب قدر مقرر ہوئی، اس میں تجلی خاص فرمایا، تا کہ ہمت بڑھے اور رمضان شریف کی تکمیل کرسکیں "۔(فضائل رمضان، ص110)

اخیر عشرہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اہتمام

برادران اسلام! یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں، خالق کائنات نے آپ کو سرور کونین بنایا ہے، اس کے باوجود حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہم غلاموں کی حوصلہ مندی اور ہمت افزائی فرماتے ہوئے کثرت سے عبادتوں کا اہتمام فرماتے، دیگر دنوں کی بنسبت رمضان المبارک اور خاص طور پر اس کے آخری عشرہ میں آپ کی شان عبادت عروج پر ہوتی، جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں

حدیث مبارک ہے:

عن عائشة رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الاوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیگر شب وروز کی بنسبت (رمضان کے) اخیر عشرہ میں عبادت کرنے میں مزید اہتمام فرماتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان . حدیث نمبر2845)

حضرات! نہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عبادتوں کا اہتمام فرماتے، بلکہ اپنے اہل بیت کو بھی اس کی توجہ دلاتے اور شب بیداری کی تلقین فرماتے، جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ ، وَاَحْيَا لَيْلَهُ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ .

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک کا جب آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کمر بستہ ہوکر ہمیشہ سے زائد عبادت میں مشغول ہوجاتے ہیں اور شب بیدار رہتے (اورنوافل، ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن فرمایا کرتے) اور اپنے گھر والوں کو (بھی ان راتوں میں) جگا دیتے (تا کہ وہ بھی شب بیدار رہ کر آخری عشرہ کی برکتیں حاصل کریں)۔

(صحیح البخاری، باب العمل فی العشر الأ واخر من رمضان . حدیث نمبر 2024۔صحیح مسلم، باب الاجتہاد فی العشر الا واخر من شہر رمضان . حدیث نمبر 2844)

شب قدر کی خصوصیات

اس رات کی متعدّد خاصیتیں ہیں ،قرآن کریم کی روشنی میں اس کی چھ(6) خاصیتیں آشکارہوتی ہیں:

(1) شب قدر کی اہمیت اورفضیلت و برکت اس امر سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل ایک سورہ اس کی شان میں نازل فرمایا۔(2)اس رات میں نزول قرآن ہوا(3) یہ رات ہزارمہینوں سے افضل ہے(4)اس رات میں فرشتے زمین پرآتے ہیں(5)حضرت جبریل کی آمد ہوتی ہےاور(6)صبح صادق تک بندوں پرسلامتی کانزول ہوتا ہے۔

شب قدر کی فضیلت

حضرات !اللہ تعالی نے شب قدر کے ذریعہ ہمیں ایک عظیم موقع عنایت فرمایا کہ ہم اس رات عبادت کے ذریعہ اجروثواب کے خزانے حاصل کریں،رب کی عنایتوں سے اپنے دامن مرادکوبھرلیں،لیکن کوئی ایسے عظیم موقع کوبھی غفلت کی نذرکرتا ہےتو یہ اس کی محرومی کی علامت ہے،سنن ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ شروع ہواتو حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ وہ مہینہ ہے؛

وَفِیهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے،
مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ جو اس سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا
کُلَّهُ وَلاَ یُحْرَمُ خَیْرَهَا إِلَّا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا جو مکمل محروم
مَحْرُومٌ. ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، حدیث نمبر 1634)

پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں

برادران اسلام !شب قدر کی فضیلت میں کئی احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں،اس رات میں عبادت کرنے اور قیام کرنے والے کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، بشرطیکہ وہ صاحب ایمان اور اخلاص والا ہو، شب قدر میں قیام کرنے اور عبادت کرنے کی وجہ سے پچھلے گناہوں کی معافی کیلئے ایمان وعقیدہ اساسی شرط ہے، اس کے بغیر بخشش کا تصور بھی محال ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ ہے،انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَقُمْ اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جوشخص
لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیمَانًا بحالت ایمان ثواب کےارادہ سے شب قدر
وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا میں قیام کرے تو اس کے گزرے ہوئے گناہ
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . بخش دئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قیام لیلۃ القدر من الایمان حدیث:35)

شب قدر میں ملائکہ کا نزول اور دعائے مغفرت

شب قدر کی ایک خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس رات فرشتوں کی آمد ہوتی ہے اور وہ رب العالمین کی عبادت میں مصروف بندوں کے لئے رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے ہیں، چنانچہ شعب الایمان، مشکوۃ المصابیح اور زجاجۃ المصابیح میں حدیث مبارک ہے:

عن انس بن مالک ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إذا كان ليلة القدر نزل جبريل عليه السلام في كبكبة من الملائكة يصلون على كل عبد قائم او قاعد يذكر الله عز وجل.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں؛ جو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اللہ کی یاد (اور عبادت) میں مشغول رہتا ہے۔

(شعب الایمان للبیھقی، کتاب فی لیلۃ العیدین ویومھما، حدیث نمبر 3562)

ستر ہزار فرشتوں کا نزول اور نورانی جھنڈوں کی تنصیب

سلطان الاولیاء حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف منیف الغنیۃ لطالبی طریق الحق میں تفصیلی حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ اس رات حکم الہی سے ہزاروں فرشتے زمین پر آتے ہیں، اور وہ نورانی جھنڈے خانۂ کعبہ اور روضۂ نبوی وغیرہ پر نصب

کرتے ہیں، چنانچہ مروی ہے:

وروی عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال: اذا كان ليلة القدر يامر الله سبحانه وتعالى جبريل عليه السلام ان ينزل الى الارض ومعه سكان سدرة المنتهى وهم سبعون الف ملک، ومعهم الوية من نور، فاذاهبطوا الى الارض ركز جبريل عليه السلام لو اء ه والملائكة الويتهم فی اربع مواطن: عند الكعبة، وعند قبر النبی صلی الله عليه وسلم، وعندمسجد بيت المقدس، وعند مسجد طورسيناء ....

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ زمین پر اتر جاؤ، آپ کے ساتھ سدرۃ المنتہی کے ساکن ستر ہزار فرشتے آتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں، جب وہ سب زمین پر آتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے اپنے جھنڈے چار مقامات پر نصب کرتے ہیں: (1) خانۂ کعبہ کے پاس (2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پاس (3) مسجد اقصی کے پاس (4) اور مسجد طور سینا کے پاس۔......

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج:2، ص:14)

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل کیوں؟

برادران اسلام! شب قدر کی عظمت وفضیلت یہ ہے کہ اس رات کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا، لیکن سوال یہ ہے کہ اس رات کو اتنی عظمت کیوں دی گئی اور یہ مقدس رات امت محمدیہ کو کیوں دی گئی؟ اس بارے میں احادیث شریفہ سے مختلف وجوہ سامنے آتی ہیں۔

کتب تفاسیر میں یہ روایت منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسی عبادت گزار ہستیاں تھیں جو مسلسل ہزار مہینوں تک حق تعالیٰ کی عبادت کرتی رہیں اور اتنی طویل مدت میں انہوں نے کبھی کوئی غفلت نہ کی، جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سماعت فرمایا تو انہیں بہت خوشی ہوئی اور ساتھ ہی یہ خیال ہونے لگا کہ ہماری عمریں اتنی طویل نہیں، تو ہم کیسے وہ ثواب پاسکیں گے جو بنی اسرائیل کی ان مبارک ہستیوں نے حاصل کیا تو اللہ رب العزت نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان بزرگان کے تذکرہ کی برکت سے ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر رات عطا فرمائی۔ یہ روایت متعدد تفاسیر میں منقول ہے، چنانچہ علامہ ابن کثیر نے بھی اس حدیث پاک کو اپنی تفسیر میں درج کیا ہے:

عن علی بن عروۃ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما اربعۃ من بنی اسرائیل عبدوا اللہ ثمانین عاما لم یعصوہ طرفۃ عین فذکر ایوب، وزکریا، وحزقیل بن العجوز و یوشع بن النون قال فعجب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذلک فاتاہ جبریل

حضرت علی بن عروہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دن بنی اسرائیل کے چار (4) انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا، جنہوں نے اسی (80) سال تک اللہ تعالی کی عبادت کی اور کبھی انہوں نے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے خلاف شان کوئی کام نہیں کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا۔ راوی کہتے ہیں: اس بات پر صحابۂ کرام کو تعجب ہوا، تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا:

فقال یا محمد عجبت امتک من عبادة هولاء النفر ثمانین سنة لم یعصو ه طرفة عین فقد انزل الله خیرا من ذلک فقرء علیه انا انزلناه فی لیلة القدر، وماادراک ما لیلة القدر،لیلة القدر خیر من الف شهر. هذا افضل مما عجبت انت و امتک قال فسرّ بذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم والناس معه.	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت کوان چار(4)حضرات کی عبادت پر تعجب ہوا کہ انہوں نے اسی(80)سال تک عبادت کی اور کبھی انہوں نے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے خلاف شان کوئی کام نہیں کیا،تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر خوشخبری بیان فرمائی، پھر حضرت جبریل نے سورۂ قدر کی تلاوت کی اس خبر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام مسرور ہو گئے۔

(تفسیر ابن کثیر،سورۃ القدر۔3۔الدر المنثور،سورۃ القدر۔3)

حضرات!مذکورہ روایت سے یہ بات آشکار ہو رہی ہے کہ امت مرحومہ کے لئے رحمت الٰہی کے کیسے ابواب کھلتے ہیں باوجود یہ کہ اس امت کی عمریں کم ہیں اور اعمال بھی ناقص ہیں،لیکن حق تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہر سال ایک ایسی رات عطا فرمائی،جس میں وہ ثواب حاصل کرنے کا موقعہ عنایت فرمایا جو پچھلے زمانہ میں اسی(80)سال کی سخت محنتوں سے پایا جاسکتا تھا۔

شب قدر میں محروم کون؟

حضرات!اس رحمت ومغفرت،عنایت وبخشش کی رات بھی چند افراد محروم رہ

جاتے ہیں، اگر وہ افراد بھی اپنے گناہوں کو ترک کریں اور صدق دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالی کی رحمت ان کے بھی شامل حال ہوگی۔

امام بیہقی کی شعب الایمان میں حدیث شریف ہے:

عن عبد الله بن عباس ، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ....وإذا كانت ليلة القدر يأمر الله عز وجل جبريل عليه السلام ، فيهبط في كبكبة من الملائكة إلى الأرض ومعهم لواء أخضر ، فيركز اللواء على ظهر الكعبة ، وله مائة جناح منها جناحان لا ينشرهما إلا في تلك الليلة ، فينشرهما في تلك الليلة فيجاوز المشرق إلى المغرب ، فيبث جبريل عليه السلام الملائكة في هذه الليلة فيسلمون على كل قائم ،	سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ....جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالی جبریل امین کو حکم فرماتا ہے، تو وہ فرشتوں کی ایک عظیم جماعت کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے خانہ کعبہ پر نصب کیا جاتا ہے۔ جبریل امین (علیہ السلام) کو خصوصی شان والے ایک سو(100) پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں جنہیں وہ شب قدر کے علاوہ کبھی نہیں کھولتے، جب (حضرت) جبریل اس رات اپنے پروں کو کھولتے ہیں تو مشرق و مغرب ڈھنک جاتے ہیں۔ پھر (حضرت) جبریل ملائکہ کو ہر طرف پھیل جانے کو کہتے ہیں، کھڑے ہوکر

وقاعد ، ومصل وذاكر يصافحونهم ، ويؤمنون على دعائهم حتى يطلع الفجر ، فإذا طلع الفجر ينادي جبريل معاشر الملائكة الرحيل الرحيل ، فيقولون يا جبريل ، فما صنع الله في حوائج المؤمنين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ؟ فيقول جبريل : نظر الله إليهم في هذه الليلة فعفا عنهم ، وغفر لهم إلا أربعة ، فقلنا : يا رسول الله من هم ؟ قال : رجل مدمن خمر ، وعاق لوالديه ، وقاطع رحم ، ومشاحن .

یا بیٹھ کر عبادت کرنے والے، نماز پڑھنے والے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والوں کو وہ فرشتے سلام کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں، ان کی دعاؤں پر آمین کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔ جیسے ہی فجر طلوع ہوتی ہے (حضرت) جبریل ندا دیتے ہیں: اے فرشتو! واپس چلو! واپس چلو! ملائکہ کہتے ہیں: اے جبریل! امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مؤمنین کی ضروریات وحوائج سے متعلق اللہ تعالی نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ (حضرت) جبریل، فرماتے ہیں: اس رات اللہ تعالی نے ان کی جانب نظر رحمت اور توجہ خاص فرمائی، انہیں درگزر فرمادیا اور انہیں؛ سوائے چار (4) افراد کے! حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ چار (4) افراد کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (1) شراب کا عادی (2) والدین کا نافرمان (3) رشتوں کو توڑنے والا اور (4) کینہ پرور۔

(شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر:3540)

شب قدر کے معمولات

برادران اسلام! اس مقدس رات کی فضیلت و برکت جاننے کے بعد غفلت میں پڑے رہنا مؤمنین کا شیوہ نہیں، چنانچہ بندۂ مومن کو چاہیئے کہ وہ نعمت الٰہی پر شکر ادا کرنے کی خاطر غسل کرے، عبادات واذ کار کا اہتمام کرے، خدائے تعالی کو راضی کرنے اوراس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔شب قدر کے معمولات سے متعلق ایک روایت میں آتا ہے:

قال زر هی ليلة سبع وعشرين فمن ادركها فليغتسل و ليفطر على لبن .

حضرت زربن حبیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: شب قدر ستائیسویں شب ہے ،تو جوکوئی اسے پائے تو چاہیئے کہ وہ غسل کرے اور دودھ سے افطار کرے۔

(مصنف عبدالرزاق، باب لیلۃ القدر، حدیث نمبر: 7701)

شب قدر میں کی جانے والی دعا

شب قدر کے معمولات میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات پڑھنے کے لئے خصوصی دعا تعلیم فرمائی کہ اس رات یہ دعا کرے: " اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي ".

جامع ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَرَاَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُولُ فِيهَا ؟ قَالَ : قُولِى ! " اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّى "

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ والہ وسلم : اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس میں کیا دعا پڑھوں؟ توحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ دعا کرو!اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے، اور معافی کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف فرما۔

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب ای الدعاءافضل، حدیث نمبر:3855)

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے،ہمیں مغفرت ونجات کا پروانہ عطا فرمائے اورہمیں عبادت واطاعت کے ذریعہ شب قدر کی قدر کرنے والا اوراس کی رحمتوں اوربرکتوں کوحاصل کرنے والا بنائے۔

آمِيْن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

تمت

انوار خطابت

برائے شوال المکرّم

حصۂ دہم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت' حصہٴ دہم، برائے شوال المکرّم
تالیف	:	مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	شوال المکرّم 1432ھ م ستمبر 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35 روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
کتابت	:	حافظ احمد محی الدین رفیع نقشبندی، کامل الفقہ جامعہ نظامیہ
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد خالد علی قادری صاحب، مولانا محمد افسر الدین قادری صاحب
ملنے کے پتے	:	۞ جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

۞ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر' مصری گنج، حیدرآباد

۞ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

۞ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد

۞ ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد

۞ مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد

۞ عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد

۞ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف

۞ تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف

۞ ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور

۞ دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

۞......۞......۞......۞......۞

فہرست

پیش لفظ

الحمدللہ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر سے حضرت مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی کتابوں کی طباعت واشاعت کا سلسلہ جاری ہے ،تاحال عقائد وکلام ،تذکرہ وسیر ،اخلاقیات وفقہیات ،ادبیات وجدید تحقیقات ،تعلیمات وخطبات سے متعلق متعدد کتابیں طبع ہوچکی ہیں ،جن سے ملک وبیرون ملک استفادہ کیا جارہا ہے ،ماہ رمضان المبارک میں جدید تحقیقات ،ٹسٹ ٹیوب بے بی'اسلامی نقطۂ نظراور DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت کی طباعت عمل میں آئی ،نیز اس ماہ مبارک میں ریسرچ سنٹر کے تحت ایک علمی وتحقیقی کتاب "مسائل زکوۃ'عصر حاضر کے تناظر میں" کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔

زیرنظر کتاب "انوارخطابت حصۂ دہم برائے شوال المکرّم" سلسلۂ خطابات کی دسویں کڑی ہے ،جس میں مفتی صاحب قبلہ نے چاراہم موضوعات پر خطبات تحریر فرمائے ہیں ،(1) رمضان کے بعد ہماری زندگی کیسی ہو؟ ،(2) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ فضائل ومناقب ،(3) علم ،فضیلت واہمیت ،(4) خوف وخشیت' تقرب الہی کا ذریعہ۔

مفتی صاحب قبلہ نے پہلے خطاب میں رمضان کے بعد شریعت مطہرہ پر ثبات واستقامت کے ساتھ کاربند رہنے پر زور دیا ہے ،ماہ رمضان کو تربیت وٹریننگ کا مرحلہ قرار دیا ،اور اس بات کو واضح کیا کہ رمضان میں بندہ جس طرح نیکیاں کرتا رہا اور

گناہوں سے باز رہا باقی مہینوں میں بھی اسی طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

دوسرے خطاب میں مفتی صاحب قبلہ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت قرابت ورشتۂ رضاعت، آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ، القاب مبارکہ، مناقب جمیلہ، فضائل شریفہ کو بہترین پیرایہ میں ذکر فرمایا ہے۔

تیسرے خطاب میں آپ نے قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت، علم حدیث حاصل کرنے کی برکت، علم فقہ کی اہمیت کو بیان فرمایا، تعلیم کی جستجو، تعلیم کا مقصد ذکر فرمایا، اور فضیلت علم سے متعلق احادیث شریفہ شامل کی ہیں، جن سے علم کی ضرورت واہمیت عیاں ہوتی ہے۔

چوتھے خطاب میں مفتی صاحب قبلہ نے خوف خدا کی اہمیت کو اجاگر کیا، خوف الہی وخشیت خداوندی سے متعلق آیات قرآنیہ، احادیث شریفہ ذکر کیں، اور بطور نمونہ صحابۂ کرام وتابعین عظام اور بزرگان دین کے چند ایک واقعات بیان فرمائے۔

ان چار خطابات کا مجموعہ "انوار خطابت، حصۂ دہم" کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے، انشاء اللہ تعالی آئندہ دو مہینوں کے دو حصوں سے اس سیریز کا حسن اختتام ہوگا۔

اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی تحریری وتقریری کاوشوں کو قبول فرمائے اور اسے اہل اسلام کے لئے مزید مفید وعام بنائے؛ آمین۔

شعبۂ نشر واشاعت

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کے بعد ہماری زندگی کیسی ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ.صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام! ہرایمان والے کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے راضی ہوجائے ، رب العزت اسے اپنی خوشنودی سے سرفراز فرمائے ،حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے دربار سے وابستگی بندۂ مومن کی زندگی کا اہم مقصد ہوا کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اطاعت واتباع کی راہ کو اختیار کرتا ہے، احکام شریعت پر کاربند ہوجاتا ہے ہمیشہ نیکیوں کو انجام دینے کی سعی کرتا ہے، برائیوں سے اجتناب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور تقوی وطہارت کی زندگی گزارتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی بات سے راضی ہوتا ہے کہ اس کے بندے راہ حق پر گامزن رہیں ، رب العالمین کی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کیا کریں اور متقی وپرہیزگار بن جائیں۔

رمضان المبارک میں اللہ رب العزت نے جو روزے فرض فرمائے ہیں، اس کی اہم حکمت یہ بیان فرمائی کہ روزہ کی برکت سے روزہ دار تقوی کو اختیار کر لیتا ہے اور پرہیز گاری کو اپنا لیتا ہے؛ جس طرح سورۂ بقرہ کی ایکسوتراسیویں (183) آیت مبارکہ میں روزہ کی مقصدیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ**. تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ!۔ (سورۃ البقرۃ۔183)

واضح رہے کہ تقوی اور پرہیز گاری کی یہ حالت محض رمضان المبارک تک ہی محدود نہیں ہونی چاہئے، مذکورہ ارشاد الہی میں جو مقصد بیان کیا گیا اس سے یہی روشنی ملتی ہے کہ روزہ دار کی ساری زندگی تقوی وطہارت کی آئینہ دار ہو، ماہ رمضان میں کی جانے والی عبادتیں اور ریاضتیں ماضی کی یادگار بن کر نہ رہ جائیں بلکہ آئندہ زندگی میں بھی انہی مجاہدات کو اپنایا جائے، کیونکہ تقوی کا مفہوم یہی ہے کہ ہمیشہ رضائے الہی کے حصول کی فکر ہو، بندہ سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو۔

تقوی کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں؛ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

التقوی ان لا یراک اللہ حیث نہاک و لا یفقدک حیث امرک.	پرہیز گاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا اس میں تجھے مشغول نہ پائے اور جس کا حکم فرمایا وہاں غافل نہ پائے۔

(روح المعانی، سورۃ البقرۃ۔2)

کیا رمضان کے بعد رحمت وبرکت کا سلسلہ منقطع ہو گیا؟

حضرات! معلوم ہوا کہ بندۂ مومن کے ہر عمل سے تقوی کا تعلق ہے، رمضان

المبارک ہو یا دیگر مہینے' وہ ایسے ہی عمل کو اختیار کرے جس میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ہو اور اس عمل کو ہرگز نہ اپنائے جو مرضئ الٰہی کے خلاف ہو۔

نہ مطلب ہے گدائی سے' نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
الٰہی! ہووے وہ جو کچھ کہ مرضئ الٰہی ہو

(خواجہ میر دردؔ)

رمضان المبارک کا سارا مہینہ ہم نیکیوں سے اپنا دامن بھرتے رہے، اس مبارک مہینہ کی برکتیں اور سعادتیں ہمارے مقدر میں آتی رہیں، سارا مہینہ رحمت الٰہی کی چادر ہم پر تنی رہی، سوال یہ ہے کہ کیا برکتوں کا یہ سلسلہ ماہ رمضان کے بعد ختم ہوجائیگا، رحمتوں کی جو چادر ہم پر سایہ فگن تھی، کیا ماہ رمضان گزرجانے کے بعد کھینچ لی جائے گی؟ ہرگز نہیں! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اندر اہلیت پیدا کریں، اپنے دامن کو اس قابل بنائیں کہ اس میں ہم دنیا وآخرت کی برکتیں سما سکیں، ہم اپنے اندر اتنی لیاقت پیدا کریں کہ سایۂ رحمت کے نیچے ٹھہرنے کے حقدار بنیں!

ایسا نہ ہو کہ صرف ماہِ رمضان میں نمازی' قرآن کی تلاوت کرنے والے' صدقہ وخیرات میں پہل کرنے والے' راتوں میں شب بیداری وقیام کرنے والے رہیں اور رمضان المبارک کے بعد معاصی کا ارتکاب کرنے والے' گناہوں پر اصرار کرنے والے اور شیطان کے نقش قدم پر چلنے لگیں' جس کے نتیجہ میں اللہ تعالی کے غضب وجلال کا شکار ہوجائیں-اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

ماہ رمضان میں ہمیں خیر وخوبی اس لئے عطا کی گئی تھی کہ ہم نے پرہیز گاری اختیار کی تھی، پورا مہینہ تقوی وطہارت کے پابند رہے اور اس کے گزرجانے کے بعد

اگر ہم تقوی وپرہیزگاری پر استقامت کے ساتھ جمے رہیں تو ضرور ہماری زندگی خوشگوار رہے گی، اگر ماہ رمضان کی طرح دیگر مہینوں میں ہمارے عقائد واعمال سے متعلق مستقل مزاجی پائی گئی تو یقیناً ہم خیر وبرکت سے بہرہ ور رہیں گے، اور ضرور خدائے رحیم کی کرم نوازیاں ہمیں اپنی آغوش میں لے لیں گی، جیسا کہ رب العالمین کا وعدہ ہے' سورۂ اعراف میں ارشاد ہورہا ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ.	اور میری رحمت ہر چیز کو گھیری ہوئی ہے تو میں اسے ضرور ان کے حق میں لکھدوں گا جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف۔156)

اس ارشاد خداوندی سے آشکار ہورہا ہے کہ جب تک ہم میں تقوی وطہارت ہے' ہم خصوصی رحمتوں کے سایہ میں رہیں گے اور جب تک ہم میں پرہیزگاری پائی جائے، چین وسکون کی زندگی میسر رہے گی۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی استقامت

برادران اسلام! بزرگان دین کی زندگیوں سے ہم روشنی حاصل کریں کہ ان کا تقوی کس کمال کو پہنچا ہوا تھا، دین پر ان کی استقامت کیسی تھی، حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر تابعی گزرے ہیں' جنہیں سید التابعین کے لقب سے دنیا یاد کرتی ہے' اُن کے حالات ذکر کرتے ہوئے امام ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے:

حدثنا عبد المنعم بن إدريس، عن أبيه، قال:صلى سعيد بن المسيب الغداة بوضوء العتمة خمسين سنة . وقال سعيد بن المسيب :ما فاتتني التكبيرة الأولى منذ خمسين سنة، وما نظرت في قفا رجل في الصلاة منذ خمسين سنة.	حضرت عبدالمنعم بن ادریس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں'انہوں نے فرمایا :حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ نے پچاس (50)سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادافرمائی اورحضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا:پچاس (50)سال سےکبھی میری تکبیراولیٰ نہیں چھوٹی اور نہ میں نے نماز کے موقع پر پچاس (50)سال سے کسی آدمی کی گدّی دیکھی ہے۔(یعنی ہمیشہ صف اول ہی میں تکبیراولی کےساتھ نماز پڑھنے کاشرف حاصل رہا۔)

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء طبقۃ اہل المدینۃ ،سعید بن المسیب ، ص186۔187)

یہاں بطورمثال حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ کا واقعہ کا بیان کیا گیا،ورنہ ہمارے تمام اسلاف کرام اورصالحین عظام کی زندگیاں اس طرح کی طاعت وریاضت کے واقعات سے لبریز ہیں' جن سے ہمیں اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کا درس وسبق ملتا ہے۔

حضرات !غورفرمائیں کہ حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ کی استقامت کا کیاعالم ہے،خودآپ ارشادفرمارہے ہیں کہ پچاس (50) سال کا طویل عرصہ گزرچکا

لیکن میں نے کبھی پہلی صف کے علاوہ باجماعت نماز ادانہ کی' جس کی بنا میں نے کبھی اگلی صف والوں کی گدی نہیں دیکھی، پچاس سال میں نسلیں تبدیل ہوجاتی ہیں،حکومتیں بدل جاتی ہیں،نوجوان بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے' لیکن پچاس سال کے طویل عرصہ میں آپ کے پایۂ استقامت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا' اس قدر طویل عرصہ میں باجماعت نماز کی ادائیگی،تکبیراولی کا التزام،صف اول میں شرکت یقیناً غیر معمولی استقامت کی آئینہ دار ہیں، رمضان کے بعد زندگی کو بہتر بنانے والوں کے لئے اور پرہیز گاری پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے یہ ایک بہترین نمونہ ہے۔

ماہ رمضان رخصت ہوا' فیضان خداوندی نہیں!

برادران اسلام! یادرکھیں کہ ہم نے ماہ رمضان کو تو رخصت کیا ہے لیکن اس کے فیضان کو رخصت نہیں کیا' قرآن کی تلاوت کو رخصت نہیں کیا' اعمال خیر کو رخصت نہیں کیا' جس طرح ہم رمضان المبارک میں اعمال خیر انجام دیا کرتے تھے، اس سلسلہ کو بعد رمضان بھی جاری رکھیں ، اس مہینہ میں ہمارا ہر قدم نیکی اور بھلائی کی طرف اٹھا کرتا تھا' صبر وشکر ہمارا شیوہ بن چکا تھا' یہ رفتار وکردار ماہ رمضان کے بعد بھی باقی رہے۔

ماہ رمضان میں ہمارا ہر عمل شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہوا کرتا تھا' رمضان المبارک کے گزرنے کے بعد اس اطاعت واتباع میں تساہل اور غفلت نہ ہونے پائے ، ایمان والوں کا یہ شعار نہیں کہ وہ احکام الٰہی سے انحراف کریں ،رمضان کے روزہ داروں کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ اس مہینہ کے گزر جانے کے بعد ارشادات نبوی سے روگردانی اختیار کریں' کیونکہ شریعت تو ایمان والوں پر ہر حال میں لاگو رہیگی ۔

دین پر ثابت قدم رہنے والے دارین میں سعادتمند

حضرات! رمضان المبارک ہو یا دیگر مہینے ، ہر حال میں شریعت مطہرہ پر استقامت ضروری ہے اور دین پر استقامت ہی کامیابی ہے، رب العالمین نے اپنے کلام مجید میں ان بندوں کو سراہا ہے جو اپنے عقیدہ وعمل میں ثابت قدم رہتے ہیں، جیسا کہ خطبہ میں تلاوت کی گئی آیت مبارکہ میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ.

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تبارک وتعالی ہے، پھر (اس پر) ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے کہ) تم خوف نہ کرو اور نہ رنجیدہ ہو اور جنت (کے ملنے) پر خوش ہو جاؤ! جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(سورۃ حم السجدۃ۔30)

حضرات! ایک بندۂ مؤمن میں اپنے عقیدہ وعمل پر استقامت تادم زیست رہنی چاہئے، مرتے دم تک وہ احکام اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنے حسنِ عمل پر مداومت وپابندی کرے، تبھی وہ دارین کی سعادتوں کا حق دار ہوگا، حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو! جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کی حالت پر ہی دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔

(سورۃ آل عمران۔102)

جو لوگ اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری میں مشغول رہتے ہیں، شب وروز

اس کی نافرمانی سے گریز کرتے ہیں، رات ودن اس کی عبادت وبندگی کیا کرتے ہیں، اسی کی حمد وثنااور یاد میں اپنے لیل ونہار گزارا کرتے ہیں، اللہ تعالی کی رضاوخوشنودی کے لئے شب بیداری کرتے ہیں، اور کسبِ معاش، تجارت وکاروبار انہیں ذکر الٰہی سے نہیں روکتے، ایسے بندوں کو بروز قیامت ممتاز مقام دیا جائے گا، جس دن ہر شخص بارگاہ الٰہی میں خائف وحیراں، لرزاں وترساں حاضر ہوگا؛ اُس دن انہیں امن وقرار، راحت ورحمت سے نواز کر اُن کی امتیازی شان ظاہر کی جائے گی۔

مستدرک علی الصحیحین میں حدیث پاک ہے:

عن عقبة بن عامر الجهنی رضی الله عنه ، قال :كنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر فكنا نتناوب الرعیة ، فلما كانت نوبتی سرحت إبلی ، ثم رجعت فجئت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یخطب الناس

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، اُنہوں نے فرمایا: ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہم باری باری سے اُونٹوں کو چَرانے کی ذمہ داری لیتے تھے ، جب میری باری آئی تو میں نے اپنے اونٹوں کو چرنے کے لئے بھیجا' پھر واپس ہوکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' جبکہ آپ صحابہ کے درمیان خطبہ ارشادفرمارہے تھے'

فسمعته يقول .... :يجمع الناس في صعيد واحد ينفذهم البصر ويسمعهم الداعي فينادي مناد سيعلم أهل الجمع لمن الكرم اليوم ثلاث مرات ثم يقول :أين الذين كانت تتجافى جنوبهم عن المضاجع ، ثم يقول:	تو میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ......لوگوں کوایک ایسے میدان میں جمع کیا جائے گا کہ نگاہ اُن کو پالے گی، داعی اُن کو اپنی آواز سنائے گا، ایک ندا دینے والا ندا دے گا: ضرور سارا مجمع جان لے گا کہ آج بزرگی کس کے لئے ہے، یہ ندا تین مرتبہ ہوگی، پھر ندا دینے والا کہے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو خوابگاہوں سے علٰحدہ ہوجایا کرتے تھے؟ پھر کہے گا:
أين الذين كانوا (لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله) إلى آخر الآية ، ثم ينادي مناد سيعلم الجمع لمن الكرم اليوم ، ثم يقول أين الحمادون الذين كانوا يحمدون ربهم هذا حديث صحيح	وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں اللہ کے ذکر سے، نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ تجارت غافل کرتی تھی اور نہ خرید وفروخت، وہ اس دن سے ڈرتے تھے جس میں دل اور نگاہیں مضطرب ہوں گی۔ پھر ندا دینے والا ندا دے گا: ضرور تمام لوگ جان لیں گے کہ آج بزرگی کس کے لئے ہے، پھر کہے گا: خوب حمد کرنے والے کہاں ہیں جو اپنے رب کی حمد وثنا کیا کرتے تھے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین تفسیر سورۃ النور، کتاب التفسیر، حدیث نمبر: 3467)

استقامت کے بارے میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں لکھا ہے:

قال الشیخ ابو طالب رحمه الله مداومة الاوراد من اخلاق المؤمن وطريق العابدين وهی مزيد الايمان وعلامة الايقان.	شیخ ابوطالب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معمولات کو بہ پابندی انجام دینا ایمان والوں کے اخلاق سے ہے اور عبادت گزاروں کا طریقہ ہے نیز یہ ایمان میں اضافہ کا باعث اور ایقان کی علامت ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ آل عمران۔112)

استقامت فی الدین کی برکت

برادران اسلام ! نیک اعمال پر ثابت قدمی، خیر وبھلائی کی انجام دہی پر استقامت کی وجہ سے آدمی کا مقام ومرتبہ بلند ہوتا ہے، مصیبتیں دفع ہوجاتی ہیں، جیسا کہ نزهۃ المجالس میں بنی اسرائیل کی ایک مستقل مزاج، دین پر ثابت قدم اور عبادت گزار خاتون کا واقعہ مذکور ہے:

كان فی بنی إسرائيل امرأة صالحة محافظة علی الصلاة فی وقتها ولها زوج كافر فنهاها عن ذلک فلم تطعه،	بنی اسرائیل میں ایک نیک وصالح خاتون نماز کو بروقت پابندی کے ساتھ ادا کیا کرتی تھی، اس خاتون کا شوہر غیر مسلم تھا (سابقہ شریعت میں غیر مسلم سے نکاح کرنا منع نہیں تھا) جو اُسے نماز سے روکتا تھا اور وہ خاتون اس کی بات نہیں مانتی تھی،

فأودعها مالا ثم سرقه وألقاه في البحر فابتلعته سمكة فأخذها صياد وباعها لزوج المرأة فأخذتها لتصلحها فوجدت الصرة التي فيها المال في جوفها فوضعتها في مكانها ثم طلب منها المال فدفعته إليه فتعجب من ذلك فأوقدت المرأة تنورا لتخبز فيه العجين فرماها الكافر فيه فقالت يا واحد أحد ليس لي على النار جلد فخمدت النار بإذن الله.

شوہر نے اس خاتون کے پاس کچھ مال امانت رکھا' پھر خود اُسے چوری کیا اور اُسے سمندر میں ڈال دیا، اُس مال کو ایک مچھلی نے نگلا تو ایک شکاری نے اُس مچھلی کا شکار کیا اور اُسے نیک خاتون کے شوہر کو فروخت کیا ، خاتون نے مچھلی لی تا کہ اُسے استعمال کرے تو اس کے پیٹ میں وہ تھیلی پائی ؛ جس میں مالِ امانت رکھا ہوا تھا' پھر اس نے تھیلی کو اُس کی جگہ رکھدیا اور شوہر نے اُس سے وہ امانت طلب کی تو خاتون نے امانت کو بہ حفاظت واپس کردیا ،شوہر نے امانت کی واپسی پر تعجب کیا ، خاتون نے تنّور جلایا تا کہ اُس پر روٹی پکائے تو غیر مسلم شوہر نے خاتون کو تنّور میں پھینک ڈالا ، خاتون نے کہا: اے وہ تنہا ذات جس کا کوئی شریک نہیں ! میں آگ کی تاب نہیں لاسکتی' تو اللہ تعالی کے حکم سے اسی وقت آگ بجھ گئی۔

(نزهۃ المجالس ومنتخب النفائس، ج 1،ص 105)

ماہ رمضان میں کی گئی تربیت کا مقصود

حضرات ! رمضان کے مہینہ میں خصوصی طور پر ہماری روحانی تربیت کی گئی تھی ، روزہ کی حالت میں ہم نے یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھی کہ اللہ تعالی ہمیں دیکھ رہا ہے، یہی وجہ تھی

کہ روزہ دار بند کمرہ میں بھی بھوک سے بےقرار، پیاس سے بے تاب ہونے کے باوجود کبھی کچھ کھا پی لینے کی جسارت نہیں کیا کیونکہ اس کو یقین ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، میرا پروردگار مجھ سے بےخبر نہیں ہے، میرا پالن ہار تو مجھے دیکھ رہا ہے، کیونکہ اسے پہلے ہی سے آگاہ کردیا گیا تھا، حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالی دیکھ رہا ہے۔ (سورۃ العلق۔14)

اس تربیت کا مقصود یہی ہیکہ بعد رمضان بھی ہر وقت انسان یہی کیفیت اپنے اندر باقی رکھے اور ہمیشہ اس بات کو ملحوظ نظر رکھے کہ مالک ومولی مجھے دیکھ رہا ہے، میری گفتار و کردار، سماعت و بصارت اور چال چلن پر نظر رکھا ہوا ہے، یہ کیفیت باقی رہے اور یہ بات ذہن نشین رہے تو قدم کبھی ناجائز مقامات کی طرف نہیں بڑھیں گے، اس کی زبان کبھی لغویات و بدگوئی میں ملوث نہیں ہوگی، ہاتھ کبھی خلاف شرع امور کا ارتکاب نہیں کریں گے اور آنکھیں کبھی قبیح مناظر اور غیر محارم کی طرف نہیں اٹھیں گی۔

تربیت رمضان فکر وعمل کی حفاظت کا ذریعہ

حضرات! رمضان المبارک کی اس عظیم روحانی تربیت کے بعد کل بروز قیامت کوئی شخص عذر نہیں کرسکے گا کہ نفس وشیطان کے مکر وفریب میں آکر ہم گناہ کر بیٹھے ہیں، کیونکہ ایک ماہ کی تربیت میں شیطان کو قید کردیا گیا تھا اور روزوں کے ذریعہ نفس کی اصلاح کی گئی، تلاوت قرآن کریم اور تراویح کے ذریعہ روحانی قوت میں اضافہ کردیا گیا، جس طرح ملک کی حفاظت کے لئے فوج تیار کرکے سرحد پر کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ دشمن ملک میں داخل نہ ہو؛ اسی طرح ایمان کا ملک جو اعمال صالحہ کے ذریعہ

آباد ہے اس کی حفاظت کیلئے انسان کی روحانی تربیت کی گئی اور اسے مستعد کردیا گیا کہ کہیں شیطان اس کے ایمان وعقیدہ اور اعمال صالحہ کو برباد نہ کرسکے۔

رمضان کے بعد بھی ہمیں اعمال صالحہ انجام دیتے ہوئے تقوی وطہارت والی زندگی بسر کرنی لازم ہے اور شریعت مطہرہ کے ہر حکم پر عمل آوری ضروری ہے، چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو عمل فرماتے ہمیشہ اس پر مداومت فرماتے اور اس عمل کو ترک نہیں فرماتے، آپ کا عمل کسی زمانہ یا مدت پر منحصر نہیں ہوتا' جیسا کہ صحیح بخاری شریف وصحیح مسلم شریف وغیرہ میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ قَالَتْ لاَ . كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَسْتَطِيعُ.

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: اے ام المؤمنین! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک کیسا ہوا کرتا' کیا آپ (عمل کے لئے) کچھ دن مخصوص فرمایا کرتے تھے؟ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا: نہیں! آپ کا عمل مبارک ہمیشہ ہوا کرتا' تم میں کون اس طرح عمل کرسکتا ہے؟ جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضیلۃ العمل الدائم ......، حدیث نمبر:1865۔ صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب ھل یخص شیئا من الایام، حدیث نمبر:1981)

بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ تعالی اوراس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکام پر عمل پیرا رہیں' پنجوقتہ نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کریں' قرآن کریم کی تلاوت کریں' والدین کی خدمت کریں' غرباء وفقراء کا خیال رکھیں' مفلس ونادار حضرات کی مدد کریں' حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

بارگاہ یزدی میں دعا کریں کہ اللہ تعالی ماہ رمضان کی طرح سال بھر ہمیں اپنی رحمتوں کے زیر سایہ عبادت وبندگی میں مصروف رکھے ،اطاعت وفرماداری کی توفیق عطا فرمائے ، گناہوں کے ارتکاب' شیطان کے مکروفریب سے بچائے' اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے تصدق میں ہمیں نافرمانی ومعصیت سے باز رکھے' عمل صالح کی توفیق خیر مرحمت فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمِیـن بِـجَـاہِ سَیِّـدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَـلَّـی الـلـهُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیۡهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ.

E:\1\m\allah-circle-bw.jpg
not found.

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضائل ومناقب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ !فاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوْا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُونَ. صدق اللہ العظیم .

برادران اسلام ! اللہ تعالی نے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت گرامی کے سبب حضرات اہل بیت کرام وحضرات صحابۂ عظام رضی اللہ تعالی عنہم کو امتیازی شان اورخصوصی فضیلت عطا فرمائی ،ان کے سروں پرعظمت ورفعت کا تاج سجایا اورانہیں شرافت وبزرگی کی نعمت لازوال سے مالامال فرمایا۔

اللہ تعالی نے حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو ہرطرح کی گندگی خواہ وہ فکری ہو یا اعتقادی،علمی ہو یا عملی ،ظاہری ہو یا باطنی ہرطرح کی نجاست وگندگی سے پاک وصاف رکھااوران کی پاکی وطہارت کے بیان میں آیت کریمہ نازل فرمائی:

إِنَّمَا یُرِیدُ اللَّهُ لِیُذْھِبَ عَنْكُمُ	بیشک اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے
الرِّجْسَ أَھْلَ الْبَیْتِ	گھرانے والوکہ تم سے ہرناپاکی کو دوررکھے
وَیُطَھِّرَكُمْ تَطْھِیرًا .	اورتمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

(سورۃ الاحزاب۔33)

اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق اپنی رضا وخوشنودی کا اس طرح اظہار فرمایا:

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ وَأَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَھَا الْأَنْھَارُ خَالِدِینَ فِیھَا أَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیمُ .

اللہ تعالیٰ ان تمام (صحابۂ کرام) سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے (بہشت کے) ایسے باغ تیار کئے ہیں؛ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ التوبۃ۔100)

اسی طرح سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَکُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی .

اور اللہ تعالیٰ نے تمام صحابۂ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

(سورۃ النساء۔95)

حضرات! ہمارے لئے سعادت اور نجات کا ذریعہ یہی ہے کہ ہم اپنے دلوں کو حضرات اہل بیت کرام کی محبت سے آباد کریں اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سے اپنے قلوب کو روشن ومنور کریں، کیونکہ یہی وہ مقدس حضرات ہیں جو ہماری نجات کا ذریعہ بھی ہیں اور ہمارے لئے ہدایت کا معیار بھی ہیں۔

ان ذوات قدسیہ میں بعض وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہیں خالق کائنات نے اہل بیت نبوت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت کے شرف سے بھی نوازا ہے اور صحابیت کے درجۂ باکمال سے بھی بہرہ مند فرمایا ہے، انہی مقدس' باکمال و بے مثال

عبقری شخصیات میں ایک صاحبِ عظمت ورفعت ہستی' سید الشہد اء، شیر خدا سیدنا ابوعمارہ امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔

برادران اسلام! چونکہ شوال المکرّم کی 11 تاریخ کو اور ایک روایت کے مطابق 7یا15 شوال المکرّم کو اسلام کا ایک عظیم معرکہ "غزوۂ احد" رونما ہوا اور اس معرکہ میں ستر (70) صحابۂ کرام جام شہادت نوش کئے' جن میں سرفہرست سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا جان سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، اسی مناسبت سے آج آپ کے فضائل ومناقب بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

خطبہ میں جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ .	اور جو لوگ اللہ تعالی کے راستہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالی کے نزدیک زندہ ہیں اوران کو رزق مل رہا ہے۔

(سورۂ ال عمران۔169)

حضرات! اس آیت کریمہ میں عمومی طور پر تمام شہداء کرام کی حیات اور انہیں ملنے والی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، حقیقت میں یہ آیت کریمہ سید الشہد اءسیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرات کی شان میں نازل ہوئی، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں روایت ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ، قال :	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

نزلت هذه الآية في حمزة وأصحابه (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ.

یہ آیت کریمہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ. ترجمہ: اور جولوگ اللہ تعالی کے راستہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالی کے نزدیک زندہ ہیں اوران کورزق مل رہاہے۔" سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرات کی شان میں نازل ہوئی۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحج، حدیث نمبر 3414)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت قرابت ورضاعت

حضرات! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت قرابت بھی حاصل ہے اور رشتۂ رضاعت بھی، آپ نسبی رشتہ کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا جان ہیں اور چونکہ حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا ہے، اس لحاظ سے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی ہیں، جیسا کہ سیرت کی معروف کتاب "الروض الانف" میں مذکور ہے:

......وَذَكَرَ إِسْلَامَ حَمْزَةَ وَأُمُّهُ هَالَةُ بِنْتُ أُهَيْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ ،

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: آپ کی والدہ حضرت ہالہ بنت اُہَیب بن عبد مناف بن زُہرَہ ہیں،

وَأُهَيْــبُ عَــمّ آمِـنَـةَ بِـنْتِ وَهْبٍ تَزَوّجَهَا عَبْــدُ الْــمُـطّـلِـبِ ، وَتَزَوّجَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّهِ آمِــنَـةَ فِــي سَـــاعَـةٍ وَاحِدَةٍ فَوَلَدَتْ هَالَةُ لِـعَبْـدِ الْــمُـطّـلِـبِ حَـمْــزَةَ .وَوَلَـدَتْ آمِـنَـةُ لِـعَبْـدِ اللّـــهِ رَسُـولَ اللّهِ . صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ . ثُمّ أَرْضَعَتْهُمَا ثُوَيْبَةُ.

اور حضرت اہیب سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالی عنہا کے چچاجان ہیں،حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت ہالہ سے نکاح کیااور اس زمانہ میں آپ کے شہزادے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا سے عقد فرمایا،تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کوحضرت ہالہ کے بطن سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اورحضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کوحضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تولد ہوئے، پھرحضرت ثُوَیْبہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں حضرات کودودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔

(الروض الأنف، إسلام حمزة رضی اللہ عنہ)

سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ عنہ اورشان رسالت ﷺ کا دفاع

حضرات! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چالیس سال کی عمر مبارک میں نبوت کا اعلان فرمایااورمسلسل دین اسلام کی تبلیغ واشاعت فرماتے رہے،جس کے نتیجہ میں اسلام ترقی کرتا ہوا امن وامان کی چادر پھیلاتا جارہا تھا،دن بہ دن لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے،اب ایسے لوگوں کی باری تھی جو جاہ وجلال،عزت وعظمت رکھتے ہوں اوراہل مکہ میں ان کا رعب ودبدبہ ہواوران کی بات ٹالی نہ جاتی ہو۔

چنانچہ اعلان نبوت کے چھٹے سال ایسی مقدس ہستیاں قلعۂ اسلام میں داخل ہوئیں؛ جن سے اسلام کا پرچم مزید بلند ہوا اور مسلمان علانیہ طور پر معبود حقیقی کی عبادت کرنے لگے۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے اور سرداران قریش میں آپ بڑی بہادری و دلیری رکھتے تھے' صبح شکار کے لئے جاتے تو شام گھر واپس لوٹتے' پھر خانۂ کعبہ کے طواف کے لئے آتے، اس کے بعد قریش کے سرداروں کی محفل میں بیٹھتے تھے۔

ایک دن معمول کے مطابق جب شکار سے واپس لوٹے تو آپ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آج ابوجہل نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ کیسا گستاخانہ برتاؤ کیا؟ یہ سن کر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنی تیر کمان لیکر ابوجہل کے پاس پہنچ گئے اور کمان سے بڑی قوت کے ساتھ اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ میں بھی انہی کے دین پر ہوں! یہ دیکھ کر قبیلہ بنی مخزوم کے لوگ ابوجہل کی مدد کیلئے آئے تو اس نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنی ہاشم سے بنی مخزوم کی جنگ نہ چھڑ جائے، کہنے لگا: جانے دو! میں نے آج ان کے بھتیجے کو بہت سخت سست کہا۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج 1، ص 477۔سبل الھدی والرشاد، ج2،ص332۔الروض الانف، اسلام حمزۃ رضی اللہ عنہ، ج2،ص43)

اولاد امجاد

حضرات! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے متعلق کتب سیر و تاریخ میں یہ تفصیل ملتی ہے کہ آپ کو دو (2) شہزادے اور تین (3) شہزادیاں ہیں، جیسا کہ سبل الہدی والرشاد میں مذکور ہے:

واثنان لحمزة عمارة، ويعلى، ...وواحدة لحمزة وهى أمامة، ويقال أمة الله...ولحمزة أيضا ابنة تسمى أم الفضل وابنة تسمى فاطمة.

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو دو شہزادے (1) حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ اور (2) حضرت یعلی رضی اللہ عنہ ہیں، اور آپ کو تین شہزادیاں ہیں ، ایک شہزادی کا نام: (1) حضرت امامہ رضی اللہ تعالی عنہا جنہیں "امۃ اللہ " بھی کہا جاتا ہے ، (2) اور دوسری شہزادی کا نام: حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا (3) اور تیسری شہزادی کا نام: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ (ترجمہ ملخصاً)

(سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، جماع أبواب أعمامہ وعماتہ وأولادہم وأخوالہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج11، 82)

دعاءِ حبیب کی برکت سے مشرف بہ اسلام

برادران اسلام! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جو مشرف بہ اسلام ہوئے دراصل یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعاءِ مقبول کا نتیجہ تھا، خود سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنّهُ قَالَ لَمّا احْتَمَلَنِى الْغَضَبُ وَقُلْت : أَنَا عَلَى آبَائِى وَقَوْمِى ، وَبِتّ مِنْ الشّكّ فِى أَمْرٍ عَظِيمٍ لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمّ أَتَيْت الْكَعْبَةَ ،

واقعہ یہ ہے کہ جب مجھ پر غصہ غالب ہو گیا تو میں نے کہا کہ میں اپنی قوم وقبیلہ کے دین پر ہوں ، اور میں نے بڑی کشمکش میں اس اہم معاملہ میں اس طرح رات گزاری کہ لمحہ بھر بھی نہ سویا، پھر میں کعبۃ اللہ شریف کے پاس آیا

وَتَضَرَّعْتُ إِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ أَنْ يَشْرَحَ صَدْرِي لِلْحَقِّ وَيُذْهِبَ عَنِّي الرَّيْبَ فَمَا اسْتَتْمَمْتُ دُعَائِي حَتّٰى زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَامْتَلَأَ قَلْبِي يَقِينًا أَوْ كَمَا قَالَ. فَغَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُه بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي ، فَدَعَا لِي بِأَنْ يُثَبِّتَنِي اللّٰهُ وَقَالَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حِينَ أَسْلَمَ.

اور اللہ سبحانہ وتعالی کے دربار میں تضرع وزاری کی کہ اللہ تعالی میرے سینہ کوحق کے لئے کھول دے اور مجھ سے شک وشبہ کو دفع کردے،تو میں نے ابھی دعا ختم بھی نہ کی تھی کہ باطل مجھ سے دور ہوگیا اور میرا قلب یقین کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔ پھرصبح میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تمام حالت بیان کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالی مجھے اس نعمت اسلام پر ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔جس وقت آپ نے اسلام قبول کیا یہ اشعار کہے:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِينَ هَدَى فُؤَادِي
إِلَى الْإِسْلَامِ وَالدِّينِ الْحَنِيفِ

میں اللہ تعالی کی تعریف بجالاتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کے لئے کھول دیا۔

الدِّينُ جَاءَ مِنْ رَبٍّ عَزِيزٍ
خَبِيرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيفِ

یہ وہ مبارک دین ہے جو ایسے پروردگار کی جانب سے آیا ہے جو غلبہ والا،

بندوں کی خبر رکھنے والا ہے اور اُن پر مہربان ہے۔

إِذَا تُـلِيَـتْ رَسَـائِلُهُ تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِی

عَـــلَيْـــنَـــا اللُّبِّ الْحَصِيفِ

جب اس خدائے واحد کی آیتیں ہمارے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو کامل عقل رکھنے والے شخص کے آنسو بے اختیار بہہ جاتے ہیں۔

رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ بِآيَاتٍ مُبَيِّنَةٍ

مِـــنْ هُـــدَاهَـــا الْحُرُوفِ

یہ وہ باعظمت احکام ہیں کہ اُن کی ہدایت دینے کے لئے حضرت احمد مجتبیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسی روشن آیات لائے ہیں جن کے ہر حرف میں ہدایت ہے۔

وَأَحْـمَـدُ مُـصْطَفًى فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ

فِيـنَـــا مُطَـــاعٌ الْعَنِيفِ

اور حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالی کی جانب سے ہم میں منتخب اور برگزیدہ ہیں اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی ہے، تو اے لوگو! ان کی تعلیمات کو باطل کے ذریعہ نہ چھپاؤ!۔(الروض الأنف، إسلام حمزة رضی اللہ عنہ، ج2،ص43۔)

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ نور سے معمور، قرآن کریم کی گواہی

برادران اسلام! انسان کی خوش بختی اور سعادت مندی یہ ہے کہ وہ دامن اسلام سے وابستہ رہے، ایمان کے انوار سے اپنے دل و جان کو روشن ومنور کرے، اسی

لئے بندۂ مؤمن کی عین آرزو وتمنا یہی ہوتی ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اسلام پر ثابت قدم رہے اور موت بھی آئے تو ایمان کی حالت میں آئے اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ یہ تو عمومی طور پر تمام اہل ایمان کی کیفیت ہے لیکن سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات قدسی صفات وہ ہے، جن کے سینہ کو اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا تھا اور اُسے نور ایمان سے معمور فرما دیا تھا۔

سورۂ زمر میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ .	بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے (تو کیا وہ سخت دل کافر کی طرح ہوگا) تو ان کے لئے خرابی ہے جن کے دل اللہ تعالی کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں اور یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

(سورۃ الزمر۔22)

برادران اسلام! اس آیت کریمہ میں عمومی طور پر ان حضرات کا تذکرہ کیا گیا جن کے سینوں کو اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور انہیں روشن ومنور بھی فرما دیا ہے، نیز ان کی عظمت ورفعت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حضرات ہرگز اس شخص کی طرح نہیں ہوسکتے جس کا دل یادِ الٰہی سے غافل ہے، تاہم علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "تفسیر روح البیان" میں لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ بطور خاص سیدنا امیر حمزہ اور سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہما کی شان میں نازل ہوئی، جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے:

واعلم ان الآية عامة فيمن شرح صدره للاسلام بخلق الايمان فيه وقيل نزلت فى حمزة بن عبد المطلب وعلى بن ابى طالب رضى الله عنهما وابى لهب وولده .فحمزة وعلى ممن شرح الله صدره للاسلام .وابو لهب وولده من الذين قست قلوبهم فالرحمة للمشروح صدره والغضب للقاسى قلبه.

اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ یہ آیت کریمہ ان حضرات کے حق میں وارد ہوئی ہے جن کے سینوں میں ایمان کی شمع روشن کرکے انہیں اسلام کے لئے کھول دیا گیا ہو۔نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں اور ابولہب اور اس کے لڑکے کی مذمت میں نازل ہوئی، کیونکہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ یہ وہ برگزیدہ حضرات ہیں جن کے سینہ کو اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے،اور ابولہب اور اس کا لڑکا ان لوگوں میں سے ہے جن کے دل سخت ہوگئے ہیں۔تو اللہ تعالی کی خصوصی رحمت اس خوش نصیب کے لئے ہے جس کا شرح صدر ہو گیا ہو،اور اللہ تعالی کا غضب وقہر اس کے لئے ہے جس کا دل سخت ہوگیا ہے۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الزمر۔22)

القاب مبارکہ

حضرات! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جن مبارک القاب سے یاد کیا جاتا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:(1)سید الشہداء،(2)اسد اللہ،(3)اسد الرسول،

(4)افضل الشہداء ،(5)فاعل الخیرات،(نیکیاں کرنے والے)(6)کاشف الکربات(مصائب کودورکرنے والے)۔

محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوآپ کانام بھی محبوب

حضرات!سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ عنہ وہ باعظمت صحابی ہیں کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صرف آپ کی ذات ہی سے محبت نہیں کرتے بلکہ آپ کا نام بھی بے حد پسندفرماتے تھے،جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے:

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما ، قال : ولد لرجل منا غلام فقالوا : ما نسميه ؟ فقال النبی صلی الله عليه وسلم : سموه بأحب الأسماء إلى حمزة بن عبد المطلب .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا:ہمارے قبیلہ کے ایک صاحب کو لڑکا تولد ہوا،توانہوں نے عرض کیا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے؟توحضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:مجھے سب سے زیادہ محبوب جونام ہے وہی اس لڑکے کا نام رکھا جائے!(مجھے سب سے پسندیدہ نام)"حمزہ بن عبدالمطلب"رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم،ذکر إسلام حمزة بن عبدالمطلب ،حدیث نمبر4876)

سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کا دیدار کیا

برادران اسلام!سیدنا امیرحمزہ رضی اللہ عنہ نے بحالت ایمان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھ کرصحابیت کا عظیم مرتبہ حاصل کیااوراسی نبی برحق

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں ایک معروضہ کیا کہ وہ وحی الٰہی کے امین، سدرۃ المنتہی کے مکین حضرت جبریل امین علیہ السلام کو ان کی حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔ جب روح الامین بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اوپر دیکھو! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "دلائل النبوۃ" میں روایت نقل کی ہے:

عن عمار بن أبی عمار ، أن حمزة بن عبد المطلب قال : یا رسول الله أرنی جبریل علیه السلام فی صورته . فقال : إنک لا تستطیع أن تراه قال : بلی فأرنیه .قال : فاقعد ، فقعد، فنزل جبریل علیه السلام علی خشبة کانت فی الکعبة یلقی المشرکون علیها ثیابهم إذا طافوا فقال النبی صلی الله علیه وسلم :

حضرت عمار بن ابو عمار رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہما نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے جبریل امین علیہ السلام کا ان کی حقیقی صورت میں دیدار کروائیے! تو آپ نے ارشاد فرمایا: آپ انہیں حقیقی صورت میں نہیں دیکھ سکتے! انہوں نے عرض کیا: یقیناً میں نہیں دیکھ سکتا، لیکن آپ مجھے دکھائیے! آپ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ! جب وہ بیٹھ گئے، تو حضرت جبریل علیہ السلام خانۂ کعبہ کی اس لکڑی پر اتر آئے جس پر مشرکین طواف کے وقت اپنے کپڑے ڈالا کرتے، پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ارفع طرفک فانظر ، فرفع طرفه، فرأى قدميه مثل الزبرجد كالزرع الأخضر فخر مغشيا عليه .

اپنی نگاہ اٹھاؤاور دیکھو!انہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور حضرت جبریل علیہ السلام کے دونوں قدموں کو دیکھا جو زمرد کی مانند سبز کھیتی کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔تو(کثرت انوار کی وجہ سے)آپ پر بے خودی طاری ہوگئی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ، جماع أبواب کیفیۃ نزول الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،حدیث نمبر3010)

ہدیۂ درود"میزان میں سب سے وزنی عمل

برادران اسلام !حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں درود وسلام پیش کرنا یہ وہ حکم الہی ہے کہ اللہ تعالی نے نہ صرف بندوں کو اس کا حکم فرمایا بلکہ وہ خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتا ہے،اسی لئے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے امت کو پیام دیا کثرت سے درود شریف کا اہتمام کریں' کیونکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں درود پیش کرنا میزان میں سب سے زیادہ وزنی عمل ہے،سفر معراج کے موقع پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ملاحظہ فرمایا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال فرمارہے ہیں اور ان سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری نظر میں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟تو انہوں نے یہی عرض کیا کہ ہدیۂ درود ہی بہتر عمل اور نامۂ اعمال میں سب سے اہم چیز اور قیمتی ذخیرہ ہے۔جیسا کہ "نزہۃ المجالس"میں روایت ہے:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخلت الجنة لیلة أسری بی فاستقبلنی حمزة بن عبد المطلب فسألته أی الأعمال أفضل وأحب إلی اللہ أثقل فی المیزان فقال الصلاة علیک والترحم علی أبی بکر وعمر.

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ شب معراج جب میں جنت میں داخل ہوا تو حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے میرا استقبال کیا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جس کو سب سے زیادہ فضیلت والا، اللہ تعالی کے دربار میں محبوب ترین اور میزان میں سب سے زیادہ وزنی سمجھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: آپ کی خدمت میں درود پیش کرنا اور آپ کی شان و عظمت بیان کرنا' نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں خدائے تعالی سے درخواست رحمت کرنا۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس،باب مناقب أبی بکر وعمر جمیعا رضی اللہ عنہما،ج1،348)

جنت میں اعلی مقام پر فائز

حضرات ! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرابت بافیض وصحبت بابرکت سے جنت کے اعلی مقامات پر فائز فرمایا،جیسا کہ ابھی مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے سفر معراج کے موقع پر جنت میں حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا استقبال کیا،اسی طرح امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی "مستدرک " اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی "جامع الاحادیث" میں روایت ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ، قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : دخلت الجنة البارحة فنظرت فيها فإذا جعفر يطير مع الملائكة ، وإذا حمزة متكىء على سرير.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گزشتہ شب جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ (حضرت) جعفر (رضی اللہ تعالی عنہ) جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کررہے ہیں اور (حضرت) حمزہ (رضی اللہ تعالی عنہ) ایک عظیم تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر إسلام حمزة بن عبد المطلب، حدیث نمبر 4878۔ جامع الأحادیث للسیوطی، حدیث نمبر 12265۔)

آسمانوں میں آپ کا مبارک تذکرہ

برادران اسلام! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت کے بیان اور آپ کے مبارک تذکرہ کو اللہ تعالی نے یہ رفعت وعظمت اور قبولیت وبلندی عطا کی ہے کہ آپ کا تذکرہ صرف زمین والے ہی نہیں کرتے بلکہ آسمان والے بھی آپ کا ذکر خیر کرتے ہیں، جیسا کہ مستدرک علی الصحیحین میں روایت ہے:

قالوا : لما أصيب حمزة جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے فرمایا: جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرمانے لگے:

لـن أصـاب بـمثلـک أبـدا ، ثـم قـال لـفاطمة ولعمته صفية رضى الله عـنهـما : أبشـرا أتـانى جبـريـل عـليـه الصلاة والسـلام ، فـأخبرنى أن حـمزة مكتوب فى أهل السـمـاوات حـمـزة بن عبـد الـمطلب أسد الله وأسد رسوله.	آپ کی جدائی سے بڑھ کر میرے لئے کوئی اور صدمہ نہیں ہوسکتا، پھر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی جان حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا: خوش ہوجاؤ! ابھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تھے ،انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ یقیناً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک آسمان والوں میں لکھا ہوا ہے:"حمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله "سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ، ذکر إسلام حمزة بن عبد المطلب ،حدیث نمبر،حدیث نمبر 4869)

برادران اسلام! غزوۂ احد میں چونکہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمی ہوئی ،اسی لئے بہ اختصار اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی شہادت کا واقعہ ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے:

غزوۂ احد

غزوۂ احد 3ھ میں واقع ہوا۔''اُحُد'' مدینہ طیبہ کے ایک وسیع پہاڑ کا نام ہے ،جس کے متعلق نبی برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **هَـذَا جَبَـلٌ يُـحِبُّـنَـا**

وَنُحِبُّهُ. یہ (اُحُد) وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔
(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب احد یحبنا ونحبہ، حدیث نمبر 4083)

یہ حق و باطل کا معرکہ اسی پہاڑ کے دامن میں واقع ہوا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کے کاروان حق کی تعداد سات سو (700) تھی، جس میں صرف سو (100) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زرہ پوش تھے، اور قریش کا لشکر تین ہزار (3000) افراد پر مشتمل تھا، جن میں سات سو (700) افراد زرہ پوش تھے۔ حق وصداقت کی راہ میں جام شہادت نوش کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ستر (70) تھی، جبکہ باطل پرستوں کے تیس (30) افراد جہنم رسید ہوئے۔

سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ:

غزوۂ احد میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مکمل شجاعت و جواں مردی کے ساتھ اہل مکہ کا مقابلہ کرتے رہے۔ ہند بنت عتبہ کے وحشی نامی ایک حبشی غلام جو ماہر نشانہ باز تھے اور وہ دونوں اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے، چنانچہ ان سے ہندہ نے کہا: اگر تم جنگ میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کردو تو تمہیں آزاد کردیا جائے گا، وہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسلسل تعاقب کررہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ جیسا ہی موقع ملے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر نشانہ لگائیں گے۔ وہ ایک مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے، جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مقابلہ کرتے ہوئے ان کے قریب سے گزرے تو انہوں نے چھپ کر آپ رضی اللہ عنہ پر ایک نیزہ سے وار کیا جو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ناف مبارک سے ہوکر پشت مبارک سے نکل گیا۔ اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ پھر ہندہ نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کی بے حرمتی کی

اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے اس سے جگر کو نکالا اور چبا کر نگلنا چاہا لیکن وہ نگل نہ سکی۔ واضح رہے کہ بعد میں حضرت وحشی اور حضرت ہندہ دونوں کو نعمت اسلام سے سرفرازی ہوگئی! رضی اللہ عنہما۔ جس وقت آپ کی شہادت ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک چوپن (54) سال تھی۔

جیسا کہ امام حاکم نے ''مستدرک'' میں روایت کی ہے: حمزة بن عبد المطلب وقتل يوم أحد وهو ابن أربع وخمسين. (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر إسلام حمزة بن عبد المطلب، حدیث نمبر 4880)

نیکیاں کرنے والے اور مصیبتوں کو دور کرنے والے

حضرات! جب سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید رنج وملال کا اظہار فرمایا اور نہایت غمگین ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو رواں ہو گئے اور جب حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھائی تو ہر شہید کی نماز جنازہ کے ساتھ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، اس لحاظ سے آپ کو یہ اعزاز وامتیاز حاصل ہے کہ ستر مرتبہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی' چنانچہ شرح مسند ابوحنیفہ، ذخائر عقبی اور سیرت حلبیہ میں روایت ہے:

وعن ابن شاذان من حديث ابن مسعود رضي الله عنه :	حضرت ابن شاذان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ

ما رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم باكيا قط أشد من بكائه على حمزة رضى الله عنه ، وضعه فى القبلة ، ثم وقف على جنازته ، وأنحب حتى نشغ، أى شهق ، حتى بلغ به لغشي من البكاء يقول : يا حمزة يا عم رسول الله وأسد رسوله : يا حمزة يا فاعل الخيرات ، يا حمزة يا كاشف الكرب ، يا حمزة يا ذاب عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وكان صلى الله تعالى عليه وسلم إذا صلى على جنازة ، كبر عليها أربعا .وكبر على حمزة سبعين تكبيرة ، رواه البغوى فى معجمه .	ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کبھی اتنا اشک بار نہیں دیکھا جتنا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اشک بار ہوئے،آپ نے انہیں قبلہ کی جانب رکھا ، پھرآپ جنازہ کے سامنے قیام فرماہوئے،آپ اس قدر اشک بار ہوئے کہ سسکیاں بھی لینے لگے، قریب تھا کہ رنجیدگی کے سبب آپ پر بیہوشی طاری ہوجائے،آپ یہ فرماتے جاتے:اے حمزہ!اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا،اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شیر!اے حمزہ ! اے نیکیوں کو انجام دینے والے!اے حمزہ ! اے مصیبتوں کو دور کرنے والے!اے حمزہ ! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب سے دفاع کرنے والے،حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب نماز جنازہ ادا فرماتے تو چار مرتبہ تکبیر فرماتے اور آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر(70) مرتبہ تکبیر کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔امام بغوی نے اس روایت کواپنی معجم میں نقل کیا ہے۔

(شرح مسندأبی حنیفۃ،ج1،ص526۔ ذخائرالعقبی۔ج1،ص:176۔السیرۃالحلبیۃ،ج4،ص153۔سمط النجوم العوالی فی أنباءالأوائل والتوالی،ج1،ص161۔المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی۔)

عظمت وفضیلت

برادران اسلام! سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جواندوہناک واقعہ پیش آیا اور حق تعالی نے آپ کو جوسرفرازی اور فضیلت عطا فرمائی، اس کا تذکرہ مختلف کتب حدیث وکتب تاریخ میں ملتا ہے، چنانچہ مستدرک علی الصحیحین اور امام طبرانی کی معجم اوسط وغیرہ میں روایت ہے:

عن علی قال : إن أفضل الخلق یوم یجمعھم اللہ الرسل ، وأفضل الناس بعد الرسل الشھداء ، وإن أفضل الشھداء حمزۃ بن عبد المطلب	حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالی تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا ان میں سب سے افضل انبیاء ومرسلین ہی رہیں گے اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شہداء کرام ہوں گے اور یقیناً شہداء کرام میں سب سے افضل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ ہونگے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ذکر إسلام حمزۃ بن عبد المطلب، حدیث نمبر: 4864۔ المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث نمبر: 930۔ جامع الأحادیث للسیوطی، حدیث نمبر: 4003۔ کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابۃ مفصلا مرتبا علی ترتیب حروف المعجم، حرف الحاء، حمزۃ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 36937)

سید الشہداء ہونے کا شرف

مخبر صادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی عظیم شہادت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ آپ شہداء امت کے سردار ہیں، جیسا کہ امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت کی ہے:

عن جابر رضی اللہ عنہ ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : سید الشھداء حمزة بن عبد المطلب ، ورجل قام إلی إمام جائر فأمرہ ونھاہ فقتله .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں،آپ نے ارشاد فرمایا:حمزہ بن عبد المطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں اور ایک وہ ہستی بھی سید الشہداء ہے جوکسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق کا پرچم بلند کرے اور اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہ بادشاہ اسے شہید کردے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم ،ذکر إسلام حمزة بن عبد المطلب ،حدیث نمبر 4872)

نیز اس روایت کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت نقل کیا ہے۔(المعجم الأوسط للطبرانی ،باب العین من اسمہ علی،حدیث نمبر:4227)

لقب ''سید الشہداء'' سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ

حضرات! یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حدیث مبارک میں سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو کہا گیا ہے،تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو سید الشہداء کیوں کہا جاتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی سید الشہداء ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی سید الشہداء ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی سید الشہداء فرمایا اور اس ہستی کو بھی سید الشہداء کے لقب سے ممتاز کیا جوکسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق کو پیش کرے اور باطل

کے خلاف آواز اٹھائے یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کرے، چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے ظالم وجابر حاکم یزید پلید کے خلاف آواز اٹھائی اورحق کا پیام پہنچایا اور آپ کواس ظالم نے شہید کروادیا،لہذااس حدیث شریف کی روشنی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کوبھی سیدالشہداء کہا جاتا ہےاوردونوں حضرات کااپنی اپنی شان کےلحاظ سے سیدالشہداءہونا حدیث شریف کی روشنی میں حق وصداقت پرمبنی ہے۔

شہداءاحد کی فضیلت

برادران اسلام!غزوۂ احد میں شہید ہونے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی خصوصی حیات سے متعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالی نے انہیں جنت میں امتیازی مقام ومرتبہ عطافرمایاہےاوروہ اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں سےاستفادہ کررہے ہیں جیسا کہ مسندامام احمد میں حدیث شریف ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا،حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جب''احد''میں تمہارے بھائی شہید ہوگئے تو اللہ تعالی نے ان کی ارواح کوسبز پرندوں کے پیٹ میں رکھا،وہ حضرات سیرابی کے لئے جنت کی نہروں پرآتے ہیں،وہ جنت کے پھل تناول کرتے ہیں اورعرش کےسایہ میں سونے کی قندیلوں میں آرام کرتے ہیں،

فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَشْرِبِهِمْ وَمَأْكَلِهِمْ وَحُسْنَ مُنْقَلَبِهِمْ قَالُوا يَا لَيْتَ إِخْوَانَنَا يَعْلَمُونَ بِمَا صَنَعَ اللَّهُ لَنَا لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عَنِ الْحَرْبِ .فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَؤُلَاءِ الآيَاتِ عَلَى رَسُولِهِ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاء......).

جب وہ اپنے کھانے اور مشروبات کی خوشبو کو پائے اور اپنے بہترین ٹھکانہ کو دیکھے تو کہنے لگے: اے کاش! ہمارے بھائی بھی جان لیتے کہ اللہ تعالی نے ہمارے لئے کیا کیا نعمتیں تیار کر رکھی ' تا کہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹیں۔ تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: تمہاری جانب سے یہ خوش خبری میں ان تک پہنچاتا ہوں! پھر اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ . ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالی کے راستہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالی کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

(سورۃ ال عمران، 169۔ مسند الامام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، حدیث نمبر 2430)

شہداء احد کی زیارت پر حضور ﷺ اور خلفاء ثلاثہ کی مداومت

حضرات! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ہر سال اہتمام کے ساتھ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لیجایا کرتے اور حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد آپ کی اتباع میں سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اپنے اپنے دورِ خلافت میں ہر سال پابندی کے ساتھ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے، سیدنا علی مرتضی رضی للہ عنہ کے دورِ خلافت میں چونکہ آپ نے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تھا' اسی لئے آپ کا قیام کوفہ میں تھا، چنانچہ آپ کے بارے میں اس معمول کا تذکرہ نہ ملنے کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، جیسا کہ تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی، تفسیر درمنثور اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں روایت ہے:

وأخرج ابن جرير عن محمد بن إبراهيم قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم يأتي قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول : (سلام عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عقبى الدار) وكذا كان يفعل أبو بكر . وعمر .وعثمان رضي الله تعالى عنهم .	حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت نقل کی ہے، آپ نے فرمایا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر سال کی ابتداء میں شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لاتے اور فرماتے: "سلامتی ہو تم پر کیونکہ تم نے صبر کیا، تو کیا ہی اچھا آخرت کا گھر ہے" اور اسی طرح ہر سال حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ بھی زیارت کیا کرتے۔

(تفسیر القرطبی، ج9، ص312۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ الدر المنثور فی التأویل بالمأثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ج3، ص90۔ مغازی الواقدی، دفن شہداء احد، ج1، 311)

حضرات! ماہ شوال المکرّم کی مناسبت سے آج غزوۂ احد کا تذکرہ کیا گیا اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کئے گئے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا اور سنا ہے اسے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے توسل سے قبول فرمائے اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ کی روشنی سے ہماری تاریک زندگیوں کو روشن ومنور کرے۔ آمِین بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

علم، فضیلت واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ .

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ .صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمْ .

برادران اسلام ! ماہ شوال میں چونکہ دینی مدارس وجامعات کے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے،اسی مناسبت سے آج کتاب وسنت کی روشنی میں علم کی اہمیت اور فضیلت سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

تعلیم ہر بلندی کا زینہ اور ہر ترقی کا ذریعہ ہے، ہر دور میں وہی قوم اور وہی جماعت کامیاب رہی جس نے اپنے آپ کو تعلیم سے وابستہ رکھا، درحقیقت ظاہری ترقی اور باطنی عروج علم ہی سے متعلق ہے۔تعلیم سے خود علم حاصل کرنے والا ترقی کرتا ہے اور معاشرہ کے لئے بھی ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔تعلیم کے ذریعہ انسان ترقی وعروج کی منزلیں طئے کرتا ہوا اوجِ ثریا پر پہنچتا ہے تعلیم کے ذریعہ ہر میدان میں شہسواری کرتا ہے ہوائی جہاز وراکٹ کی ظاہری پرواز بھی تعلیم کے بغیر نہیں ہوسکتی اور روحانی وحقیقی پرواز کے لئے بھی تعلیم ضروری ہے،تعلیم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث اور ان کا پیغام ہے،تعلیم ایک ایسا انقلاب ہے جس کے ذریعہ افراد اور اقوام کی تقدیر سنورتی ہے، تعلیم کی وجہ سے تہذیب وتمدن کا وجود ہے،اس کے ذریعہ طبیعت شائستہ ہوتی ہے،

جذبات واحساسات پاکیزہ ہوتے ہیں اور مزاج سنجیدہ ہوتا ہے، اُسی کے اثر سے ابلیسی قوتیں، شیطانی طاقتیں اور طاغوتی خیالات نیست ونابود ہوتے ہیں۔

دین اسلام نے دینی اور عصری تمام قسم کے علوم حاصل کرنے کی حد درجہ تاکید فرمائی ہے، اسلام علم کی راہ میں کسی ایک مقام پر رک کے رہنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ لحہ بہ لحہ اس میں از دیاد واضافہ چاہنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے علم میں اضافہ وترقی مزید کی دعا کرنے کا حکم فرمایا:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا . اور آپ عرض کیجئے: اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔

(سورۃ طٰہٰ ۔114)

پہلی وحی، تحصیل علم سے متعلق

دین اسلام میں تعلیم کو نہایت درجہ اہمیت دی گئی ہے، سب سے پہلی وحی علم حاصل کرنے سے متعلق نازل ہوئی، ارشاد الٰہی ہے:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

(سورۃ العلق ۔1)

حضرات! اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں! یہاں پڑھنے کا تو حکم ہے لیکن کیا پڑھا جائے اس کا متعین طور پر ذکر نہیں فرمایا اسی طرح پیدا کرنے کا تو ذکر ہے لیکن کس کو پیدا کیا اس پہلی آیت میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ نہ "اِقْـــرَأْ" کا مفعول مذکور ہے اور نہ "خَـــلَـــقَ" کا مفعول مذکور، اس اسلوب کلام سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ارض وسماء، شمس وقمر، کواکب وانجم، کل کائنات کا خالق ہے۔

لہٰذا علم و قراءت تحقیق و ریسرچ کا موضوع بھی کائنات پست و بالا کی ہر ہر شیء کو بنایا جائے گویا انسان کو یہ اشارہ دے دیا گیا کہ وہ طلب علم کی راہ میں ہر موضوع پر دسترس حاصل کرنے کی سعی مسلسل کرتا رہے تاکہ معرفت خداوندی کی نعمت لازوال سے بہرہ مند ہوسکے، محض اشیاء وآثار میں کھو کر خالق و مالک سے غافل نہ ہوجائے، بقول شاعر

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا — اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا — زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت

حضرات! قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا، جس کی ہر آیت اور ہر حرف میں مخلوق کے لئے ہدایت ہے، اس کلام مبارک کے ہر حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیوں کی بشارت دی گئی، نیز سب سے بہتر شخص اسی کو قرار دیا گیا جو قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِی اللهُ عَنْهُ عَنِ	حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ حضرت نبی اکرم
النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
قَالَ : خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ	آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین شخص وہ ہے
الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ	جو قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ . حدیث نمبر 5027)

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی برکت صرف دنیا کی حد تک محدود نہیں بلکہ آخرت میں بھی بندہ اس کی برکت سے مالا مال کیا جاتا ہے، قبر میں بھی اس کے ساتھ

عزت واکرام کا معاملہ کیا جاتا ہے،جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:یَا أَبَا هُرَیْرَةَ عَلِّمِ النَّاسَ الْقُرْانَ وَتَعَلَّمْهُ فَإِنَّکَ اِنْ مُتَّ وَأَنْتَ کَذٰلِکَ زَارَتِ الْمَلَائِکَةُ قَبْرَکَ کَمَا یُزَارُ الْبَیْتُ الْعَتِیْقُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:اے ابو ہریرہ!لوگوں کو قرآن سکھاتے رہو اور سیکھتے رہو،کیونکہ اسی حال میں اگر تمہیں موت آجائے تو فرشتے تمہاری قبر کی اس طرح زیارت کریں گے جیسے کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کی جاتی ہے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی،مسند أبی ہریرۃ،حدیث نمبر:4265 ۔کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال،حرف العین کتاب العلم من قسم الأفعال،باب فی فضلہ والتحریض علیہ،حدیث نمبر:29377)

حافظ قرآن کی فضیلت

حافظ قرآن کے فضائل میں کئی ایک احادیث شریفہ وارد ہیں دسویں صدی ہجری کے محدث جلیل علامہ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ''کنز العمال''میں حافظ قرآن کی فضیلت سے متعلق متعدد احادیث وروایات نقل کی ہیں:

حامل القرآن حامل رایة الإسلام ومن اکرمه فقد اکرم الله ومن اهانه علیه لعنة الله. (فر عن ابی امامة).

حافظ قرآن اسلام کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہے اور جس شخص نے اس کی تعظیم کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور جس نے اس کی توہین کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(کنز العمال الباب السابع: فی تلاوۃ القرآن وفضائلہ الفصل الاول: فی فضائلہ فی فضائل تلاوۃ القرآن حدیث نمبر:2294)

نیز مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَارْقَ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حافظ قرآن سے کہا جائے گا: قرآن کریم پڑھتا جا اور درجہ بہ درجہ چڑھتا جا اور ترتیل کے ساتھ تلاوت کر جس طرح تو دنیا میں تلاوت کرتا تھا کیونکہ تیرا مقام آخری آیت کے پاس ہے جس کو تو پڑھے گا۔

(مسند احمد 6508)

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں
(علامہ اقبالؔ)

علم حدیث حاصل کرنے کی برکت

حضرات! قرآن کریم اور حدیث شریف قانون اسلام کی بنیاد و اساس ہیں، قرآن کریم ایک جامع قانون اور دستور الٰہی ہے، جس کی تفصیل، تشریح وتوضیح احادیث مبارکہ کے ذریعہ ملتی ہے، قرآن کریم میں نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم ہے،

روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے، حج کا حکم دیا گیا ہے لیکن واضح طور پر نمازوں کی تعداد و اوقات ،رکعتوں کا تعین ،زکوۃ کے نصاب کی مقدار ،روزے کے مستحبات ومباحات' مکروہات ومفسدات نیز مناسک حج وعمرہ بیان نہیں کئے گئے بلکہ یہ ساری تفصیلات اللہ تعالی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ فرمادی۔

آپ کے فرامین وارشادات قانون کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کا ہر قول وفعل شریعت کا درجہ رکھتا ہے، حدیث شریف کی خدمت کرنے والوں کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خصوصی دعا فرمائی جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی خوش حال رکھے اس شخص کو جو ہماری کوئی حدیث سنے اور اسے دوسروں تک پہنچادے۔

(سنن ابن ماجہ، مقدمۃ ، باب من بلغ علما، حدیث نمبر 238)

خدمت حدیث میں مشغول رہنے والے حضرات کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں اپنا خلیفہ وجانشین قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم میں جلوہ گر ہوئے

فَقَالَ: " اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ: وَمَنْ خُلَفَاؤُکَ؟ قَالَ: اَلَّذِيْنَ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَيَرْوُوْنَ أَحَادِيْثِیْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ " . "طس.

اورآپ نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! میرے جانشینوں پر رحم فرما! صحابہ کرام نے عرض کیا :یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے جانشین وخلفاء کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے جانشین وہ ہیں جو میرے بعد آئینگے اور میری احادیث کی روایت کرینگے اور لوگوں کو اس سے روشناس کرائینگے۔

(کنز العمال ، کتاب العلم باب فی آداب العلم والعلماء ،حدیث نمبر:29488)

چالیس احادیث یادکرنے پرشفاعت کی بشارت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس احادیث یادکرنے والے شخص کے لئے خصوصی بشارت عطا فرمائی ہے' جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

من حفظ على أمتى أربعين حديثًا من السنة كنت له شفيعًا و شهيدًا يوم القيامة (ابن عدى ، وابن النجار ، والرافعى عن ابن عباس .ابن الجوزى فى العلل عن ابن عمر)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جوفرد میرے معمولات میں سے چالیس حدیثیں یادکرے تو بروز قیامت میں اس کی شفاعت کرنے والا اور اللہ تعالی کے دربار میں اس کے ایمان کی گواہی دینے والا رہوں گا۔

(جامع الأحادیث للسیوطی،حرف المیم،حدیث نمبر22048)

اسی طرح کی ایک اورروایت امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَفِظَ عَلَی أُمَّتِیْ أَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْمَا یَنْفَعُهُمْ مِنْ أَمْرِ دِیْنِهِمْ بُعِثَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ سَبْعِیْنَ دَرَجَةً ، اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:میری امت کے جس شخص نے چالیس احادیث یادکی جوانہیں ان کے دین کے معاملہ میں نفع دینے والی ہوں توایسا شخص قیامت کے دن علماء کے ساتھ اٹھایا جائے گا،اور عالم کی فضیلت عابد(عبادت کرنے والے)پرستر درجہ زیادہ ہے،اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے کہ ہردرجہ کے درمیان کتنی بلندی ہے۔

(شعب الإیمان للبیهقی ،السابع عشر من شعب الإیمان وهو باب فی طلب العلم حدیث نمبر1684)

علم فقہ سیکھنے کی برکت

حضرات !علم فقہ کوئی نیاعلم نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث کے مجموعہ اوردین کی سمجھ بوجھ کانام ہے،اس کی ہرمسلمان کوضرورت ہے،اللہ تعالی کاارشادہے:

لِیَتَفَقَّهُوا فِی الدِّین. چاہئے کہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں۔

(سورۃ التوبۃ،122)

اللہ تعالی علم فقہ کی دولت سے انہی بندوں کونوازتا ہے جن کے ساتھ اللہ تعالی خصوصی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الـدِّيـنِ ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے، اور اس کے سوانہیں کہ میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی عطا فرماتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین، حدیث نمبر 71)

امام اعظم اور طلب علم کا اشتیاق

برادران اسلام! آج علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں کافی سہولتیں میسر آئی ہیں، کتابیں طبع شدہ ہیں، مدارس وجامعات قائم ہیں، اس کے برخلاف گزشتہ صدیوں میں اتنی سہولتیں اور آسانیاں نہیں تھیں، تحصیل علم کے لئے ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کیا جاتا تھا، اگر کسی کو معلوم ہوجاتا کہ فلاں صاحب کے پاس حدیث شریف ہے تو مہینوں سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے اسے حاصل کرتے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سولہ سال کی عمر میں اپنے والد محترم کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے گئے، وہاں آپ نے ایک صحابی کو دیکھا کہ وہ حدیث شریف بیان فرمارہے ہیں، تو آپ نے فوراً اپنے والد محترم سے درخواست کی کہ آپ کو ان کی خدمت میں پیش کریں، کثیر مجمع کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ حصول علم اور صحابی

جلیل کے چہرۂ مبارک کے دیدار کے اشتیاق میں آگے بڑھے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوکر براہ راست ان سے حدیث شریف سننے کی سعادت حاصل کی جیسا کہ مسند ابو حنیفہ میں روایت ہے:

عــن أبــي يـوسف قـال : سـمعت أبا حنيفة رحمه الله يقول : حججت مع أبـي سـنة ثلاث وتسعين ولـي سـت عشـرة سنة فـإذا شيـخ قـد اجتـمـع الناس عليه فقلت لأبي : مـن هـذا الشيخ ؟ فقال : هـذا رجـل قـد صـحـب الـنبـي صـلـى الـلـه عليـه وسـلـم يـقال له عبد الله بـن الـحـارث بن جزء ، فـقلت لأبي : فأى شيء عـنـده ؟ قال : أحـاديث سـمـعهـا مـن رسـول الله صـلـى الـلـه عـليه وسلم فقلت لأبي :

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے سنہ ترانوے "93" ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی اور اس وقت میری عمر سولہ " 16 " سال تھی، میں نے کیا دیکھا کہ ایک بزرگ شخصیت تشریف فرما ہیں، جن کے اردگرد لوگ حاضر ہیں، یہ دیکھ کر میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا کہ یہ بزرگ صاحب کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ وہ مرد مؤمن ہیں جنہوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے، انہیں "عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ تعالی عنہ" کہا جاتا ہے۔ تو میں نے اپنے والد سے کہا: ان کے پاس کیا ذخیرہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ان کے پاس وہ احادیث ہیں جن کو انہوں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے، تو میں نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا:

قدمني إليه حتى أسمع منه، فتقدم بين يدي وجعل يفرج الناس حتى دنوت منه فسمعته يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب قال أبو عمر : ذكر محمد بن سعد كاتب الواقدي أن أبا حنيفة رأى أنس بن مالك ، وعبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي .

مجھے ان کی خدمت میں پیش کیجئے تا کہ میں ان سے کچھ سنوں، تو وہ آگے بڑھے اور لوگوں کے درمیان راستہ بنانے لگے یہاں تک کہ میں ان سے قریب ہوگیا اور میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دین میں سمجھ حاصل کرے تو اللہ تعالی اس کی فکر و مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور اس کو ایسے مقام سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا ہے" حضرت ابو عمر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: حضرت محمد بن سعد رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو امام واقدی کے کاتب ہیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ بیشک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزز بیدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

(مسند أبي حنيفة، روايةً عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي، حديث نمبر 1)

فضیلت علم پر مشتمل جامع فرمان عالی شان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے فرامین عالیہ کے ذریعہ بے شمار مقامات پر علم کی فضیلت کو اجاگر فرمایا: ایک روایت میں آپ نے علم کے تقریبا پینتیس "35" فوائد بیان فرمائے ہیں، آپ کا وہ فرمان عالی شان ملاحظہ ہو:

وَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلّٰهِ حَسَنَةٌ وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيْحٌ وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ وَتَعْلِيْمَهُ لِمَنْ لَّا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَنَارُ سَبِيْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَهُوَ الْأَنِيْسُ فِيْ الْوَحْشَةِ وَالصَّاحِبُ فِيْ الْغُرْبَةِ وَالْمُحَدِّثُ فِيْ الْخَلْوَةِ وَالدَّلِيْلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالْمُعِيْنُ عَلَى الضَّرَّاءِ وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَالزَّيْنُ عِنْدَ الْأَخِلَّاءِ يَرْفَعُ اللهُ بِهِ أَقْوَامًا فَيَجْعَلُهُمْ لِلْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً يُقْتَفٰى آثَارُهُمْ وَيُقْتَدَى بِأَفْعَالِهِمْ وَيُنْتَهَى إِلَى رَأْيِهِمْ تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ خُلُقِهِمْ وَتَمْسَحُهُمْ بِأَجْنِحَتِهَا

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم سیکھا کرو؛ کیونکہ اللہ تعالی کی رضا کی خاطر علم سیکھنا نیکی ہے، اس کا حاصل کرنا عبادت ہے، آپس میں علمی گفتگو کرنا اللہ تعالی کی تسبیح کرنے کے درجہ میں ہے، علم میں تحقیق کرنا جہاد کے برابر ثواب رکھا ہے، بے علم شخص کو تعلیم دینا نیکی اور صدقہ ہے، اور علم کو اس کے اہل پر خرچ کرنا قرب الہی کا ذریعہ ہے کیونکہ علم حلال وحرام سے واقفیت کا وسیلہ ہے، وہ اہل جنت کے راستہ کا مینار ہے، اور علم وحشت وتنہائی میں مونس وغمگسار ہے، سفر میں بہترین ساتھی ہے، تنہائی میں گفتگو کرنے والا ہے، وہ خوش حالی میں رہنما اور تنگدستی میں مددگار ہے، دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے اور دوستوں کے حق میں زینت ہے۔ علم کے سبب اللہ تعالی کچھ افراد کو رفعت وبلندی عطا فرماتا ہے اور انہیں خیر وبھلائی کے کاموں میں ایسا قائد وامام بناتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے، ان کے طریقہ کو اپنایا جاتا ہے، اور ان کی رائے کو قول فیصل مانا جاتا ہے۔ فرشتے ان کے اخلاق کو پسند کرتے ہیں اور اپنے پروں کو ان کے لئے بچھاتے ہیں،

يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَحِيْتَانُ الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ وَسِبَاعُ الْبَرِّ وَأَنْعَامُهُ لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ مِنَ الْجَهْلِ وَمَصَابِيْحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ يَبْلُغُ الْعَبْدُ مِنَ الْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَالتَّفَكُّرُ فِيْهِ يَعْدِلُ الصِّيَامَ وَمُدَارَسَتُهُ تَعْدِلُ الْقِيَامَ. بِهٖ تُوْصَلُ الْأَرْحَامُ وَبِهٖ يُعْرَفُ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَهُوَ إِمَامُ الْعَمَلِ وَتَابِعُهُ يُلْهِمُهُ السُّعَدَاءُ وَيَحْرِمُهُ الْأَشْقِيَاءُ.

ہر خشک وتر ان کے حق میں بخشش کی دعا کرتے ہیں،سمندر کی مچھلیاں اور جانوراور خشکی کے درندے اور چوپائے ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں؛ کیونکہ علم جہالت میں رہنے والوں کے حق میں دلوں کو زندگی بخشنے والا ہے،تاریکی میں رہنے والوں کے لئے نگاہوں کا چراغ ہے۔بندہ علم کی برکت سے نیکوکاروں کے مقامات پر پہنچتاہے اور دنیا وآخرت میں بلند درجات پر فائز ہوجاتا ہے،اورعلم کے اندرغوروفکر کرنا روزہ رکھنے کے برابر ہے،آپس میں بیٹھ کر پڑھنا رات میں قیام کرنے کے برابر ہے،اسی کے ذریعہ رشتوں کوجوڑا جاتا ہے،اسی کے ذریعہ حلال وحرام کو جانا جاتا ہے،اور وہ عمل کی طرف لے جانے والا اوراس کے ساتھ رہنے والا ہے،وہ نیک بختوں کوعطا کیا جاتا ہے اور بدبختوں کواس سےمحروم رکھا جاتا ہے۔

(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس،باب فضل العلم وأہلہ)

تحصیل علم کا مقصد

بندۂ مؤمن کا عمل اللہ تعالی کے دربار میں اسی وقت شرف قبولیت حاصل کرتا ہے جبکہ وہ عمل خالصۃً اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے لئے انجام دیا گیا ہو،کیونکہ اعمال کا

دارومدار نیت پر موقوف ہے، جس طرح نیت ہوگی اس طرح ثواب ملے گا، اسی طرح علم حاصل کرنے کا یہ مقصد ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لئے علم حاصل کررہے ہیں، ہم اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے اور اس علم کو دوسروں تک پہنچائیں گے، حق کے پیام کو عام کریں گے، سنجیدہ طریقہ سے باطل کو ختم کرنے کی مکمل کوشش کریں گے۔

علوم دینیہ ہو کہ علوم عصریہ ہر ایک سے مقصود خدمت خلق کے ساتھ معرفت حق تعالی ہے، ارشاد خداوندی ہے:

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . پھر جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(سورۃ محمد۔19)

نیز اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.

ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان کی ہر بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت نکلتی تا کہ وہ دین میں تفقہ (سوجھ بوجھ) حاصل کرتی اور اپنی قوم کو ڈراتی جب وہ اس کے پاس لوٹتی تا کہ وہ لوگ ڈرنے والے ہوجاتے۔

(سورۃ التوبۃ۔122)

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ینبغی ان یکون غرض المعلم الارشاد والانذار وغرض المتعلم اکتساب الخشیة لا التبسط والاستکبار.

معلم کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ طالب علم کو ہدایت ورہنمائی کا راستہ بتلائے بداعتقادیوں اور بداعمالیوں سے ڈرائے اور طالب علم کا کلیدی مقصد یہ ہو کہ ہمیشہ خداوند تعالی کا خوف اپنے دل میں رکھے، اس کا مقصود نہ سیر وتفریح ہو اور نہ بڑائی کا حصول۔

(روح المعانی،سورۃ التوبۃ۔122)

تحصیل علم کا اولین مقصد اور انتہائی غرض یہی ہونی چاہئے کہ انسان دل کی سیپی میں خوف خدا کا موتی سموئے ہوئے رضائے الٰہی کا طلب گار اور خوشنودیٔ یزدانی کا خواستگار رہے، ارشاد الٰہی ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ. یقیناً اللہ تعالی سے اس کے بندوں میں علم والے ہی ڈرتے ہیں۔

(سورۃ الفاطر۔28)

علم حاصل کرنے والا اپنے علم کے ذریعہ نہ شہرت وعزت طلب کرے اور نہ نام ونمود کی خواہش رکھے، نہ کوئی اور فاسد وکاسد مقصد پیش نظر رکھے' حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فاسد اغراض کے لئے علم حاصل کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ ترمذی میں حدیث پاک ہے :

حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا میں نے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ . جس شخص نے اس غرض سے علم طلب کیا کہ اُس کے ذریعہ علماء کا مقابلہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرے یا اپنے علم کے ذریعہ لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرلے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا. حدیث نمبر 2866)

نیز جامع ترمذی میں حدیث شریف ہے: حضرت شُفَی اصحبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر حدیث پاک بیان کرنے کی درخواست کی، جب آپ نے حدیث شریف بیان کرنا شروع کیا تو آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ آپ سسکیاں لیتے ہوئے بے ہوش ہوگئے، جب آپ کوافاقہ ہوا تو فرمایا: میں تمہیں وہ حدیث شریف بیان کرتا ہوں جسے میں نے اس مقام پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی ہے، آپ پر متعدد مرتبہ غشی طاری ہوتی رہی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: بروز قیامت تین اشخاص کو دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا، (1) وہ شخص جسے قرآن کا علم دیا گیا، (2) وہ شخص جو خدا کی راہ میں شہید کیا گیا، اور (3) مالدار شخص۔ پھر اللہ تعالی قاری قرآن سے فرمائے گا: أَلَمْ أُعَلِّمْکَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَی رَسُولِی قَالَ بَلَی یَا رَبِّ. کیا میں نے تمہیں وہ کلام نہیں سکھایا جسے میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا، وہ عرض کریگا، کیوں نہیں! ارشاد ہوگا: تونے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: کُنْتُ أَقُومُ بِہِ آنَاءَ اللَّیْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. میں شب وروز اس کی تلاوت کرتا رہا، ارشاد ہوگا: تونے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو جھوٹا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: تو چاہتا تھا کہ یہ کہا جائے "فلاں شخص قاری ہے" وہ تو تجھے کہہ دیا گیا۔ مالدار سے کہا جائے گا: میں نے تجھے فراخی وخوشحالی نہیں دی تھی یہاں تک کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا، وہ کہے گا: کیوں نہیں! ارشاد ہوگا: میری عطا کی ہوئی دولت سے تونے کیا عمل کیا؟ کہے گا: میں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا رہا، اور صدقہ کرتا رہا، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: تونے جھوٹ کہا ہے، فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے، ارشاد ہوگا، تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے "فلاں بڑا

سخی ہے" اور وہ تو کہا جاچکا ہے، پھر شہید کولایا جائے گا، پوچھا جائے گا کہ تو کس لئے قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا: تو نے مجھے اپنے راستہ میں جہاد کا حکم دیا ہے، اس لئے میں نے جہاد کیا: یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا، اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو نے جھوٹ کہا ہے، اللہ تعالی فرمائے گا: تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں "فلاں بہت بہادر ہے" اور یہ بات کہی جاچکی ہے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! مخلوق خدا میں سب سے پہلے ان ہی تین اشخاص سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ. حدیث نمبر۔2557)

طلبہ جو علم حاصل کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، اپنے اوقات کو حصول علم کے لئے صرف کرتے ہیں وہ بطور خاص اخلاقی اقدار کے حامل ہوں، ہر خوبی کے خوگر ہوں اور ہر بری صفت و مذموم عادت سے گریزاں ہوں، طلبہ کو زیور علم سے اس لئے آراستہ نہیں کیا جاتا کہ وہ اعلی سندیں حاصل کریں اور لوگ انہیں تعلیم یافتہ کہیں، بلکہ تعلیم اور تدریس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا ان کی گفتار و کردار اور طریقۂ کار کو دیکھ کر اخلاق کا درس حاصل کرے، وہ مخلوق خدا کے لئے راہ اخلاق میں سنگ میل بنیں، ان کا اخلاقی معیار سب کے لئے کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہو۔

تعلیم نسواں اور اسلامی نظریہ

برادران اسلام! انسانی زندگی صرف مرد کے وجود سے مکمل نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ عورت شامل نہ ہو، عورت معاشرہ کا ایک اہم جزء ہے، عائلی، معاشرتی اور گھریلو، تربیتی مسائل خواتین سے وابستہ ہیں اگر صرف مرد کی تعلیم کی طرف توجہ کی جائے

اوراس معاملہ میں عورت کونظر انداز کر دیا جائے تو یہ نہ صرف عورت پر ظلم ہوگا بلکہ معاشرہ کاایک بڑا حصہ ناخواندگی میں مبتلا' حصول تعلیم سے محروم اور مقاصد تعلیم سے بے بہرہ ہوجائے گا،اس لئے اسلام نے عورت کی تعلیم کوبھی ضروری قرار دیا ہے۔

دختران ملت دینی تعلیم اوردنیوی تعلیم ہردو میں حصہ لیکر باکردار خواتین کی حیثیت سے معاشرہ کے ظہر و بطن کی اصلاح کرسکتی ہیں،خواتین کی اصلاح کرنا،انہیں دینی،تعلیمی، اصلاحی ذمہ داریوں کا احساس دلانا،بچوں کی تربیت کا شعور پیدا کرنا،انہیں تعلیم یافتہ،باشعور بنانا اوراخلاقی خوبیوں سے آراستہ کرنا نہایت ضروری ہے،اس میں خواتین بھی اہم کردارادا کرسکتی ہیں پردہ کامکمل اہتمام کرتے ہوئے اورحدودشرعی میں رہ کرسماجی خدمات بھی انجام دے سکتی ہیں،چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَسْقِي ،	حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،وہ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پانی پلاتیں'
وَنُدَاوِي الْجَرْحَى ، وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ .	زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اورشہداءکومدینہ طیبہ کی جانب لے جاتیں۔

(صحیح البخاری ، ج:1، کتاب الجهاد ،باب مداواۃ النساء الجرحی فی الغزو، ص:403،حدیث نمبر:2882)۔

عہدنبوی میں باعظمت صحابیات زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں معرکوں میں پانی پلاتی تھیں اورمختلف امورانجام دیا کرتی تھیں۔

الحاصل عفت مآب دختران اور پاکدامن خواتین حجاب کو اپناتے ہوئے

عصری علوم بھی حاصل کریں اوراندرونی وبیرونی ،معاشی ومعاشرتی، صنعتی فنون سے آراستہ ہوں اور بالواسطہ وبلاواسطہ حسب ضرورت خدمات انجام دیں، اورعلم طب کے شعبہ نسوانی امراض میں تخصص حاصل کریں اوراس کی اسپیشلسٹ بن جائیں۔

تعطیلات سے استفادہ کریں

برادران اسلام !انسان اپنی زندگی میں روزانہ کی مصروفیات کے باوجود کچھ فرصت بھی پاتا ہے ان فرصت کے لمحات میں اُسے کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی ایسے وقت آدمی چاہتا ہے کہ اُسے بہتر سے بہتر کام میں گذارے بعض افراد اپنا وقت بے فائدہ کاموں میں گذارتے ہیں عارضی طور پر شوق کی تسکین اورخواہش کی تکمیل ہوتی ہے لیکن اس کی وجہ سے اُن کی صحت فکراورطبیعت پر بُرااثر مرتب ہوتا ہے سنیما بینی لہوولعب ہنسی مذاق مخرب اخلاق مناظر میں یہ اپنا بیش قیمت وقت صرف کرتے ہیں اوراپنے لئے نقصان بھی مول لیتے ہیں جوامورشرعی طور پر ممنوع ہیں اُن کی قباحت تو واضح ہے غیر ممنوع اور مباح کھیل بھی اس قدر کھیلنا کہ ورزش کی حد سے بڑھ جائے اور آدمی کوغفلت میں مبتلا کردے ایک طالب علم کواُس سے بھی اجتناب وگریز کرنا چاہئے۔ارشادنبوی ہے:مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيهِ. ترجمہ: بہترین مسلمان وہ ہے جولایعنی عمل چھوڑ دے۔(جامع الترمذی،ابواب الزہد، باب فیمن تکلم بکلمۃ یضحک بہا الناس ،باب ......حدیث نمبر 2487)

وقت کی دولت جس نے گنوائی
اس نے عزت کہیں نہ پائی

جس وقت تعلیم حاصل کی جارہی ہے اس زمانہ طالبعلمی میں جوفرصت

وتعطیلات کے اوقات میسر آئیں ان کو بہتر طور پر گذارنے کے لئے اپنے آپ کو تعلیمی مشاغل میں مصروف رکھا جائے۔ جیسے گرمائی تعطیلات میں مختصر مدتی اسلامک اسٹڈیز کورسس کمپیوٹر کورسس اسپوکن انگلش کورسس اسپوکن عربک کورسس وغیرہ۔طالب علم مستقبل میں اپنے مقررہ کاموں سے فارغ ہوکر جو لمحاتِ فرصت پائے انہیں بہتر طور پر گذارے جیسے قراءت قرآن کریم ،قرآن فہمی اور معلومات عامہ میں ازدیاد و اضافہ کرنے والے تعلیمی پروگرام وغیرہ سے استفادہ کرے۔

ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کردے
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کردے

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ معلم کتاب وحکمت ،قاسم علم ونعمت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے توسل سے ہمیں علم نافع کی دولت سے مالا مال فرمائے اور جو کچھ ہم نے سیکھا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیـن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

خوف وخشیت، تقرب الٰہی کا ذریعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام! بندۂ مومن کا یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہی معبود حقیقی ہے،وہی خالق و مالک ہےاور بڑائی وکبریائی اُسی کے لائق وسزاوار ہے،قدرت کاملہ اُسی کی صفت ہے، چنانچہ ایک بندہ کی اپنے مولی سے وابستگی اس کی بندگی کا حقیقی ثبوت ہے،اس پراپنے آقا کی اطاعت اوراس کےاحکام کی بجاآوری لازم ہےاوراپنے پروردگار سے ڈرنااور خوف وخشیت رکھنا اس کے لئے انتہائی ضروری ہے،بارگاہ خداوندی میں خوف وخشیت کےساتھ رہنے والوں سے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ. اور جو اپنے رب کے سامنے حاضرہونے سے ڈرتاہےاُس کے لئے دوجنتیں ہیں۔

(سورۃ الرحمٰن۔46)

خوف وخشیت کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ کا ہرقول وعمل مرضئ الٰہی کے مطابق رہے، اس کی ہرحرکت وسکون منشأ خداوندی کےموافق رہے،وہ ہرآن اور ہرگھڑی اس خوف میں گزارے کہ اللہ تعالی کہیں اس کے کسی عمل سے یااس کی کسی بات سے ناراض نہ ہوجائے۔

جب کوئی اس طرح خوف وخشیت کا خوگر ہوجاتا ہے تو اُسے ایسی ایسی نعمتیں دی جاتی ہیں کہ کسی جن وبشر نے گمان بھی نہ کیا ہوگا، اس کے لئے دوجنتیں ہوں گی، جنت میں خصوصی واعلی درجہ کی نعمتیں ہوں گی، اُس کے لئے گھنے باغ ہوں گے، بہتے چشمے ہوں گے، تمام میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی، نظریں نیچی رکھنے والی یاقوت ومرجان جیسی حوران بہشت ہوں گی، جنہیں کوئی انسان یا کوئی جن دیکھا اور نہ چُھوا ہوگا۔

صاحب رسالۂ قشیریہ حضرت عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ علیہ خوف کی اہمیت بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقد فرض اللہ سبحانہ علی العباد ان یخافوہ فقال تعالی: وخافون ان کنتم مومنین۔

یقیناً اللہ سبحانہ وتعالی نے بندوں پر فرض فرمایا ہے کہ وہ اس سے خوف کریں! چنانچہ ارشاد الہی ہے: اور اگر تم مومن ہو تو مجھ سے ڈرتے رہو!۔

(سورۃ ال عمران۔175)(الرسالۃ القشیریۃ، الفصل الاول، باب الخوف)

وعیدوں کے ذریعہ خدائے ذوالجلال کی تنبیہ

بندہ جب اپنے دل میں اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہے تو اس کی عملی زندگی میں تقوی وپرہیزگاری پیدا ہوتی ہے، اللہ رب العزت نے اپنے کلام مقدس میں جابجا اپنی ذات سے ڈرنے، خوف کرنے اور تقوی وپرہیزگاری اختیار کرنے کا حکم فرمایا، حشر کے دن خسارہ اٹھانے والوں کا ذکر فرماتے ہوئے سورۂ زمر میں حق تعالی ارشاد فرماتا ہے:

لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذَلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ يَا عِبَادِ فَاتَّقُونِ .

ان کے اوپر آگ کے سائباں ہونگے اور ان کے نیچے بھی آگ کے فرش ہونگے، یہ (وہی عذاب ہے) جس سے اللہ تعالی اپنے بندوں کوڈراتا ہے، تو اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو!

(سورۃ الزمر۔16)

خوف خدا کی ایک عظیم مثال

حضرات! رب العالمین سے ڈرنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے والے بندے خدائے تعالی کے حکم کی بجا آوری کس طرح کرتے ہیں، خوف الہی سے ان کے دلوں کا کیا حال ہوا کرتا ہے؟ اس سلسلہ میں صحیح بخاری شریف میں مذکور ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَجُلاً فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللَّهُ مَالاً وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ قَالَ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ.قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے گزشتہ امت کے ایک شخص کا ذکر فرمایا؛ جسے اللہ تعالی نے مال واولاد سے نوازا تھا۔حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب اس کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا : بحیثیت والد میں نے تمہاری کیسی پرورش کی ؟ انہوں نے کہا : آپ نے والد کی طرح پرورش کی، اس نے کہا: تمہارے والد وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں کوئی نیکی نہیں پیش کی،

فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللَّهِ يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوا، فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا . فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا فَقَالَ اللَّهُ كُنْ . فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ ، ثُمَّ قَالَ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ ؟ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللَّهُ.

حضرت قتادہ نے اس کی شرح فرمائی کہ نیکی جمع نہ کروائی، جب میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہونگا تو وہ مجھے عذاب دیگا، تو تم یادرکھو! جب میں انتقال کر جاؤں تو مجھے جلا دینا، یہاں تک کہ میں کوئلہ ہوجاؤں، تو مجھے پیس دینا' یا انہوں نے کہا: ریزہ ریزہ کرنا' پھر جب تیز ہوا چلے تو مجھے اڑا دینا، اوراس نے اس بات پر اپنے بیٹوں سے وعدہ لیا۔ خدا کی قسم! انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالی نے حکم فرمایا: ''کُن ''تو وہ آدمی کھڑا ہوگیا، پھر اللہ تعالی نے ارشادفرمایا: اے میرے بندے! تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا: تیرے خوف وخشیت نے یا یہ کہا کہ تجھ سے ڈرتے ہوئے ۔تو اس کی تلافی یوں ہوئی کہ اللہ تعالی نے اس پر رحم فرمادیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الخوف من اللہ، حدیث نمبر:6481)

اگر چہ اللہ تعالی کے عذاب سے بچنے اورخوف کرنے کا یہ طریقہ درست نہیں تھا، کیونکہ جسم کے ذرات مشرق ومغرب میں بھی پھیل جائیں تب بھی اللہ تعالی اُن کو یکجا کر کے زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تاہم اُس شخص نے جو کچھ اپنے بیٹوں سے کہا تھا اُس کا سبب وداعیہ یہی تھا کہ وہ اللہ تعالی سے ڈرتا ہے، اُس کے دل میں پروردگار عالم کا خوف تھا، محض خوفِ الٰہی کی وجہ سے اللہ تعالی نے اُس کے گناہوں کو معاف فرمایا اور اُس پر لطف وکرم فرمایا۔

حضرات ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اگر کوئی اس طرح کی وصیت کرتا ہےتو وہ وصیت نا قابلِ عمل ہوتی ہے اور خدانخواستہ اولاد اس پر عمل کرتی ہےتو وہ گناہگار قرار پاتی ہے۔

بروزحشر سات(7)افرادسایۂ رحمت میں

برادران اسلام! کتاب وسنت میں جہاں اللہ تعالی اوراس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے اوران سے خوف نہ کرنے والوں کےحق میں وعیدیں سنائی گئیں،وہیں خوف خدار کھنےاوراس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والوں کےحق میں بشارتیں بھی سنائی گئیں،انہیں بے سائیگی اورمشقتوں والے دن سایۂ رحمت عطا کئے جانے کی خوش خبری دی گئی،صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِی ظِلِّهِ یَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ :الإِمَامُ الْعَادِلُ ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِی عِبَادَةِ رَبِّهِ ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا:سات (7)افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالی اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا' اس دن اس کے سایۂ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا : (1)انصاف پسند بادشاہ، (2)وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھا ہو، (3)

وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِی اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّی أَخَافُ اللَّهَ .وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَی حَتَّی لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ .

وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت دوبارہ مسجد کو لوٹنے تک مسجد ہی میں لگا رہتا ہے، (4) وہ دو افراد جو اللہ تعالی کے لئے محبت کرتے ہوں؛ اسی کی خاطر ملتے ہوں اور اسی کی خاطر جدا ہوتے ہوں، (5) وہ آدمی جسے حسب ونسب اور جمال والی عورت نے (گناہ کے لئے) اپنی طرف بلایا ہو تو اس نے کہدیا: میں اللہ تعالی سے خوف کرتا ہوں!، (6) وہ آدمی جو پوشیدہ صدقہ کرے، یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جان سکے کہ اس کے سیدھے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے؟ (7) اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالی کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے آنسو رواں ہوگئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب مَنْ جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ ، وَفَضْلِ الْمَسَاجِد، حدیث نمبر:660)

صحابۂ کرام کے مجاہدات اور خشیت کا حال

برادران اسلام! صحابۂ کرام باوجود یہ کہ انہیں جنت کی بشارت دی جاچکی تھی، لیکن خدائے ذوالجلال کے خوف وخشیت کا جو غلبہ تھا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حقیقۃ الفقہ میں اس سلسلہ میں روایت نقل فرماتے ہیں: ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے

کمال افسوس سے فرمایا کہ صحابہ کی یہ حالت تھی کہ رات بھر وہ قیام اور سجود اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے اور اتنا روتے کہ آنسوؤں سے اُن کے کپڑے تر ہوجاتے۔اور اب ایسے لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ رات غفلت میں گزار دیتے ہیں، اِس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، اُس وقت تک کہ آپ شہید ہوگئے۔(ملخص از: حقیقۃ الفقہ، ج1 ص277)

خوف الٰہی عظیم نعمت اور شیوۂ صالحین

برادران اسلام! خوف الٰہی ایسی عظیم نعمت ہے کہ جسے یہ حاصل ہوجائے وہ دنیاوآخرت دونوں میں کامیاب وکامران ہوگا۔صحابہ کرام واہل بیت عظام اور صالحین امت وبزرگان دین کی زندگیاں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں، وہ اپنی زندگی میں ہرلحظہ وہرآن اللہ تعالی سے ڈرتے رہتے اور آخرت کی فکر میں رہتے، دن کی روشنی ہو یا رات کی تاریکی' ہمیشہ وہ اپنے مولی سے لولگائے رہتے ہیں، ان کے خوف وخشیت کو بیان کرتے ہوئے حق تعالی فرماتا ہے:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا.	ان کے پہلو خوابگاہوں سے علٰحدہ رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف وامید کی حالت میں پکارا کرتے ہیں۔

(سورۃ حم السجدۃ۔6)

امام زین العابدین پر غلبۂ خشیت

حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خوف وخشیت کا حال بیان کرتے

ہوئے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما جب وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا، گھر والوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا: تم جانتے نہیں کہ کس کے حضور میں کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا ہوں! (مواعظ حسنہ، ج1،ص250)

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے آنسو سے پرنالہ بہہ رہا تھا حضرت کے آنسوؤں کا وہ پانی کسی شخص کے جسم پر گرا، اس شخص نے پوچھا کہ پرنالہ سے جو پانی گر رہا ہے ناپاک تو نہیں ہے؟ حضرت جواب دیئے بھائی دھو ڈالو! یہ گنہگار کے آنکھ کا پانی ہے۔ (میلاد نامہ، مولفہ حضرت محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ، ص138)

اس طرح ان حضرات کے دل خوف الٰہی سے سرشار رہتے اور یہ نفوس قدسیہ ہمیشہ اللہ کے دربار میں ڈرتے اور گڑگڑاتے رہتے۔

مسلمان ہمیشہ آخرت کی فکر کرے!

حضرات! ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان بزرگان دین کی مبارک زندگیوں سے روشنی حاصل کرے، اپنے اندر خوف خدا پیدا کرے اور ہمیشہ تصور آخرت ملحوظ رکھے! اور حشر کے دن کے حساب ومؤاخذہ کو یاد رکھے اور یہ بات ذہن نشین رکھے کہ ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے؛ جس میں اللہ تعالیٰ ذرہ برابر کی گئی نیکی کا بدلہ دے گا اور ذرہ برابر کی ہوئی بُرائی سزا دے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.	تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

(سورۃ الزلزال:7،8)

حضرت امام اعظم اور خشیت الٰہی

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نمازوں کا حال اور آپ کی خشیت خداوندی کا ذکر کرتے ہوئے الانتصار، الخیرات الحسان اور تبییض الصحیفہ کے حوالہ سے روایت نقل فرماتے ہیں: یزید ابن لیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک روز امام صاحب نے عشاء میں سورۂ اذازلزلت پڑھی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی جماعت میں شریک تھے، نماز کے بعد دیکھا کہ اُن پر فکر کے آثار نمایاں اور حالت متغیر ہے، میں چلا گیا، جب صبح کے قریب آکر دیکھا تو آپ کھڑے ہیں، اور داڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے کہہ رہے ہیں:

یامن یجزی بمثقال ذرة خیرا ویامن یجزی بمثقال ذرة شرا. آجر النعمان عبدک من النار ومایقرب منها وادخله فی سعة رحمتک.	اے ذرہ بھر بھلائی کا اس سے بہتر بدلہ دینے والے پروردگار! اے ذرہ بھر برائی کا اسی کے مثل جزا دینے والے پروردگار! تیرے بندے نعمان کو دوزخ اور اس سے قریب کرنے والی چیزوں سے نجات عطا فرما اور تیری وسعت وکشادگی والی رحمت کے سایہ میں اُسے جگہ عطا فرما۔

(حقیقۃ الفقہ، ج 1 ص 280، بحوالہ الانتصار لسبط ابن الجوزی، الخیرات الحسان لابن حجر المکی، تبییض الصحیفۃ للسیوطی)

خوف خدا اور عمل صالح کی برکتیں

برادران اسلام! رب العالمین کی اطاعت، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی

اتباع کرنے کی اور اپنے دلوں میں خوف خدا رکھتے ہوئے دین اسلام کے سنہری اصول وقوانین پر پابند رہنے کی بے شمار برکتیں ہیں، اللہ رب العزت ان پر دنیا میں بھی نظر کرم فرماتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں سرفراز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ عمل کرنے اور اس سے خوف کرنے والوں پر رب العزت کی کیسی سرفرازیاں ہوتی ہیں، ان کا عمل بارگاہ الٰہی میں کیا حیثیت رکھتا ہے؛ حدیث مبارک کی روشنی میں سمجھتے چلیں:

عن علی قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن ثلاثة نفر انطلقوا إلى حاجة لهم فأووا إلى جبل فسقط عليهم، فقالوا :يا هؤلاء - يعني بعضهم لبعض -تفكروا في أحسن أعمالكم فادعوا الله بها لعل الله يفرج عنكم . فقال أحدهم :اللهم إنه كانت لي امرأة صديقة أطيل الاختلاف إليها

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین افراد کسی ضرورت کے لئے چلے اور انہوں نے ایک غار میں پناہ لی، تو وہ چٹان غار پر گر پڑی اور بالکل نکلنے کی صورت نہ رہی۔وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے:اے ساتھیو!تم اپنے اچھے اعمال کے بارے میں غور کرو اور اس کے وسیلہ سے اللہ تعالی سے دعا کرو!ضرور اللہ تعالی تم سے مصیبت کو دور فرمادیگا، ان میں ایک نے کہا:اے اللہ!ایک اجنبی خاتون کے ساتھ میرے تعلقات تھے میں اُس کے پاس کثرت سے جایا کرتا تھا،

فتركتها من مخافتك وابتغاء مرضاتك فإن كنت تعلم ذلك ففرج عنا .قال: فانصدع الجبل عنهم حتى طمعوا في الخروج ولم يستطيعوا الخروج .وقال الثاني :اللهم إنه كان لي أجراء يعملون عملاً -أحسبه قال -: فأخذ كل واحد منهم أجره وترك واحد منهم أجره، وزعم أن أجره أكثر من أجور أصحابه، فعزلت أجره من مالي حتى كان خيراً وماشية فأتاني بعد ما افتقر وكبر فقال :أذكرك الله في أجري فأنا أحوج ما كنت إليه،

میں نے اسے تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری خوشنودی چاہتے ہوئے چھوڑ دیا، تو جانتا ہے کہ اگر میں نے صرف تیری رضا کے لئے اس سے دوری اختیار کی ہے تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرما! حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تو چٹان کا ایک تہائی حصہ ان سے ہٹ گیا کہ اُنہیں وہاں سے نکلنے امید ہوگئی، لیکن نہ نکل سکے۔ دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میرے ہاں چند مزدور تھے؛ جو کام کیا کرتے تھے، (راوی نے کہا:) میں سمجھتا ہوں کہ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تو ان میں سے ہر ایک نے اپنی اجرت لے لی اور ایک مزدور نے اپنی اجرت چھوڑ دی اور اس نے گمان کیا کہ اس کی اجرت اس کے ساتھیوں کی اجرت سے زیادہ ہے۔ (اس شخص نے کہا:) میں نے اپنے مال سے اس کی اجرت علحدہ کی، یہاں تک کہ وہ خوب مال اور مویشی ہو گئے۔ وہ میرے پاس محتاج اور بوڑھا ہو کر آیا، اور کہا: میں تجھے میری اجرت کے متعلق اللہ تعالی کی یاد دلاتا ہوں! مجھے اس کی ضرورت ہے،

فانطلقت فوق بیت فأریته ما أنمی اللہ لہ من أجرہ فی المال والماشیة فی الغائط - یعنی فی الصحاری -فقلت: ھذا لک .فقال :لم تسخر بی أصلحک اللہ؟ کنت أریدک علی أقل من ھذا فتأبی علی .فدفعت إلیه یا رب من مخافتک وابتغاء مرضاتک، فإن کنت تعلم ذلک ففرج عنا .فانصدع الجبل عنھم ولم یستطیعوا أن یخرجوا .وقال الثالث :یا رب کان لی أبوان کبیران فقیران لیس لھما خادم ولا راع ولا وال غیری أرعی لھما بالنھار وآوی إلیھما باللیل،

تو میں (اس کے) ساتھ گھر کے اوپر گیا اور اسے زمین کا نشیبی حصہ یعنی میدان بتایا کہ اللہ تعالی نے اس کی اجرت میں مال اور مویشیوں کی شکل میں جو برکت دی تھی، اور میں نے اس سے کہا: یہ سب تمہارا ہے، اُس شخص نے کہا: تو مجھ سے مزاق نہ کر، خدا تیرا بھلا کرے! اس نے کہا: میں اسے کم چاہتا تب بھی تم میرا انکار کر سکتے تھے (لیکن خلاف توقع اتنا سب کچھ دینے کے لئے تیا ہوں) اس کے اس کہنے کے باوجود اے اللہ! میں نے تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری خوشنودی چاہتے ہوئے سب کچھ اس کے حوالہ کر دیا، تو جانتا ہے کہ اگر میں یہ سب تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرما! تو چٹان کا ایک اور تہائی حصہ ہٹ گیا' پھر بھی وہ نہ نکل سکے۔ تیسرے شخص نے کہا: اے میرے رب! میرے بوڑھے اور ضعیف والدین تھے، میرے سوا ان کا نہ کوئی خدمت گزار اور دیکھ بھال کرنے والا تھا اور نہ کوئی کفیل تھا، دن بھر میں ان کی دیکھ بھال کرتا اور رات ان کی خدمت میں گزارتا۔

وإن الكلأ تباعد فتباعدت بالماشية فأتيتهما -يعني ليلة - بعد ما ذهب من الليل وناما، فحلبت في الإناء ثم جلست عند رؤوسهما -يعني بالإناء - كراهية أن أوقظهما حتى يستيقظا من قبل أنفسهما، اللهم إن كنت تعلم أني فعلت ذلك من مخافتك وابتغاء مرضاتك ففرج .فانصدع الجبل وخرجوا."رواه البزار ورجاله ثقات.

چراگاہ بہت دور تھی اور میں ریوڑ کے ساتھ دور نکل گیا،ایک مرتبہ میں رات گزرنے کے بعد آیا؛جب تک وہ دونوں سو چکے تھے،میں نے برتن میں دودھ دوہااور وہ برتن لے کر میں ان کے سرہانے بیٹھ گیااور میں مناسب نہ سمجھا کہ انہیں بیدار کروں جب تک کہ وہ دونوں ازخود نہ بیدار ہوجائیں۔اے اللہ !تو جانتاہے اگر میں نے تیری خاطر یہ عمل کیاہے،تواس مصیبت کودورفرما! تو چٹان کا بقیہ حصہ ان سے ہٹ گیااور وہ بآسانی وہاں سے نکل گئے۔

(مجمع الزوائدومنبع الفوائد،المجلد الثامن،مسند البزار،مسندعلی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، -13415)

خدائے تعالی کے ان مخلص بندوں کے عمل کی یہ شان ہے کہ بارگاہ الٰہی میں اسے وسیلہ بنایاجارہاہےاوراس وسیلہ کورب قدیردرجۂ قبولیت بھی عطافرماتاہےتواب یہ ہمارے لئے مقام غور ہے کہ جب ان کے عمل کا یہ مرتبہ ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول وسیلہ بن رہے ہیں تو پھر عمل کرنے والے مخلصین کی کیا شان ہوگی ،خدائے تعالی کے نزدیک ان کا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہوگا اورحق تعالی ان سے نسبت رکھنے اورانہیں اپنی بارگاہ میں وسیلہ بنانے والوں کے دامن میں کس قدر برکتوں اورسعادتوں کومقدرفرمائیگا؛اس کا

اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ نیز ہمارے لئے یہ بات بھی سبق حاصل کرنے کی ہے کہ جو عمل خوف الٰہی کی وجہ سے کیا جاتا ہے، وہ مقبول ہوتا ہے۔

نفس کا محاسبہ اور خوف خدا، وقت کا تقاضہ

برادران اسلام! آج کے اس مادیت زدہ دور میں ہمیں اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے، آج ہر کوئی مال و دولت جمع کرنے کی فکر میں ہے، نہ حلال روزی کا خیال ہے نہ حرام کی کوئی خبر! اور نہ ہمیں اپنی معاشی و معاشرتی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
(علامہ اقبالؔ)

ہمیں چاہئے کہ اپنے دلوں میں خوف الٰہی پیدا کر کے اپنے معاملات شریعت مطہرہ کی روشنی میں انجام دیں، معاشرتی زندگی اور اخلاقی اقدار کو صاحب خلق عظیم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

حضرت شیخ الاسلام کا جذبۂ دیانت اور خوف وخشیت

اولیاء کرام کی مبارک زندگیوں میں ہمیں تقوی وطہارت کے عظیم نمونے ملتے ہیں، عبادت وریاضت کے ساتھ ان کی زندگی کا طریقۂ کار کیا تھا، وہ اپنے معاملات کو کس عمدگی سے انجام دیتے تھے، معاش وتجارت کے سلسلہ میں وہ کس درجہ احتیاط کرتے اور خدائے تعالی سے کتنا خوف کیا کرتے تھے، یہ ہمیں جاننے کی ضرورت ہے تا کہ ایک واضح راستہ ہمارے سامنے ہو، اس سلسلہ میں حضرت شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی

جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کا قابل تقلید واقعہ ملاحظہ ہو:

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ اپنی شادی کے تین سال بعد محکمہ مال گزاری میں خلاصہ نویس کی حیثیت سے سرکاری ملازم ہوگئے تھے۔ڈیڑھ سال بعد آپ کے پاس ایک ایسی فائل خلاصہ لکھنے کیلئے آئی ؛ جوسودی کاروبار پر مشتمل تھی ، آپ نے اُس تحریر کا خلاصہ لکھنے کے بجائے استعفیٰ لکھ کر پیش کردیا۔افسر اعلی نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی معاملات کرنے والے،اسکی گواہی دینے والے اور اسکی دستاویز لکھنے والے پر لعنت بھیجی ہے،لہذا یہ ملازمت کرنا میرے لیے جائز نہیں۔

افسر بالا نے حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی دیانت داری کے پیش نظر کہا کہ آئندہ آپ کے پاس ایسی کوئی فائل نہیں بھیجی جائے گی،استعفیٰ واپس لے لیجئے !لیکن آپ نے کمال دیانت داری وجذبۂ خشیت الٰہی کے ساتھ یہ کہتے ہوئے اس پیش کش کومسترد فرمادیا کہ آپ جب تک رہے؛ یہ رعایت فرمائینگے،آپ کے بعد آنے والے افسر سے یہ توقع نہیں کہ مجھے یہ رعایت دے،برحال اس طرح کہ شنیع معاملات کی ملازمت میرے لئے روانہیں۔

ہمیں چاہئے کہ مذکورہ آیاتِ قرآنیہ‘احادیث کریمہ اوراحوال صالحین کوذہن نشین رکھیں،ہمارے دل میں خدا کا خوف ہو،اس کی خشیت ہو،اللہ تعالی کا خوف ہم اپنے دل میں جاگزیں کرکے زندگی گزاریں توہمارے اعمال شریعت کے مطابق رہیں گے،ہم عبادت کریں گےتو بحسن وخوبی کریں گے،تجارت کریں گےتو اُس کی مرضی کے مطابق کریں گے،ماں باپ کےحقوق‘ دیگر رشتہ داروں کے حقوق‘پڑوسیوں کےحقوق اورتمام

متعلقین کے حقوق صحیح طور پرادا کریں گےاور ہرقدم اُٹھانے سے پہلے سونچیں گے کہ کیا اس سے اللہ تعالی ناراض تونہیں ہوگا' پھراگر وہ عمل اس کی مرضی کے مطابق ہوتو پیش رفت کریں گے ورنہ اس کے بالمقابل مرضی خداوندی کوترجیح دیں گے،اس طرح ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی اور اس کی نعمتوں کو حاصل کرپائیں گے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کواپنے خوف اورخشیت سے معمور فرمائے،صحابۂ کرام ،اہل بیت عظام اور بزرگان دین کی پیروی کرتے ہوئےنفس کا محاسبہ کرنےاورتصورآخرت ملحوظ رکھنے کی توفیق عطافرمائے!آمِیـن بِـجَـاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَـلَّـی الـلّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

تمّت

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطران پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

﴿......خطبۂ ثانیہ......﴾

اَلْـحَمْدُ لِلّٰهْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرْ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرْ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَاٰلِـهٖ وَسَـلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرْ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرْ۔ اَمَّا بَعْد!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهْ! اِتَّقُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرْ، وَانْتَهُوْا عَـمَّـا نَهَـاكُـمْ عَـنْـهُ وَزَجَـرْ، حَـافِـظُـوْا عَـلَـى الـطَّـاعَةْ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةْ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُـدْسِـهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَأْنِ نَبِيِّنَا مُـخْبِـرًا وَاٰمِرًا؛ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمْ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمْ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَـلٰـئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَـلِّ عَـلٰـى سَيِّـدِنَـا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنْ وَعَلَى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْـحَـابِـهٖ. فَيَـا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنْ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُـحَـمَّـدٍ وَاَصْـحَـابِـهٖ. فَيَـااَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَلـلّٰهُـمَّ صَـلِّ عَـلٰـى سَيِّـدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقْ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقْ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْإِيْمَانِ وَ

التَّصْدِيْقُ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلَى الزَّاهِدِ الْاَوَّابُ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابُ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابُ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهُ لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنُ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَانُ، ذِىْ النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانُ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبُ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبُ، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبُ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبُ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلٰى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنُ، اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنُ، اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنُ، اَلْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنُ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِىْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ، رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةْ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا. وَعَلَى جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنُ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنُ. وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسُ، سَيِّدَيْنَا اَبِىْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِىْ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةُ، وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ الشَّجَرَةْ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰى وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارْ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارْ، رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنُ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالدِّيْنُ، اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنُ، وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنُ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ شَمْلَ

اَعْدَاءِ الدِّیْنِ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ یَا مُبِیْدَ الظَّالِمِیْنَ، اَللّٰھُمَّ دَمِّرْ دِیَارَھُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِھِمْ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. اَللّٰھُمَّ کُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَیْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَاغَایَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا یَخَافُکَ فِیْنَا وَلَا یَرْحَمُنَا، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ. وَاکْتُبِ اللّٰھُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِیَةَ عَلَیْنَا وَعَلٰی عَبِیْدِکَ الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِیْمِیْنَ وَالْمُسَافِرِیْنَ، فِیْ بَرِّکَ وَبَحْرِکَ وَجَوِّکَ مِنْ اُمَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ. اَللّٰھُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِیَّ وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِیَّةَ مِنْ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ الْمُعْتَدِیْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَہٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ، وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ، رَبَّنَااِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعَوَاتِ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِیتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ، یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُونَ.

اُذْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی یَذْکُرْکُمْ، وَادْعُوْہُ عَلٰی نِعَمِہٖ یَسْتَجِبْ لَکُمْ، وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ.

حضرت مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ
وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی دیگر تصانیف

تذکرہ وسیر

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جمال بے مثال (اردو، تلگو)
تصرف خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
دربار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں جبرئیل امین کی حاضری (اردو، تلگو)
حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق
خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ، حیات وتعلیمات

اخلاقیات

قبل نکاح آپسی ارتباط اوراس کے نقصانات
تربیت اولاد کے نبوی اصول
پردہ تقدس کا ضامن (اردو، تلگو)
فضائل شب براءت، احادیث وآثار کی روشنی میں
شب براءت، رحمت الہی سے محروم کون؟

فقہیات

انوارالفتاوی
زکوۃ کے مسائل، عصر حاضر کے تناظر میں
بیس رکعات تراویح، تحقیق وتجزیہ
روزہ کے جدید مسائل (اردو، تلگو)
قربانی، احکام ومسائل
بحالت نشہ دی گئی تین طلاق کا شرعی حکم
تقلید کی حقیقت کیا ہے؟
زیارت قبور، اسلامی نقطۂ نظر

ادبیات عربی

انوارالنحو
انوارالصرف

عقائد وکلام

عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں
معراج شریف اور دیدار الہی
انوارالمنطق

جدید تحقیقات

ٹسٹ ٹیوب بے بی، اسلامی نقطۂ نظر
DNA ٹسٹ کی شرعی حیثیت
جان ومال کا انشورنس، اسلامی نقطۂ نظر
فون اور انٹرنٹ کے ذریعہ نکاح

متفرق	English books
انوارالاحادیث	Hajj
انوارالادعیہ من الاحادیث النبویہ	The Matchless Prophet
تعلیمات	Imam Hussain - The true Imam
غیرمسلموں سے تعلقات' شرعی نقطۂ نظر	Exposing Qadiani propaganda
تدریسی مقاصد' عصرحاضر کے تناظر میں	Dhikr-e-Milad
الکٹرانک میڈیا اوراس کی تباہ کاریاں	Hijab - Complete protection for women
خطبات	Final Word about Fatiha, Wasila and visiting graves
انوارخطابت برائے محرم الحرام (اول)	Test tube baby
انوارخطابت برائے صفرالمظفر (دوم)	Khwaja Ghareebnawaz - Life and teachings
انوارخطابت برائے ربیع الاول (سوم)	Hadhrat Ghouse Azam - Life and teachings
انوارخطابت برائے ربیع الثانی (چہارم)	Islam-Religion of peace
انوارخطابت برائے جمادی الاولی (پنجم)	Physical intimacy before marriage
انوارخطابت برائے جمادی الاخری (ششم)	Taqleed - The truth about following the 4 Imams
انوارخطابت برائے رجب المرجب (ہفتم)	
انوارخطابت برائے شعبان المعظم (ہشتم)	
انوارخطابت برائے رمضان المبارک (نہم)	
انوارخطابت برائے شوال المکرّم (دہم)	

انوار خطابت

برائے ذی القعدہ

حصۂ یازدہم

تالیف

مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

Ph.No:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب	:	انوار خطابت ٗحصہ ٔ یازدہم، برائے ذی القعدہ
تالیف	:	مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول	:	ذی القعدہ 1432ھ،م سپٹمبر 2011ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (1000)
قیمت	:	35روپئے
ناشر	:	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر ٗمصری گنج، حیدرآباد دکن
کمپوزنگ	:	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر ٗمصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996
کتابت	:	حافظ احمد محی الدین رفیع نقشبندی، محمد عبدالقدیر قادری کامل الفقہ جامعہ نظامیہ
پروف ریڈنگ	:	مولانا سید واحد علی قادری صاحب، مولانا سید احمد غوری صاحب
ملنے کے پتے	:	❁ جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن

❁ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر ٗمصری گنج، حیدرآباد

❁ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

❁ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد

❁ ابوالبرکات عطریات، روبرو نقشبندی چمن، مصری گنج، حیدرآباد

❁ مکتبہ فیضان ابوالحسنات، مصری گنج، حیدرآباد

❁ عرش موبائیل سنٹر، انصاری روڈ، حیدرآباد

❁ مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف

❁ تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف

❁ ہاشمی محبوب کتب خانہ، تعظیم ترک مسجد، بیجاپور

❁ دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

❁......❁......❁......❁......❁

فہرست

حج وعمرہ، فضائل وبرکات

پیش لفظ

الحمد للہ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر اپنے قیام ہی کے ساتھ مختلف جہات سے علمی خدمات انجام دے رہا ہے، ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی علمی وتحقیقی کتب کی اشاعت کا حسین سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالی نے خادمین علم دین وعلماء شرع متین کے اوقات میں برکت عطا فرمایا ہے، جامعہ نظامیہ کے علماء کرام جامعہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے دیگر تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں، کسی نے ادارے کی داغ بیل ڈالی ہے تو کوئی کسی ادارہ کی سرپرستی کررہے ہیں، حقیقت میں یہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ کا فیضان ہے۔

حضرت مفتی صاحب جامعہ نظامیہ میں شیخ الفقہ کے منصب جلیل پر متمکن ہیں، فقہ اسلامی اور دیگر فنون کی امہات الکتب کی تدریس فرماتے ہیں، تدریس کے بعد فارغ اوقات میں تصنیف وتالیف، تحقیق وریسرچ میں مصروف رہتے ہیں، حضرت مفتی صاحب کے خصوصی اسلوب کے سبب آپ کی کتابیں دنیائے علم وفن میں خاص مقام رکھتی ہیں، علم دوست احباب انہیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مفتی صاحب قبلہ کے کتب چونکہ مدلل اور ہر بات مستند ہوتی ہے اس لئے یہ کتب طلبہ وریسرچ اسکالرس کے لئے ایک رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کتاب سے ریسرچ اسکالرس کو تحقیق کا طریقہ ملتا ہے، خطباء وواعظین کے لئے مواد کی فراہمی کے ساتھ ساتھ خطابت کا سلیقہ معلوم ہوتا ہے، یہ کتاب واعظین وخطباء اور بالخصوص کالجس کے وہ طلباء جو کالجس میں تقاریر کرتے ہیں ونیز مبلغین کے لئے نہایت مفید ہے۔

زیر نظر کتاب "انوار خطابت، حصۂ یازدہم برائے ذی القعدہ" انوار خطابت سیریز کا گیارہواں حصہ ہے، اس کتاب میں مفتی صاحب قبلہ نے چار اہم موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔

پہلی تقریر میں آپ نے الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ حاصل ہونے والے فوائد بیان کئے اور اس کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا۔ سائنس وٹکنالوجی کے سبب آج انسان ترقی وعروج کی منزلیں طے کررہا ہے، سائنسی علوم اور جدید آلات کا صحیح طور پر استعمال کیا جائے اور اس سے اسلامی پیام کو عام کیا جائے تو وہ قوم وملت کے لئے نفع وراحت کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں، برخلاف اس کے اگر ان کا

صحیح استعمال نہ کیا جائے تو اس کے ذریعہ معاشرہ میں علمی واخلاقی بگاڑ پیدا ہوگا اور لوگ بالخصوص نئی نسل بے حیائی وبے راہ روی کا شکار ہوگی، مفتی صاحب قبلہ نے ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنٹ کے ذریعہ پھیلنے والی خرابیوں اور بے حیاؤں سے متنبہ کیا اور نئی نسل کو ان وسائل کے غلط استعمال سے روکنے کی فکر دی اور اس کو روکنے کے لئے والدین کی ذمہ داری کو بیان کیا۔

دوسری تقریر میں حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور حالات بیان کئے، آپ کی تعلیمات مبارکہ سے روشناس کروایا۔ عقائد میں پختگی اور اعمال میں درستگی کے لئے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے قیمتی نصائح وارشادات کو ذکر فرمایا اور آپ کی زندگی سے اہل اسلام کو کیا پیغام پہنچتا ہے اُسے واضح کیا۔

تیسری تقریر میں زیارت روضۂ اطہر کے فضائل وآداب بیان کئے- زیارت مقدسہ کے فضائل پر متعدد احادیث جمع فرمائیں اور ان کی قوت وصحت کو آشکار کرنے کے لئے ائمہ ومحدثین کے اقوال ذکر کئے- بالخصوص آپ نے زیارت کی نیت سے مدینۂ منورہ حاضر ہونے پر احادیث شریفہ میں جو بشارتیں وارد ہیں انہیں بیان کیا، اور آداب زیارت کے سلسلہ میں حضرات صحابۂ کرام وتابعین عظام کے عمل کا نمونہ نقل فرمایا۔ نیز بارگاہ اقدس میں دوسروں کی جانب سے سلام پیش کرنے کی دلیل، مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کرنے کی فضیلت اور وہاں چالیس نمازیں پڑھنے کی برکت کو احادیث صحیحہ سے بیان فرمایا ہے۔

چوتھی تقریر میں حج وعمرہ کے فضائل وبرکات قرآن کریم واحادیث شریفہ کی روشنی میں بیان فرمائے، اس عنوان کے تحت آپ نے حج کی فرضیت وفضیلت، حجاج ومعتمرین پر ہونے والی خصوصی نوازشات بیان کئے، حج کے ظاہری وباطنی فوائد کو جمع فرمایا- نیز جو لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادا نہیں کرتے انہیں حج کی تشویق وترغیب دی اور اس عظیم فریضہ کو بلا عذر ترک کرنے والوں کے حق میں وارد وعید بیان کی۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس گلدستۂ خطابت کی مہک سے ساری ملت کو مہکائے۔ آمین۔

شعبۂ نشر واشاعت: ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

الکٹرانک میڈیا اور اس کی تباہ کاریاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنُ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنُ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنُ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنُ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنُ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ .صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

برادران اسلام !اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور تمام عوالم اسی کے تابع وفرمانبردار ہیں ، رب العالمین نے اپنی تمام مخلوق میں انسانوں پر خصوصی سرفرازی فرمائی ،انہیں ساری خلقت میں مکرم بنایا اور اشرف المخلوقات کا اعزاز عطا فرمایا۔

بندگانِ خدا پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی ذات پر ایمان لائیں،اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کریں!اور اپنی زندگی کے ہرلمحہ اور ہرسانس کو ان کی اطاعت کے لئے وقف کردیں،ان کے احکام پر عمل کریں اور منکرات وممنوعات سے اجتناب کریں، چونکہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو برائیوں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے،جیسا کہ ابھی خطبہ میں تلاوت کی گئی' آیت مبارکہ میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ	اور بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ! چاہے وہ ظاہری ہوں اور پوشیدہ۔

(سورۃ الانعام۔151)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"ولا تقربوالفواحش"	اور بے حیائی کے کاموں سے مراد کبیرہ گناہ
كبائر الذنوب والزنا	اورزنا کاری ہے خواہ وہ ظاہری ہوں، جو علانیہ
"ماظهر منها "من افعال	طور پر ظاہری اعضاء وجوارح سے صادر ہوتے
الجوارح علانية	ہیں؛ان کے قریب مت جاؤ! اورنہ ان برائیوں
و"مابطن" يعنى افعال	کے جو پوشیدہ طور پر سرزد ہوتی ہیں یعنی وہ گناہ جو
الجوارح سرا وافعال	اعضاء سے مخفی طور پر اور دل سے سرزد ہوتی
القلوب من النفاق	ہیں؛ جیسے نفاق وغیرہ دل کی برائیوں اورنفس کی
وغيره ورذائل النفس	بری خصلتوں کےقریب بھی مت جاؤ!

(التفسیرالمظہر ی،سورۃالانعام۔151،ج3ص304)

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے ہمیں برائیوں کا ارتکاب تو درکنار،ان کےقریب بھی جانے سے منع فرمایا، اس حکم خداوندی کو بجالاتے ہوئے بندگانِ خدا پرلازم ہے کہ وہ ہر برائی سے پرہیز کریں اوراپنی علمی وفکری، قولی وفعلی اورظاہری وباطنی تمام تر صلاحیتوں کواپنے پروردگار کےحکم کا پابنداورفرمان کا تابع بنائے رکھیں،انہی صلاحیتوں میں ایک بڑی صلاحیت علم ہے،رب قدیر نے خاص طور پرانسان کوعلم کی عظیم صلاحیت سے بہرہ اندوز فرمایاہے، دینی علم ہو یا دنیوی علم، ہرمومن کو چاہئے کہ اس کی قدرکرے اوراحکام شریعت کےمطابق اس سےاستفادہ کرے۔

﴿سائنس اور ٹکنالوجی میں انسان کی ترقی﴾

گزشتہ چند دہائیوں میں انسان نے سائنس اور ٹکنالوجی میں غیر معمولی ترقی کی ہے، اس نے حیرت انگیز ایجادات اور دم بخود کردینے والے انکشافات کئے ہیں؛ جیسے ریڈیو، ٹی وی، کمپیوٹر، موبائل فون، ویڈیو گیم اور انٹرنٹ وغیرہ۔

﴿جدید ایجادات اور فوائد﴾

اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان جدید ایجادات کی وجہ سے انسانی زندگی میں بہت سی سہولتیں فراہم ہوئیں، بطور خاص ابلاغ وترسیل اور خبر رسانی کے ایک سے زائد آسان ترین اور سہولت بخش طریقے حاصل ہوئے، الکٹرانک میڈیا ٹی وی' انٹرنٹ وغیرہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے ذریعہ لمحہ بھر میں ایک شخص اپنا پیغام ساری دنیا کو سناتا ہے، ان وسائل کے ذریعہ اسلام کی اشاعت وتبلیغ بھی کی جارہی ہے، اسلامی تعلیمات کو عام کیا جارہا ہے۔

اس سہولت کی وجہ سے مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں رابطہ رکھنے کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہا، عصری ٹکنالوجی کے سبب تمام دوریاں ختم ہوگئیں، ملک علٰحدہ اور علاقہ دور ہونے کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آمنے سامنے معاملات ہورہے ہیں۔

اسی عالمی ارتباط کی وجہ سے تجارتی تعلقات بھی ایک علاقہ اور ایک ملک سے نکل کر عالمی حیثیت اختیار کرچکے ہیں، سرمایہ کاروں کے لئے دنیا کی تمام کمپنیوں کی تفصیلات، اسکیمس اور شرائط نظروں کے سامنے ہیں، عالمی طور پر یہ سہولت فراہم ہے کہ

وہ جس تجارت میں چاہیں سرمایہ مشغول کریں، لیکن ایک مسلمان کے لئے یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ کئے جانے والے کونسے معاملات جائز ہیں اور کونسے ناجائز ہیں، انٹرنٹ کے ذریعہ یہ بھی فائدہ ہے کہ مال وزر کے تبادلہ کی صعوبتیں بھی باقی نہ رہیں، اس کے تبادلہ کے لئے نہ سفر کے اخراجات برداشت کرنے کی ضرورت ہے اور نہ دوران سفر مال کے ہلاک ہونے اور ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

﴿میڈیا کا استعمال، مقاصد پر موقوف﴾

حضرات! الکٹرانک میڈیا کے یہ فوائد ضرور ہیں، لیکن ان سے بڑھ کر اس کے نقصانات ہیں اور آئے دن اس کے تباہ کن نتائج ہمارے سامنے آرہے ہیں، ریڈیو، ٹی وی، موبائل فون اور انٹرنٹ کے ذریعہ ابلاغ وترسیل کے امور تیز ترین ہوچکے ہیں، یہ ایسے ذرائع ہیں جن کا استعمال، مقاصد پر موقوف ہوتا ہے، اگر انہیں خیر کیلئے استعمال کیا جائے تو ضرور یہ خیر وبھلائی کے مفید ذرائع ثابت ہوتے ہیں اور انہیں شر کے لئے استعمال کیا جائے تو یہی شر وبرائی کے وسائل قرار پاتے ہیں۔

﴿الکٹرانک میڈیا کا دوسرا رخ﴾

جس قدر تیزی کے ساتھ یہ ذرائع امور خیر میں استعمال کئے جاسکتے ہیں اور کئے جارہے ہیں، معاشرہ کی اصلاح کے لئے باعث استفادہ سمجھے جارہے ہیں اور اقدار انسانی کی حفاظت کے لئے کارآمد ثابت ہورہے ہیں، اسلامی معلومات دنیا کے کئی ممالک میں پہنچائی جارہی ہیں، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اسلام دشمن طاقتیں اور انسانیت سوز عناصر اس سے کئی گنا زیادہ اسے بداخلاقی وبدکرداری کی اشاعت کے لئے

استعمال کررہے ہیں، آج دنیا میں الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اخلاق سوز لٹریچر عام کیا جارہاہے،فحاشی وبےحیائی کی ترویج کی جارہی ہے،عریانیت کا ننگا ناچ ہورہاہے۔

برادران اسلام!الکٹرانک میڈیا کےآنے سے یہ غلغلہ مچا کہ دنیا سمٹ کرایک گاؤں کی طرح ہوگئی ہے۔یقیناً یہ بات درست ہے،مگرانسانی معاشرہ نے اس سے کیا فوائدحاصل کئے؟اس کے ذریعہ جس قدردین کی اشاعت ہورہی ہے،اسلامی معلومات ہورہی ہیں،اس سے کئی درجے زیادہ ان ذرائع سے نہ صرف اسلام کونقصان پہنچایا جارہا ہے بلکہ ایک مہذب ومتمدن معاشرہ کوتباہ کیا جارہاہے،اس کی وجہ سےتو مغربی تہذیب عام ہوئی ،جن لوگوں کے پاس مغربی تہذیب کے جراثیم پہنچے نہیں تھے؛ایسے لوگ بھی میڈیاکےسبب بآسانی مغربی ماحول سےمتاثر ہورہے ہیں،الکٹرانک میڈیا کے بےہنگم اور غیرمعمولی پھیلاؤ کے سبب اس کے معدودے چندفوائد سے قطع نظر بہت سارے نقصانات ہوئے ہیں ،صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ سارا انسانی معاشرہ تباہ ہورہا ہے، پاکیزہ تہذیب آلودہ ہورہی ہے، صالح معاشرہ متاثر ہورہاہے،عمدہ سوسائٹی کا اخلاقی معیارپستی سے دوچار ہورہاہےاوراسی میڈیا کےسبب انسان کی فکری یکسوئی پراگندگی وانتشارمیں تبدیل ہوتی جارہی ہے۔

حضرات !واضح رہے کہ الکٹرانک ذرائع ابلاغ میں سے ہر ذریعہ اپنے دائرہ میں فائدہ مند ثابت ہونے سے زیادہ نقصاندہ اورتباہ کن ثابت ہورہاہے،گلوبلائزیشن کے اس دور میں ان الکٹرانک ذرائع کی تباہ کاریوں سے بچناایک صالح معاشرہ اور پاکیزہ سوسائٹی کے لئے ناگزیرہے۔

﴿ریڈیو کی تباہ کاری﴾

ریڈیو کا استعمال ٹی وی اور انٹرنٹ کے عام ہونے کے بعد ختم ہوتا نظر آ رہا تھا لیکن آج کل اسے دوبارہ استعمال کیا جانے لگا ہے، ریڈیو کی مقبولیت تقریباً ممالک میں دکھائی دیتی ہے۔

حضرات! عموماً آدمی جب فرصت میں ہوتا ہے، جیسے بس یا ٹرین میں سفر کر رہا ہو یا طویل وقت کے لئے کہیں بیٹھا ہو، تو ایسے وقت ریڈیو کا استعمال کیا جاتا ہے چونکہ ریڈیو کم قیمت میں بآسانی میسر آتا ہے، اس لئے کوئی شخص بھی اُسے حاصل کر لیتا ہے، ریڈیو کے ذریعہ قرآن کریم کی قراءت، نعت پاک اور اسلامی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں لیکن مختلف مواقع پر نوجوان اپنے بے بہا اوقات کو "وقت گزاری" کے نام پر ریڈیو چینلس میں صرف کر رہے ہیں، جبکہ وقت وہ قیمتی شیء اور عظیم دولت ہے جس کی حفاظت کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بطور خاص توجہ دلائی، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ : نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ .	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان سے غفلت میں رہتے ہیں: (1) تندرستی اور (2) فرصت۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما جاء فی الرقاق وان لا عیش إلا عیش

الآخرۃ. حدیث نمبر 6412۔زجاجۃ المصابیح،ج4،کتاب الرقاق،ص148)

حدیث پاک میں مذکور کلمہ "**مغبون**" کے دو معانی بتلائے گئے ہیں،ایک یہ کہ ان دو نعمتوں سے متعلق بہت سے لوگ نقصان وخسارہ میں ہیں کہ اُن نعمتوں سے جیسا استفادہ کرنا چاہئے نہیں کرتے ،فرصت کے بیش قیمت لمحات کو ضائع کرتے ہوئے نقصان وزیاں سے دوچار ہوتے ہیں۔

حدیث پاک کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بہت سے لوگ اُن نعمتوں سے غفلت کا شکار ہیں،اُنہیں اُن عظیم نعمتوں کے نعمت ہونے کا بھی احساس نہیں،تبھی تو وہ ان اوقات کو بے سود و بے فائدہ گانے بجانے کی چیزیں سننے میں صرف کرنے کے لئے تیار ہیں؛ حالانکہ گانا بجانا،اس کا سننا سنانا اور اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرنا شریعت میں ممنوع ہے، آج معاشرہ سے ان غفلت کے پردوں کو اٹھانا بے حد ضروری ہے۔

﴿ٹی وی چیانلس کی تباہ کاری﴾

حضرات! اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ٹی وی چیانلس کے ذریعہ لوگوں کو اسلامی معلومات ہورہی ہیں،بعض چیانلس مکمل اسلامی چیانلس ہیں اور بعض چیانلس کچھ اسلامی پروگرامس کرتے ہیں، جن کے ذریعہ مضمون واری معلومات ، خصوصی مواقع پر پروگرامس بطور خاص سوال وجواب کے پروگرامس براہ راست کئے جاتے ہیں جو یقیناً اہل اسلام کے لئے مفید وسودمند ہیں اور دیگر اقوام تک اسلامی پیغام پہنچانے کا بڑا ذریعہ ہیں،لیکن اس کا فیصد نہایت ہی کم ہے،ان اسلامی چیانلس اور عریانت والے چیانلس کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں اس لئے کہ ٹی وی چیانلس کا ایک طویل سلسلہ ہے،جس کی ہر کڑی عریانیت کے زنگ سے آلودہ ہے،فحاشی کی آلائش

میں ملوث ہے، الکٹرانک میڈیا کا ہر فلم، ہر ڈرامہ اور ہر پروگرام اجنبی لڑکے اور لڑکی کی محبت اور ان کے درمیان تعلقات کے گرد گھومتا ہے، اس کی وجہ سے معاشرہ میں جنسی انتشار پھیل چکا ہے اور ٹی وی چیانلس کے سبب ہی ملت کے نوجوانوں کی کردار کشی ہورہی ہے، بات یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ ٹی وی کے ان پروگراموں میں جھوٹ ،غیبت ،کینہ وحسد پر مبنی ڈرامے اور کردار پیش کئے جاتے ہیں، جو غیر محسوس انداز میں دیکھنے والوں کے دل ودماغ میں رچ بس جاتے ہیں۔

ان فلمی اور ڈرامائی پروگراموں میں اس سے بڑھ کر اور کیا خرابی و برائی ہو کہ رکیک انداز میں اسلامی عقائد پر حملہ کیا جاتا ہے، ان میں شرکیہ مضامین کو شامل کیا جاتا ہے، اقدار اسلامی کی اہمیتوں کو گھٹایا جاتا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب کردہ شرعی مسائل پر کلام کیا جاتا ہے اور ٹی وی دیکھنے والے ان فلموں اور پروگراموں میں اس قدر محو اور منہمک رہتے ہیں کہ وہ اس بات کی بھی فکر نہیں کرتے کہ ان کے ایمان وعقیدہ کے ساتھ کس طرح کھلواڑ کیا جارہا ہے، نتیجۃً ہمارے بھائی بہن انہی فلمی اور ڈرامائی ماحول سے متاثر ہوتے دکھائی دے رہے ہیں، اپنے رہن سہن اور چال ڈھال میں اسی رنگ کو اپنا رہے ہیں اور ان میں پیش کئے جانے والے نظریات کے سبب اپنے عقیدہ وعمل ہر دو کو کمزور و کوتاہ کرتے نظر آرہے ہیں۔

یہ فلم بینی کی ہی خرابی ہے کہ ملت کے نوجوان اپنا چہرہ اپنا لباس اور اپنے بال فلمی ایکٹرس کی طرح رکھتے نظر آرہے ہیں، حالانکہ فکر تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ ہمارا لباس ہو تو ایسا کہ جس میں پرہیزگاری کے آثار موجود ہوں، ہم داڑھی رکھیں، بال بنائیں اور مانگ جمائیں تو اس طرح کہ وہ سنت نبوی کے انوار سے روشن ہوں، چونکہ رب العالمین نے

ہدایت اور کامیابی کا معیار ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو قرار دیا ہے، آپ کی دلنواز اداؤں کو پسند فرمایا اور بندوں کو انہیں اپنانے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہورہا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔21)

اللہ تعالی ہمارے عقیدہ وعمل اور اخلاق کی حفاظت فرمائے!

﴿کارٹون چیانلس، کمسن بچوں کے لئے تباہ کن﴾

کارٹون چیانلس جو محض کمسن بچوں کے لئے لانچ کئے جاتے ہیں اور بچے ان چیانلس کو دلچسپی سے دیکھا کرتے ہیں۔ اُن میں بھی لڑکا لڑکی کے فاسد کردار دکھائے جاتے ہیں، کم عمری ہی میں جنسی فکر دینے والی نامناسب تصویریں بتلائی جاتی ہیں، جبکہ بچپن وہ سنہرا دور ہے کہ بچہ جو منظر دیکھتا ہے وہ اُس کے دل میں گھر کرجاتا ہے اور اس کے دماغ میں مرتسم ہوجاتا ہے، وہ جو الفاظ سنتا ہے اُنہیں دہرانے لگتا ہے، حالانکہ وہ اس بات کی تمیز نہیں کرسکتا کہ جس چیز کو وہ دہرارہا ہے، اس میں ایسی باتیں اور افکار بھی ہوتے ہیں جو اسلامی عقائد کے سراسر خلاف ہیں اور ہمارے معاشرہ کو اتنی فرصت نہیں کہ اپنے نونہالوں کی طرف توجہ کرے اور ان کے دین اور آخرت کی فکر کرے!

جبکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمسن بچوں کے لئے احتیاطی تدابیر کا حکم فرمایا، لڑکپن ہی سے اُن کا بستر علحدہ کرنے کی تاکید فرمائی' جیسا کہ اس سلسلہ میں حدیث پاک وارد ہے:

مُرُوا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلاةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.

تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو! جبکہ ان کی عمر سات سال ہو اور اس میں کوتاہی پر انہیں سزا دو! جبکہ ان کی عمر دس سال ہو اور ان کے بستروں کو علحدہ کردو!۔

(سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ ص 71، باب متی یؤ مر الغلام بالصلاۃ، حدیث نمبر:495)

حضرات! ہمیں اس حدیث پاک سے یہ روشنی مل رہی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی طرف بچپن ہی سے توجہ کریں، ان کے عقیدہ وایمان کی تربیت کریں اور حسن عمل واخلاق حسنہ کی تعلیم دیں اور اسلامی معاشرہ کے لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ بہترین اخلاق کی تربیت کے ساتھ بچوں کو مذموم اخلاق اور بری عادات سے دور رکھا جائے، انہیں جنسی بے راہ روی، بدنگاہی اور فلم بینی سے کلیۃً بچایا جائے، اگر بچے بدنگاہی بالخصوص فلم بینی میں مبتلا ہوجائیں تو ان کا دینی نقصان تو یقیناً ہوگا اور انکا باطن داغدار ہوجائے گا، لیکن اس کے ساتھ یہ بچے معاشرہ کی نظروں میں بھی بے وقعت ہوجائیں گے۔

کمسنی کے اس دور میں اگر ہمارے نونہال کارٹون پروگرامس کے ذریعہ جنسی فکر سے کسی قدر آشنا ہوجائیں یا نیم عریاں لباس سے بھی مانوس ہوجائیں تو یہ بعید نہیں کہ وہ بڑے ہونے اور سن بلوغ کو پہنچنے تک تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہوں گے، گویا یہ کونپل کلیاں پھول بننے سے پہلے ہی مرجھا جائیں گی اور اپنی خوشبو سے محروم ہوجائیں گی۔

﴿ٹی وی چیانلس گھریلو خواتین کے لئے تباہ کن﴾

برادران اسلام! بعض چیانلس پر خواتین کے لئے خصوصی پروگرامس پیش کئے جاتے ہیں لیکن الکٹرانک میڈیا میں گھریلو خواتین کے اخلاق کو بگاڑنے کے لئے بھی خصوصی

سامان مہیا ہوتا ہے، مختلف چیانلس پر کئی ایک ایسے پروگرام چلتے ہیں جن میں گھریلو خواتین کا کردار پیش کیا جاتا ہے، گھر کے اندرونی حالات بتلائے جاتے ہیں، ان پروگراموں میں زن وشو کے درمیان تعلقات کی کشیدگی اور ساس، بہو کے درمیان تلخیاں پیش کی جاتی ہیں، ان میں اجنبی مَردوں کو دکھایا جاتا ہے اور بے پردگی کے ماحول کو پیش کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ ایسے کردار ہیں؛ جنہیں مذہب اسلام نے کبھی روانہیں رکھا اور ڈرامہ اس وجہ سے ممنوع ہے کہ وہ حقیقت نہیں محض نقل اور دکھاوا ہے۔

ان پروگراموں کی صرف یہی خرابی ہوتی تب بھی اسلامی معاشرہ کی تباہی کے لئے کافی ہے، لیکن اس سے زیادہ تباہ کن بات یہ ہے کہ گھر میں رہنے والی خاتون (House wife) اپنے آشیانہ میں بیٹھ کر ذہن وفکر بگاڑنے والے پروگرامس دیکھ رہی ہے، جو خاتون اپنے شوہر کی اطاعت اور ساس کا احترام کرنا ہی جانتی تھی، وہ شوہر کی نافرمانی اور ساس کی اہانت کرنے سے آشنا ہو چکی ہے، جو کسی کو "اُف" نہیں کہتی تھی، آج الکٹرانک میڈیا سے نشر کردہ گھریلو پروگرامس کی بدولت بحث ومباحثہ کے لئے تیار اور جھگڑا وخصومت پر آمادہ ہے۔

جو خواتین گھر میں پردہ نشین رہنے کو ترجیح دیتی تھیں، اُنہیں الکٹرانک میڈیا نے بے پردگی کی فکر دی اور مساوات وآزادیٔ نسواں کے نام پر حیا سے دور اور پردہ سے عاری کردیا۔

ہمارے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ماؤں اور بہنوں کی فکری اور اخلاقی حالت کو اسلامی تعلیمات کے مطابق برقرار رکھنے کے لئے بے حیائی والے ٹی وی چیانلس سے احتیاط کرنے کی تاکید کریں۔

﴿نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ٹی وی چیانلس کی تباہ کاری﴾

برادرانِ اسلام! کسی قوم کا اثاثہ اس کی نوجوان نسل ہوتی ہے، کیونکہ کمسن بچے مستقبل میں تو بہت کچھ کرسکتے ہیں، لیکن کمسنی میں طاقت وصلاحیت نہیں رکھتے، عمر رسیدہ حضرات تجربے ضرور رکھتے ہیں لیکن بتقاضۂ عمر کسی بڑے کام کی انجام دہی سے قاصر رہتے ہیں، قوم کے نوجوان ہی اس کی مکمل طاقت ہیں کہ کسی مہم کو سرانجام دیں، مشکل ترین نشانہ تک پہنچنا اُن کے لئے کوئی مشکل نہیں، موسم سرما کی ٹھنڈک وسردی یا موسم گرما کی حرارت وسوزِش اُن کی ہمت وحوصلہ کو کم نہیں کرتی، رات کی تاریکی یا ہواؤں کی سختی سے اُن کے پایۂ استقامت میں فرق نہیں آتا، لیکن یہی نوجوان نسل اگر اپنی ذمہ داریوں سے بے بہرہ ہوجائے تو پھر قوم کا کیا انجام ہوگا؟

ٹی وی چیانلس میں نوجوانوں کے لئے اخلاقی تباہ کاری کا مکمل سامان موجود رہتا ہے، عموماً ان میں نوجوانوں کی بے راہ روی اور آزادی پر مبنی ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں' جوان لڑکے اور لڑکیوں کے لئے ٹی وی کی سہولت فراہم کرنا، انہیں فلم بینی کا عادی بنانا گویا انہیں بے حیائی اور برائیوں کا عادی بنانا اور بے راہ روی کے طریقے سکھانے کے برابر ہے۔

﴿بدنظری وبے حیائی سے اجتناب' حکم خداوندی﴾

ڈرامے اور فلمیں ہوں یا اَیڈوَرٹائز اور نیوز، ان ٹی وی چیانلس پر اجنبی لڑکیاں بن سنور کر، عریاں یا نیم عریاں مناظر میں دکھائی جاتی ہیں' شاید کوئی لمحہ ٹی وی اسکرین اس بے حیائی سے خالی رہتا ہو۔ حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بدنظری سے بچنے کا حکم فرمایا' ارشادالٰہی ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ .

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم !ایمان والے مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں!۔

(سورۃالنور۔30)

بطور خاص خواتین کو بدنظری سے بچنے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کے لئے علحدہ ارشادفرمایا :

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ .

اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم !ایمان والی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں!۔

حضرات !بے حیائی اور بدکاری سے بچنے سے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مرتبہ حکم فرمایا،مختلف انداز میں اس سے احتیاط واجتناب کی ہدایت دی،جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے :

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم - قَالَ لِكُلِّ بَنِى آدَمَ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلاَنِ يَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْىُ وَالْفَمُ يَزْنِى وَزِنَاهُ الْقُبَلُ وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ .

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زنا میں انسان (کے ہر عضو) کا حصہ ہوتا ہے،آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا ''دیکھنا'' ہے،ہاتھ زنا کرتے ہیں اوران کا زنا ''پکڑنا اور گرفت کرنا'' ہے، پیر زنا کرتے ہیں اوران کا زنا ''چلنا'' ہے، منہ زنا کرتا ہے اس کا زنا ''بوس وکنار'' ہے، دل خواہش کرتا اور تمنا وآرزو کرتا ہے ،جبکہ شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی (ہوئی زنا میں مبتلا ہوتی) ہے یا اسے جھٹلاتی ہے۔یعنی زنا سے باز رہتی ہے۔

(مسندالامام احمد، حدیث نمبر 8752)

﴿نوجوانوں کو بے حیائی سے بچانا ناگزیر﴾

ایک نوجوان فطری طور پر صنف نازک کی طرف مائل رہتا ہے، جب اُس کی نظر کے سامنے یہ منظر آتا ہے تو اس کی ذہنی کیفیت متاثر ہوجاتی ہے، ٹی وی چیانلس کے یہ فحش مناظر دن میں کئی مرتبہ اس کے ذہن ودماغ پر حملہ کرتے ہیں اور روز بروز ایسے حیاسوز حملوں سے اس کی حیا جیسی عظیم خصلت کالعدم ہوجاتی ہے اور انہی شرم وحیا سے عاری فحش مناظر کو وہ اپنے سکون کا سامان اور دل لگی کا ذریعہ سمجھ بیٹھتا ہے۔

دختران ملت کو زیور حیا سے آراستہ کرنا اور نواجونان امت کو صفت حیا سے مزین کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے، خاص طور پر ان کے عقیدہ کی اصلاح اور عمل کی تربیت کے لئے ہمیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔

﴿انٹرنٹ کے فوائد﴾

حضرات! انٹرنٹ ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کا ایک بڑا ذریعہ ہے، دنیا کے کسی بھی علاقہ کے باشندگان سے رابطہ کرنا، میسیج دینا، انکی تعلیم وتربیت کرنا، بین الاقوامی سطح پر کاروبار وبزنس کرنا، انٹرنٹ کے ذریعہ انجام دیا جارہا ہے ونیز بنکوں اور تجارتی اداروں کا باہم عالمی پیمانہ پر ربط وضبط، انٹرنٹ کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، علاوہ ازیں آدمی ایک مقام پر بیٹھ کر انٹرنٹ پر موجود دنیا کی تمام لائبریریوں کا مطالعہ کرتا ہے، اس طرح انٹرنٹ کے کئی انفرادی، اجتماعی، تعلیمی ومعاشی فوائد ہیں بلکہ یہ ایک عالمی ضرورت بن چکا ہے۔

انٹرنٹ پر بہت ساری اسلامی ویب سائٹس ہیں جن کے ذریعہ اسلامی

مضامین، دینی کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، شرعی احکام ومسائل معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

مرکز علم وادب جامعہ نظامیہ کی ویب سائٹ www.Jamianizamia.org

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر کی ویب سائٹ www.ziaislamic.com اور دیگر اسلامی ویب سائٹس ہیں، ملت کے لئے استفادہ کا یہ زریں موقع ہے اوراس موقع سے یقیناً سینکڑوں ممالک کے کروڑوں افراد فائدہ اٹھارہے ہیں۔

﴿انٹرنٹ کے نقصانات﴾

انٹرنٹ کے ان وسیع فوائد کے باوجود یہ بے حیائی وفحاشی کا ایک غیر معمولی اور بڑا ذریعہ بن چکا ہے، انٹرنٹ کے ذریعہ ایک لڑکی اجنبی لڑکے سے بے تکلف تعلق قائم کرتی ہے اور ایک لڑکا اجنبی لڑکی سے بآسانی ربط پیدا کرلیتا ہے، ای میل اور چیاٹنگ سے دونوں کے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔افسوس کی بات یہ ہے کہ افراد خاندان بھی اس قدر تفصیل سے واقف نہیں ہوتے؛ جس قدر تفصیلات سے یہ دو اجنبی ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرتے ہیں، جبکہ اسلام نے اجنبی لڑکا لڑکی کی گفتگو کو ممنوع ٹھہرایا ہے، کلام سے پہلے سلام کا درجہ ہے، لیکن نوجوان لڑکی کو سلام کرنے سے فقہاء کرام نے منع کیا ہے، محض اس لئے کہ فتنہ کا دروازہ کھلنے نہ پائے۔

یادرہے کہ عورت کو اپنی آواز بھی پردہ میں رکھنی چاہئے، لیکن وائس چیاٹنگ (voice chatting) کے ذریعہ اجنبی لڑکا لڑکی ایک دوسرے کی آواز بے تکلف سنتے ہیں اور باہم گفتگو کرنے میں اُن کے لئے حیا مانع نہیں ہوتی۔

یہی نہیں چیاٹنگ کے دوران ویب کیم (web cam) کے ذریعہ یہ دونوں ایک دوسرے کو بے محابا دیکھتے ہیں، حیا کی چادر تار تار ہوئی جاتی ہے، لیکن ان کی نگاہیں

نیچی نہیں ہوتیں، ہائے افسوس اس استعمال پر!!، انٹرنٹ کے اس بدترین طریقۂ استعمال سے تو بادیہ نشینی بہتر ہے، اس طرح کے ترقی یافتہ افراد سے دیہات کے سادہ لوح افراد کئی درجہ بہتر ہیں۔

﴿موبائل کی تباہ کاری﴾

اسی طرح موبائل فون کے ذریعہ ویڈیو کالنگ کی مدد سے ایک دوسرے کو دیکھا جارہاہے، اُس کے لئے نہ کمپیوٹر سسٹم ولَیپ ٹاپ کی ضرورت ہے اور نہ کسی دیگر کنکشن کی، جبکہ بدنظری و بدنگاہی سے متعلق وعیدیں آئی ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا آگاہ فرمایا۔

کنزالعمال وغیرہ میں حدیث شریف ہے :

لتغضن أبصاركم ولتحفظن فروجكم ولتقيمن وجوهكم أو ليكسفن وجوهكم (الطبراني عن أبي أمامة)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ضرور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو !اورتم اپنے چہروں کو درست رکھو ورنہ اللہ تعالی تمہارے چہروں کو بدل دے گا-

(المعجم الکبیر للطبرانی ، حدیث نمبر - 7746-جامع الاحادیث، حرف اللام،حدیث نمبر:18309 ۔کنزالعمال،حدیث نمبر:13082)

نیز بدنظری کی وعید کے سلسلہ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

مَـنْ نَظَرَ إلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْـنَبِيَّةٍ عَـنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِي عَيْنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَة. جوکوئی شہوت کے ساتھ کسی اجنبی عورت کے مقاماتِ زینت کو دیکھتا ہے تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگلا کرڈالا جائے گا۔

(الھدایۃ، کتاب الکراھیۃ، ج4،ص458)

مذکورہ احادیث شریفہ میں غیر مرد کے اجنبی عورت کو دیکھنے پر جو وعیدیں آئی ہیں وہ عورت کے حق میں بھی ہیں کیونکہ اگر وہ اجنبی مَردوں کے سامنے اپنے محاسن کو ظاہر کرتی ہے اوران کودیکھنے کا موقع دیتی ہے تو وہ بھی وعیداورسزا کی مستحق ہے۔

برادران اسلام! انٹرنٹ چیاٹنگ اور وائس چیاٹنگ کے ذریعہ لڑکا لڑکی کے درمیان قائم ہونے والے یہ تعلقات اس قدر قوی اور مستحکم ہوجاتے ہیں کہ نوبت میل ملاپ سے لے کر جنسی تعلقات تک پہنچ جاتی ہے، جو معاملہ غیر شرعی طریقہ پر وقت گزاری اوردل لگی سے شروع ہوا تھا اس کی انتہاء سنگین طور پر شرعی حدود کی پامالی اوراسلامی قانون کی حد درجہ خلاف ورزی پر ہوتی ہے۔

اجنبی لڑکیوں اورلڑکوں کا آپس میں جنسی تعلقات رکھنا خواہ کسی نوعیت سے بھی ہوں سخت ناجائز وشدید حرام ہے، محبت کے نام پر شریعت کو پامال نہیں کیا جاسکتا آزادی کے نام پر بے راہ روی کواختیار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی قوانین اسلامیہ واحکام شرعیہ کے حدود کوتوڑا جاسکتا ہے، ارشاد رب العزت ہورہا ہے:

تِـلْكَ حُـدُودُ اللَّهِ فَلا تَعْتَدُوهَا وَمَـنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ- یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ،تم ان سے آگے نہ بڑھو! اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

(سورۃ البقرۃ۔229)

حضرات! مغربی ممالک نے باہمی تعلقات میں جنسی بے راہ روی وعریانیت انتہائی عام کردی ہے۔جس طرح تمام افراد خاندان خوردونوش کے لیے ایک دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں،اسی طرح دوسرے جنسی امور کی تکمیل کے لیے ان کی تہذیب میں ایک دوسرے کے سامنے ہونا کوئی عیب وعار نہیں سمجھا جاتا۔

حضرات! اگر ہم اپنی اولاد کو دل کا سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا چاہتے ہوں تو انہیں ان مغربی ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھنے کی بے حد ضرورت ہے۔

﴿الکٹرانک میڈیا اور والدین کی ذمہ داری﴾

والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ اخلاق کی اصلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے نونہالوں کو ایسی چیزیں نہ دیں جن سے وہ بے حیائی سے آشنا ہوجائیں، ٹی وی کے عریاں ونیم عریاں مناظر سے ان کی آنکھوں کی حفاظت کریں، اگر مذہبی وتعلیمی پروگرام کی خاطر ٹی وی دیکھیں تو ٹی وی چیانلس سے ہونے والے شر اور نقصان کو دور کرنے کی تدبیر کریں، اس میں دکھائی دینے والے مناظر کا باقاعدہ سد باب کریں ، بے حیائی والے چیانلس کی منصوبہ بند روک تھام کریں۔اسی طرح انٹرنٹ کے تباہ کن استعمال سے بچوں کو محفوظ رکھیں، گھر میں بلاضرورت انٹرنٹ کنکشن اخلاق کے لئے انتہائی مضر اور نقصاندہ ہے، اگر انٹرنٹ کے استعمال کی ضرورت ہو تو پاسورڈ وغیرہ سے اس طرح محفوظ رکھیں کہ بچہ والدین کی مرضی کے بغیر انٹرنٹ استعمال نہ کرسکے۔

جب اسلامی اصول کے مطابق کڑی نگہداشت کی جائے تو بچے باشعور ہونے تک ایسے بااخلاق ہونگیں کہ تنہائی میں بھی کسی بے حیائی والے منظر کو دیکھنے سے گریز کریں گے۔ اگر کسی طرح بے حیائی ان کی نگاہوں کے سامنے ہوجائے تو نگاہ جھک جائے گی، دل ناپسند کرے گا اور تمام اعضاء پر نفرت کے مارے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے۔

الکٹرانک میڈیا سے متعلق اہل اسلام کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ریڈیو، ٹی وی چیانلس، انٹرنٹ موبائیل فون وغیرہ تمام الکٹرانک ذرائع ابلاغ کو اسلامی قانون کے مطابق استعمال کریں، اپنے نونہالوں اور ماتحت افراد کے ہاتھوں میں یہ الکٹرانک ذرائع دے کر انہیں بے لگام نہ چھوڑیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے اور سارے عالم میں اسلام کے پیام کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ابلاغ وترسیل کے تمام ذرائع کو اسلامی اصول کی روشنی میں استعمال کرنے' اس کے فوائد سے مستفید ہونے اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کی ہدایت دے، اور ہمارے عقائد واخلاق میں استقامت اور علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آمِین بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ، شخصیت وتعلیمات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ : وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

برادران اسلام! اللہ تعالی ہر زمانہ میں اپنے محبوب ومقرب بندگان خاص‘ اولیاء کرام و بزرگان دین کو پیدا فرماتا ہے، انہیں اپنے قرب کی راہوں سے آشنا کرتا ہے، جس کے سبب وہ مردانِ باخدا ہمیشہ راہِ حق پر گامزن رہتے ہیں، قرب مولی اور وصالِ حق کی لذتوں سے سرشار ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت کے انعامات سے مالامال ہوتے چلے جاتے ہیں۔

﴿اتباع صالحین، حکم خداوندی﴾

رب العالمین نے اپنے کلام مجید میں ان مقدس ہستیوں کی پیروی کا حکم فرمایا‘ چنانچہ خطبہ میں جو آیت مبارکہ تلاوت کی گئی‘ اس میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ. (سورۃ لقمن ۔15)	جو شخص میری طرف رجوع ہوا اس کے راستہ کی پیروی کرو‘ پھر تمہیں میری ہی طرف لوٹنا ہے، پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کرتے تھے۔

﴿اتباع صالحین کی برکت﴾

حضرات! جو بندگانِ خدا صراط مستقیم کو اپنانا چاہتے ہیں' اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ورضا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے اپنا ہر قدم راہِ حق کی طرف بڑھانا چاہتے ہیں؛ سورۂ لقمٰن میں وارد حق تعالی کا یہ ارشاد ان کی رہنمائی کررہا ہے۔

اتباع صالحین کی برکت اور ان کی پیروی کی اہمیت کو بتاتے ہوئے حضرت ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:

قوله:(وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ) يعني من لم يهتد الطريق إلى الحق عزَّ وجلَّ فليتبع آثار الصالحين لتوصله بركة متابعتهم إلى طريق الحق ، ألا ترى كيف نفع اتباع الصالحين كلب أصحاب الكهف، حتى ذكره الله تعالى بالخير مراراً ۔

(جو میری طرف رجوع ہوا؛ اس کے راستہ کی پیروی کرو) یعنی جو راہِ حق کی ہدایت نہ پائے تو اسے چاہئے کہ وہ صالحین کرام کے نقش قدم پر چلے! تاکہ ان کی پیروی کی برکت اُسے راہِ حق تک پہنچادے، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ صالحین کرام کی پیروی نے اصحابِ کہف کے کتے کو کس قدر نفع پہنچایا! یہاں تک کہ اللہ تعالی نے متعدد مرتبہ اس (کتے کا اپنے کلام میں) بھلائی کے ساتھ ذکر فرمایا۔

(تفسیر التستری۔سورۃ لقمٰن۔15)

ذکر الٰہی میں مصروف' عبادت وبندگی میں مشغول ایسے ہی بندوں کے بارے

میں ارشادنبوی ہے:

هم الجلساء لایشقی بهم جلیسهم یہ وہ ہمنشین ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہوتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، حدیث نمبر:6408۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب فضل مجالس الذکر، حدیث نمبر:7015۔مسند احمد، مسند ابی ھریرۃ، حدیث نمبر:7629)

برادران اسلام! یہ وہ مردانِ باخدا ہیں جو اپنے اخلاق وکردار‘عادات واطوار کے ذریعہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ نجات دکھاتے ہیں ،ضلالت وگمراہی اورظلم وبربریت کی گھٹاٹوپ تاریکیوں سے ہدایت واعتدال‘احسان وعدل کی راہ پر گامزن کرتے ہیں اوران کےنفوس کا تزکیہ اورقلوب کا تصفیہ کرتے ہیں، باطن کی صفائی کے لئے اورادواذکار کی تلقین کرتے ہیں،عقائدحقہ کی تعلیم دیتے ہیں اوراعمال صالحہ واخلاق حسنہ کی تربیت کرتے ہیں۔

قطب الاقطاب ، فردالافرادحضرت بندگی مخدوم سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ سرزمین دکن میں انہی مقربان بارگاہ کے سرداراورصالحین امت کے سرخیل کہلاتے ہیں۔

چونکہ اسی مبارک مہینہ ذی القعدہ کی سولہ(16)تاریخ کوحضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ہے؛ اسی مناسبت سے آپ کی سوانح کے ساتھ ساتھ آپ کی پاکیزہ تعلیمات وقیمتی ارشادات ذکرکرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے‘ کیونکہ اسلامی تاریخ کا مطالعہ اور بزرگوں کے کارناموں سے واقفیت عملی زندگی میں ایک عظیم انقلاب بپا کرتی ہے۔

﴿نام مبارک اور القابِ مبارکہ﴾

حضرت بندہ نواز علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی ''سید محمد'' اور کنیت شریف ''ابوالفتح'' ہے ،القاب مبارکہ میں ''صدرالدین،الولی الاکبر الصادق، بندہ نواز، گیسو دراز، بلند پرواز اور شہباز'' سرفہرست ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت چار (4) رجب المرجب 721ھ سرزمین دہلی میں ہوئی، آپ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں، آپ کا نسب مبارک بائیسویں پشت میں امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے، جب آپ کی عمر شریف چار (4) برس ہوئی تو اپنے بزرگ والدین کے ساتھ دہلی سے دولت آباد (اورنگ آباد، مہاراشٹرا) منتقل ہوئے۔

﴿تعلیم اور بیعت﴾

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگ والدین اور نانا جان سے حاصل کی اور حفظ قرآن کریم تکمیل کیا، بعدازاں اکابرامت واساطین علم ومعرفت سے علوم ومعارف کے قیمتی جواہر حاصل کئے۔

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ والدہ ماجدہ اور بھائی کے ہمراہ دہلی تشریف لائے ،اس وقت آپ کی عمر مبارک پندرہ (15) سال تھی، جبکہ والد بزرگوار وصال فرما کر چار (4) سال ہوچکے تھے، 16 رجب 736ھ میں پیرطریقت شیخ الاسلام حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی، اکتساب علوم شریعت، اسرار طریقت میں شب وروز ہمہ تن مصروف

ہو گئے۔

ضروری حد تک علم ظاہر حاصل کر لینے کے بعد آپ نے مرشد گرامی سے عرض کیا کہ اگر حضرت اجازت مرحمت فرمائیں تو اسی حد تک علم ظاہر کی تعلیم پر اکتفاء کرلوں اور علم باطن کی تعلیم میں ہمہ تن مشغول ہو جاؤں، پیرو مرشد نے ارشاد فرمایا ''**خَیر ہِدایہ وبَزدَوِی ورِسالہ شَمسیہ وکَشّاف ومفتاح صحائف اِیں ھَمَہ رَا مرتب کن! مرا بتو کاریست** ''ہدایہ، اصولِ بزدوی، رسالہ شمسیہ، تفسیرِ کشاف، مفتاح العلوم، ان سب کتابوں کو توجہ سے پڑھئے! کیونکہ ہمیں آپ سے ایک عظیم کام لینا ہے۔

چنانچہ مرشد گرامی کے حکم کی تعمیل میں آپ نے بڑی عرق ریزی وجانفشانی سے ان تمام کتابوں کو مکمل کیا، بعد ازاں پوری یکسوئی کے ساتھ علوم باطن کی تحصیل میں منہمک اور سلوک وریاضت میں مستغرق ہو گئے۔ (سیر محمدی فارسی، ص 16,17)

﴿نعمت خلافت سے سرفرازی﴾

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہے اور آپ پر پیرو مرشد کی خصوصی عنایت وتوجہ تھی؛ جس کی وجہ آپ روحانی مدارج طے کرنے لگے اور عرفانی مقامات پر فائز ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ قرب الٰہی کے اعلیٰ ترین مقام پر متمکن ہوئے، شیخ گرامی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے بلا طلب ،نعمت خلافت سے سرفراز فرمایا اور قبل وصال اپنا جانشین مقرر فرمایا،شب جمعہ اٹھارہ(18)رمضان 757ھ میں شیخ گرامی نے بعمر بیاسی (82)سال وصال فرمایا،جبکہ بندہ نواز کی عمر شریف چھتیس(36)برس تھی۔

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ سجادۂ ولایت پر مسند نشین ہوکر مرشد گرامی شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کی حیثیت سے بندگانِ خدا کو سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں داخل فرمانے لگے اور مریدین ومتوسلین آپ کی ذات قدسی صفات کے ذریعہ عوارف ومعارف ،حقائق ودقائق کے فیضان سے بہرہ مند ہونے لگے۔

﴿خانوادۂ عالیہ﴾

چالیس سال کی عمر شریف میں حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سید احمد بن مولانا سید جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ بی بی رضا خاتون رحمۃ اللہ علیہا سے عقد نکاح فرمایا ، ان کے بطن مبارک سے دو(2)صاحبزادے اور تین (3)صاحبزادیاں تولد ہوئیں،حضرت مولانا سید حسین المعروف سید محمد اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید یوسف المعروف سید محمد اصغر حسینی رحمۃ اللہ علیہ،دونوں صاحبزادے عالم ربانی وعارف باللہ ہوئے۔

حضرت مولانا قاضی عبد المقتدر،حضرت مولانا خواجگی نحوی اور حضرت مولانا نصیر الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہم جیسے باکمال اساتذہ کرام سے علوم شریعت ،معقولات ومنقولات کی تعلیم حاصل کی،آپ اپنے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سید محمد اکبر حسینی

رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل اور ریاضت ومجاہدہ سے بے پناہ خوش ہوتے تھے،آپ کے خانوادۂ عالیہ کے جملہ نفوس قدسیہ علم شریعت ومعرفت کے آفتاب وماہتاب ہوئے ہیں۔

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ گرامی کے وصال مبارک کے بعد چوالیس (44) سال دہلی ہی میں تعلیم وتربیت' رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیا، بعد ازاں اسّی (80) سال کی عمر شریف میں دہلی سے رَختِ سفر باندھا، دوران سفر گوالیار، رادھیر ودیگر مقامات میں سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے فیوض وبرکات پھیلاتے ہوئے دولت آباد شریف تشریف لائے، والد بزگوار کی مزار مبارک کی زیارت فرمائی، بیاسی (82) برس کی عمر شریف میں سرزمین گلبرگہ شریف رونق افروز ہوئے اوراسی مقام کو ہمیشہ کے لئے مرکز فیض بنایا۔

﴿ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک' مسلکِ اہل سنت وجماعت ﴾

برادران اسلام !اہل حق نے ہر دور میں بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک ومشرب سے متعلق حقائق کو واشگاف کیا اور روز روشن کی طرح اس بات کو واضح کردیا کہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مسلک اہل سنت وجماعت کے مطابق گزاری اوراسی کی نشر واشاعت فرمائی، مذہب حنفی کی تشریح وتوضیح فرمائی، طریقہ صوفیہ کی ترویج وتبلیغ فرمائی اور سالکین کے تزکیہ وتصفیہ میں اپنے انفاس قدسیہ سے ہر ہر نَفَس کو وقف فرمادیا اور بندگانِ خدا کی تعلیم وتربیت میں اپنی حیات مقدسہ کے ایک ایک لمحہ کو صرف فرمادیا تھا، آپ کی گراں قدر تصنیفات وتالیفات، تحقیقات وتعلیقات اورآپ کے مواعظ وارشادات، مکتوبات وملفوظات عقائد مسلک حق کی عکاسی کرتے ہیں، چنانچہ آپ کے شہزادۂ اکبر جوامع الکلم میں صفحہ 67،68 پر حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

''بہت سے لوگ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں، کوئی انہیں نبی اور خدا تک کہہ دیتا ہے اور اس طرح غلاتیہ، بیانیہ، نُصیریہ، صالحیہ (الملل والنحل للشہرستانی) بہت سے گروہ پیدا ہوگئے ہیں۔ ہر ایک کے بارے میں تفصیل بیان کرنا تو بہت طویل بات ہے، لیکن حق مذہب یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام میں افضل ہیں، ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ، ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ، ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد تمام صحابہ اور اولیاء کرام۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ توہمات اور پراگندہ خیالی ہے وہ گمراہی ہے''۔ (جوامع الکلم، ص68،67)

﴿خوف الٰہی، عبادت وطاعت' امتیاز اہل بیت﴾

حضرات! امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا حق تعالیٰ سے خوف وخشیت رکھنا، بارگاہ الٰہی سے تعلق اور بندگی کا اظہار کرنا ان کی امتیازی شان کو آشکار کرتا ہے،، بارگاہ رسالت سے رشتہ اور نسبت کے باوجود خوف خدا اور طاعت الٰہی ہمیشہ ان کا وصف خاص رہا، ان کی اس فضیلت کو بیان کرتے ہوئے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

اہل بیت میں دو چیزیں عام طور پر پائی جاتی ہیں اور ان سے کسی کو بھی خالی نہ دیکھو گے؛ ایک تو خوف خدا' دوسرے عبادت وطاعت الٰہی، اس میں کوتاہی ان میں سے کسی میں نہیں دیکھی جاتی۔ (جوامع الکلم، ص89)

﴿اتباع سنت' راہ سلوک کی شرط اولین﴾

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر گامزن رہنا، آپ کی دلنواز اداؤں کو اپنانا، پاکیزہ سنتوں پر عمل کرنا ہی دارین میں سعادت اور کامیابی کی بنیاد ہے،

اتباع سنت سے انحراف اور اسوۂ حسنہ کی خلاف ورزی اہل اللہ اور بندۂ مومن کا شیوہ نہیں، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی حق وصداقت کا معیار، اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حسنِ عقیدت کا اظہار ہے، اس روشن حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگرکوئی نااہل اس راہ سلوک میں قدم رکھ دیتا ہے تو اسے بڑی فضیحت (رسوائی) ہوتی ہے اور وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتا، کیونکہ اس راہ میں صادق (راست باز) ہی کامیاب ہوسکتا ہے، صوفیہ کے یہاں کچھ علامتیں مقرر ہیں جن سے وہ اہل اور نااہل کی تمیز کرلیتے ہیں، ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک آدمی کو زہد وتقوی اور باطنی صفائی میں بہت شہرت حاصل تھی، ابویزید رحمۃ اللہ علیہ اس کو دیکھنے کے لئے گئے، اتفاق سے وہ آدمی اپنے گھر سے مسجد جارہا تھا، چلتے چلتے قبلہ کی طرف منہ کرکے اس نے تھوک دیا، ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کے اعضاء وجوارح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں اور آداب کے خوگر وعادی نہیں ہوئے ہیں؛ وہ اپنے دعوئ بزرگی میں کیسے صادق ہوسکتا ہے؟ اور وہ اسی جگہ سے بغیر ملاقات کئے واپس چلے گئے۔ (جوامع الکلم 89,90)

﴿نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں﴾

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نورانیت سمجھاتے ہوئے اور عقائد حقہ کی حامل جماعت کو ثبات واستقامت کی تعلیم دیتے ہوئے اپنی کتاب جواہر العشاق میں بیان فرمایا (جسے آپ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مکشوفات والہامات پر مبنی رسالہ کی شرح کرتے ہوئے تصنیف فرمایا) چنانچہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک الہام کی شرح فرماتے ہوئے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

اللہ تعالی نے فرشتوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے، اللہ تعالی فرماتا ہے۔۔۔۔بموجب حدیث قدسی: کُـنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ''میں پوشیدہ خزانہ تھا' پس چاہا کہ پہچانا جاؤں'' میں نے چاہا کہ جو میری شان ہے اور جو کچھ میرے جمال و کمال اور قدرت میں ہے اس کو ظاہر کروں۔

(تو میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا) مزید آگے تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کافروں نے یہ بات نادانی سے کہی کہ'' اَبَشَـرٌ يَّهْدُوْنَنَا'' کیا بشر ہم کو راستہ بتاتے ہیں، پس حکم ہوا کہ کَـفَرُوا" وہ لوگ کافر ہوگئے، اتنا نہ سمجھ سکے کہ كَـانَ يَـمْشِىْ وَلَاظِـلَّ لَهٗ (آپ چلتے تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے ہیں نورِ خدا کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے؟ انتہی ملخصاً (جواہر العشاق، ص59)

﴾باطنی پاکیزگی کا مفہوم﴿

حضرات! قلب کی پاکیزگی اور باطن کا تزکیہ ہی دارین کی صلاح وفلاح اور کامیابی وکامرانی ہے اور سلوک کی بنیاد تخلیہ وتجلیہ پر ہے، اس کی توضیح کرتے ہوئے حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا: تخلیہ سے مراد ہے، اللہ جل شانہ کے سوا اور سب طرف سے دل کو ہٹالینا' اور تجلیہ سے مراد ہے، نفس کا تزکیہ اور جلا، توجہِ تام کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہونے اور نفس کو طرح طرح کی عبادتوں میں مشغول رکھنے سے جلاءِ باطن حاصل ہوتی ہے، جس نے یہ دونعمتیں پالیں اسے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئیں۔

خدائے عزوجل تک جو لوگ پہنچے ہیں، وہ نفسانی خواہشات کے خلاف عمل کرنے ،اللہ کی یاد میں راتوں کو جاگنے ، دن میں روزے رکھنے اور کھانے پینے میں کمی کرنے اور دائمی طور پر متوجہ رہنے سے اس مرتبہ پر پہنچے ہیں، اس نعمت کے حصول کے لئے'' پیر'' کی توجہ کی ضرورت ہے، ہم سے جو پیر نے فرمایا؛ ہم اس پر چلے اوران کی اقتدا کی برکت سے فضل الٰہی ہمارے شامل حال ہوا اور تمام مرادیں مل گئیں۔

ایک کلیہ (قاعدہ) ہے جو میں کہہ رہا ہوں ، جزئیات کو اسی پر تطبیق دے لو! جہاں ہَوائے نفس ہو؛ اسے ترک کردو! جہاں کوئی آرزو ہو، اسے نظر سے دور کردو!، دیکھو تو پھر کیا کیا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔(مکتوبات بندہ نواز،ص48/49)

﴿ سونے سے پہلے دن بھر کے عمل کا جائزہ لینا چاہئے ! ﴾

برادران اسلام! بندۂ مومن جب دن گزارتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کی کوشش کرتا ہے، اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنی عبادات اور معاملات کی تکمیل کرتا ہے، بسا اوقات وہ غفلت کا شکار ہوجاتا ہے' اسی لئے بزرگان دین نے احادیث کریمہ کی روشنی میں اپنے اعمال کے محاسبہ کی فکر دی کہ آدمی سونے سے پہلے دن بھر کئے گئے امور کا محاسبہ کرے، نیکی وبھلائی پر شکر بجالائے او ربدی وبرائی پر استغفار کرے۔

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے :

عَنْ أَبِی یَعْلَی شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:	حضرت ابو یعلی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انہوں نے فرمایا،حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اَلْـكَيِّـسُ مَـنْ دَانَ نَـفْسَـهُ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کا تابع وفرمانبردار
وَعَـمِـلَ لِـمَـا بَـعْدَ الْمَوْتِ بنادے اور موت کے بعد والی زندگی کیلئے عمل کرے
وَالْعَـاجِـزُ مَـنْ أَتْبَعَ نَفْسَـهُ اور نادان وہ ہے جو نفس کو اس کی خواہش کا تابع بنادے پھر
هَوَاهَا ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ. اللہ کے بھروسہ پر آرزوئیں اور امیدیں باندھے رکھے۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، حدیث نمبر 4401)

اس سلسلہ میں حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ملاحظہ ہو: روزانہ سونے کے وقت آدمی کو اپنے دن بھر کے عمل اور قول کا جائزہ لے کر سونا چاہئے، العیاذ باللہ! اگر اس سے دن میں کوئی غلط اور بے ہودہ حرکت ہوگئی ہے تو اس سے اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور کوشش کرنا چاہئے کہ آئندہ اس طرح کی حرکت اس سے نہ ہو اور اگر اس سے اچھا اور مستحسن کام ہوا ہو تو برابر اس پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ سے اس پر استقامت کی دعا مانگے اور اللہ کا شکر ادا کرے، جو آدمی اس پر عمل پیرا رہے گا وہ قیامت کے دن حساب وکتاب سے بے خوف رہے گا، فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَّسِيْرًا۔ (جوامع الکلم، 287،288)

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا لمحہ لمحہ انہی پاکیزہ تعلیمات اور خلق خدا کی ہدایت ورہنمائی میں گزرا، آپ اپنی ذات میں ایک عابد وزاہد' پاکباز وروشن ضمیر بزرگ رہے اور دوسروں کے لئے رشد وہدایت کے علمبردار' اخلاق وکردار کا نمونہ' خیر وبھلائی میں امت کے مقتدا وپیشوا رہے۔

﴿وصال مبارک﴾

گلبرگہ شریف میں بائیس سال تک رشد وہدایت اور علم ومعرفت کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد ایک سو چار (104) سال چار (4) ماہ بارہ (12) دن کی عمر

مبارک میں وصال فرمایا، روز شنبہ 16 / ذیقعدہ 825ھ کو اشراق و چاشت کے درمیان آپ کی روح مبارک رفیق اعلی سے جاملی۔

حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی میں ہم سب کے لئے پیغام ہے کہ ہم خودغرضی و مادہ پرستی کو اپنا مقصدِ زندگی نہ بنائیں بلکہ خداترسی اور خلق خدا کی خدمت اختیار کریں، دنیا کی محبت دل سے نکال کر خالق کائنات و مالک حقیقی کی محبت دل میں بسائیں، نفس کی پیروی کرنے کے بجائے نفس کو شریعت اسلامیہ کا تابع بنائیں۔

آج بھی آپ کی تعلیمات وارشادات زخم خوردہ انسانیت کو نسخہ کیمیاء دے رہے ہیں، خوف ودہشت کے ماروں کو امن وسلامتی، راحت وآشتی بخش رہے ہیں اور خلق خدا کو فیوض وبرکات، انوار وتجلیات سے منوّر ومُجلیٰ کررہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اہل اللہ وصالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطافرمائے اوران کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے!

آمِيۡن بِجَاهِ سَيِّدِنَا طٰهٰ وَيٰسٓ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى وَبَارَكَ وَسَلَّمَ عَلَيۡهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ.

زیارت روضۂ اطہر،فضائل وآداب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَحِيمًا.صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ.

برادران اسلام!یہ حج کا موسم ہے،حجاج وزائرین کو یہ شرف مل رہا ہے کہ وہ ایک ہی سفر میں حج بیت اللہ شریف وزیارت روضۂ اطہر کی سعادت سے مالا مال ہورہے ہیں،بعض حضرات براہ راست مدینۂ منورہ حاضر ہورہے ہیں اوربعض افراد حج کی ادائی کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہونے کا شرف حاصل کررہے ہیں،جولوگ پہلے مدینۂ طیبہ حاضر ہورہے ہیں انہیں یہ موقع مل رہا ہے کہ وہ نبی طاہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاک دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور گناہوں سے پاک وصاف ہوکر بارگاہ الہی میں سرفراز ہوتے ہیں اور جوحضرات پہلے مکہ مکرمہ جارہے ہیں انہیں یہ موقع مل رہا ہے کہ وہ بارگاہ الہی میں حاضر ہوتے ہیں اور گناہوں سے پاک وصاف ہوکر نبی طاہر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں باریاب ہوتے ہیں۔

حضرات! حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضری بندۂ مومن کے حق میں نعمت عظمی،امیدافزا طاعت اوردرجات عالیہ کے حصول کا بڑا وسیلہ ہے،آپ کے دربار میں حاضر ہونا تقرب الہی کا قریب ترین ذریعہ ہے،آپ کی بارگاہ

کی حاضری گناہوں کی بخشش اور حصول رحمت ومغفرت کا قوی آسرا ہے۔

زائرین روضۂ اقدس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شفاعت کا مژدۂ جاں فزا سنایا، دراقدس کی حاضری کو اللہ تعالی نے معصیت شعار افراد کے لئے گناہوں کی معافی کا ذریعہ، توبہ کی قبولیت اور نزول رحمت کا خصوصی مرکز قرار دیا ہے، سورۂ نساء کی آیت نمبر: 64، میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا.

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی ان کے لئے سفارش کر دیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائیں گے۔

(سورۃ النساء:64)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی نے تین امور کا ذکر فرمایا: (1) جب گناہ کر بیٹھے تو آپ کے دربار میں حاضر ہونا۔ (2) استغفار کرنا۔ (3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس کے حق میں سفارش فرمانا۔

جب یہ تین کام ہوتے ہیں تو اللہ تعالی کی جانب سے اس بندہ کیلئے قبولیتِ توبہ کا مژدہ ملتا ہے اور وہ بے پناہ رحمتوں کا حقدار بنتا ہے۔

تمام محدثین ومفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد از وصال بھی یہی حکم ہے۔

اس سلسلہ میں کم از کم دو واقعات ملتے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں وآشکار ہو جاتی ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کا حکم بعد از وصال باقی ہے۔

﴿وصالِ مبارک کے تین دن بعد اعرابی کی حاضری﴾

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت تفسیر البحر المحیط اور سبل الہدی والرشاد میں منقول ہے:

وروى الحافظ ابن النعمان في (مصباح الظلام في المستغيثين بخير الأنام) من طريق الحافظ ابن السمعاني بسنده عن علي رضي الله تعالى عنه قال: قدم علينا أعرابي بعدما دفنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة أيام فرمى نفسه على القبر الشريف، وحثا من ترابه على رأسه وقال: يا رسول الله، قلت فسمعنا قولك،

ترجمہ: محدث ابن نعمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام" میں محدث ابن سمعانی کی وساطت سے روایت ذکر کی ہے، جسے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال مبارک کے تین دن بعد ایک اعرابی دراقدس پر حاضر ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے اور وہاں کی خاک مبارک کو اپنے سر پر ڈالنے لگے اور عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ نے ارشاد فرمایا ہم نے آپ کے ارشادِ عالی کو سنا،

ووعيت عن الله تعالى ووعينا عنك وكان فيما أنزل عليك: (ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤوك فاستغفروا الله، واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقد ظلمت نفسي، وجئتك تستغفر لي فنودي من القبر: إنه قد غفر لك	آپ نے اللہ تعالی سے کلام سنا اور بحفاظت ہم تک پہنچایا اور ہم نے آپ سے اس کلام کو سیکھا اور یاد رکھا، آپ پر نازل کردہ کلام میں یہ آیت کریمہ بھی ہے''اور اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کوخوب توبہ قبول کرنے والا' نہایت رحم فرمانے والا پائیں گے۔''(سورۃ النساء :64)(یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !)میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کے دربار اقدس میں حاضر ہوا تاکہ آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں!تو روضۂ اقدس سے آواز آئی:''یقیناً تمہاری بخشش کردی گئی''۔

(تفسیر البحرالمحیط،سورۃ النساء۔ 64۔سبل الھدی والرشاد،جماع أبواب زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وفضلھا،ج12،ص380)

﴿روضۂ اطہر کی زیارت' علامہ ابن کثیر کی وضاحت﴾

مذکورہ آیت کریمہ کے تحت علامہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے:

وقوله :(وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا) يرشد تعالى العصاة والمذنبين إذا وقع منهم الخطأ والعصيان أن يأتوا إلى الرسول صلى الله عليه وسلم فيستغفروا الله عنده، ويسألوه أن يستغفر لهم، فإنهم إذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم، ولهذا قال :(لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے "اور اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں ،اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائینگے۔(اس آیت مبارکہ کے ذریعہ)اللہ تعالی گنہگاروں اور خطا کاروں کو رہنمائی فرمارہا ہے کہ جب ان سے کوئی غلطی اور گناہ سرزد ہوجائے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں حاضر ہوکر اللہ تعالی سے مغفرت طلب کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معروضہ کریں کہ آپ ان کے حق میں سفارش فرمائیں، کیونکہ جب وہ لوگ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالی ان کی توبہ قبول فرمائے گا اور ان پر خصوصی رحمت نازل فرمائے گا اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا،اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ":تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائینگے۔"

وَقَــدْ ذَکَــرَ جَــمَــاعَةٌ مِـنْهُمْ:اَلشَّیْخُ أَبُوْ نَصْرِ بْنُ الـصَّبَّــاغِ فِیْ کِتَــابِــهِ "اَلشَّــامِلُ "اَلْـحِـکَـایَةَ الْـمَشْهُـوْرَةَ عَنِ الْعُتْبِیِّ، قَالَ کُنْتُ جالساً عند قَبْرِ الـنبـیِّ صَـلَّـی اللـهُ عَلَیْـهِ وَسَـلَّـمَ ، فَجَاءَ أَعْرَابِیٌّ ، فَـقَالَ : السَّلاَمُ عَلَیْکَ ، یَـا رَسُـولَ الـلَّهِ ، سَمِعْتُ الـلَّـهَ تعالی یَقُولُ : (وَلَوْ أَنَّهُـمْ إِذ ظَّـلَـمُوْا أَنفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَـغْـفَـرَ لَهُـمُ الرَّسُوْلُ لَـوَجَــدُوْا الـلّٰــهَ تَـوَّابـاً رَّحِیـمـاً)، وقَـدْ جِئْتُکَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِیْ مُسْتَشْفِعًا بِکَ إِلَــی رَبِّـیْ ثُمَّ أَنْشَـأَ یَقُولُ

:اورعلماء ومفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے،ان میں شیخ ابو نصر بن صباغ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں' اُنہوں نے اپنی کتاب "الشامل" میں حضرت عتبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول مشہور حکایت ذکر کی، آپ نے فرمایا: میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اقدس کے قریب حاضر تھا،ایک اعرابی نے دراقدس پر حاضر ہوکر صلوۃ وسلام پیش کیا اورعرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے اللہ تعالی کو(قرآن کریم میں)فرماتے ہوئے سنا: "وَلَـوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوْا أَنفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ......"اوراگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں تو اے محبوب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں ،اور اللہ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسول(صلی اللہ علیہ والہ وسلم)بھی ان کے لئے سفارش کردیں تو وہ ضرور بضرور اللہ کو خوب توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائیں گے۔(سورۃ النساء :64)نیز اعرابی نے عرض کیا:یقیناً میں اپنے گناہوں کی معافی کی خاطر آپ کی ذات ستودہ صفات کو اپنے پروردگار کے دربار میں وسیلہ بنا کر آپ کے دربار عالی شان میں حاضر ہوا ہوں،اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار کہے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ القَاعُ وَالْأَكَمُ

نَفْسِي الفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ فِيهِ العَفَافُ ، وَفِيهِ الجُودُ وَالكَرَمُ

اے کائنات کی سب سے بہترین ذات! جن کے وجود مقدس کو زمین نے چوما ہے، آپ کے وجود مقدس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے پاکیزہ ومعطر ہو چکے ہیں ،میری جان قربان اس روضۂ اطہر پر جس میں آپ رونق افروز ہیں، جس میں پاکیزگی ہے، سخاوت اور کرم نوازی ہے۔

حضرت عُتبی فرماتے ہیں:

ثُمَّ انْصَرَفَ الْأَعْرَابِيُّ فَغَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ ، فَقَالَ : يَا عُتْبِيُّ ! اِلْحَقِ الْأَعْرَابِيَّ ، فَبَشِّرْهُ أَنَّ اللَّهَ تعالى قَدْ غَفَرَ لَهُ.

جب وہ اعرابی واپس ہوگئے تو مجھ پر نیند طاری ہوگئی، خواب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا، اور آپ نے ارشاد فرمایا: اے عُتبی! اس اعرابی سے ملاقات کرو! اور انہیں بشارت دو کہ یقیناً اللہ تعالی نے ان کی بخشش فرمادی ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر، سورۃ النساء، 64۔ج 2، ص 384۔معجم ابن عساکر، حدیث نمبر 738۔شعب الإیمان للبیھقی، فضل الحج والعمرۃ، حدیث نمبر 4019۔ الجواھر الحسان فی تفسیر القران للثعالبی، سورۃ النساء، 64۔ الدر المنثور فی التأویل بالمأثور، سورۃ البقرۃ، 203۔ تفسیر البحر المحیط، سورۃ النساء، 64۔الحاوی الکبیر للماوردی، مستوی کتاب الحج۔الشرح الکبیر لابن قدامۃ، ج3، ص494۔ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، التَّوَسُّل بِالنبی بَعْدَ وَفَاتِہِ۔المواھب اللدنیۃ، مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ

المنیف، ج12،ص199۔سبل الھدی والرشاد، جماع أبواب زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وفضلھا، ج12،ص390۔مختصر تاریخ دمشق، باب من زار قبرہ بعد وفاتہ کمن زار حضرتہ قبل وفاتہ۔خلاصۃ الوفابأخبار دارالمصطفی، ج1،ص57۔ الأذکار النوویۃ، کتاب أذکار الحج، حدیث نمبر574)

حضرات! اللہ تعالی نے ان مذکورہ اشعار کو ایسی شان عطا کی ہے کہ جالی مبارک سے متصل ستونوں پر آج بھی نقش ہیں اور زائرین کے لئے نور بصارت وبصیرت کا سامان فراہم کررہے ہیں۔

﴿روضہ اقدس کی حاضری عین سعادت﴾

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے المواھب اللدنیہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے:

وعن الحسن البصری قال:وقف حاتم الاصم علی قبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال:یا رب!انا زرنا قبر نبیک فلا تردنا خائبین!فنودی :یا ھذا !ما اذنا لک فی زیارۃ قبر حبیبنا الا وقد قبلناک	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا:حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دراقدس پر حاضر ہوئے ،اور دربار الہی میں معروضہ کیا کہ اے اللہ! ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دراطہر پر حاضر ہوئے ہیں،ہمیں محروم نہ لوٹا!ہاتف غیبی سے آواز آئی:اگرہمیں تم کوقبول کرنا منظور نہ ہوتا توتمہیں حاضری کا موقع مرحمت ہی نہ فرماتے!

فـــارجـــع انـــت ومـــن معـــك مـــن الـــزوار مغفورا لكم.

تم اس حال میں واپس لوٹو کہ ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھ تمام زائرین کو بخشش ومغفرت سے مالا مال فرمادیا ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف، ج12،ص200)

﴿زائرین روضۂ اقدس کے لئے شفاعت کی ضمانت﴾

برادران اسلام! کتب حدیث وفقہ میں جہاں حج کے مناسک اور اس کے آداب کا ذکر ہے وہیں روضۂ اطہر کی حاضری اوراس کے آداب کا بھی ذکر موجود ہے، اورزائرین روضۂ اقدس کے حق میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفاعت خاصہ کا وعدہ بھی فرمایا؛ چنانچہ سنن دارقطنی ،شعب الإیمان للبیھقی،جامع الأحادیث،جمع الجوامع ،مجمع الزوائداور کنزالعمال وغیرہ میں حدیث مبارک ہے:

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَـالَ : قَـالَ رَسُـوْلُ الـلـهِ صَلَّى الـلـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ :مَنْ زَارَ قَبْـرِیْ وَجَبَـتْ لَـهُ شَفَاعَتِیْ .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوچکی ہے۔

(سنن الدارقطنی: کتاب الحج، حدیث نمبر:2727۔صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الحج اوالمناسک، باب زیارۃ قبرالنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم،حدیث نمبر۔3095۔شعب

الإیمان للبیھقی ،الخامس والعشرین من شعب الإیمان وھو باب فی المناسک،فضل الحج و العمرۃ حدیث نمبر:4159۔جامع الأحادیث،حرف المیم،حدیث نمبر:22304 ۔جمع الجوامع،حرف المیم، حدیث نمبر:5035 ۔مجمع الزوائد،ج 4،ص 6،حدیث نمبر: 5841۔کنز العمال ، زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم،حدیث نمبر: 42583۔المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف،ج12،ص179)

﴿حدیث زیارت صحیح ومستند،محدثین کی صراحت﴾

اس حدیث شریف کو کئی ایک محدثین نے روایت کیا،اس کے قابل استدلال ہونے سے متعلق ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

رواہ الدارقطنی وغیرہ وصححہ جماعۃ من الائمۃ.	اس حدیث پاک کو امام دارقطنی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ائمہ ومحدثین کی ایک جماعت نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔

(شرح الشفا لعلی القاری بھامش نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض،ج3،ص511)

اورعلامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں تفصیل بیان کی ہے:

زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من أفضل الطاعات وأعظم القربات	حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مقدسہ افضل ترین اطاعت اورقرب خداوندی کا عظیم ترین ذریعہ ہے،

لقوله صلى الله عليه وسلم من زار قبرى وجبت له شفاعتى رواه الدارقطنى وغيره وصححه عبد الحق ولقوله صلى الله عليه وسلم من جاء نى زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتى كان حقا على أن أكون له شفيعا يوم القيامة رواه الجماعة منهم الحافظ أبو على بن السكن فى كتابه المسمى بالسنن الصحاح فهذان إمامان صححا هذين الحديثين وقولهما أولى من قول من طعن فى ذلك .	اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے: جس نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوچکی ہے۔ امام دارقطنی اور دیگر محدثین نے اسے روایت کیا اور محدث عبدالحق نے اسے صحیح قرار دیا۔اور یہ حدیث پاک بھی دلیل ہے' حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو میری زیارت کے لئے اس طرح آئے کہ بجز میری زیارت کے اس کا کوئی اور مقصد نہ ہوتو قیامت کے دن اس کی شفاعت میرے ذمۂ کرم پر ہے۔اس کی روایت محدثین کی ایک جماعت نے کی ہے،ان میں محدث ابو علی بن سکن ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''سنن صحاح''میں اس حدیث کوصحیح قرار دیا، یہ دونوں حضرات فن حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں جنہوں نے ان روایتوں کوصحیح کہا ہے اور ان کا کہنا اس شخص کے کہنے سے اولی وبہتر ہے جس نے اس میں طعن کیا۔

(حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجۃ' کتاب المناسک' باب فضل المدینۃ' حدیث نمبر 3103)

علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا میں اس کی مزید تفصیل بیان کی ہے:

رواه ابن خزيمة والبزاروالطبرانی والذهبی وحسنه وله طرق وشواهد تعضده والطعن فی رواته مردود كمابينه السبكی واطال فيه.

اس حدیث مبارک کو امام ابن خزیمہ، امام بزار، امام طبرانی، علامہ ذہبی نے روایت کیا اور علامہ ذہبی نے اُسے حسن قرار دیا، اس روایت کی کئی سندیں اور متعدد شواہد ہیں جو اِس روایت کی تائید کررہی ہیں، اس حدیث پاک کے راویوں پر طعن ناقابل قبول ہے جیسا کہ امام سبکی نے تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، ج3، ص511)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

ورواه عبد الحق فی احكامه الوسطی وفی الصغری وسكت عنه، وسكوته عن الحديث فيهما دليل علی صحته.

اس روایت کو امام عبد الحق نے اپنی کتاب "احکام وسطی" اور "احکام صغری" میں بیان کیا اور اس کی سند پر کچھ کلام نہ کیا، اور ان دونوں کتابوں میں ان کا سند پر کلام نہ کرنا اس حدیث شریف کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف، ج12، ص179)

بیان کردہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس روایت کو بعض محدثین نے سند حسن سے اور ایک جماعت نے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

﴿خالص حضور کی خاطر حاضر ہونے پر شفاعت اور مقبول حج کی بشارت﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری ابدی سعادت کا ذریعہ ہے، اسی لئے احادیث شریفہ میں بطور خاص دربار اقدس میں حاضری کی ترغیب وتشویق دی گئی، زائرین روضۂ اقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضری کی نیت سے جائیں کیونکہ قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ حکم دیا گیا "جَاءُ وْکَ" وہ لوگ آپ کے پاس آئیں۔(سورۃ النساء۔64)

قرآن کریم کے اس واضح حکم کا انکار کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں اور اس میں باطل تاویلات کرنا' محرومی کی علامت ہے۔

بعض افراد یہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی نیت سے مدینۂ منورہ جائیں اور زیارت کی نیت سے نہ جائیں، ایسے افراد کو سوچنا چاہئے کہ ہر مسجد اللہ کا گھر ہے' لیکن مسجد نبوی ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت سے معظم ومحترم ہے، آپ ہی کے سبب وہ مشرف ومکرم ہے، جب اس مسجد کی نیت سے سفر کیا جاسکتا ہے تو پھر جس ذات گرامی کی نسبت بابرکت سے مسجد' مقدس اور عظمت والی بنی اس ذات عالی وقار کے دربار گہر بار میں حاضری کی نیت سے سفر کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زیارتِ مقدسہ کی نیت سے حاضر ہونے پر شفاعت خاصہ کی بشارت دی ہے اور اس خوش نصیب زائر کو دو مقبول حج کے ثواب کی خوشخبری سنائی ہے۔

چنانچہ معجم کبیر طبرانی، معجم اوسط طبرانی، مستدرک علی الصحیحین، مجمع الزوائد، جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

مَـنْ جَـاءَ نِیْ زَائِرًا لَاتَحْمِلُهٗ حَـاجَةٌ اِلَّا زِیَـارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَـلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو میری زیارت کے لئے اس طرح آئے کہ بجز میری زیارت کے اس کا کوئی اور مقصد نہ ہوتو قیامت کے دن اس کی شفاعت میرے ذمۂ کرم پر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر:12971۔المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر:4704۔المستدرک علی الصحیحین :1747۔مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حدیث نمبر:5842۔جامع الأحادیث للسیوطی، حدیث نمبر:21932۔الجامع الکبیر للسیوطی، حدیث نمبر:4663۔کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، حدیث نمبر: 34928)

﴿زائرین روضۂ اقدس کو دو مقبول حج کا ثواب﴾

سنن دیلمی، جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں روایت ہے:

مَنْ حَجَّ اِلَی مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِـیْ مَسْـجِدِیْ كُتِبَـتْ لَـهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ .

جس نے حج کیا پھر میری زیارت کے قصد سے میری مسجد کو آیا تو اس کے لئے دو مقبول حج لکھے جاتے ہیں۔

(سنن الدیلمی ۔جامع الأحادیث، حدیث نمبر: 21996۔الجامع الکبیر للسیوطی، حدیث نمبر:4727 ۔کنز العمال، حدیث نمبر:12370)

حسنِ ایمان و عقیدت سے جو طیبہ دیکھا
دین و دنیا کی سعادت کا خزینہ دیکھا

لوح وکرسی و قلم ، جنت و سدرہ دیکھا
دیکھا سب کچھ بیقیں جس نے مدینہ دیکھا
(مؤلف)

﴿زیارت کی نیت سے حاضر ہونے والوں کے لئے حضور کی رفاقت﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت سے حاضر ہونے والے خوش نصیب افراد کے حق میں آپ نے صرف شفاعت کا وعدہ ہی نہیں فرمایا بلکہ ان کو یہ بشارت بھی عطا فرمائی کہ وہ حضرات قیامت کے دن آپ کی حمایت اور پناہ میں رہیں گے، جیسا کہ شعب الایمان، سنن صغری للبیھقی، جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں حدیث شریف ہے:

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِيَامَةِ .

جو شخص میری زیارت کے ارادہ سے (مدینہ منورہ) حاضر ہو، قیامت کے دن وہ میرا ہمسایہ اور میری پناہ میں ہوگا۔

(شعب الإیمان للبیھقی ,حدیث نمبر:3994 ۔ السنن الصغری للبیھقی ,حدیث نمبر:1818 ۔ جامع الأحادیث للسیوطی،حدیث نمبر:22308 ۔الجامع الکبیر للسیوطی،حدیث نمبر:5039 ۔کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال،حدیث نمبر:12373)

﴿روضہ مقدسہ مدینہ منورہ میں ہونے کی حکمت﴾

حضرات! مکہ مکرمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ نے بحکم خدا وہاں سے ہجرت فرمائی اور مدینۂ منورہ تشریف لائے، بیت اللہ

شریف بھی مکہ مکرمہ میں ہے، حج کے سارے مناسک مکہ مکرمہ، عرفات ومزدلفہ میں ادا کئے جاتے ہیں، رب اگر چاہتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ اقدس بھی مکہ مکرمہ میں ہوتا، لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ آپ کا روضۂ اطہر مدینۂ منورہ میں رکھا تا کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری حج کی طفیلی نہ بن جائے بلکہ آپ کی بارگاہ عالی جاہ میں حاضری کے لئے مستقل سفر کیا جائے، جیسا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " یہ مشیت الٰہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر مکہ معظّمہ میں نہ ہو، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، حج کی طفیلی نہ ہوجائے، حج کعبہ کے بعد علٰحدہ سے خاص کر قصد، مدینہ منورہ کا کیا جائے، امام شافعی کے قول کے مطابق تو مکہ معظّمہ کی طرح مدینہ منورہ بھی حرم ہے لیکن تعظیم وتکریم کے واجب ہونے کے بارے میں تو سب ہی متفق ہیں "۔انتہی ملخصاً۔(جوامع الکلم، ص:361)

﴿ دربار اقدس میں حاضری سے گریز' باعثِ محرومی ﴾

حضرات! قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا، ترغیب وتشویق دلائی گئی اور حاضری سے گریز کرنے کو منافقین کا شیوہ قرار دیا گیا، ارشاد الٰہی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا	اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ! اللہ
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ	کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے لئے
لَوَّوْا رُءُ وسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ	مغفرت طلب فرمائینگے تو وہ انکار سے اپنے سروں کو
يَصُدُّونَ وَهُمْ	گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھوگے کہ وہ تکبر کرتے
مُسْتَكْبِرُونَ .	ہوئے حاضری سے رک رہے ہیں۔(سورۃ المنافقون۔5)

علاوہ ازیں استطاعت رکھنے کے باوجود زیارت مقدسہ سے گریز کرنے والے سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے مجھ پر زیادتی کی ہے، جیسا کہ مواھب لدنیہ میں حدیث شریف ہے:

وَرُوِیَ عَنْہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :مَنْ وَّجَدَ سَعَۃً وَلَمْ یَفِدْ اِلَیَّ فَقَدْ جَفَانِیْ. ذَکَرَہٗ اِبْنُ فَرْحُوْن فِیْ مَنَاسِکِہٖ،وَالْغَزَالِیُّ فِیْ الْاِحْیَاءِ...	حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے: آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود میری بارگاہ میں حاضر نہ ہوتو اس نے مجھ پر زیادتی کی، اس روایت کو ابن فرحون نے اپنی "مناسک" میں اور امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں نقل کیا ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف، ج12،ص180)

نیز جامع الاحادیث، جامع کبیر اور کنز العمال میں حدیث شریف ہے:

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ .	جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ سے جفا کی۔

(جامع الأحادیث للسیوطی:21997۔الجامع الکبیر للسیوطی:4728۔کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال:12368)

﴿بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنے کے آداب﴾

آدمی جتنی بڑی شخصیت کے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اتنا ہی زیادہ اہتمام کرتا ہے، دنیا میں ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں، بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ بارگاہ عالیجاہ ہے جہاں فرشتے باادب حاضر ہوتے ہیں، بڑے بڑے اولیاء واقطاب آہستہ قدم، خمیدہ سر، پست نگاہ، لرزیدہ بدن، الغرض پیکر ادب بن کر حاضر ہوتے، لہذا

روضۂ اقدس کے زائرین کو قرینہ ادب رکھنا چاہئے، اس سلسلہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں رقم فرمایا:

وینبغی ان یقف عند محاذاۃ اربعۃ اذرع، ویلازم الادب والخشوع والتواضع، غاض البصر فی مقام الھیبۃ، کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ، ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ، کما ھو الحال فی حال حیاتہ، اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ احوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم، وذلک عندہ جلی لا خفاء بہ۔

زائر کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ مواجہہ شریف سے چار گز کی دوری پر ٹھہرے، پیکر ادب ہو کر خشوع وانکساری کو اپنے اوپر لازم کر لے، بارگاہ عالی جاہ میں اپنی نگاہ کو نیچی کئے ہوئے اس طرح حاضر ہو جیسے آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ کے روبرو حاضر ہوا کرتے، اور اس بات کو ملحوظ رکھے کہ آپ اپنے دربار میں اس کے حاضر ہونے کو جانتے ہیں اور اس کے سلام کو سماعت فرماتے ہیں جیسا کہ آپ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں سنا کرتے تھے، کیونکہ اپنی امت کا مشاہدہ فرمانے کے لئے اور ان کے حالات، نیتیں، ارادے اور دلی کیفیات کو جاننے کے لئے آپ کی حیات طیبہ اور وصال مبارک میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ ساری چیزیں آپ پر بالکل عیاں ہیں جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف، ج12، ص195)

﴿سلام پیش کرتے وقت کدھر رخ کریں؟﴾

زائرین روضۂ اقدس اس یقین کے ساتھ دربار اقدس میں حاضر ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حیات ہیں ،صلوۃ وسلام کو بلاواسطہ سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عنایت فرماتے ہیں،سنن ابن ماجہ میں حدیث مبارک ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ.	بیشک اللہ نے زمین پرحرام کردیا کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے ،اللہ کے نبی حیات ہیں،رزق پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم،حدیث نمبر:1706)

حضرات! بارگاہ نبوی کے آداب کے سلسلہ میں محدثین کرام وفقہاء عظام نے بیان فرمایا کہ جب سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں تو اس طرح باادب ٹھہریں کہ چہرہ مواجہہ شریف کی جانب ہواور پیٹھ قبلہ کی جانب ہو،امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خلیفہ ابوجعفر منصور کو یہی فرمایا تھا کہ جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب ہی رخ کرکے دعا کریں،سبل الہدی والرشاد میں روایت ہے:

ولما ناظر أبو جعفر المنصور عبد الله بن محمد بن عباس ثاني خلفاء بني العباس مالكا في مسجده عليه الصلاة والسلام قال له مالك:	اور جب بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر منصور عبداللہ بن محمد بن عباس نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں مناظرہ کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان سے فرمایا:

یــا أمیــر الـمـؤمـنین لا ترفع صـوتک فی هذا المسجد، فإن الـلــه تـعـالی أدب قوما فقال: (لا تـرفعوا أصواتکم فـوق صــوت الـنبــی) وإن حـرمتـه میتـا کـحرمته حیا، فاستکان لها أبو جعفر، وقال لـمالک: یـا أبـا عبیـد اللـه أأستـقبـل الـقبـلة وادعـوا أم استـقبـل رسول اللـه صـلی الـله علیه وسلم ؟ فـقال له: لم تصرف وجهک عنه وهو وسیــلتک ووسیـلة أبیک آدم إلــی الـلــه تـعـالی یوم القیامة بل استقبله واستشفع بـه فیشفعک الله، فإنه تقبل بـه شـفاعتک لنفسک قال الـلــه تـعالی: (ولـو أنهم إذ ظلموا أنفسهم)

اے امیر المؤمنین! اپنی آواز کو اس مسجد میں بلند نہ کرو! کیونکہ اللہ تعالی نے ایک بہتر قوم کو ادب سکھاتے ہوئے (قرآن کریم میں) فرمایا: "اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو!" بیشک آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں جس طرح آپ کا ادب واحترام لازم تھا آپ کے وصال مبارک کے بعد بھی اسی طرح ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے! تو خلیفہ ابوجعفر باادب ہوگئے اور امام مالک سے دریافت کرنے لگے: اے ابوعبید اللہ! بوقت حاضری، میں قبلہ کی جانب رخ کروں اور دعا کروں یا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب رخ کروں؟ تو آپ نے فرمایا: آپ اپنے چہرہ کو حضور کی بارگاہ سے کیسے پھیر سکتے ہو؟ جبکہ آپ کی ذات گرامی ہی قیامت کے دن اللہ تعالی کے دربار میں آپ کے لئے اور آپ کے والد حضرت آدم علیہ السلام کے لئے وسیلہ ہے۔ ہر حال میں آپ حضور کی جانب ہی رخ کریں! اور آپ سے شفاعت طلب کریں! اللہ تعالی تمہارے حق میں سفارش قبول کرے گا، کیونکہ یہی وہ ذات بابرکت ہے جس کے طفیل تمہارے حق میں تمہارا معروضہ قبول کیا جائے گا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (ولـو أنهـم إذ ظـلـمـوا أنفسهم....)

(سبل الہدی والرشاد، جماع أبواب بعض ما یجب علی الانام من حقوقہ علیہ الصلاۃ والسلام، ج11،ص423)

علامہ ابن تیمیہ کی صراحت

اس سلسلہ میں علامہ ابن تیمیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ سلام پیش کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب چہرہ اور قبلہ کی جانب پشت ہو، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عمل رہا:

وهكذا كان الصحابة يسلمون عليه ،مستقبلي الحجرة مستدبري القبلة عند أكثر العلماء كمالك والشافعي وأحمد.	اوراسی طرح حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سلام پیش کیا کرتے ،اس طور پر کہ مواجہہ شریف کی جانب رخ کرتے اور قبلہ کی جانب پیٹھ ہوا کرتی،علماء امت کی اکثریت کا یہی مسلک رہا،جیسا کہ امام مالک امام شافعی اورامام احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔

(مختصر منسک شیخ الإسلام ابن تیمیۃ ،الفصل الرابع عشر فی زیارۃ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

بارگاہ اقدس میں اس طرح سلام پیش کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَبِيَّ اللهُ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللهُ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا

خِيَــرَةَ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا صَفْوَةَ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی اَهْلِ بَيْتِکَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی اَزْوَاجِکَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی اَصْحَابِکَ اَجْمَعِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ! جَزَاکَ اللّٰہُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفْضَلَ مَا جَازٰی نَبِيًّا وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِہٖ،وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَيْکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ،وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَمِيْنُہٗ وَخِيَرَتُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ،وَاَشْهَدُ اَنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَ اَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ،وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ، وَجَاهَدْتَّ فِیْ اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِہٖ.

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف،ج12،ص197)

پھر سیدھی جانب ایک ہاتھ ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنْ!اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَیَّدَ اللّٰہُ بِہِ الدِّیْنْ! جَزَاکَ اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا.اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْہُ ،وَارْضَ عَنَّا بِہٖ.

پھر سیدھی جانب ایک ہاتھ ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنِ!اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَیَّدَ اللّٰہُ بِہِ الدِّیْنْ! جَزَاکَ اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا.اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْہُ ،وَارْضَ عَنَّا بِہٖ.

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف،ج12،ص201)

﴿زائرین روضۂ اقدس سے سلام پیش کرنے کی درخواست کرنا﴾

حضرات!ہر بندۂ مؤمن کی عین تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں باادب حاضر ہوکر صلوۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرے،زائرین روضۂ اقدس تو براہ راست صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں لیکن جو حضرات وہاں جا نہ سکے وہ حجاج وزائرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کی جانب سے بارگاہ اقدس میں سلام پیش کریں،حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اہتمام کے ساتھ ملک شام سے ایک صاحب کو روانہ فرماتے کہ وہ آپ کی جانب سے بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرے،جیسا کہ امام بیہقی کی شعب الایمان اور امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں روایت ہے:

وقد صح ان عمر بن عبد العزیز کان یبرد البرید للسلام علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم .	یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے لئے (ملک شام) سے ایک قاصد کو روانہ کیا کرتے۔

(شعب الایمان للبیہقی ، حدیث نمبر:4008/4007۔المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف ، ج12،ص184)

﴿ مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ﴾

مسجد نبوی شریف وہ عظیم مسجد ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے ، یہیں آپ نے قیام فرمایا' یہیں آپ کا کاشانۂ اقدس رہا اور یہیں آپ کا روضۂ اطہر ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : صَلاَةٌ فِی مَسْجِدِی هَذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِیمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، حدیث نمبر1190)

مسجد نبوی میں ایک نماز ادا کرنا دیگر مساجد میں پچاس ہزار نماز ادا کرنے کے برابر اجر وثواب رکھتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث پاک ہے:

وَصَلاَةٌ فِي مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلاَةٍ .	میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا پچاس ہزار نماز ادا کرنے کے برابر اجر وثواب رکھتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصلاۃ فی المسجد الجامع، حدیث نمبر:1478)

﴿مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت﴾

مدینہ طیبہ میں سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں حاضر ہونا ہر مؤمن کا عین مقصد ہوتا ہے اور جس مسجد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نسبت حاصل ہو‘اس میں زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کرنا عظیم سعادت ہے۔مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں ادا کرنے کا جو خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے اور ہر گروپ اور ہر قافلہ کے منتظمین بطور خاص انتظام کرتے ہیں،اس کا سبب وداعیہ یہ ہے کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں ادا کرنے والے کے لئے دوزخ سے آزادی ورہائی، نفاق سے حفاظت وبراءت اور عذاب سے خلاصی ونجات کا اعلان فرمایا جیسا کہ مسند امام احمد اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک ہے :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں،

اَنَّـهُ قَـالَ مَـنْ صَـلَّـى فِـي	آپ نے ارشادفرمایا: جوشخص میری مسجد میں
مَسْـجِـدِی اَرْبَعِينَ صَلاةً لَا	چالیس نمازیں ادا کرے اوراس سے کوئی نماز
يَفُوتُهُ صَلاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ	نہ چھوٹی ہوتو اس کے لئے دوزخ سے آزادی
مِـنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ	اور عذاب سے خلاصی لکھ دی گئی اور وہ نفاق
وَبَرِءَ مِنَ النِّفَاقِ .	سے محفوظ و بری ہو گیا۔

(مسند الامام احمد، مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر:12919۔ مجمع الزوائد ج4، باب فیمن صلی بالمدینۃ اربعین صلوۃ، ص:8۔)

صاحب مجمع الزوائد امام علی بن ابوبکر بن سلیمان ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قـلـت روى التـرمـذى	میں کہتا ہوں امام ترمذی نے اس حدیث کے بعض حصہ کو
بـعـضــه . رواه احـمـد	روایت کیا، امام احمد نے (اپنی مسند میں) اور امام طبرانی
والـطبرانی فی الاوسط	نے معجم اوسط میں اس کی روایت کی اور اس حدیث کو
ورجاله ثقات .	روایت کرنے والے حضرات معتبر وثقہ ہیں۔

ونیز امام طبرانی کی معجم اوسط میں الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ منقول ہے:

عـن انس بن مالک قال قال	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
رسـول الـلـه صـلـى الله عليه	ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلم من صلى فى مسجدى	ارشادفرمایا: جس نے میری مسجد میں چالیس
اربعين صلوٰة	نمازیں ادا کیں

لا یفوته صلوة کتب الله له اور اس سے کوئی نماز فوت نہیں ہوئی ،اللہ تعالیٰ

براءة من النار و نجاة من اس کے لیے دوزخ سے براءت اورعذاب سے

العذاب. نجات لکھ دیتا ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم من اسمہ محمد، حدیث نمبر: 5602)

﴿ریاض الجنۃ کی فضیلت﴾

ریاض الجنۃ کے معنیٰ جنت کے باغ اور کیاری کے ہیں، یہ وہ مبارک حصہ ہے جو منبر نبوی شریف اور کاشانۂ اقدس کے درمیان ہے،اس سے متعلق ارشاد نبوی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ : مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .

حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ، باب فضل مابین القبر والمنبر . حدیث نمبر:1195)

زائرو آؤ کہ جنت بھی یہیں ملتی ہے
روضۂ شاہ سے ہی خلد کا رستہ دیکھا
(مؤلف)

﴿مسجد قباء میں دوگانہ عمرہ کے برابر﴾

تین مساجد مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قُبا تمام مساجد سے

افضل ہے مدینۂ منورہ میں سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہیں نماز ادا فرمایا کرتے تھے یہاں کا ایک دوگانہ ایک عمرہ کے برابر ہے، سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ قَالَ رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ اَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلَّى فِيهِ صَلاَةً كَانَ لَهُ كَاَجْرِ عُمْرَةٍ.	حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: جواپنی قیام گاہ سے باطہارت مسجد قباء آئے اوردو رکعت ادا کرے اسے عمرہ کا ثواب ہے۔

(سنن ابن ماجہ: 1477- جامع الأحادیث: 21785 ۔الجامع الکبیر للسیوطی: 4516 ۔کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال: 34963)

ونیز جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی، شعب الایمان اور مسند ابویعلی وغیرہ میں حدیث مبارک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا: مسجدِ قباء میں نماز ادا کرنا، عمرہ ادا کرنے کی طرح ہے۔قَالَ : الصَّلاَةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ .

(جامع الترمذی: 325 ۔سنن ابن ماجہ: 1476 ۔ المعجم الکبیر: 569 ۔ شعب الإیمان للبیھقی: 4031 ۔ مسندأبی یعلی الموصلی: 7015 ۔ السنن الصغری للبیھقی: 1824۔ جامع الأحادیث: 13639 ۔ الجامع الکبیر للسیوطی: 119 ۔ السنن الکبری للبیھقی: 10594 ۔کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال: 3496)

﴿ زائرین روضۂ اقدس کو حضرت ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی قیمتی نصیحت ﴾

زائرین روضۂ اطہر کو نصیحت کرتے ہوئے عارف باللہ ابوالبرکات حضرت

سید خلیل اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

حضرت والدی علیہ الرحمہ پر اس وقت بہت زیادہ رقّت طاری ہو جایا کرتی تھی، جب آپ زائر مدینہ پاک کو وہاں کے خصوصی آداب کی تلقین فرماتے، تاکیداً فرمایا کرتے کہ دیکھو میاں! مدینہ کا دربار ایک زندہ شہنشاہ کا دربار ہے۔

یہ یقین رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے ہر قول وفعل کی فوراً خبر ہو جاتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار اقدس میں ایسے ہی حیات سے ہیں جیسے اپنی دنیوی زندگی میں تھے۔

یہ سمجھاتے ہوئے اکثر اس واقعہ کو بھی بیان فرماتے تھے کہ ایک حاجی نے اپنے زمانۂ قیامِ مدینہ منورہ میں اپنے ایک ساتھی سے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی ہر چیز اچھی ہے مگر یہاں کے دہی میں ذرا بُو ہے، اسی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمائے: اگر تم کو ہمارے پاس کا دہی پسند نہیں تو تم یہاں کیوں رہتے ہو؟

اس واقعہ کو سنا کر زائر مدینہ کو خبردار فرماتے کہ وہاں دورانِ قیام اپنے قول اور فعل میں سخت احتیاط رکھیں۔

خبردار! وہاں کسی کی دل شکنی نہ ہونے پائے۔

با خدا دیوانہ باش و

با محمد ہوشیار

(کتاب الحج والزیارۃ، پیش لفظ، ص5)

برادران اسلام! حجاج وزائرین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اپنے قیام کو غنیمت جانیں، نمازوں کی پابندی کریں، نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین

وغیرہ کا اہتمام کریں، حالت احرام میں تلبیہ کی کثرت کریں، درود شریف کا وردر کھیں۔

مدینۂ منورہ میں قیام کے دوران مسجد قباء اور مسجد قبلتین میں دوگانہ ادا کریں، جنت البقیع شریف جہاں تقریبا دس ہزار سے زائد صحابۂ عظام واہل بیت کرام، تابعین وائمہ کے مزارات ہیں، اس کی بھی زیارت کریں احد شریف جس کے دامن میں سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کا مزار مبارک اور دیگر شہداء کرام کے مزارات ہیں اس کی بھی زیارت کریں۔

﴿مسجد نبوی شریف سے نکلتے وقت چپل وغیرہ پٹخنا﴾

کسی بھی کام کو اطمینان وآہستگی وقار وشائستگی کے ساتھ کرنا چاہیئے، عجلت وبے وقاری طبیعت سلیمہ کے لئے پسندیدہ نہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امور کو اطمینان ووقار کے ساتھ انجام دیتے چنانچہ صحیح مسلم شریف، ج،1، کتاب الجنائز، فصل فی التسلیم علی اہل القبور والدعاء والاستغفار لہم، ص 313، میں طویل روایت کا ایک جز ملاحظہ ہو (حدیث نمبر 974)

فاخذ ردائه رويدا	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
وانتعل رويدا	ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستگی سے
وفتح الباب رويدا	اپنی چادر مبارک لی، اطمینان سے نعلین مبارک پہنی، آہستگی
فخرج ثم اجافه	سے دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے پھر آہستہ سے
رويدا	دروازہ بند کیا۔

(صحیح مسلم شریف، ج،1، کتاب الجنائز، فصل فی التسلیم علی اہل القبور والدعاء والاستغفار

لہم،ص313،حدیث نمبر 974)

کسی بھی موقع پر چپل وغیرہ پٹخنا یا زمین پر اس طرح زور سے رکھنا کہ جس سے آواز آئے ناپسندیدہ ہے، اور مساجد سے نکلتے وقت یہ عمل حد درجہ ناپسندیدہ ہے، مسجد میں داخل ہوتے وقت، نکلتے وقت اور اندرون مسجد اس کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے ایسی کوئی آواز نہ کی جائے جس سے نمازیوں اور ذکر وتلاوت کرنے والوں کو خلل ہو، لہذا چپل وغیرہ رکھتے وقت آہستگی ووقار کو پیش نظر رکھنا چاہئیے ۔

یہ عام مساجد کے احکام ہیں اور بالخصوص مسجد نبوی شریف علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اور مسجد حرام شریف کے آداب تو دیگر مساجد کے بالمقابل زائد ہیں اس لئے حجاج کرام وزائرین حضرات کو چپل پہنتے اور رکھتے وقت ان مقامات مقدسہ کی قربت کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح کی غفلت ولاپرواہی سے مکمل طور پر احتیاط برتنی چاہئے ۔

﴿ مسجد نبوی شریف میں آواز بلند کرنے کی ممانعت ﴾

مسجد نبوی شریف میں کسی کو دور سے بآواز بلند پکارنا سخت ممنوع اور خلاف ادب ہے یہ وہ مقدس مسجد شریف ہے جہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا روضۂ اطہر ہے، پیکر ادب ہوکر حاضر ہونا چاہئیے ، یہ وہ بارگاہ عالی جاہ ہے جہاں آواز بلند کرنے سے منع کیا گیا اور آواز بلند کرنے کا حکم یہ ہے کہ تمام اعمال وعبادتیں ضائع وبرباد ہوجاتی ہیں اور آدمی کو اس کا شعور واحساس بھی نہیں رہتا جیسا کہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آداب کی تعلیم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

يَـا أَيُّهَـا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔ اے ایمان والوا ! تم اپنی آوازوں کو نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز پر بلندمت کرو

وَلا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لا تَشْعُرُونَ.

اورآپ کی خدمت میں اس طرح گفتگومت کروجس طرح تم ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو ورنہ تمہارے اعمال ضائع واکارت ہوجائیں گےاور تمہیں اس کی خبر نہ ہوگی -

(سورۃ الحجرات۔2)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بھی یہی حکم ہیکہ مسجد نبوی شریف میں آواز بلند نہ کی جائے چنانچہ صحیح بخاری شریف، ج 1، کتاب الصلوۃ باب رفع الصوت فی المسجد میں حدیث مبارک ہے:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ .فَجِئْتُهُ بِهِمَا .قَالَ مَنْ أَنْتُمَا -أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ . قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لأَوْجَعْتُكُمَا ، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہےانہوں نے فرمایا میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا تو ایک صاحب نے میری طرف کنکری پھینک کرمتوجہ کیا, میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ نے اشارہ دیا کہ ان دوآدمیوں کو میرے پاس لے آؤ !تو میں ان دونوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچا،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :تم کس قبیلہ کے ہو؟یا فرمایا :تم کس علاقہ کے باشندے ہو؟ ان دونوں نے عرض کیا :ہم طائف کے باشندے ہیں آپ نے فرمایا:اگرتم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں ضرور تمہیں سزادیتا تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟۔

سیدی شیخ الاسلام امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

اس خبر سے ظاہر ہے کہ مسجد شریف میں کوئی آواز بلند نہیں کرسکتا تھا اور اگر کرتا تو مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا باوجود یہ کہ سائب بن یزید چنداں دور نہ تھے، مگر اسی ادب سے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا نہیں بلکہ کنکری پھینک کر اپنی طرف متوجہ کیا، یہ تمام آداب اسی وجہ سے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیات ابدی وہاں تشریف رکھتے ہیں کیونکہ اگر لحاظ صرف مسجد ہونے کا ہوتا تو " فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس تعزیر کو **اهل بلد** کے لئے خاص فرمایا جن کو مسجد شریف کے آداب بخوبی معلوم تھے اگر صرف مسجد ہی کا لحاظ ہوتا تو اہل طائف بھی معذور نہ رکھے جاتے کیونکہ آخر وہاں بھی مسجدیں تھیں۔(انوار احمدی، ص:265/264)

علامہ ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بتفصیل بیان کرنے کے بعد الباب الثالث فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ وبرہ ص 251، پر رقمطراز ہیں :

واعلم ان حرمة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته . . .	حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں باادب رہنا عظمت بجالانا جس طرح قبل وصال شریف لازم تھا وصال فرمانے کے بعد بھی لازم وضروری ہے۔۔۔

قال ابو ابریھم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بماادبنا اللہ بہ. قال القاضی ابو الفضل وھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ عنھم

ہرایمان والے پرواجب ہے کہ جب آپ کا ذکرمبارک کرے یا سنے تو حددرجہ خشوع وخضوع کا اظہارکرے اپنے افعال وحرکات میں مؤدب رہے، آپ کی عظمت وبزرگی کو ملحوظ خاطر رکھے اور اللہ تعالی کے حکم اور تعلیم کے مطابق ادب بجالائے کیونکہ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہے ۔علامہ ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے سلف صالحین اور بزرگ ائمہ کا یہی طریقہ ہے۔

مدینہ منورہ میں زائرین روضۂ اطہرکوان آداب کا لحاظ رکھنا چاہئیے ،کسی کومسجد نبوی شریف میں بلندآواز سے نہ پکاریں اوراپنے تمام حرکات وسکنات میں سے کوئی ایسی حرکت سرزدنہیں ہونی چاہئیے جس میں بےادبی کا ادنی شائبہ بھی ہو۔

اللہ تعالی کے دربار میں دعا ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے ہم سب کو مدینۂ منورہ حاضر ہونے کی سعادت عطا فرمائے ،اور بارگاہ اقدس میں باادب حاضر ہونا نصیب فرمائے ،موت آئے تو آپ کے شہر مقدس میں آئے اور جنت البقیع شریف میں دفن ہونا میسّر ہو۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِنَا طٰہٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

حج وعمرہ، فضائل وبرکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنْ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنْ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنْ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنْ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنْ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَیْہِ سَبِیْلاً.صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمْ.

برادران اسلام!عازمین حج وزیارت کے قافلے سوئے حرمین شریفین رواں دواں ہیں،زندگی تمام جس کعبہ کی طرف رُخ کرکے نمازیں ادا کرتے رہے اب وہ خود اپنی آنکھوں سے کعبۃ اللہ شریف کا دیدار کریں گے،جس نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اب ان کی بارگاہ عالی جاہ میں حاضر ہونے کا شرف پائیں گے۔

حضرات!انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ کسی بڑے دربار میں حاضر ہونا چاہتا ہے تو غسل کرکے مکمل پاک وصاف ہوتا ہے،عمدہ لباس زیب تن کرتا ہے اور پھر دربارشاہی میں حاضر ہوتا ہے،ایسے ہی حجاج کرام بادشاہوں کے بادشاہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اس دربار عالی میں حاضر ہونے کے لئے انہیں ماہ رمضان کے ذریعہ پاک وصاف کیا گیا، پہلے عشرہ میں بندہ کو رحمتوں سے بہرہ ور کیا گیا،دوسرے عشرہ میں مغفرت کے ذریعہ گناہوں سے پاک وصاف کیا گیا،تیسرے عشرہ میں جہنم سے رہائی کا پروانہ دیا گیا اوراسے شب قدر کی برکتوں سے مالامال کیا گیا،

بندۂ مومن نے قرآن کریم کی تلاوت وسماعت بھی کی' جس سے دل کا زنگ دور ہوگیا اور اس کا قلب روشن ومنور ہوگیا، روزہ کی برکت سے نفس مغلوب ہوگیا اور بندہ تربیت اسلامی کا مظہر اور تراویح ونوافل کی ادائی سے اخلاق حمیدہ کا پیکر بن گیا، اب تک وہ گناہوں کے میل سے آلودہ تھا' اسے ماہ رمضان میں آب رحمت اور مغفرت کے پانی سے پاک وصاف کردیا گیا، جب بندہ مکمل پاک وصاف ہوگیا تو اب اجازت ملتی ہے کہ رب العالمین کے دربار میں حاضر ہوجاؤ!۔

﴿ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلانِ حج ﴾

حضرات! جن افراد کو اللہ تعالی حج کی سعادت عطا فرمارہا ہے' وہ بارگاہ الہی کے منتخب اور چنندہ ہیں کیونکہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر فرمائی اور لوگوں میں حج کا اعلان کیا' قدرت الہی سے آپ کی آواز زمین وآسمان کے درمیان گونج اٹھی' جسے زمین وآسمان میں موجود ساری خلقت نے سنا' دنیا کے گوشہ گوشہ سے مخلوق خدا کا وہاں حاضر ہونا اس کی بین دلیل ہے، جیسا کہ **مستدرك علی الصحیحین** میں روایت ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : لَمَّا فَرَغ إِبْرَاهِيمُ مِنْ بِنَاءِ الْبَيْتِ قَالَ: رَبِّ قَدْ فَرَغْتُ .فَقَالَ : أَذِّنْ فِيْ النَّاسِ بِالْحَجِّ	سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانۂ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالی کے دربار میں معروضہ کیا: الہی! میں تعمیر سے فارغ ہوچکا ہوں، تو اللہ تعالی نے حکم فرمایا "لوگوں میں حج کا اعلان کرو!"

.قَــالَ : رَبِّ وَمَــا يَبْـلُـغُ صَـوْتِيْ ؟ قَالَ : أَذِّنْ وَعَلَيَّ الْبَلَاغُ . قَالَ : رَبِّ كَيْفَ أَقُوْلُ ؟ قَالَ : قُلْ : يَـا أَيُّهَا الـنَّـاسُ ! كُتِــبَ عَـلَيْـكُمُ الْـحَـجُّ ، حَجُّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ فَسَـمِـعَـهُ مِـنْ بَيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .أَلَا تَــرَى أَنَّهُـمْ يَـجِيْئُوْنَ مِنْ أَقْصَى الْأَرْضِ يُلَبُّوْنَ ؟.

انہوں نے عرض کیا: الٰہی! میری آواز کیسے پہنچے گی؟ارشاد فرمایا: آواز دینا تمہارا کام ہے اور پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا:پروردگار!میں کن کلمات سے اعلان کروں؟ارشادفرمایا: اس طرح کہو!"اے لوگو!تم پر حج فرض کیا گیا،معزز ومکرم گھر کعبۃ اللہ کا حج تم پر فرض کیا گیا"تو زمین وآسمان کے درمیان جتنی مخلوق تھی سب نے آپ کی آوزسنی۔یہی وجہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ حجاج زمین کے کونے کونے سے لبیک لبیک کہتے ہوئے حج کے لئے آتے ہیں۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم ،کتاب التفسیر،تفسیر سورۃ الحج،حدیث نمبر3421)

﴿ندائے خلیل پر لبیک کہنے والے ہی حج کے سعادتمند﴾

برادران اسلام! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آواز پرجن افراد نے لبیک کہا تھا وہی افراد آج حج کی سعادت سے مشرف ہورہے ہیں،جیسا کہ تفسیر درمنثور میں ہے:

وَأَخْـرَجَ ابْـنُ أَبِـيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :

امام ابن ابوحاتم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت نقل کی ہے،آپ نے فرمایا:

لَـمَّـا أَمَـرَ الـلهُ إِبْرَاهِيْمَ أَنْ يُّـنَـادِىَ فِىْ النَّاسِ بِالْحَجِّ ، صَـعِـدَ أَبَـا قُبَيْـسٍ فَوَضَعَ أُصْبَـعَيْـهِ فِىْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ نَادَى : إِنَّ الـلّـهَ كَتَبَ عَـلَيْكُمُ الْـحَـجَّ فَـأَجِيْبُـوْا رَبَّـكُمْ . فَـأَجَـابُـوْهُ بِـالتَّـلْبِيَةِ فِـىْ أَصْلَابِ الـرِّجَـالِ وَأَرْحَامِ الـنِّسَـاءِ ، وَأَوَّلُ مَـنْ أَجَابَهُ أَهْلُ الْيَمَنْ .فَـلَيْسَ حَاجٌّ يَـحُـجُّ مِـنْ يَّـوْمِـئِذٍ إِلَى أَنْ تَـقُوْمَ السَّاعَةُ، إِلَّا مَنْ كَانَ أَجَابَ إِبْرَاهِيْمَ يَوْمَئِذٍ.	جب اللہ تعالی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تو آپ ابوقبیس نامی ایک پہاڑ پر چڑھے اور اپنی مبارک انگلیوں کو اپنے کانوں میں رکھا اور ندا دی: "بیشک اللہ تعالی نے تم پر حج فرض کیا ہے تو تم اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہو!" تو آپ کی اس ندا پر لوگوں نے مَردوں کی پشتوں اور عورتوں کے شکموں سے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس دعوت کو قبول کیا۔اور سب سے پہلے یمن والوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔اور اس دن سے قیامت تک جو کوئی حاجی حج کرتا ہے تو یہ وہی خوش نصیب ہے جس نے اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر المنثور،سورۃ الحج،27)

حضرات! جو بندگان خدا حج کا عظیم فریضہ ادا کررہے ہیں وہ اللہ تعالی کے دربار سے منتخب اور چنندہ ہیں،اللہ تعالی جب اس شرف سے مشرف فرمارہا ہے تو انہیں چاہئے کہ وہ حج کے مناسک بہتر طور پر سیکھ لیں،توبہ واستغفار کی کثرت کریں،دل میں خوف وخشیت کی کیفیت میں مزید اضافہ کریں،جوحقوق واجب ہیں انہیں ادا کریں،اگر

کسی کی دل آزاری کی ہوتو ان سے معافی چاہیں، حج میں بطور خاص صبر وتحمل، ایثار وقربانی، عفوودرگزر سے کام لیں، ارشادحق تعالی ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ	جوشخص حج کے مہینوں میں احرام باندھ کرحج کی نیت کرلےتو نہ حج کے وقت بےحیائی کا کوئی کام کرے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ ہی کسی سے جھگڑے۔

(سورۃ البقرۃ:197)

برادران اسلام! حج دین اسلام کا ایک مہتم بالشان رکن ہے، جو، ہر صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً.	ترجمہ: اور اللہ تعالی کے لئے لوگوں پر کعبۃ اللہ کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھے۔

(سورۃ آل عمران۔97)

حج اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی کے لئے کیا جائے، اس سیر یا کاری ودکھاوا مقصود نہ ہو، حج اس لئے نہ کیا جائے کہ لوگ ہمیں حاجی کہیں بلکہ اس نیت سے کیا جائے کہ اللہ تعالی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم راضی ہوجائیں؛ کیونکہ عبادات کے اندر نیت کو روح کا درجہ دیا گیا ہے، جوخوش نصیب افراد خُلوصِ نیت کے ساتھ حج ادا کرتے ہیں ان کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عظیم بشارت عطا فرمائی جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے:

حَدَّثَنَا سَیار اَبُو الْحَکَمِ	حضرت ابوالحکم سیار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ	میں نے حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ	فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی
رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ	عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت نبی اکرم
سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی	صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ	نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور اس نے نہ بے حیائی
مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ	کا کوئی کام کیا اور نہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا وہ اس طرح
وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ	گناہوں سے پاک ہو کر لوٹے گا گویا اس کو اس کی ماں
وَلَدَتْهُ اُمُّهُ.	نے ابھی جنم دیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور. حدیث نمبر 1521)

﴿حج کس پر فرض ہے؟﴾

جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ	سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صلی	انہوں نے فرمایا: ایک صاحب حضرت نبی اکرم
الله عليه وسلم فَقَالَ يَا	صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر
رَسُولَ اللَّهِ مَا يُوجِبُ	عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حج
الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ	کو کیا چیز واجب کرتی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وَالرَّاحِلَةُ.	وسلم نے ارشاد فرمایا: توشۂ سفر اور سواری۔

(جامع ترمذی' کتاب الحج' باب ما جاء فی إیجاب الحج بالزاد والراحلۃ' حدیث نمبر818)

فقہاء کرام نے اس کی یوں وضاحت کی ہے کہ جس شخص کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد اس قدر مال ہو کہ وہ بیت اللہ شریف تک آنے جانے اور قیام کرنے کے اخراجات برداشت کرسکتا ہو اور سفر حج سے واپس آنے تک اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام کرسکتا ہو تو وہ صاحب استطاعت ہے اور اس پر حج فرض ہے۔

زکوۃ واجب ہونے کے لئے دیگر شرائط کے ساتھ نصاب کا مالک ہونا' مال کا بڑھنے والا ہونا اور نصاب پر سال گزرنا' شرط ہے، حج واجب ہونے کے لئے مال کے بڑھنے یا اس پر سال گزرنے کی شرط نہیں اور نہ نصاب کی تکمیل لازمی ہے، محض بنیادی ضرورت اور اہل وعیال کے نفقہ سے زائد اتنی رقم ہو کہ بیت اللہ شریف جانے آنے کے اخراجات برداشت کرسکتا ہو تو حج فرض ہوجاتا ہے۔

رہائشی گھر کے علاوہ جائیداد ہو اور اس کو فروخت کرنے سے اتنی رقم حاصل ہوتی ہے کہ وہ واپسی تک اہل وعیال کے نفقہ کا بندوبست کرکے حج کے مکمل اخراجات برداشت کرسکتا ہو تو ایسے شخص پر حج فرض ہے۔

فتاوی عالمگیری، کتاب المناسک میں ہے: **وتفسير ملك الزاد والراحلة أن يكون له مال فاضل عن حاجته ، وهو ما سوى مسكنه ولبسه وخدمه ، وأثاث بيته قدر ما يبلغه إلى مكة ذاهبا وجائيا راكبا لا ماشيا وسوى ما يقضي به ديونه ويمسك لنفقة عياله ، ومرمة مسكنه ونحوه إلى وقت انصرافه......وفي**

التجريد إن كان له دار لا يسكنها وعبد لا يستخدمه فعليه أن يبيعه ويحج به .

﴿حج فرض ہونے کے باوجود تاخیر کرنا‘ موجب غضب﴾

بعض افراد حج فرض ہونے کے باوجود کسی شرعی عذر کے بغیر پس وپیش کرتے ہیں،اوراگر قضاء آجائے تو ایک فرض کے تارک اور عظیم فضیلت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جاتے ہیں، جامع ترمذی میں روایت ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلاَ عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ (وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً).

سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص زادراہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جواسے بیت اللہ شریف تک پہنچائے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اس پراس بات کا فرق نہیں کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے۔اسی سے متعلق اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایاہے: اور اللہ تعالی کے لئے لوگوں پر کعبۃ اللہ کا حج فرض ہے جواس تک پہنچنے کی استطاعت رکھے۔(سورۂ آل عمران:97)

(جامع الترمذی،ابواب الحج،باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج۔817)

حضرات! جولوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج ادانہیں کرتے انہیں نصیحت کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

حج میں کمال درجے کی خوشنودی الہی ہے چونکہ بطیبِ خاطر مال خرچ کرنا اور

مصائب پر صبر کرنا مشکل کام تھا اس لئے حق تعالیٰ نے عمر بھر میں ایک ہی حج مقرر فرمایا جس سے اہل ایمان کا امتحان مقصود ہے۔ بڑی افسوس کی بات ہوگی کہ ہم عمر بھر دعوائے عبودیت کرتے رہیں اور تمام عمر میں ایک امتحانِ عبودیت جو مقرر کیا گیا ہے اس سے بھی گریز کر جائیں !!

اس سے تو یہ ثابت ہوگا کہ وہ دعویٰ زبانی ہی زبانی تھا اسی وجہ سے متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ جو حج نہیں کرے گا وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی اللہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

(مقاصد الاسلام، حصۂ چہارم، ص56)

﴿حج، ظاہری وباطنی فوائد کا جامع﴾

برادران اسلام! حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے حج کے اس عظیم فریضہ کی بابت خصوصی فضائل، برکات ومنافع بیان فرمائے، بعض افراد حج فرض ہونے کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ حج پر زیادہ مصارف آتے ہیں، مال کثیر خرچ کریں تو شاید ہم فقر وفاقہ سے دوچار ہوجائیں گے، ایسے افراد کو بھی حج کی ترغیب دلاتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی حج کی برکت سے فقر وتنگدستی کو دور فرمادیتا ہے اور گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے، فقر وتنگدستی کا دفع ہونا ظاہری فائدہ ہے اور گناہوں کا معاف کیا جانا باطنی فائدہ ہے، اس طرح حج ظاہری وباطنی ہر دو فوائد کا جامع ہے، جیسا کہ جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم	سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ .

تم پے درپے حج وعمرہ کیا کرو کیونکہ حج وعمرہ فقر اور گناہوں کو ایسے ہی دفع کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہا اور سونا چاندی کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔اور مقبول حج کا ثواب تو جنت ہی ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، حدیث نمبر:815۔ سنن النسائی، فضل المتابعۃ بین الحج والعمرۃ، حدیث نمبر:2630 ۔سنن ابن ماجہ، باب فضل الحج والعمرۃ، حدیث نمبر:2887)

حج کے اقسام

حضرات! حج کی تین قسمیں ہیں: (1) حج قِران۔ (2) حج تمتع (3) حج افراد۔

(1) حج قِران اس حج کو کہتے ہیں جس میں میقات سے حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج کی نیت کو ایک ہی احرام میں جمع کیا جائے۔

حج قران میں عمرہ کرنے کے بعد بال نہیں نکالے جاتے بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتے ہیں اور جب حج کے دن شروع ہوتے ہیں تو اسی احرام سے حج کرتے ہیں۔

(2) حج تمتع اس حج کو کہتے ہیں جس میں میقات سے حج کے مہینوں میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھل جاتا ہے پھر جب حج کے دن شروع ہوتے ہیں اس وقت دوبارہ حج کا احرام باندھکر حج کیا جاتا ہے۔

اکثر افراد حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔

(3) حج اِفراد اس حج کو کہتے ہیں جس میں صرف حج کی نیت سے احرام

باندھا جائے اوراس حج میں مناسک ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے۔

﴿اشہر حج (حج کے مہینے)﴾

حضرات! حج کا فریضہ زمان ومکان کے ساتھ خاص ہے، یعنی اس فریضہ کو مخصوص مقام اور خاص وقت پر ادا کیا جاتا ہے، شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن حج کے مہینے کہلاتے ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
أَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ	حج کے مہینے: شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے
وَعَشْرٌ مِنْ ذِي الْحجَّةِ.	ابتدائی دس دن ہیں۔

(صحیح بخاری شریف، کتاب الحج، بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ)

حج کے ایام: حج کے چھ(6) دن ہیں:

8/9/10/11/12 اور 13/ ذی الحجہ۔

﴿حج کے فرائض﴾

فرائض حج تین(3) ہیں: (1) احرام۔(2) وقوف عرفات۔(3) طواف زیارت۔

(1) احرام: اس سے مراد دل سے حج کی نیت کرنا اور تلبیہ (لبیک) کہنا ہے۔

(2) وقوف عرفات: 9! ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے 10! ذی الحجہ کی صبح

صادق کے درمیان میدان عرفات میں کچھ دیر کے لئے کیوں نہ ہوٹھہرنا یہ وقوف، حج کا عظیم ترین رکن ہے۔زوال کےفوری بعد وقوف کا آغاز کرنا' مسنون ہے۔

(3) طواف زیارت:10 !ذی الحجہ کی صبح سے 12! ذی الحجہ کے دن، سورج غروب ہونے سے پہلے تک کسی بھی وقت بیت اللہ شریف کا طواف کرنا۔

حضرات!ان تینوں ارکان کو ترتیب وار ادا کرنا اور ہر رکن کو اس کے مخصوص مکان اور مقررہ وقت میں ادا کرنا بھی ضروری ہے ان تینوں فرائض میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے تو حج نہیں ہوگا اوراس کی تلافی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

﴿واجبات حج﴾

واجبات حج چھ(6) ہیں:(1)وقوف مزدلفہ: دس(10) ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرنا' اس کا انتہائی وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔ (2)صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا۔(3)رمی جمار: جمرات کو کنکریاں مارنا۔(4)حج قِران اور حج تمتع کرنے والوں کے لئے قربانی کرنا۔(5)حلق:سر کے بال منڈانا یا قصر: بال کتروانا۔(6)آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) کے حق میں مکہ مکرمہ سے واپسی کے موقع پر طواف وداع کرنا۔نوٹ:ان واجبات میں سے اگر کوئی واجب چھوٹ جائے خواہ قصداًیا سہواًترک کیا ہو تو ایک دم یعنی ایک بکرا قربانی کرنا واجب ہے۔

﴿ادائی حج کے لئے عرفہ مزدلفہ ومنیٰ مقرر کرنے کی حکمتیں﴾

حضرات!حج کی ادائی کے لئے منی مزدلفہ اور عرفات وغیرہ مقامات مقرر کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حج کے روز لوگ اس پہاڑ کے پاس (یعنی عرفات میں) کھڑے ہوتے ہیں جو حدِّ حرم سے باہر ہے اور حرم میں نہیں کھڑے ہوتے؟ فرمایا اس لئے کہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم باب اللہ جب بندے اپنے خدا کی بارگاہ میں وفد بن کر آتے ہیں تو وہ پہلے دروازے کے باہر کھڑے کئے جاتے ہیں تا کہ نہایت عاجزی اور تضرع کریں پھر اس نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مشعر حرام کے پاس بھی وقوف ہوتا ہے؟ فرمایا جب اندر آنے کی انہیں اجازت ہوئی تو وہ اندر تو آ گئے مگر پھر دوسرے پردے کے پاس یعنی مزدلفہ میں روکے جاتے ہیں تا کہ پھر وہاں تضرع اور عاجزی کریں اور اس کے بعد قربانی گزراننے کی اجازت ہوتی ہے جو باعث تقرب ہے اور وہاں تمام گناہوں اور میل کچیل سے پاک وصاف ہو کر اصلاح وغیرہ بنوا کر باطہارت وزینت زیارت کرنے کی اجازت ہوتی ہے (اسی وجہ سے اس طواف کا نام طواف الزیارۃ ہے) پھر اس نے پوچھا ایام تشریق میں روزے کیوں منع کئے گئے؟ فرمایا: اس لئے کہ اُن دنوں لوگ خدائے تعالیٰ کی مہمانی میں ہوتے ہیں اور مہمان بغیر اجازتِ میزبان کے روزہ نہیں رکھ سکتا پھر اس نے پوچھا کہ کعبہ شریف کا پردہ پکڑنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا قصور کرتا ہے اور جب اس سے ملاقات ہوتی ہے تو اس جرم کی معافی کے لئے اس کا دامن پکڑ کر معافی چاہتا ہے۔ (مقاصد الاسلام، حصۂ چہارم، ص59/60)

﴾عازمین حج کو حضرت ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت﴿

حضرت ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ

عازمین حج کو نصیحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

یہاں میں ان امور کا تذکرہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جن کو حضرت والدی علیہ الرحمہ بالعموم ہر عازم حج اور زائر سے فرمایا کرتے تھے تاکہ یہ حضرات ان باتوں کا لحاظ رکھ کر اپنے سفر کو کامیاب بنائیں۔

پہلی بات بڑے اہتمام سے یوں فرماتے: دیکھو میاں! یہ حج کا سفر بڑا صبر آزما اور مشقت طلب ہوتا ہے، اس میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ جب لوگ ایک دوسرے پر سبقت کرتے اور اپنی آسائش کو مقدم کرنے کے لئے آپس میں جھگڑنے اور اختلاف کرنے لگتے ہیں، خبردار! ایسے مواقع پر صبر وتحمل کو ہاتھ سے جانے نہ دینا، بات کتنی ہی تلخ اور ناگوار کیوں نہ ہو، درگزر سے کام لینا اور اللہ تعالی کے اس ارشاد کو کبھی نہ بھولنا:

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ. (سورۃ البقرۃ:197)

خبردار! حج کے درمیان لڑائی جھگڑا، گالی گلوج نہ ہونے پائے، اس صبر کا بڑا اجر ہے۔

دوسری بات یہ ارشاد فرماتے کہ دیکھو میاں! بعض عبادتیں مقامات کے ساتھ خاص ہوتی ہیں، جو دوسری جگہ نہیں ہوسکتیں، اس لئے کوشش کرو کہ جب تک تمہارا مکہ معظّمہ میں قیام رہے بیت اللہ شریف کا زیادہ سے زیادہ طواف ہوتا رہے کہ یہ نعمت دنیا میں کسی اور جگہ نصیب نہیں ہوسکتی، اسی طرح عمرہ بھی خصوصی عبادت ہے، جو مکہ معظّمہ ہی میں میسر آتی ہے، اس لئے جتنے ہوسکیں اپنے اور اپنے والدین اور عزیز واقارب کی طرف سے نفل عمرے ادا کرو، اور اس کو بھی خوب یاد رکھو کہ یہاں کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے، لیکن ساتھ ہی اس کو بھی نہ بھولو کہ یہاں گناہوں پر بھی ویسی ہی سخت پکڑ ہے۔

تیسری بات زمزم شریف کے متعلق یہ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ھم خرما وھم ثواب (وہ جس میں لذت بھی ہو اور کارِ خیر بھی) کے مصداق ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو جس نیت سے پیو وہ پوری ہوتی ہے، یہ امراض کے لئے شفا بھی ہے اور دعاء کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے اور بھوکے کے لئے غذا بھی، اس لئے جب تک یہاں قیام رہے زمزم شریف خوب پیو اور اس کے وسیلہ سے دعاء کیا کرو!۔

یہاں کے اوراد کے تعلق سے حضرت قبلہ علیہ الرحمہ یہ ارشاد فرماتے کہ ''حزب اعظم'' دعاؤں کا ایسا مجموعہ ہے جس میں ساری مسنون دعائیں جمع ہیں، اس لئے کم از کم اس کا ایک ختم یہاں ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ (کتاب الحج والزیارۃ، پیش لفظ، ص 4-3)

زیارت روضہ اطہر کے آداب کے بارے میں حضرت علیہ الرحمۃ کی قیمتی نصیحتیں زیارت روضۂ اطہر کے ضمن میں ص 66 پر بیان کی گئی ہیں۔

﴿طواف خانۂ کعبہ 'امت کے لئے خصوصی شرف﴾

حضرات! یوں تو ہر دور میں طواف کرنے والے خانۂ کعبہ کا طواف کرتے رہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو اللہ تعالی نے طواف کا خصوصی شرف عطا فرمایا' جیسا کہ امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ ، إِنَّ لِلْكَعْبَةِ لِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ، وَلَقَدْ اِشْتَكَتْ إِلَى اللّٰهِ ، فَقَالَتْ : يَا رَبِّ ، قَلَّ عُوَّادِیْ ، وَقَلَّ زُوَّارِیْ ، فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهَا : إِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا خُشَّعًا سُجَّدًا ، يَحِنُّوْنَ إِلَيْكَ كَمَا تَحِنُّ الْحَمَامَةُ إِلَى بَيْضَتِهَا.	اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بیشک کعبہ کو زبان اوردو ہونٹ ہیں،اوراس نے اللہ تعالی کے دربار میں شکایت کی،اس نے عرض کیا:اے پروردگار!میرے پاس آنے والے اور زیارت کرنے والے کم ہوگئے،تو اللہ تعالی نے اس کی جانب وحی فرمائی،بیشک میں ایسے انسانوں کو وجود بخشنے والا ہوں جن کے دل خوف وخشیت سے معمور اوران کی جبینیں بارگاہ الہی میں سجدہ ریز رہیں گی،وہ تیری طرف ایسے مشتاق رہیں گے جیسے کبوتر اپنے انڈے کی طرف مشتاق رہتا ہے۔

(المعجم الأوسط للطبرانی،باب المیم من اسمہ: محمد،حدیث نمبر 6245)

﴿حجاج کی شفاعت'خانۂ کعبہ کادربار رسالت میں معروضہ!﴾

برادران اسلام! اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شفیع المذنبین (ساری کائنات کے حق میں شفاعت کرنے والا) بنا کر بھیجا،آپ کی شفاعت سے تمام اہل ایمان مشرف ہوں گے اور حجاج وزائرین کے حق میں آپ نے خصوصی دعائیں فرمائیں،شفاعت خاصہ کا وعدہ بھی فرمایا اور آپ کی نسبت ہی سے خانہ کعبہ حجاج کرام کے حق میں اللہ تعالی کے دربار میں سفارش کرے گا،صرف حجاج ہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو اپنے دلوں میں حج کی تمنا وآرزو رکھا کرتے تھے'لیکن غربت یا کسی شرعی عذر کی بنا حج نہ

کرسکے ہوں تو کعبۃ اللہ شریف ان کے حق میں بھی سفارش کرے گا،جیسا کہ نزہۃ المجالس میں ہے:

وقال فی کتاب شرف المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ان الکعبة تستأذن ربھا فی زیارۃ قبر المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فیأذن لھا فتقول یا نبی اللہ لا تھتم بثلاثة فإنی أشفع لھم من طاف بی ومن خرج ولم یبلغنی ومن اشتھی الوصول إلی ولم یجد سبیلا..	شرف المصطفی نامی ایک کتاب میں مذکور ہے: بیشک کعبۃ اللہ اپنے پروردگار کے دربار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالی اسے اجازت عطا فرمائے گا،وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار میں عرض کرے گا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم! تین افراد کے بارے میں آپ فکر نہ کریں! میں ان کے حق میں سفارش کروں گا:

(1) وہ شخص جس نے میرا طواف کیا،(2) وہ شخص جو(حج یا عمرہ کے ارادہ سے) نکلا لیکن مجھ تک نہ پہنچ سکا اور (3) وہ شخص جو مجھ تک پہنچنے کی آرزو کیا لیکن استطاعت نہ رکھا۔(نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس،باب فضل الحج)

اسی لئے ہر بندۂ مومن خواہ امیر ہو کہ غریب اس کی دلی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اس حیات مستعار میں کم از کم ایک مرتبہ حج بیت اللہ وزیارت روضۂ مقدسہ کے شرف سے مشرف ہو،اسی لئے اقطاع عالم سے فرزندان توحید مکہ مکرمہ ومدینۂ طیبہ حاضر ہوتے ہیں۔

حجاج ومعتمرین'اللہ کے مہمان

حجاج ومعتمرین کو یہ اعزاز بخشا جاتا ہے کہ وہ جو دعا کرتے ہیں اللہ تعالی اسے

قبول فرماتا ہے، انہیں اللہ تعالی کے مہمان ہونے کا شرف ملتا ہے، سنن ابن ماجہ شریف میں حدیث مبارک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّـهُ قَالَ : الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللَّهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالی کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالی سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول فرماتا ہے اور اگر وہ مغفرت طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو بخش دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب فضل دعاء الحج، حدیث نمبر: 3004)

﴿سفر حج میں ہر قدم پر نیکی﴾

حضرات! جب حجاج کرام کے پیش نظر یہ بات رہے گی کہ ہم اللہ تعالی کے مہمان ہیں اور اس کے دربار میں حاضر ہیں تو ان کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہیں آئے گا اور ظاہری طور پر کوئی مصیبت اور پریشانی بھی پیش آجائے تو صبر کریں گے اور دل میں یہ یقین رہے گا کہ جس پاک پروردگار کے دربار میں ہم آئے ہیں وہی ہماری حفاظت فرمائے گا اور ہر مصیبت کو راحت میں تبدیل فرمادے گا، اور کرم کا یہ معاملہ ہوتا ہے کہ حجاج کرام کو ہر قدم پر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں جیسا کہ شعب الایمان میں حدیث شریف ہے:

فـإنـي سمعت أبا القـاسـم صـلى الله عليه وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوالقاسم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يقول : من جاء يؤم البيت الحرام ، وركب بعيره فما يرفع البعير خفا ولا يضع خفا إلا كتب الله له بها حسنة ، وحط عنه بها خطيئة ورفع له بها درجة حتى إذا انتهى إلى البيت فطاف به وطاف بين الصفا والمروة ثم حلق أو قصر إلا خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه .	جو شخص بیت اللہ شریف کے ارادہ سے آئے اور اپنے اونٹ پر سوار ہو تو اونٹ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اللہ تعالی اس کے ہر قدم کے بدلہ نیکی لکھتا ہے اور ہر قدم کے بدلہ خطا معاف فرماتا ہے اور ہر قدم کے بدلہ درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ بیت اللہ شریف کو پہنچتا ہے اور طواف کے شرف سے مشرف ہوتا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے پھر حلق یا قصر کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو کر نکلتا ہے جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

(شعب الإیمان للبیہقی ،الخامس والعشرون من شعب الإیمان وہو باب المناسک ، فضل الحج والعمرۃ،حدیث نمبر 3959)

﴿مقبول حج کا بدلہ جنت!﴾

جب بندہ حج ادا کرکے واپس ہوتا ہے تو اس حال میں واپس ہوتا ہے کہ اس کے جسم پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا،مقبول حج کے بدلہ اسے جنت عطا کی جاتی ہے،جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنه	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ

کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔

(صحیح البخاری، باب وجوب العمرۃ وفضلها، حدیث نمبر:1773۔صحیح مسلم، باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ، حدیث نمبر:3355)

حضرات! جب امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجاج کرام کے حق میں دعا فرمائی ہے تو اس دعاء مستجاب کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس سے صرف حجاج کرام ہی فیضیاب نہیں ہوتے بلکہ اب وہ جس کے حق میں سفارش کرتے ہیں اللہ تعالی اسے قبول فرماتا ہے، جیسا کہ مسند بزار، جامع الاحادیث، جامع کبیر، مجمع الزوائد اور کنز العمال میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِى مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ، رَفَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ : الْحَاجُّ يَشْفَعُ فِى أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ ، أَوْ قَالَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کرنے والا اپنے چار سو(400) خاندان، (راوی کہتے ہیں: یا حضور نے فرمایا) خاندان کے چار سو(400) افراد کی شفاعت کرے گا۔

(مسند البزار، مسند حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہما، حدیث نمبر: 3196۔الجامع الکبیر للسیوطی، حرف الحاء حدیث نمبر:12137۔ جامع الاحادیث، حرف الحاء، المحلی من الحاء، حدیث نمبر:11680 ۔مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب دعاء الحجاج

والعمار حدیث نمبر:5289 ۔کنز العمال، کتاب الحج والعمرۃ، الباب الأول فی فضائل الحج ووجوبہ وآدابہ، الإکمال من الفصل الأول فی فضائل الحج، حدیث نمبر:11841)

﴿یوم عرفہ کی فضیلت﴾

شرح السنہ، مشکوۃ المصابیح اور زجاجۃ المصابیح میں حدیث پاک ہے:

وعن جابر رضی الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا كان يوم عرفة إن الله ينزل إلى السماء الدنيا فيباهي بهم الملائكة فيقول :انظروا إلى عبادی أتونی شعثا غبرا ضاجين من كل فج عميق أشهدكم أنی قد غفرت لهم فيقول الملائكة :يا رب فلان كان يرهق وفلان وفلانة قال :يقول الله عز وجل :قد غفرت لهم ." قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :فما من يوم أكثر عتيقا من النار من يوم عرفة ."رواه فی شرح السنة -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور فرشتوں کے سامنے میدانِ عرفات میں جمع ہونے والوں پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اے فرشتو! تم میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میری بارگاہ میں پراگندہ بال گرد آلود چہروں میں دور دراز تنگ اور کشادہ راستوں سے چل کر یہاں

حاضر ہیں اور تسبیح وتہلیل ذکر وتلبیہ کرتے ہوئے مجھے پکار رہے ہیں، اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے ان سب کو بخش دیا، یہ سن کر فرشتے عرض کرتے ہیں : پروردگار! ان میں فلاں مرد اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہگار اور متہم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سن کر اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے : سنو! میں نے (نیکوں کے ساتھ) ان کو بھی بخش دیا یہ فرما کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی اور دن دوزخ سے اتنے بندوں کو رہائی نہیں ملتی جتنے بندوں کو عرفہ کے دن دوزخ سے رہائی ملتی ہے، (شرح السنہ، مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر-2601، زجاجۃ المصابیح، حدیث نمبر،105)

حضرات! یہاں کتاب وسنت کی روشنی میں حج کی فرضیت واہمیت اور اس کے فضائل وبرکات بیان کئے گئے ہیں؛ تا کہ ہمارے دلوں میں حج کی ادائی کا جذبہ مزید پروان چڑھے۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے ہمیں حج مقبول کی سعادت اور روضۂ اطہر کی زیارت کے شرف سے مشرف فرمائے۔

آمِیْن بِجَاهِ سَیِّدِنَا طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

○○○ تمت ○○○

نعت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم

چوما جونقشِ قدم 'عرش معلیٰ دیکھا
دیکھا جو روئے نبی حق کا ہی جلوہ دیکھا

حسن ایمان وعقیدت سے جوطیبہ دیکھا
دین ودنیا کی سعادت کا خزینہ دیکھا

لوح وکرسی وقلم، جنت وسدرہ دیکھا
دیکھا سب کچھ بیقیں جس نے مدینہ دیکھا

ڈوبا سورج بھی پلٹ آیا جو منشا دیکھا
چاند شق ہوگیا جب ان کا اشارہ دیکھا

ان کی مرضی کا خدا رکھتا ہے کس درجہ لحاظ
قبلہ تبدیل کیا چہرہ جو اٹھتا دیکھا

چاند شرمائے جو دیکھے رخ زیبا کی ضیاء
یہی کہتے ہوئے اصحاب نے چہرہ دیکھا

علم میں فضل میں ہر وصف میں سب سے اعلی
شاہ کونین کو ہر شان میں یکتا دیکھا

زائرو آؤ کہ جنت بھی یہیں ملتی ہے
روضۂ شاہ سے ہی خلد کا رستہ دیکھا

اُن کے منگتے جو ہیں شاہوں کو دیا کرتے ہیں
اُن کے ٹکڑوں پہ ہی ہر ایک کو پلتا دیکھا

عاصیوں متقیوں سب کے لئے محشر میں
صرف آقا کی شفاعت کا سہارا دیکھا

اس لئے پلکیں بچھاتے ہیں یہاں پر شیدا
دست بستہ جو فرشتوں کا یاں پہرا دیکھا

ارض طیبہ میں ضیاء پورے ادب سے آنا
حسنِ تعظیم ہی میں قلب کا تقوی دیکھا

از: سید ضیاء الدین نقشبندی عفی عنہ
شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ